صخر

تحریر : مرحا خان

!!! زمانہ حسیں ہے ہے ۔۔۔۔۔۔ یہ میں مانتا ہوں

!!! بڑا دلنشیں ہے ہے ۔۔۔۔۔۔ یہ میں مانتا ہوں

یہ کراچی کے ایک محلے کا منظر تھا۔۔۔ فجر کی تاریکی میں گلی کے کونے میں زمین پر گھٹنوں میں سر دیے بیٹھا وہ فقیر بڑے جذب سے بول رہا تھا۔اسکی قدرے بڑھی ہوئی زلفیں الجھی ہوئی تھیں۔۔

!!! زمانہ حسین ہے،، یہ میں مانتا ہوں

!!! بڑا دلنشین ہے،، یہ میں مانتا ہوں

اسکی سوز بھری آواز خاموش فضاؤں کے دوش پر بہت دور نکلتی جا رہی تھی۔۔ جب وہ ٹھہرتا تو ایسی جامد خاموشی چھا جاتی جیسے ہر ذی روح نے دم سادھ لیا ہو۔

اسکی آواز سن کر ایک آوارہ کتا کہیں سے اس گلی میں آنکلا تھا جس کے دوسری طرف مسجد تھی۔ وہ چلتا ہوا اس فقیر کے سامنے ٹھہر گیا۔

نہ ڈھونڈو گے پھر تم۔۔۔ کوئی اور محفللل

!!! محمد (ص) کی محفل میں آ کر تو دیکھو

اسکی آواز ایک پل کو لڑکھڑائی تھی اس نے سر اٹھا کر سامنے کھڑے کتے کو دیکھا تو سٹریٹ پول کی روشنی اسکے چہرے پر پڑی۔

اسکے گرد آلود چہرے پر اسکی بھوری آنکھیں مسحور کر دینے والی تھیں۔۔
اسکے دیکھتے دیکھتے وہ کتا اسکے سامنے زمین پر بیٹھ گیا جب اس نے دوبارہ بولنا شروع کیا۔۔اسکی آنکھیں بے ساختہ بند ہوئی تھیں۔۔

میری نبض چھوڑو۔۔۔اے میرے طبیبو !!!
دوائی کھلاؤ نہ۔۔شربت پلاؤ !!!

وہ دیوار سے سر لگائے آنکھیں مونदے ارد گرد سے بے خبر بیٹھا جذب سے بول رہا تھا۔۔ گلی میں آہٹ ہوئی تھی کوئی اس جانب آرہا تھا۔۔ کتا ایک دم اٹھا اور دوسری جانب دوڑ گیا۔۔

" میری نبض چھوڑ وائے میرے طبیبو !

دوائی کھلاؤ نہ شربت پلاؤ !

ہے جن کا یہ اسمِ گرامی محمد (ص)

ذرا ان کی باتیں سنا کر تو دیکھو !!! "

قدموں کی چاپ اس فقیر کے پاس آکر تھم گئی۔ وہ فقیر آنکھیں مونदے مسکرایا تو اسکے چہرے پر جھریاں نمایاں ہوئیں۔۔

" اسلام علیکم !!! "

آواز پر اس نے آنکھیں کھولیں تو ایک پنتالیس سالہ خوش شکل مرد اسکے سامنے تھا۔ سفید شلوار قمیض میں ملبوس! اسکی شہد رنگ آنکھوں میں نرم تاثر تھا جبکہ لبوں پر مہربان مسکراہٹ تھی۔۔

" وعلیکم اسلام عمر صاحب !!! "
اس نے مصافحے کے لئے بڑھا ان کا ہاتھ تھام لیا۔۔

" آپ چلیے میرے گھر؟ کچھ خدمت کا موقع دیں !!! "
عمر صاحب کے دراز قد کی وجہ سے فقیر کو سر قدرے بلند کر کے دیکھنا پڑ رہا تھا جس کے باعث وہ جھک کر ان سے پوچھنے لگے۔۔

" میں ادھر ہی ٹھیک ہوں۔۔ مسجد کو دیکھ کر آنکھوں میں ٹھنڈک اترتی ہے !!! "

وہ ہمیشہ کی طرح پھر ٹال گئے تھے۔۔ جہاں محلے کے باقی لوگ انہیں حقیر سمجھتے تھے وہیں عمر صاحب کا رویہ ان کے لیے بہت خاص تھا۔۔

" !!! آپ ہمیشہ یہی جواب دیتے ہیں "

وہ مسکراتے سیدھے ہو گئے، ان کی نگاہ مسجد کے دروازے پر تھی نماز کی بے قراری سمجھتے فقیر متبسم ہوا۔۔

" !!! تم سوال بھی تو ایک ہی پوچھتے ہو "

وہ انہیں کھوجتی نظروں سے دیکھ رہے تھے جس پر عمر صاحب اجازت طلب نظروں سے دیکھتے آگے بڑھ گئے۔ جانتے جو تھے اب وہ کیا کہنے والے تھے۔۔

" !!! عمر صاحب۔۔ شادی کر لو "

اس نے پیچھے سے ہانک لگائی تھی۔۔ وہ ایک پل کو ٹھہرے پھر خاموشی سے آگے بڑھ گئے۔۔

فقیر نے مسکراتی نظروں سے انہیں دیکھا۔۔

" کب تک بھاگتے رہو گے۔۔

وہ تمہارے آس پاس ہی ہے !!! "

آنکھیں موندتے وہ بڑبڑائے تھے۔۔

❤❤❤

کراچی کے مہنگے ترین میرج ہال کے سامنے ایک ساتھ دو گاڑیاں جھٹکے سے رکیں۔۔ پہلی سیاہ رنگ کی کار کا دروازہ کھول کر نمَر جبیل باہر نکلا۔۔ چھ فٹ سے نکلتے قد پر سیاہ تھری پیس غضب ڈھا رہا تھا۔۔

اس نے کار کا دروازہ بند کرتے کوٹ کا ایک بٹن کھول دیا۔ اسکے چہرے پر سب سے زیادہ جو چیز واضح تھی وہ اسکی مونچھیں تھیں۔۔

سرخ و سفید کلین شیو چہرے پر گھنی سیاہ مونچھیں بڑی بھلی لگتی تھیں۔۔ چھبیس سالہ نمر جبیل بلاشبہ ایک پر کشش مرد تھا!

اس نے کار کے دوسرے دروازے سے نکلتے نائل جبیل کو دیکھا۔ اپنے ہینڈسم بابا کو دیکھ کر اسکی سیاہ آنکھوں میں چمک ابھری۔۔

اسکے ساتھ ہی پچھلا دروازہ دھکیل کر عافیہ جبیل باہر نکلیں۔ سیاہ جھلملاتی ساڑھی میں ملبوس عافیہ جبیل نائل جبیل کی طرح ہی جوان لگتی تھیں۔۔ پیسے کی ریل پیل نے ان پر عمر کا کچھ خاص فرق نہیں پڑنے دیا۔۔

" چلو !!! "

نائل جبیل نے اچٹتی نظر ہال کی انٹرنس پر ڈالی۔

" چاچو اور عزہ کو آنے دیں۔۔ "

نمر نے پلٹ کر سفید کار کی جانب دیکھا جس سے وہ دونوں باہر نکل رہے تھے۔۔

" چاچو۔۔۔ مجھے نہیں آنا تھا نہ یہاں !!! "

بے بی پنک باربی ڈریس میں سترہ سالہ عزہ منہ بسورے بولی اسکی ہری آنکھوں میں خفگی صاف نمایاں تھی۔۔

" !!! تیار تو ایسے ہوئی ہو گڑیا جیسے تمہاری شادی ہے "

اسید جبران نے اکتاہٹ بھرے انداز میں کہا اور آگے بڑھ گیا۔۔اسے فیملی گیدرنگز سے سخت اکتاہٹ ہوتی تھی۔۔آج بھی وہ نہیں آنا چاہتا تھا مگر نائل جبیل کے اسرار پر چاروناچار چلا آیا تھا۔۔

وہ نائل کا فرسٹ کزن تھا۔۔مگر اس سے بلکل مختلف ! اسکی سرمئی آنکھوں میں اکثر بیزاری ہلکورے لیتی رہتی تھی۔وہ لوگوں سے گھلتا ملتا نہیں تھا۔۔

اس دنیا میں بس دو لوگ ایسے تھے جن سے وہ اچھی طرح بات کر لیا کرتا تھا اور وہ تھے نمر جبیل اور عزہ جبیل! ان کی جان بستی تھی اسید جبران میں ۔۔

" چاچو بہت برے ہیں آپ !!! "
اسید کے آگے بڑھ جانے پر وہ منہ پھلاتی انکے قریب چلی آئی تو وہ سب اندر چلے گئے۔۔

❤❤❤

شادی کی تقریب اپنے عروج پر تھی ہر کوئی خوش گپیوں میں مشغول تھا ان سب سے الگ تھلگ اسید بیزار سا بیٹھا تھا۔۔ وہ وہاں بہت سی لڑکیوں کی نظریں خود پر محسوس کر رہا تھا۔۔

حالانکہ وہ کیجول سی وائٹ وی گلے کی شرٹ اور جینز میں ملبوس تھا۔۔اس نے کہیں بھی جانے کے لیے کبھی خاص تیاری نہیں کی تھی۔۔مگر پھر بھی وہ بہت پر کشش لگتا تھا۔۔

اسکی سر مئی آنکھیں، بھری بھری داڑھی مونچھیں اور گھنے سیاہ بال اسکی وجاہت میں اضافہ کرتے تھے مزید اسکا سرد انداز کسر پوری کر دیتا تھا۔۔

وہ سینے پر بازو لپیٹتا سفید جاگرز میں مقید پیر ہلانے لگا۔کچھ دیر بعد نمرا اسکے پاس آٹپکا۔۔دھپ سے اسکے برابر بیٹھتا وہ سامنے لڑکیوں کے ایک ٹولے کی جانب دیکھنے لگا جو بار بار مڑ کر اسید کو دیکھ رہی تھیں۔۔

" چاچو آپکی عمر کتنی ہے؟ "

وہ انہی لڑکیوں کو گھورتا ہوا بولا۔ اسید نے اسکی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا تو فوراً نگاہ ہٹا گیا۔۔

" کیوں ؟ "

وہ ہنوز پیر ہلاتے بیزاری سے بولا تو نمر نے اب اسکی جانب دیکھا۔۔

" ایک منٹ۔۔ ہاں یاد آیا آپ مجھ سے گیارہ سال بڑے ہیں تو سینتیس سال کے ہوئے۔۔ اگر آپکی شادی ہوئی ہوتی تو ان ٹڈیوں کی عمر کی آپکی بیٹی ہوتی۔۔ "

اسکی بات پر اسید جی بھر کر بدمزہ ہوا۔۔

" لڑکیوں کے علاوہ کوئی بات نہیں کر سکتے ؟ "

نم نے فٹ سے اثبات میں سر ہلایا پھر رازدارانہ انداز میں اس سے کہنے لگا

۔۔

" !!! یار چاچو ایک لڑکی پسند آ گئی ہی مجھے "

اسید نے تیکھی نظروں سے اسے دیکھا وہ ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہوتا مکمل اسکی جانب رخ کر گیا۔۔

" کون؟ "

اسکی سکڑی آنکھوں میں دیکھتا نمر لب دبا گیا۔۔

"!!! عمر صاحب کی بہن"

وہ شرارتاً بولا تھا۔اسید نے بازو صوفے کی پشت پر پھیلا لیے۔اب وہ تھوڑا پر سکون لگتا تھا۔۔

" عطوف ؟ آہاں ! میں نے کہیں سے سنا تھا۔۔ایسے ہی بات کانوں میں پڑ گئی تھی کہ عمر صاحب کی بہن نے کسی لڑکے کی ناک توڑی تھی۔۔ "

وہ سکون سے نمر کو دیکھ رہا تھا جس کا ہاتھ بے ساختہ اپنی ناک تک گیا۔۔

" !!! کیا یار چاچو۔۔مذاق بھی نہیں سمجھتے "

وہ گڑبڑاتا وہاں سے اڑن چھو ہو گیا۔۔

اسید نے سر جھٹکا تبھی اسے عزہ اپنی جانب آتی دکھائی دی ساتھ ہی اس نے اچٹتی نظر عافیہ جبیل پر ڈالی جو غصے سے عزہ کو گھور رہی تھیں۔۔

" !!! چاچو آپ یہاں اکیلے کیوں بیٹھے ہیں "

وہ اپنی پھولی ہوئی فراک سے الجھتی اسکے برابر بیٹھتی معصومیت سے گویا ہوئی۔۔اسید نے اسکے معصوم چہرے کو دیکھا وہ اسے بلکل بچی لگتی تھی۔۔

" !!! یونہی "

وہ ہاتھ بڑھا کر اسکے بال بگاڑ گیا تو اس نے روہانسی ہوتے اسکے بازو پر ہلکا سا مکا جڑ دیا۔۔

" !!! میں بور ہو رہی ہوں "

وہ چہرے کے گرد ہاتھ رکھتی بیزار سی بولی۔۔

" میں بھی۔۔۔گھر چلیں ؟ "

اسکی بات پر وہ پرجوش سی ہوئی۔۔

" یس !!! اور راستے سے ہم آئس کریم۔۔۔ "

اسکی بات مکمل ہونے سے قبل ہی اسید نے اسکی ساری ایکسائیٹمنٹ پر پانی پھیر دیا۔۔

"آرام سے بیٹھو یہاں ! نائل آرہا ہے اس طرف۔۔ "

اتنے وقت میں نائل انکے پاس پہنچ چکا تھا۔۔

عزہ بچے سٹیج پر جاؤ تمہاری کزنز بلا رہی ہیں۔۔۔اسید تم بھی آؤنہ۔۔ "

" !!! سب سے ملو جلو

عزہ کو سٹیج کی جانب اشارہ کرتے وہ اسید سے مخاطب ہوا۔۔

" میں یہیں ٹھیک ہوں۔۔۔ "

اسید ازلی سنجیدگی سے بولا تو نائل نے سمجھ کر سر ہلایا۔اسکی نیچر کو تو وہ جانتا تھا۔۔وہ پلٹ کر عافیہ کی جانب بڑھ گیا۔۔

❤❤❤

پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالے وہ دوسرے ہاتھ میں تھاما مہنگا فون کان سے لگائے کسی سے محو گفتگو تھا۔۔اسکی نگاہیں سفید چمکتے فرش پر تھیں پھر بھی وہ جانتا تھا وہ بہت سے لوگوں کی نگاہوں کا مرکز تھا۔۔

اس نے پاکٹ سے ہاتھ نکال کر گھنی مونچھوں پر انگلی پھیری ساتھ ہی وہ فون پر اپنے دوست کی کسی بات پر ہنس پڑا۔اسکا چہرہ لمحے میں سرخ ہوا تھا

۔۔

اور یہ پہلی بار نہیں تھا اسکے ذرا سے ہنسنے پر بھی اسکا خوبرو چہرہ لال ٹماٹر ہو جاتا تھا۔۔

ہنستے ہوئے اچانک اس کی نگاہ اٹھی۔۔ پھر پلٹ نہ سکی۔۔ یہ وہ پہلا لمحہ تھا جب نمر جبیل کا دل کسی صنف نازک کو دیکھ کر زور سے دھڑکا تھا۔۔

سرخ رنگ کے غرارے کو دونوں ہاتھوں سے اٹھائے وہ ساتھ چلتی لڑکی کی کسی بات پر ہنس رہی تھی۔۔ یوں لگتا تھا سرخ رنگ بس اسی کے لیے بنایا گیا تھا۔۔

میدے سی سفید رنگت پر گہرا سرخ لباس غضب ڈھا رہا تھا۔۔ اس نے ایک ادا سے کندھے پر پڑے بھورے سلکی بال پیچھے جھٹکے تو نمر کے دل نے ایک اور بیٹ مس کی۔۔

وہ اسکے سامنے سے گزر کر واش روم والی سائیڈ جا رہی تھی جب ہڑ بڑی میں آتے ایک ویٹر سے ٹکرائی۔۔ ویٹر گھبراتا پیچھے کو سرکا تو پیچھے ٹیبل پر پڑا شیشے کا ڈیکوریشن پیس ایک دم اس لڑکی کے پاؤں پر گرا۔۔

اسکی ہلکی سی چیخ بلند ہوئی اسکے ساتھ ہی وہ بری طرح رونے لگی۔۔ اسکے ساتھ موجود لڑکی خوفزدہ نظروں سے اسکے پاؤں کو دیکھتی چیخی۔۔

" آئنور۔۔۔ خو۔۔ خون نکل رہا ہے۔۔ میں۔۔ میں انکل کو۔۔۔ "

وہ سرعت سے واپس بھاگی تھی۔۔ یہ صورتحال دیکھ کر نمر کچھ آگے آیا تو اسکی نگاہ اسکے پیر پر پڑی۔۔ سرخ ہیل میں مقید پیر پر جگہ جگہ خو*ن لگا تھا ۔۔ جس کی کچھ مقدار سفید چمکتے فرش کو بھی داغدار کر گئی۔۔

وہ بے ساختہ اسکی مدد کے لیے آگے بڑھا تھا مگر تب تک ایک شخص اسکے پاس پہنچ چکا تھا۔ وہ غالباً اسکے والد تھے نمر کو یہی لگا۔۔

وہ فوراً آئنور کو اٹھا کر دروازے کی جانب لپکے تھے۔۔اس دوران وہ دوسری لڑکی اسکے پیر پر ایک سفید رومال باندھ چکی تھی۔۔

ان کے نگاہوں سے اوجھل ہونے پر نمر جبیل کو احساس ہوا کہ وہ فون پر بات کر رہا تھا۔۔ سر جھٹکتے وہ اپنی بے خودی پر دھیما سا مسکرایا۔۔اسکی نگاہیں ہنوز ہال کے دروازے پر تھیں۔۔

♥♥♥

وہ شدید کوفت زدہ سا بیٹھا تھا وہ جانتا تھا اب اسکے صبر کا پیمانہ لبریز ہونے کو آیا ہے۔۔ دلہا دلہن کی انٹری ہوتے ہی تیز گانوں کی آواز سے در و دیوار لرز اٹھے تھے۔۔

منہ میں کچھ بڑبڑاتے اس نے جیب سے ہینڈ فری نکال کر موبائل سے کنیکٹ کی۔ سکرین پر انگلیاں چلاتے اس نے آڈیو فائلز سے سورۃ الرحمٰن تلاش کر پلے کر دی۔

کانوں میں ہینڈ فری ٹھونستا وہ اب قدرے مطمئن تھا۔۔ جانے کتنا وقت بیت گیا وہ دو بار سورۃ الرحمٰن کی تلاوت سن چکا تھا۔۔

نمر کے پاس جانے کا ارادہ کرتے اس نے کانوں سے ہینڈ فری نکال کر جیب میں اڑسی۔۔

"ہیلو۔۔۔کیا میں آپ سے دو منٹ بات کر سکتی ہوں۔۔۔؟ "

باریک نرم آواز پر وہ چونک کر دائیں جانب دیکھنے لگا جہاں ایک کم سن لڑکی کنفیوز سی اسے دیکھ رہی تھی۔۔اسکے انداز پر اسید نے لب بھینچ لیے۔۔

"!!! اللہ کی پناہ "

زیر لب کہتا وہ ایک دم اٹھ کر وہاں سے نکل آیا۔۔

مین ہال سے نکلتا وہ باہر آیا تو اسکی نگاہوں نے نمر کو تلاشا جو کچھ دیر کی تلاش کے بعد اسے ایک پلر کے پاس کھڑا نظر آیا۔۔

وہ کنپٹی کو انگلی سے مسلتا اسکی جانب بڑھا ابھی وہ اس سے کچھ دور ہی تھا جب سفید فرش پر سرخ چمکتے مائع نے اسکے قدم جامد کر دیے۔۔

اس نے سوکھا حلق تر کیا اسکا رنگ سفید پڑ چکا تھا۔۔ بغیر ایک سیکنڈ رکے وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہال کے قد آور دروازے سے نکلتا چلا گیا۔۔

❤❤❤

کراچی کی سڑکوں پر شدید ٹریفک کے باعث ہر کوئی جھنجھلایا ہوا تھا۔۔ ہر کسی کو پہلے نکلنے کی جلدی تھی۔۔ کوئی تو گالیوں پر اتر آیا تھا۔۔ ایسے میں جونہی ٹریفک کا رش چھٹا فٹ پاتھ پر ایک لڑکا نمودار ہوا۔۔

پھٹی پینٹ میں شرٹ کا ایک سرا اڑکا کر دوسرا سرا باہر نکالے وہ گلے میں موٹی سی چین پہنے ہوئے تھا۔ وہ سترہ اٹھارہ سالہ لڑکا بے حد وجیہہ تھا مگر اسکا اول جلول حلیہ دوسروں پر ناگوار تاثر چھوڑ جاتا تھا۔۔

وہ فٹ پاتھ سے اتر کر سڑک کے کنارے آکھڑا ہوا۔اسکی طرح دیگر لوگ بھی سڑک پار کرنے کے لیے کہیں کہیں کھڑے تھے۔

وہ کان کی لو کھجاتا دائیں بائیں دیکھ کر سڑک پار کرنے ہی لگا تھا جب اچانک سڑک پار کرتی ایک لڑکی سے ایک تیز رفتار لوڈر جھٹکے سے ٹکراتا آگے بڑھ گیا۔۔

لمحوں کا کھیل تھا وہ لڑکی ایک جھٹکے سے کسی بے جان گڑیا کی مانند "اکّو" کے قدموں کے پاس گری تھی۔ گرتے ہی اسکا وجود ساکت ہو گیا۔اکو فوراً دو قدم پیچھے ہٹا اسکی آنکھیں پوری کھل گئیں جب اس لڑکی کے ارد گرد خو*ن کا تالاب بننے لگا۔۔

سیکنڈ میں وہاں لوگوں کی بھیڑ لگی تھی ہر کوئی تماش بین کی طرح کھڑا اسکے ساکت وجود کو دیکھ رہا تھا۔ کسی کو اسکے زندہ ہونے یا م*رجانے کی خبر کا تجسس تھا تو کوئی موبائل نکال کر ویڈیو بنانے لگا تھا۔۔

" اوئے لڑکی زندہ ہے !!! "

زمین پر گرے وجود میں ذرا سی حرکت دیکھ کر ایک نوجوان زور سے بولا۔

اکو نے اگلے ہی پل موبائل نکال کر ویڈیو بنانی شروع کر دی۔۔ وہ ایسے ایکسیڈنٹس کو سوشل میڈیا پر اپلوڈ کیا کرتا تھا جس پر اسے اچھے خاصے ویوز مل جاتے تھے۔۔

عجیب بے حسی کا عالم تھا وہ لڑکی خو*ن میں لت پت تڑپ رہی تھی مگر کوئی اسکی مدد کرنے کو تیار نہیں تھا۔۔دفعتاً مجمع کو چیر کر ایک لڑکا آگے آیا اس نے سخت نگاہ ویڈیوز بنانے والوں پر ڈالی۔۔

" یااللہ رحم !!! "

لڑکی کی حالت دیکھ کر اسکا دل ڈوبا۔۔اس نے فوراً ایمبولینس کا نمبر ڈائل کیا۔۔

" شرم کرلو بے غیرتو۔۔جب اپنی ماں بہن ایسے سڑک پر خو*ن میں لت پت گرے تو اسکی ویڈیو بنانا۔۔۔ "

اس نے جھک کر اس لڑکی کی ناک کے پاس ہاتھ کیا تو اسکی سانسیں چل رہی تھیں۔۔ شکر کا سانس لیتے اس نے اسکا موبائل تلاشا تو وہ قریب ہی گرا نظر آیا۔۔

موبائل کی سکرین پر کافی دراڑیں تھیں مگر وہ کام کر رہا تھا۔۔اس جوان نے اسکے گھر فون کر کے اطلاع کر دی تبھی ایمبولینس وہاں پہنچ گئی۔۔

وہ لڑکی کو اٹھا کر لے گئے تب مجمع سے ایک شخص غصے سے بولا۔۔

" عمر اپنی حد میں رہا کر۔۔ تیری ہمت کیسے ہوئی ہماری ماں بہن کے بارے میں ایسی بات کرنے کی۔۔۔ "

عمر نامی اس لڑکے نے غصے سے مٹھیاں بھینچ لیں۔۔

" بے غیرت انسان دفع ہو جا یہاں سے ورنہ تیرا حشر بگاڑ دوں گا۔۔ انسانیت ہے کسی میں یا مر گئی؟ وہ لڑکی تکلیف سے تڑپ رہی تھی اور تم لوگ اسکی ویڈیو بنا رہے تھے۔۔ اسکی جگہ اپنی ماں بہن کو تصور کر کے دیکھو ۔۔ دوبارہ کسی مرتے کی ویڈیو بناتے تمہارے ہاتھ کانپیں گے۔۔ بے شرم !!! "

بلند آواز میں کہتا وہ پلٹا تو اسکی نگاہ اکو پر پڑی وہ اسے گھورتا پیچھے بنی دکان پر چلا آیا۔

" عمر اپنا خون کیوں جلاتا ہے۔۔ آج کا انسان حیوان بن چکا ہے۔۔ یہ لوگ کبھی نہیں سدھریں گے !!! "

دکان پر چچا اکبر افسوس سے سر ہلاتا بولا تو عمر نے سر جھٹکا۔ان سے کچھ دور سڑک پر لوگوں کا ہجوم چھٹتا گیا۔اکو نے بغیر کسی بات کا اثر لئے ویڈیو سیو کر کے سوشل میڈیا پر اپلوڈ کر دی۔۔

لاپرواہی سے چلتا وہ اپنے دوست کے گھر کی جانب قدم بڑھانے لگا جہاں وہ مل بیٹھ کر سگریٹ پیتے تھے اور کبھی کبھار حرام مشروب سے بھی لطف اٹھاتے تھے۔۔

❤❤❤

مسلہ کیا ہے تمہارے ساتھ؟ "

"میرے پیچھے کیوں آرہے ہو؟

وہ کب سے اس لڑکے کو اپنا پیچھا کرتا دیکھ رہی تھی آخر تنگ آکر بول پڑی

--

" کہاں جا رہی ہو جان من ؟ میں چھوڑ دوں ؟ "

وہ اسکے چادر میں چھپے سراپے کو غلیظ نظروں سے دیکھتا اسکے ساتھ چلنے لگا

--

" بھائی !!! ۔۔۔ سنیں یہ لڑکا کب سے میرا پیچھا کر رہا ہے "

اس نے گھبراتے گلی میں ادھر ادھر نگاہ دوڑائی تو ایک لڑکے کو گھر سے نکلتا دیکھ کر فوراً پکار بیٹھی ۔

" اوئے کیا تکلیف ہے تجھے ۔۔ کیوں بہن کو تنگ کر رہا ہے ؟ "
وہ بازو چڑھاتا ان دونوں کے قریب پہنچ گیا تو پہلے والے لڑکے کی تیوری چڑھی ۔۔

کیوں بے تجھے کیا میں جسے مرضی تنگ کروں ۔۔۔ "
" تیری کچھ لگتی ہے کیا؟

ان دونوں کو آمنے سامنے دیکھ کر وہ لڑکی گھبراتی وہاں سے نکلنے لگی جب اسی لفنگے نے اسکی چادر کو اچانک مٹھی میں بھینچ کر کھینچا۔ نتیجتاً اسکی چادر ایک جھٹکے سے اترتی لڑکے کے ہاتھ میں آ گئی۔

وہ لڑکی اپنے گرد ہاتھ لپیٹتی فوراً دیوار کی طرف رخ کرتی ایسی ذلت پر رونے لگی ۔۔ مدد کے لیے آیا لڑکا اس گھٹیا حرکت پر تپ گیا۔

اس نے لڑکے کو گریبان سے پکڑ کر دھکا دیتے چادر جھپٹ کر لڑکی کی جانب اچھال دی۔۔ اسکے بعد دونوں بری طرح گتھم گتھا ہو گئے۔

لڑائی دیکھ کر محلے کے چند لوگ اکٹھے ہوتے بیچ بچاؤ کی کوشش کرنے لگے مگر وہ دونوں کسی کے ہاتھ نہیں آرہے تھے۔۔

" کوئی عمر صاحب کو بلاؤ جلدی !!! "

کسی نے صدا بلند کی تو جھرمٹ سے ایک بچہ انہیں بلانے کے لیے دوڑا۔۔ کچھ ہی دیر میں وہ تیزی سے اس جانب آتے دکھائی دیے۔

" بلال۔۔۔ چھوڑو اسے !!! "

وہ بلال کو جانتے تھے وہ ٹھنڈے مزاج کا شخص تھا کبھی اس نے کسی سے اس طرح جھگڑا مول نہیں لیا تھا۔۔

مگر دوسرے لڑکے کو دیکھ کر انکی بھنویں تن گئی تھیں۔۔وہ اس محلے کا نہیں تھا مگر اسکی شہرت وہ اچھی طرح جانتے تھے۔۔

" بلال سنا نہیں تم نے ؟ "

اب کہ وہ دونوں کو دور دھکیلتے بلند آواز میں بولے تو بلال پھٹے لب کے کنارے کو انگوٹھے سے دباتا پیچھے ہوا۔۔اسکی سرخ انگارا آنکھیں اب بھی مقابل کھڑے لڑکے پر تھیں۔۔

" کیا ہو رہا ہے یہ ؟ "

وہ براہ راست بلال سے مخاطب ہوئے۔۔ان کا لہجہ بارعب تھا۔۔کیسے نا ہوتا، رعب دبدبہ ان کے مزاج کا حصہ تھا کیونکہ وہ ریٹائرڈ میجر تھے۔۔ محلے کے سبھی لوگ ان کا احترام کرتے تھے !

" عمر صاحب اس خبیث نے اس لڑکی کی چادر اتاری ہے۔۔جانے کب سے اسے تنگ کر رہا تھا۔۔مجھے بتائیں کیا میں خاموش رہتا؟ دل چاہ رہا ہے اسی زندہ گاڑ دوں !!! "

بلال ضبط کھوتا پھر آگے بڑھا تھا مگر اس بار عمر صاحب بیچ میں آ گئے۔۔

وہ مٹھیاں بھینچتے پلٹے تو انہیں وہ لڑکی کونے میں دبکی کھڑی نظر آئی۔۔وہ خوف سے کانپ رہی تھی۔۔

" تم نے اس لڑکی کی چادر اتاری۔۔۔؟ "

وہ سیدھے ہوتے اس لڑکے کے مقابل آتے اسے گھورنے لگے۔ان کی شہد رنگ آنکھوں کے کنارے غصے کی شدت سے سرخ پڑنے لگے۔۔وہ بس اسکے منہ سے ایک بار سننا چاہتے تھے۔۔

ہاں اتاری ہے۔۔تو؟ "

" تم مجھے ہاتھ لگا کر تو دکھاؤ پھر۔۔۔

وہ لڑکا ان کی عمر کا لحاظ کیے بغیر نہایت بدتمیزی سے بول رہا تھا جب عمر صاحب کے بھاری ہاتھ کا تھپڑ اسکا جبڑہ ہلا گیا۔۔

" !!! بلال ڈنڈہ لاؤ "

وہ اسے گدی سے پکڑتے سختی سے بولے تو بلال سر ہلاتا فورا اپنے گھر کی جانب دوڑا اسکے واپس آنے تک وہ لڑکا گالیاں بکتا اپنا آپ چھڑوانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

عمر صاحب نے جھٹکے سے اسکی قمیض کھینچی تو اگلے بٹن ٹوٹ کر زمین پر بکھر گئے۔۔

لڑکی۔۔اسے دیکھو۔۔آئندہ کوئی تمہاری چادر پر ہاتھ ڈالے تو اسکا یہ " حال کرنا۔۔ "

اس لڑکی کو مخاطب کرتے انہوں نے ڈنڈہ پکڑ کر لڑکے کی پیٹھ پر مارنا شروع کر دیا۔۔ جوں جوں ڈنڈی کی ضرب اس کی پیٹھ پر پڑتی اس لڑکے کی چیخ بلند ہوتی۔

" میرے محلے میں کسی عورت کی چادر اتاروگے تم؟ تمہارے ہاتھ نہ توڑ دوں !!! "

غصے سے کہتے انہوں نے ڈنڈہ اسکے ہاتھوں پر مارا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

" مجھے معاف کر دیں۔۔ آئندہ کبھی ایسی حرکت نہیں کروں گا !! "

وہ زور زور سے بلکتا ان کے آگے ہاتھ جوڑ گیا تو عمر صاحب نے ڈنڈہ دور پھینکتے اسے کھڑا کیا۔۔

" !!! دوبارہ اس محلے میں نظر نہ آنا "

وہ زور زور سے اثبات میں سر ہلاتا لڑکھڑاتا وہاں سے نکلا۔۔

" !!! اسے گھر چھوڑ آؤ "

عمر صاحب نے بلال کو مخاطب کرتے مجمع پر نگاہ ڈالی اور گھر کی طرف چل دیے۔

دروازہ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا وہ گہری سانس فضا کے سپرد کرتے دروازہ بند کر کے اندر برآمدے میں آئے تو عطوف سامنے ٹہلتی نظر آئی۔۔

سیاہ دوپٹے کو اچھی طرح سر پر جمائے وہ نرمی سے انہیں دیکھتی آگے بڑھی
۔۔

" بھائی جان۔۔ کوئی عورت آئی ہے! کہہ رہی تھی عمر صاحب سے ملنا ہے
!!! "

وہ شہد رنگ آنکھوں سے مہمان خانے کی جانب اشارہ کر گئی۔۔

" کچھ بتایا؟ "

وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگے آج تک تو یوں کوئی عورت ان سے ملنے نہیں آئی تھی۔۔ عطوف نے نفی میں سر ہلایا تو وہ مہمان خانے کی جانب بڑھ گئے۔

وہ چند لمحے وہیں کھڑی رہی پھر پلٹ کر کچن میں چلی گئی۔۔اسے ابھی کھانا تیار کرنا تھا اسکے بعد محلے کے بچوں نے قرآن پاک پڑھنے آجانا تھا۔۔وہ جلدی جلدی ہاتھ چلاتی کھانے کی تیاری کرنے لگی۔۔

اندر مہمان خانے میں وہ سلام کرتے داخل ہوئے۔۔اس عورت نے چہرے پر چادر کا نقاب چڑھاتے انہیں دیکھا۔۔وہ دراز قد سنجیدہ چہرے والا شخص کیا عمر صاحب تھے ؟انہیں لگا وہ کوئی بزرگ ہوں گے۔۔

" وعلیکم اسلام !!! "
وہ ان کے سامنے نظر جھکائے بیٹھ گئے تو اس عورت نے آہستگی سے جواب دیا۔۔

" !!! جی فرمائیے "

عمر صاحب نے ہاتھ باہم پھنسا لیے، نظریں ہنوز جھکی ہوئی تھیں۔۔وہ عورت اب مطمئن ہو گئی۔

جیسا اس نے سنا تھا سامنے بیٹھا شخص ویسا ہی تو تھا۔ باحیا، جس کی آنکھوں میں عورت کے لیے حیا تھی۔۔

اس عورت نے کہنا شروع کیا۔۔

" ایک عورت عراق کی رہنے والی تھی اس کا خاوند فوت ہو گیا تو پانچ بچیاں یتیم تھیں۔۔وہ عورت عراق سے چلی اور جناب حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئی کہ آپ میری بچیوں کا وظیفہ لگا دیں

عورت کہتی ہے میں پہنچ گئی اور لوگوں سے پوچھا کہ گھر کہاں ہیں تو انہوں نے کہا وہ جہاں بوری لٹک رہی ہے نا جہاں ٹاٹ کا پردہ لگا ہوا ہے وہی ان کا گھر ہے۔۔

چنانچہ میں نے دروازے پر دستک دی تو ایک عورت نے دروازہ کھولا اس نے مجھے اندر بلا لیا۔

جب میں اندر داخل ہوئی تو اندر بڑا سا صحن تھا ایک طرف درخت لگا تھا جبکہ دوسری جانب کنواں تھا اور ایک طرف چھوٹی سی جگہ بنائی تھی برتن دھونے کے لیے اور بی بی نے برتنوں کو مٹی اور صابن لگا رکھا تھا۔۔

اس عورت نے مجھے درخت کے نیچے بٹھایا پانی پلایا اور پوچھا کیسے آئی ہو تو میں نے کہا کہ امیر المومنین سے ملنا ہے تو اس نے کہا بیٹھو تھوڑی دیر تک آ جاتے ہیں۔

عورت کہتی ہے میں نے سمجھا وہ کوئی ملازمہ ہے پھر تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی۔ دروازہ کھولا تو ایک شخص اندر آئے تو وہ عورت کہنے لگی کہاں رہ گئے تھے بڑی دیر سے برتنوں کو صابن لگا کر بیٹھی ہوں۔

وہ کہتے تھوڑا مصروف ہو گیا تھا، دوڑے گئے کنویں سے پانی نکالا بی بی کو دیا تو اس نے برتن دھوئے۔ اس کے بعد بی بی ان صاحب کے لیے تھوڑا سا سرکہ اور رات کی روٹی لے آئی۔۔ درخت کے نیچے بیٹھی عورت نہیں سمجھا کہ دونوں میاں بیوی یہاں پر کام کرتے ہیں۔

جب وہ کھانا کھا چکے تو بی بی نے کہا کہ مل لو امیر المومنین سے۔ عورت کہتی ہے میں نے کہا کون امیر المومنین تو؟ بی بی کہنے لگی کب سے تو آئے ہیں وہ جنہوں نے کنویں سے پانی نکالا۔

وہ عورت اٹھ کر امیر المومنین کے پاس گئی، کہا حضور میں عراق سے آئی ہوں میرا خاوند فوت ہو گیا ہے میری پانچ بیٹیاں ہیں وظیفہ لگا دیں بڑی مہربانی ہو گئی۔۔

کہتی ہے جب میں حضرت عمر بن عبد العزیز کے پاس گئی اور کہا تو وہ رونے لگ گئے اور معافیاں مانگنے لگ گئے۔

عورت نے کہا حضور آپ کیوں معافی مانگ رہے ہیں تو جناب عمر بن عبد العزیز نے کہا تُو میری رعایا میں تھی تیری پانچ بچیاں یتیم ہیں تجھے خود

چل کے آنا پڑا۔ مجھے اللہ کی رضا کے لیے معاف کر دے اور پھر انہوں نے

" !!! وظیفہ لکھ دیا

یہ کہہ کر وہ عورت خاموش ہو گئی عمر صاحب سر جھکائے بڑے غور سے

اس کی بات سن رہے تھے۔۔

" !!! میرے خاوند وفات پا گئے ہیں "

یہ کہتے ہی وہ عورت پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ عمر صاحب نے بے چینی

سے پہلو بدلا۔

میں اس شہر میں نئی ہوں میرے خاوند وفات پا چکے ہیں میری دو بچیاں "

گھر میں بھوکی بیٹھی ہیں۔۔

مجھے کسی نے آپ کا بتایا آپ بھلے آدمی ہیں لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ اور جب مجھے آپ کا نام پتہ چلا تو میں خود کو روک نہیں پائی مہربانی فرما کر میری بھی مدد کر دیں عمر صاحب !!! "

وہ چادر سے آنکھیں پونچھتی آہستگی سے بولی۔ عمر صاحب نے پلکیں جھپکتے آنکھوں کی نمی اندر دھکیلی وہ اٹھ کر باہر چلے گئے..

جب واپس آئے تو ان کے ہاتھ میں ایک لفافہ تھا انہوں نے وہ لفافہ عورت کی طرف بڑھا دیا۔

" یہ لو بی بی یہ رکھ لو تمہیں ہر مہینے اخراجات کے لیے مناسب رقم مل جایا کرے گی اللہ تمہارے لیے آسانیاں پیدا کرے۔۔ "

اس عورت نے احساس تشکر سے وہ لفافہ تھام لیا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

" آپ کا بہت بہت شکریہ عمر صاحب میں آپ کا یہ احسان۔۔۔ "

عمر صاحب نے اسے ٹوک دیا۔۔

" !!! بی بی دینے والی ذات اللہ کی ہے "

نرمی سے کہتے وہ اگلے ہی لمحے مہمان خانے سے نکل گئے۔۔

♥♥♥

جدید طرز پر بنا "جبیل مینشن" دو حصّوں میں منقسم تھا۔ دائیں جانب والا حصہ بائیں حصے سے زیادہ دیدہ زیب تھا۔۔

اس حصے کو خوبصورت بنانے میں پیسہ پانی کی طرح بہایا گیا تھا جس میں نائل جبیل کی فیملی رہائش پزیر تھی جبکہ بائیں جانب والا حصہ قدرے نفاست سے سیٹ کیا گیا تھا۔۔

کوئی فضول چیز وہاں دیکھنے میں نہیں ملتی تھی کیونکہ اسید جبران کو فضول چیزوں پر پیسہ لٹانے کی عادت نہیں تھی۔ اسے آرائش و نمائش سے کچھ واسطہ نہیں تھا۔۔

دونوں حصّوں کے بیچ دیوار تھی جس میں لگا دروازہ باآسانی آنے جانے کا کام دیتا تھا۔۔اگر باہر سے دیکھا جائے تو یوں لگتا تھا دو گھر ایک سے بنے ہیں کیونکہ دونوں حصّوں پر گیٹ نصب تھے۔۔

اس وقت نائل جبیل کے پورشن میں ڈائننگ ہال سے خوش گپیوں کی آوازیں آرہی تھیں۔نائل نے اسید کو ڈنر پر مدعو کیا تھا۔سیاہ وی گلے کی شرٹ اور جینز میں سنجیدہ سا اسید پلیٹ پر جھکا ہوا تھا جبکہ نائل مسکرا کر نمر اور عزہ کو دیکھتا نیپکن سے منہ تھپتھپا رہا تھا۔۔

اس نے بیش قیمتی گرے تھری پیس پہن رکھا تھا جس میں اسکی وجاہت نمایاں تھی۔۔اسکے ساتھ براجمان عافیہ ہمیشہ کی طرح ساڑھی پہنے نک سک سی تیار تھی۔۔انہیں ڈنر کے بعد ایک پارٹی میں شرکت کرنی تھی۔

" !!! کیسے ہو اسید؟ بہت کم نظر آتے ہو "

جوس کا گلاس لبوں سے لگاتیں وہ بولیں تو اسید نے جھکا سر اٹھایا۔۔ اسکی سرمئی آنکھوں میں کوئی تاثر نہیں تھا۔۔ نائل بھی ان کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔

" !!! ٹھیک ہوں۔۔ بزنس کے سلسلے میں مصروف رہتا ہوں "

نپا تلا جواب دیتا وہ پلیٹ کھسکاتا پانی کا گلاس پکڑنے لگا تو عافیہ فوراً سے بولیں ۔۔

"!!! کھانے کے بعد پانی مت پیا کرو۔۔ صحت خراب ہوتی ہے "

انکے ٹوکنے پر اسید نے لب بھینچے ایک نظر نائل کو دیکھتے اس نے زیر لب کچھ پڑھا اور گلاس لبوں سے لگا گیا۔۔ عافیہ کے بگڑتے تیور دیکھ کر نوک جھونک کرتے عزہ اور نمر میں نظروں کا تبادلہ ہوا۔۔

"میں بسم اللہ پڑھ کر پیتا ہوں۔۔ فکر مت کریں میری صحت کو کچھ نہیں ہو گا !!! "

ہلکے پھلکے لہجے میں کہتا وہ کرسی سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔۔ نائل نے مسکرا کر سر کو خم دیا۔۔

"بلکل۔۔۔ ڈارلنگ تم پریشان مت ہو۔۔ نمر تمہارا یہ لک تو بہت پاپولر ہو رہا ہے۔۔ کئی رشتے آچکے ہیں تمہارے لیے !!! "

نائل جبیل نے بڑی سہولت سے بات بدل دی۔۔ اب سب کی نظریں نمر پر تھیں جو ذرا سا مسکرایا تھا۔۔ عزہ نے اسے شرارت سے دیکھا جبکہ نمر کی جانب دیکھتے اسید کی آنکھوں میں نرم تاثر ابھرا تھا۔۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں بابا۔۔اب سب سے تو شادی نہیں کر سکتا! ویسے میں جانتا تھا یہ لک مجھ پر بہت سوٹ کرے گی!! "

گھنی مونچھوں تلے اسکے لبوں پر مسکراہٹ گہری ہوئی جس کے باعث میدے جیسی رنگت میں سرخی گھل گئی۔۔

"ہینڈسم لگ رہے ہو!!! "
نائل نے نیوی بلیو آدھی آستینوں کی چیک کی شرٹ جینز میں اسکے کسرتی سراپے کو دیکھتے کمپلیمنٹ دیا جسے نمر نے سر کو خم دیتے قبول کیا۔۔

"چاچو بھی کم ہینڈسم نہیں ہیں ڈیڈ!!! "
عزہ نے شرارت سے کہتے اسید کو بھی گفتگو میں گھسیٹا جس پر وہ اسے گھور کر رہ گیا۔۔

" ایسا ہی ہے مگر تمہارے ہینڈ سم چاچو کسی لڑکی کے ہاتھ نہیں آنے والے

!!!اسید میرے بھائی اب بھی وقت ہے شادی کر لو، تم سینتیس کے ہو کر

بھی پچیس کے لگتے ہو۔ یقین کرو تمہاری اصل عمر جاننے والی خواتین بھی

مجھ سے کئی بار اپنی بچیوں کے لیے بات کر چکی ہیں !!! "

نائل نے بھی اسے آڑے ہاتھوں لیا تھا۔۔خود کو موضوع گفتگو بنتے دیکھ کر

اسید جھنجھلا گیا۔۔

" ہاں ہاں ٹھیک ہے۔۔۔ مگر میں شادی نہیں کر رہا، مجھ سے اپنے نخرے

اٹھائے نہیں جاتے کجا کہ بیوی کے اٹھاؤں !!! "

اس نے نائل پر چوٹ کی تو وہ بجائے برا ماننے کے قہقہہ لگا گیا۔۔

ہاں ہاں ٹھیک ہے۔۔۔ تمہارے بھلے کے لیے ہی سمجھاتے ہیں ہم "
" !!! تمہیں مگر تمہاری شان کے خلاف ہے کہ تم سمجھو

وہ پہلی ہی تپی ہوئی تھیں اب چپ نہ رہ سکیں۔۔اسید ایک دم کرسی دھکیل کر کھڑا ہوا۔اگلے کچھ سیکنڈز میں وہ ڈائننگ ہال سے باہر تھا۔۔نائل نے عافیہ کو خفگی سے دیکھا۔

" کیا ضرورت تھی یہ کہنے کی۔۔ "
عافیہ مزید تپی تھیں انکا بھائی چارہ اسے شروع سے ناپسند تھا۔۔

آپ اسکی اتنی سائیڈ مت لیا کریں نائل !!!" سنجیدگی سے کہتیں وہ ٹشو " سے انگلیاں صاف کرنے لگیں۔۔

" !!! وہ میرے بھائی جیسا ہے عافی۔۔اس سے مت الجھا کرو "

بے تاثر لہجے میں کہتے وہ کرسی کھسکا کر کھڑے ہوئے۔۔

جب یہی بھائی کل آپ کے سامنے کھڑا ہو گا پھر دیکھوں گی کہاں جاتا "

" !!! ہے آپکا بھائی چارہ

نائل نے کوٹ کے بٹن بند کرتے ایک نظر عزہ اور نمر کو دیکھا جن کا موڈ آف ہو چکا تھا۔۔

" !!! ایسا کبھی نہیں ہو گا "

یقین سے کہتا وہ پلٹ کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔۔

❤❤❤

وہ اپنے کمرے میں جائے نماز بچھائے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھا۔ بالکنی کے کھلے دروازے سے ہلکی بارش کی پھوار ہوا کے سنگ کمرے میں داخل ہوتی اس پر بھی گر رہی تھی۔۔

اسکے چہرے پر از حد سکون تھا ہاتھ اٹھائے وہ ارد گرد سے بے خبر تھا۔

"یا اللہ میرے دل کو ایسا ہی رکھنا۔۔ نرم، ہدایت والا! مجھے مضبوطی عطا فرما کہ میں ہمیشہ اپنے نفس پر غالب رہوں! "

آہستگی سے کہتے اس نے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ایک بار پھر سجدہ کرتا وہ جائے نماز کا سرا پکڑ کر اٹھا۔۔۔ جائے نماز تہہ کرتے اس نے پلٹ کر دیکھا تو عزہ کو دہلیز پر کھڑا دیکھ کر چونکا۔۔

"آؤ! وہاں کیوں کھڑی ہو؟ "

وہ اسکے نارمل انداز پر ہری آنکھیں سکیڑتی کافی کے دو مگ تھامے اسکے پاس چلی آئی۔۔اسید نے بالکنی کے قریب دو کرسیاں گھسیٹ لیں۔۔

" !!! چاچو آپ کو برا لگا نہ؟ ماما کو ایسے بات نہیں کرنی چاہئے تھی "

وہ افسوس سے کہہ رہی تھی۔۔اس نے دائیں ہاتھ میں پکڑا بھاپ اڑاتا کپ اسید کی جانب بڑھایا۔۔اسید نے ایک نظر اسے دیکھا پھر چہرہ سیدھا کرتا بادلوں سے ڈھکے افق کو دیکھنے لگا۔۔

چاچووو۔۔۔اب مجھ سے کیا ناراضگی ہے؟ میں اتنے پیار سے بنا کر لائی " "!!! ہوں اور آپ ہیں کہ۔۔۔ٹھیک! میں بھی نہیں پیوں گی

وہ منہ پھلا گئی۔۔اسید نے گہری سانس لیتے مگ پکڑ لیا تو وہ بچوں کی طرح خوش ہوئی۔۔

" چاچو ایک بات پوچھوں؟ "

وہ چیئر اسکی جانب گھماتی معصومیت سے بولی۔

" ہمم پوچھو !!! "

اسید نے بھی کرسی ترچھی کرلی یوں کہ اب دونوں آمنے سامنے تھے۔۔

عزہ نے کھوجتی نظروں سے اسے دیکھا۔۔

بظاہر وہ بہت سنجیدہ رہتا تھا، اکثر برہم بھی ہو جاتا تھا لیکن وہ جانتی تھی وہ اندر سے بہت نرم دل کا تھا۔۔

مگر وہ کم عقل واقف نہیں تھی وقت کس طرح نرم دل کو "صخر" بنا دیتا ہے !

" آپ اسے بہت مس کرتے ہیں۔۔۔؟ "

اسید جبران کو یوں لگا کسی نے اسکا دل مٹھی میں بھینچ لیا ہو۔۔ کیسا درد تھا جو سینے میں اترتا محسوس ہو رہا تھا۔۔

" بہت !!! "

اسکی آواز بہت بھاری ہوئی تھی آنکھوں میں یکدم سرخ ڈورے نمایاں ہوئے۔۔ عزہ پوچھ کر پچھتائی تھی !

وہ ہر گزا نہیں دکھ نہیں دینا چاہتی تھی۔۔نہ چاہتے ہوئے بھی وہ اسے ازیت کی اسی کھائی میں دھکیل چکی تھی جس سے نکلنے میں اسکا پور پور زخمی ہو جاتا تھا۔۔

" لیڈیز اینڈ جنٹل مین، لیٹس ہیو پزا پارٹی !!! "

نمرا اچانک نمودار ہوتا بڑی ترنگ میں بولا۔عزہ اور اسید نے پلٹ کر اسے دیکھا جس کے ہاتھ میں دو باکسز اور کولڈ ڈرنکس تھیں۔

" افف۔۔میری بھوک تو پھر سے جاگ گئی۔۔چاچو آئیں، آپ نے بھی صیح طرح کھانا نہیں کھایا تھا۔۔ "

وہ اسید کا بازو کھینچنے لگی تو وہ چاروناچار اٹھ پڑا۔ اسکا بیزاریت موڈ آن ہو چکا تھا۔۔

" نیچے بیٹھ جاتے ہیں۔۔ کیا خیال ہے ؟ "

جواب آنے سے پہلے ہی نمر نیچے قالین پر بیٹھ چکا تھا۔ وہ دونوں بھی اسکے سامنے بیٹھ گئے۔۔

" عطوف ملی پھر ؟ "

بڑے آرام سے کہتے اسید نے ایک سلائیس اٹھالیا۔ کولڈ ڈرنک کا کین لبوں سے لگائے نمر کو اچھو کا لگا۔ عزہ نے بھرے منہ اور مشکوک نظروں سے ان دونوں کو دیکھا۔۔

" کون عطوف ؟ "

اسکے شکی انداز پر اسید نے مسکراہٹ دبائی جبکہ نمر نے دانت پیسے۔۔

" !!! کوئی نہیں۔۔ تم چپ کر کے ٹھونسو موٹی "
اس نے عزہ کے سر پر چپت لگائی تو وہ روہانسی ہوتی اسید کی جانب دیکھنے لگی
۔۔

" !!! چا۔۔چو بھائی نے۔۔۔مجھے موٹی کہا "
وہ ایک اور بڑا سا بائٹ لیتی بھرے منہ کے ساتھ مشکل سے بولی۔۔

" !!! خود ہوگا موٹا "

اس نے پیار سے عزہ کو بہلایا تو نمر جل کر رہ گیا۔پھر اچانک وہ مسکرایا۔اس نے سکون سے اسید کو دیکھتے ہاتھ میں بچا ٹکڑا منہ میں ڈالا۔۔

" افف۔۔۔آپ شادی میں تھے لگ رہے کیا غضب۔۔۔ یار چاچو لڑکیاں تو مری جا رہی تھیں آپ کے پیچھے۔۔۔ عزہ تمہیں پتہ ہے تم سے بھی چھوٹی ایک لڑکی چاچو کے پاس پہنچ گئی۔۔مجھے یقین ہے اگر چاچو اسکی بات سن لیتے تو وہ پرپوز کر دیتی۔۔ہاہاہا !!! "

وہ منظر یاد کرتے نمر زوردار قہقہہ لگا گیا۔اسے اسید کے جھنجھلائے تاثرات ہمیشہ محظوظ کرتے تھے۔۔

" لاحول ولا قوۃ !!! "

اسید بڑبڑا کر رہ گیا۔۔

اسکے تاثرات دیکھ کر عزہ کی بھی ہنسی نکل گئی۔۔

اسید نے خفگی سے دونوں کو دیکھا تو وہ منہ پر انگلی رکھ گئے مگر مسکراہٹ پھر بھی ان کے لبوں پر مچل رہی تھی۔۔

❤❤❤

" !!! آئنور؟؟؟ دردانہ آئی ہے "

وہ جو بیڈ پر اوندھی لیٹی موبائل پر تیزی سے ٹائپنگ کر رہی تھی فرحین کی آواز پر سیدھی ہوئی۔۔ بھورے رنگ کے ریشمی کھلے بال اسکے کندھوں سے پھسل کر بیڈ پر پھیل گئے۔۔ ٹائپنگ کرتی انگلیوں میں تیزی آئی تھی ۔۔

بھاڑ میں جھونکئے حسین چہروں کو "

" !!! اے دل، کسی سانولی پر مرتے ہیں

حسیناؤں کی داستانیں تو آپ نے بہت پڑھی ہوں گی، آیئے آپ کو لے " کر چلتی ہوں ایک سانولی حسینہ کے نگر میں، جس کے سنگ ہوائیں جھومتی ہیں !

کہانی ہے ایک مغرور شاہزادے کی، کیا ہو گا جب ایک مغرور شہزادہ !!! ٹکرائے گا اک سانولی حسینہ سے

نور جانِ عالم لا رہی ہے اپنے فینز کے لیے ایک دھماکے دار محبت کی نئی " !! داستان !مزید اپڈیٹس کے لیے میرے پیج سے جڑے رہیں

"!!! آپ کی اپنی رائٹر؛"نور جانِ عالم

جلدی جلدی ٹائپنگ کر کے پوسٹ کرتی وہ موبائل بیڈ پر پھینکتی نیچے اتری
۔۔ پیر زمین پر رکھتے ہی اسکے لبوں سے سسکی نکلی ۔۔

" سسس !!! اف آئی نور ناولز لکھ لکھ کر تمہارا دماغ آدھا رہ گیا ہے
"۔۔۔۔۔

پٹی میں جکڑے اپنے پیر کو روہانسی ہو کر دیکھتے اس نے خود کو ڈپٹتے پیشانی پر
ہاتھ مارا ۔۔

" !!! آؤچ ۔۔۔ زور سے لگ گئی ! آ رہی ہوں امی "
فرحین کے غصے سے پکارنے پر وہ پیشانی مسلتی آہستہ آہستہ چلتی دروازے
کی جانب بڑھی ۔۔۔

واہ آئنور، سوشل میڈیا پر لوگ تم سے بات کرنے کے لیے مرتے ہیں "
" !!! اور ایک میری اماں ہیں جن کو اپنی زہین و فطین بیٹی کی قدر نہیں

وہ بڑبڑاتی کمرے سے باہر آئی تو فرحین سیڑھیوں کے پاس بچھے تخت پوش
پر بیٹھیں چاول صاف کر رہی تھیں۔۔

اسے دیکھ کر انھوں نے نظروں سے صحن کی جانب اشارہ کیا تو وہ جلدی
جلدی چلنے کی کوشش کرتی صحن میں آئی۔۔

صحن کیا تھا یوں لگتا تھا چھوٹا سا باغیچہ تھا۔۔اس درمیانے سے گھر کا
! خوبصورت ترین حصہ

ایک جانب پیپل کا بڑا سا درخت تھا جسکے ساتھ لکڑی کا جھولا لٹک رہا تھا جبکہ دوسری طرف گہرے رنگ کے پتھروں کا چھوٹا سا مستطیل فرش بچھایا گیا تھا جس پر ایک چوکور میز کے ارد گرد دو بنچ رکھے تھے۔۔

میز کے وسط میں چنبیلی کے تازہ پھولوں کی ٹوکری پڑی تھی جن کی بھینی خوشبو فضا میں رچی ہوئی تھی۔۔

جونہی وہ باہر آئی دردانہ اسے دیکھ کر اٹھی۔ کھلے سے بے بی پنک ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس بالوں میں گاگلز اٹکائے وہ ماڈرن سی لڑکی آئینور کو دیکھ کر مسکرائی۔۔ آئنور گرمجوشی سے اس سے بغل گیر ہوئی۔۔

" بیٹھو۔۔۔ پاؤں کیسا ہے اب ؟ "

دردانہ اسے ساتھ لیے لکڑی کے بینچ پر بیٹھ گئی ساتھ ہی اس نے پھولوں سے بھری باسکٹ اسکی جانب بڑھائی۔۔

" کچھ بہتر ہے، زخم بھرنے میں وقت تو لگے گا! اسکی کیا ضرورت تھی یار !!! "

وہ جیسمین کو ہاتھ میں لیتی ان کی مہک محسوس کرنے لگی، وہ ہمیشہ ان کی دلفریب مہک سے مسحور ہو جاتی تھی۔۔

" تمہیں پسند ہیں نہ، اس لیے !!! "

دردانہ مسکرا کر اسے دیکھ رہی تھی۔۔ وہ آئنور کی بچپن کی دوست تھی بے حد امیر گھرانے سے تعلق رکھنے والی۔۔

گو کہ آئنور متوسط طبقے سے تعلق رکھتی تھی مگر ذات پات کے اس فرق نے ان کی دوستی کو کبھی متاثر نہیں کیا۔۔

تم نیو ناول کب سٹارٹ کر رہی ہو؟ میرا تو دل اکتا گیا ہے یار، دل چاہ رہا "
" !!! ہے تھوڑے گیپ پر چلی جاؤں
دردانہ منہ بنا کر بولی تو آئینور نے کندھے اچکائے۔۔

بس ایک دو دن تک۔۔ماشاءللہ میرے ریڈرز بہت ایکسائٹڈ ہیں نیو "
"!!! سٹوری کو لے کر۔۔ابھی ایک پوسٹ لگا کر آئی ہوں پیج پر

آئنور کی بالوں کی ہم رنگ بھوری آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں۔۔

" واہ، بہت اچھی بات ہے یار، ماشاءاللہ تمہارے پیج پر فالورز بھی تو بہت ہیں۔۔ایک لاکھ کچھ تھے۔۔ میرا تو تمہیں پتہ ہے جب دل کرے گا ایپیسوڈ دے دوں گی۔۔۔ "

دردانہ کے لاپرواہ انداز پر آئنور نے اسکے بازو پر چپت لگائی۔۔

" پاگل لڑکی آگے جانا ہے تو محنت کرنی پڑے گی، جانتی ہو نہ رائٹرز کے کیسے مقابلے چل رہے ہیں آج کل، کہانی پر کم اور دوسروں کو پیچھے چھوڑنے پر زیادہ فوکس ہے !!! "

آئنور جھر جھری لے کر رہ گئی۔۔

" ہر کوئی، ان کو، نہیں لکھنا آتا ہے، ان کو میں منہ نہ لگاؤں۔۔۔دفعہ دور

منہ اٹھا کر خود کو رائٹر کہہ دیتا ہے۔۔یقین کرو آئنور کسی دن کوئی میرے

منہ لگی نہ تو ایسا ذلیل کروں گی ان چمچیوں کو کہ یاد رکھیں گی دردانہ کونسی بلا

" !!! ہے۔۔ڈرامے باز میسنی چمچیاں

منہ پھٹ دردانہ ایک بار پھر شورع ہو چکی تھی۔۔آئنور اسے دیکھ کر ہنستی جا رہی تھی دردانہ کی تیز زبان اچھے اچھوں کے ہاتھ کانوں تک پہنچا دیتی تھی۔۔

" اچھا بس! چلو اندر، آج امی کے ہاتھ کی چائے نہیں پیو گی؟ "

چائے کے نام پر دردانہ کی آنکھیں چمکیں، وہ سب کچھ بھاڑ میں جھونک کر اٹھی اور آئنور سے پہلے ہی اندر بھاگ گئی۔۔

❤❤❤

نوٹیفیکیشن کی مخصوص ٹون بجنے پر وہ اس نے سائیڈ ٹیبل پر ہاتھ مار کر انداز ے سے موبائل پکڑا۔۔

وہ شاور لے کر بیڈ پر نیم دراز ہوتا سونے کی تیاری پکڑ رہا تھا بس جب مخصوص رنگ ٹون کی آواز پر وہ آنکھیں مسلتا موبائل تھام گیا۔۔

نوٹیفیکیشن پر ٹچ کرتے ہی ایک پیج کھل گیا !

"نور جانِ عالم ناولز۔۔۔۔ "

نمر دائیں کروٹ لیٹتا ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھتا پیج پر سکرولنگ کرنے لگا ۔۔ پچھلے سال یونہی سکرولنگ کرتے ایک ناول کی جھلک اسکے سامنے آئی ۔۔اس نے یونہی پڑھنا شورع کر دیا۔۔

وہ جھلک اسے اتنی پسند آئی کہ وہ اس رائیٹر کا پیج سرچ کر کے پورا ناول پڑھ بیٹھا۔۔تب سے وہ نور جان عالم کے سب ناولز پڑھتا تھا۔

دل ہی دل میں وہ اپنے آپ کو اسکا فین مانتا تھا مگر کبھی کمنٹ کر کے اسکا اظہار نہیں کیا۔۔
سکرولنگ کرتے ہوئے آج کی پوسٹ اسکے سامنے آئی ۔۔

" بھاڑ میں جھونکیے۔۔۔۔ "
وہ پڑھتا زیر لب مسکرایا۔۔

" نائس ! سانولی لڑکی اور مغرور شہزادہ۔۔۔ "

خود کلامی کرتے اس نے ہاتھ بڑھا کر لائٹ آف کر دی۔ کمرے میں روشنی کے دو ذریعے تھے۔ ہوا سے پھڑ پھڑاتے پردوں کی اوٹ سے آتی دھیمی روشنی تھی یا موبائل سکرین کی۔۔

اس نے موبائل چہرے کے قریب کیا تو سیاہ انکھیں روشنی پڑنے سے چمک اٹھیں۔۔ جانے اسے کیا سوجھی کہ اس نے کمنٹس سیکشن کھول کر لکھنا شروع کیا۔۔

" شدت سے انتظار ہے اس شاہکار کا۔۔۔! کہانی کوئی بھی ہو، آپ غضب لکھتی ہیں !!! "

ڈن کر کے وہ پیج سے بیک کرتا یونہی سکرولنگ کرنے لگا۔ چند سیکنڈ گزرے تھے جب ایک نوٹیفیکیشن ابھرا۔۔

" !!! نورجان عالم لائکڈ یور کمنٹ "

یہ پڑھتے ہی نمر کا دل زور سے دھڑکا اس نے تیزی سے اپنا کمنٹ کھولا تو اس پر دل کا ری ایکٹ نظر آرہا تھا۔۔

وہ نچلا لب دانت تلے دباتا کئی پل اسے دیکھتا رہا۔۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ اتنی سی بات پر بچوں کی طرح خوش ہو رہا تھا۔۔ دل کی دھڑکنیں بھی منتشر تھیں اور ایسا دوسری بار ہوا تھا۔۔

اس کے خیالات کا رخ اس لڑکی کی جانب ہوا جو میرج ہال میں نظر آئی تھی ۔۔ذہن سے تمام سوچوں کو جھٹکتے اس نے موبائل بند کر کے تکیے کے ساتھ رکھ دیا۔۔

دوسرا تکیہ اٹھا کر مظبوط کسرتی بازؤں میں بھینچتے اس نے آنکھیں موندی تھیں۔۔یکایک دل موہ لینے والی مسکراہٹ اسکے لبوں پر مچلی۔۔

وہ تکیے میں منہ چھپاتا ذہن کو ہر سوچ سے آزاد کرتا رفتہ رفتہ نیند کی وادیوں میں اترتا چلا گیا۔۔

❤❤❤

" ابو کہاں غائب رہتے ہو سارا دن۔۔میں گھر میں اکیلی ہوتی ہوں !!!

"

پندرہ سالہ خولہ نے اسکے سامنے کھانا رکھتے معصومیت سے پوچھا تو ابو ایک پل کو گھبرایا پھر بے حد محبت سے اس کی پیشانی چومتا اسے اپنے ساتھ بٹھا گیا

۔۔

" کل سے جلدی گھر آجایا کروں گا۔۔ٹھیک ہے؟اور بتاؤ میری گڑیا نے آج کیا کیا سارا دن؟ "

وہ روٹی کا لقمہ اسکی جانب بڑھاتا اسے کھلانے لگا۔۔ساتھ ساتھ وہ خود بھی کھاتا جارہا تھا۔۔

میں صبح بہت اداس تھی ۔۔امی ابو یاد آرہے تھے ۔۔پھر میں نے کھانا " بنایا ۔۔آج پینٹنگ بھی کی ۔۔ہاں فرقان تایا بھی آئے تھے تم سے ملنے ، میں نے بتادیا تم رات کو کام سے آؤ گے تو وہ چلے گئے !!! "

فرقان تایا کی آمد کا سن کر اکو کا دل برا ہوا اسے وہ ایک آنکھ نہ بھاتے تھے ۔۔ وہ چاہتے تھے اکو اور خولہ ان کے ساتھ آکر رہیں ، انہیں اسکی کچھ سرگرمیوں کی خبر بھی ملی تھی ۔۔

وہ اپنے بھائی کی اولاد کو لاوارث نہیں چھوڑ سکتے تھے اس لیے چاہتے تھے کہ وہ ان کے ساتھ رہیں مگر اس صورت میں اکو کو اپنی عیاشیوں سے ہاتھ دھونا پڑتا ۔۔

خولہ اس کی نشے کی لت سے لاعلم تھی، یوں بھی اکو اسے اتنی محبت دیتا تھا، اسکا ماں جایا، ایک وہی تو اپنا تھا اسکا۔۔ کوئی ہزار بار بھی اسے بتاتا تو وہ یقین نہ کرتی۔۔

اکو بھی جانتا تھا وہ غلط کر رہا تھا اگر خولہ کو پتہ چلا تو اسے بہت دکھ پہنچے گا مگر اسکی صحبت ایسی تھی کہ وہ برے کاموں میں دھنستا جا رہا تھا۔۔

دن بھر کی روداد سنانے کے بعد خولہ برتن اٹھا کر چلی گئی تو اس نے موبائل نکال کر اپنی آئی ڈی کھولی جس پر اس نے حال ہی میں ہوئے روڈ ایکسیڈنٹ کی ویڈیو اپلوڈ کی تھی۔۔

چھ ملین ویوز دیکھ کر اسکی آنکھیں چمکیں۔۔ یہ اب تک کے سب سے زیادہ ویوز تھے۔۔ وہ اپنے اسی آوارہ دوست کو دکھانے کی غرض سے اٹھا۔۔

"گڑیا میں دوست سے ملنے جا رہا ہوں جب تک واپس نہ آؤں کسی کے لئے بھی دروازہ مت کھولنا۔۔۔"

اسے آگاہ کرتا وہ گھر کی دہلیز عبور کر گیا۔۔

❤❤❤

کمرہ عدالت میں گہری خاموشی تھی۔ وہ چادر کا کونہ منہ پر رکھے کسی بت کی مانند کٹہرے میں کھڑی تھی۔۔ اسکی نگاہ پہلی قطار میں بیٹھے اپنے بھائی بھابھی پر تھی۔۔ ذہن چند دن پیچھے چلا گیا۔۔ نگاہوں کے سامنے کوئی اور منظر چلنے لگا۔۔

عماد آپ کی امی جھوٹ بول رہی ہیں خدا کی قسم لے لیں میں نے کسی کو "
" گھر میں داخل نہیں کیا۔۔میں تو یہاں کسی کو جانتی بھی۔۔۔۔

وہ چیخ چیخ کر اپنی بے گناہی کا یقین دلا رہی تھی مگر وہ سب صخر کی مانند تھے
!۔۔پتھر کے بنے

بکواس بند کر گھٹیا عورت ۔۔۔میری ماں پر الزام لگاتی ہے بے غیرت "
" !!!!

اسکے منہ پر زور دار تمانچہ پڑا تھا۔۔

منظر بدلا۔۔وہ شوہر سے مار کھا کر اپنے میکے آئی تھی۔۔امی اسکی حالت پر رو
رہی تھیں تو بھابھیاں اسے سخت نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔۔

"ہالہ بس کردو۔۔ تمہاری بھی تو کوئی غلطی ہو گی نہ۔۔ عماد ایسا بھی برا نہیں ہے! اور شوہر بیوی میں لڑائی جھگڑے ہوتے رہتے ہیں۔۔ اسکا مطلب یہ نہیں کہ ہر دوسرے دن تم منہ اٹھا کر شوہر کی شکایتیں لگانے آ جاؤ!!! "

ہالہ نے شکایتی نظروں سے اپنی ماں کو دیکھا تھا مگر جانتی تھی وہ بے چاری کیا کر سکتی تھیں جن کے بیٹے بیویوں کے غلام تھے۔۔

منظر پھر بدلا۔۔

" ہالہ تم مجھے بتادو کیا چاہتی ہو؟ "

سوال کرنے والا اسکا بڑا بھائی تھا۔۔

" وہ جانور ہے ۔۔ مجھے طلاق چاہیے اس سے !!! "
وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی ۔۔

" یہ مجھے روز مارتے ہیں، ان کی ماں اور بہن مجھے مار کھاتا دیکھ کر ہنستی ہیں ۔۔ میں برداشت کر رہی تھی نہ ایک سال سے ۔۔ مگر اب عماد نے میرے کردار کو گندہ کرنے کی کوشش کی ہے ۔۔۔ مجھے ۔۔۔ مجھے صحن میں لا کر پیٹا ۔۔ میں اب وہاں نہیں جاؤں گی بھائی ۔۔۔ ابو ہوتے تو وہ مجھے کبھی نہ وہاں رہنے دیتے !!! "

وہ تڑپ تڑپ کر رو رہی تھی ۔۔

یاسر لب بھینچ گیا۔ اسکی بیوی اسے نظروں سے اشارے کر رہی تھی ۔۔ وہ نظر انداز کرتا ہوا بولا ۔۔

" !!! ٹھیک ہے جیسا تم چاہو گی ویسا ہی ہو گا "

وہ ان ازیت ناک لمحات میں کھوئی ہوئی تھی جب وکیل کی آواز اسے حال میں واپس لائی۔۔

مس ہالہ آپ کیوں اپنے شوہر سے طلاق چاہتی ہیں جبکہ وہ کہہ چکے ہیں " " وہ آپ کو چھوڑنا نہیں چاہتے۔۔۔؟

ہالہ نے بے تاثر نظروں سے سامنے دیکھا جہاں اسکا نام نہاد شوہر شرافت کا چولہ پہنے کھڑا تھا۔۔

" !!! یہ مجھے مارتے ہیں بہت "

وہ ہر احساس سے عاری لہجے میں بولی۔۔چادر سے ڈھکے چہرے پر بس اسکی ویران بھوری آنکھیں نمایاں تھیں۔۔

"جج صاحب یہ غلط بات کر رہی ہے۔۔میں نے کبھی اس پر ہاتھ نہیں اٹھایا ۔۔یہ کب سے مجھ سے روٹھی ہوئی ہے کیونکہ مصروفیت کی وجہ سے اسے وقت نہیں دے پا رہا تھا۔۔آپ پلیز ہماری طلاق ہونے سے روک دیں ۔۔"

وہ روانی سے جھوٹ بولتا جا رہا تھا کیونکہ طلاق کی صورت میں اسے سارا حق مہر ادا کرنا پڑتا۔۔ہالہ پتھرائی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی اسکے لبوں کو چپ لگ گئی۔۔

کچھ دیر بعد اسکی بھابھی کو بلایا گیا۔۔ان سے عماد اور ہالہ کے تعلقات کے بارے میں پوچھا گیا تو وہ بڑی معصومیت سے کہنے لگی۔۔

جج صاحب ہالہ میری بہن کی طرح ہے۔۔میں اسکا برا نہیں چاہ سکتی۔۔ " چھوٹی موٹی لڑائی تو ہر میاں بیوی میں ہو جاتی ہے۔۔یہ بہت بے وقوف ہے،اپنی بیوقوفی میں غلط راستے پر نکل گئی تھی۔۔اب کوئی بھی غیرت مند یہ برداشت نہیں کرے گا پھر بھی عماد نے اپنی بیوی کا پردہ رکھا۔۔ "

وہ جانے کیا کچھ کہتی جا رہی تھی۔۔یاسر نے اپنی بیوی کی گفتگو پر بے چینی سے پہلو بدلا تھا مگر جانے کیوں خاموش رہا۔۔

ہالہ کو اپنا دم گھٹتا محسوس ہونے لگا یوں لگ رہا تھا جیسے ہر کوئی اس پر ہنس رہا ہے۔۔ وہ کانوں پر ہاتھ رکھتی کٹہرے سے نکل کر عدالت کے بیچوں بیچ کھڑی ہوتی زور زور سے چیخنے لگی۔۔

" !!! ہاں میں بد کردار ہوں۔۔ میں گندی ہوں۔۔ میں ہی غلط ہوں "

چیختے اس نے اپنی چادر اتار کر زمین پر پھینک دی۔۔

" میں گھٹیا عورت ہوں اس لیے اس کی ماریں سہتی رہی یہ دیکھو میرا چہرہ ۔۔ سب دیکھو۔۔۔ میرے بازو دیکھو کس طرح اس نے مجھے مارا ہے۔۔۔ ہاں ظلم سہنے والی لڑکی بد کردار بن جاتی ہے جب وہ اپنے حق کے لیے بولے۔۔ ہاں میں گندی عورت ہوں۔۔ کیا کر لو گے تم سب ؟ "

وہ ہزیانی ہوتی ٹیبل پر پڑی تمام چیزیں اٹھا کر زمین پر پھینکتی چیخنے لگی۔۔اسکے بال بکھر چکے تھے اسکی ابتر حالت چیخ چیخ کر اسکے ساتھ ہوئی زیادتی کا اعلان کر رہی تھی۔۔

ہر کوئی اپنی جگہ بت بن گیا کسی نے اس سے ایسی جرات کی توقع نہیں کی تھی۔۔بیچ عدالت میں وہ چیخ چیخ کر اپنی مری ہوئی خوشیوں کا ماتم کرتی بال نوچتی زمین پر بیٹھتی تڑپ تڑپ کر رونے لگی۔۔

ایسی آہ وبکار کہ ہر کوئی اس کی تکلیف پر ششدر تھا۔۔وہ بغیر چادر کے زمین پر بیٹھی زور زور سے چیخ رہی تھی۔ جسم پر لگے زخموں کے ساتھ اسکی روح پر بھی لفظوں کے نشتر نے گہرے شگاف چھوڑے تھے۔۔

اچانک ایک شخص دوسری قطار سے نکلا اس کے چہرے پر برہمی صاف واضح تھی۔۔

ہالہ کے قریب آکر اس کے قدم رکے، اس نے جھک کر زمین پر گری اسکی چادر اٹھا کر اسکے سر پر پھیلائی اور بغیر ایک لفظ کہے لمبے ڈگ بھرتا کمرہ عدالت سے باہر نکل گیا۔۔

اسکی یہ حرکت یاسر کے منہ پر تمانچے کی مانند پڑی تھی۔۔ وہ فوراً ہالہ کی جانب بڑھا۔ اسکے ہاتھ ہالہ کے بازو کو چھوئے ہی تھے جب وہ اسکے ہاتھ جھٹکتی بدتمیزی سے چلائی۔۔

" ہاتھ مت لگائیں مجھے۔۔ جب آپ کی بہن کو بیچ عدالت میں بدنام کیا جا رہا تھا تب آپ کچھ نہیں بولے نہ تو اب یہ ہمدردی کا ڈرامہ نہ کریں۔۔

اپنوں نے چادر نوچ ڈالی اور غیر سر پر چادر ڈال گیا۔۔ میں کسی کو معاف نہیں کروں گی۔۔۔ ہالہ جانِ عالم کسی کو معاف نہیں کرے گی اس ذلت کے لیے !!! "

ساری کاروائی دیکھتے جج بہت کچھ سوچنے پر مجبور ہو گیا۔۔ ہر چیز کھل کر سامنے آچکی تھی۔۔۔ کچھ وقت بچا تھا فیصلہ ہونے میں۔۔۔ ہالہ نے شدت سے اپنے رب کو پکارا تھا۔۔ پکار سن لی گئی تھی۔۔

فیصلہ ہالہ جانِ عالم کے حق میں ہوا تھا !!

❤❤❤

"بس انکل، یہاں روک دیں! اب آپ جائیں میں شاپنگ سے فری ہو کر نمر بھائی کو بلالوں گی۔۔ آپ گھر چلے جائیں اور یہ لیں کچھ پیسے۔۔۔ اپنی چھوٹی بیٹی کے لیے کچھ لے لیجیے گا !!! "

عزہ شاپنگ مال کے سامنے کار رکواتی باہر نکلی۔۔ کچھ سوچ کر اس نے پرس سے چند نوٹ نکال کر انہیں تھما دیے۔۔ جس پر ڈرائیور اسکا شکریہ ادا کرتا چلا گیا۔۔

وہ پورے دل سے مسکرائی۔۔ کل اس نے ڈرائیور کو فون پر بات کرتے سنا تھا۔۔ ان کے پاس بیٹی کے سکول کی فیس کے لیے پیسے نہیں تھے اور تنخواہ اگلے مہینے ملنی تھی جس وجہ سے وہ پریشان تھے۔۔ اس سے رہا نہ گیا اور موقع ملتے ہی اس نے ان کی مدد کر دی۔۔

ایسی ہی نرم دل کی مالک تھی وہ۔۔دوسروں پر محبتیں لٹانے والی۔۔ معصوم
، کسی حد تک شرمیلی بھی !

اس نے سبز آنکھوں کو ارد گرد دوڑاتے اپنی سہیلی کو ڈھونڈنا شروع کیا جو
اسے یہیں ملنے والی تھی۔۔

" ماشاءاللہ کیا خوبصورت آنکھیں ہیں !!! "
اسکی سبز آنکھیں اسکی شخصیت میں سب سے نمایاں تھیں۔وہ جہاں بھی
جاتی لوگ اسکی جانب متوجہ ضرور ہوتے۔۔اب بھی کوئی لڑکا عقب سے
بولا تو وہ گھبراتی ایک طرف کھڑی ہوگئی۔۔

اس نے موبائل کا لاک کھولتے فائقہ کا نمبر ڈائل کیا اسکے کال اٹھاتے ہی وہ
غصے سے بولنے لگی۔۔

فائقہ کہاں رہ گئی ہو میں کب سے تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔۔وہاٹ ؟ "
تم نہیں آرہی۔۔ایٹ لیسٹ مجھے پہلے بتادیتی تو میں یہاں نہ آتی۔۔
اکیلی کیا خاک شاپنگ کروں گی میں ؟میں نے انکل کو بھی واپس بھیج دیا۔۔
" !!! اُفف اللّٰہ!!دوبارہ مجھ سے بات مت کرنا

غصے سے کہتے اس نے کھٹاک سے کال کاٹ دی۔۔اسکی گھبراہٹ میں اضافہ ہونے لگا کیونکہ وہ لڑکا تواتر اسے تک رہا تھا۔۔اس نے سوچا وہ مال میں چلی جائے۔۔مگر اکیلی؟وہ کبھی کسی جگہ اکیلی نہیں گئی تھی۔۔

وہ لڑکا آنکھ دباتا اسکی جانب بڑھنے لگا تو وہ جلدی سے سڑک پر چلنے لگی۔۔
فٹ پاتھ پر آتے اس کی سپیڈ تیز ہوتی گئی۔۔

رات کا وقت تھا اسے اکیلے یوں سڑک پر چلتے خوف محسوس ہونے لگا۔ خوف میں اضافہ پیچھے اُبھرتی قدموں کی چاپ نے کیا۔۔

اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ لڑکا اسکے پیچھے آرہا تھا۔ عزہ کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا۔۔

وہ تیز تیز چلتی پرس کی زپ کھول کر موبائل ٹٹولنے لگی۔۔ کانپتے ہاتھوں سے موبائل نکالتے اس نے نمر کو کال کی، کئی بار کوشش کرنے پر بھی اس نے کال ریسیو نہیں کی۔۔

وہ خوف سے رونے لگی۔۔ اس نے جلدی سے اسید کا نمبر ڈائل کیا جو پہلی کال پر مل گیا۔۔

"چاچو۔۔۔ جلدی آجائیں یہاں۔۔ایک لڑکا میرے پیچھے آرہا ہے۔۔ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے !!! "

وہ سرگوشی میں بولی۔۔

دوسری جانب اسید اسکی بات سن کر شدید پریشان ہوا۔۔

"گڑیا۔۔ڈرو مت۔۔۔رش والی جگہ پر جاؤ جلدی۔۔ دیکھو ارد گرد جہاں زیادہ لوگ ہوں۔۔ میں بس آرہا ہوں۔۔۔۔ تم بتاؤ مال میں ہو؟ ڈرائیور کہاں ہے؟"

وہ گاڑی تک پہنچتا جلدی جلدی پوچھ رہا تھا۔۔

"مال کے پاس روڈ پر ہوں۔۔انکل کو بھیج دیا تھا۔۔آپ جلدی آجائیں !!! "

وہ مزید کچھ کہتی جب زمین پر بنے گڑھے سے اسے زبردست ٹھوکر لگی اور فون نیچے گر کر ٹوٹ گیا۔۔

" حسینہ بڑی پریشان لگ رہی ہو۔۔ کہتی ہو تو کچھ مدد کروں؟ "
وہ کمینگی سے کہتا سنسان گلی نظر آتے ہی اسکی کلائی دبوچ گیا۔۔ گلی کے دہانے پر آتے ہی وہ ایک دم رکا۔۔ اسکی اور عزہ کی نگاہ بیک وقت سامنے اٹھی۔۔

وہ کوئی اچھے ڈیل ڈول کا مرد تھا۔۔ آرمی کے یونیفارم میں، جھک کر شولیسز بند کرتا۔۔ سر پر رکھی سیاہ پی کیپ کے باعث اسکا چہرہ چھپا ہوا تھا۔۔

آہٹ کے ساتھ نسوانی آواز سن کر وہ اگلے ہی لمحے سیدھا ہوا۔۔ اسکا قد چھ فٹ سے بھی بڑا تھا۔۔ کسرتی جسم، گہری سرد آنکھیں !

اس نے بے تاثر نگاہ اس لڑکے کے ہاتھ پر ڈالی جس نے اس لڑکی کی کلائی دبوچ رکھی تھی۔۔اسکی پیشانی پر بل پڑے۔۔

وہ چند قدم اٹھاتا ان کے سامنے آیا تو اس لڑکے نے گھبرا کر ہاتھ چھوڑ دیا۔۔

" میری ہیلپ کریں پلیز یہ مجھے زبردستی کہیں لے کر جا رہا ہے۔۔
یہ بہت گندا ہے ! میرے چاچو آرہے ہیں مجھے لینے !!! "
وہ منہ پر ہاتھ رکھے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔

اس دراز قد شخص کی پیشانی کے بلوں میں اضافہ ہوا۔وہ آگے بڑھا اور اس سوکھے سڑے لڑکے کو گدی سے پکڑ کر اوپر اٹھا لیا۔۔

لڑکا بے حد گھبرا گیا وہ کچھ کہہ پاتا جب الٹے ہاتھ کا تھپڑ اس کے منہ پر پڑا۔۔
ایک پر بس نہیں ہوئی۔۔ لگاتار تین تھپڑوں نے اسکا چہرہ سرخ کر دیا۔۔

عزہ نے اس انجان شخص کو دیکھا جو جھٹکے سے اس لڑکے کو چھوڑتا سرد لہجے میں بولا۔۔

" تمہارا سارا بائیو ڈیٹا نکلوالوں گا۔۔ دوبارہ پتہ چلا تم نے کسی لڑکی کو تنگ کیا تو تمہیں وہاں پہنچاؤں گا جہاں کوئی بچانے نہیں آئے گا !!! "
وہ لڑکا اگلے ہی لمحے وہاں سے غائب ہو گیا۔۔

" چاچو !!! "
اسید کو دیکھتے ہی عزہ اسکی جانب لپکی جو گاڑی سے نکلتا سرعت سے اسکی جانب بڑھا۔۔ وہ اسکے بازو سے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔

" انہوں نے میری مدد کی ہے۔۔وہ بہت بد تمیز لڑکا تھا۔۔ان انکل نے اسے بہت مارا !!! "

وہ سوں سوں کرتی اسکا بازو مظبوطی سے تھامتی اس شخص کی جانب اشارہ کرنے لگی۔۔اسید آگے بڑھتا مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھا گیا۔۔

" تم ؟ "

اسکی سوالیہ نظروں پر وہ اجنبی اسکا ہاتھ تھامتا دھیما سا مسکرایا۔۔

" بندے کو صالح یوسف کہتے ہیں !!! "

اسید جبران بھی جواباً مسکرایا۔۔

" کیا تمہیں بتانے کی ضرورت ہے ؟ "

چمکتی نظروں سے اسے دیکھتا وہ گرم جوشی سے اس کے گلے لگا۔۔صالح نے بھی اسکے گرد ہاتھ پھیلاتے اسکی پیٹھ کو تھپکا۔۔

" !!! چلتا ہوں پھر ملاقات ہو گی "

وہ الگ ہوتا کلائی میں بندھی گھڑی پر وقت دیکھتا بولا تو اسید نے سر ہلایا۔۔

وہ عزہ کا ہاتھ تھامتا گاڑی کی جانب بڑھا۔۔صالح نے زمین پر رکھا دستی بیگ اٹھایا۔۔پی کیپ درست کرتے اس نے بیگ کندھے پر ڈالا اور مخالف سمت مڑ گیا۔۔

❤❤❤

وہ کھلے گیٹ سے نائل کے پورشن میں داخل ہوا تو بجائے اندر جانے کے لان میں چلا آیا جہاں نمر سفید جدید طرز کی آرام دہ کرسی پر پیر پسارے بیٹھا تھا۔۔

اسید کی آنکھیں تب سکڑیں جب اس نے نمر کو خود ہی مسکراتے دیکھا۔۔
گال تلے مٹھی رکھے وہ کسی غیر مرئی نقطے کو دیکھتا جیسے مسکراہٹ دبانے کی کوشش کر رہا تھا۔

" اسکا دماغ کھسک گیا کیا؟ "
اسید بڑبڑاتا اسکی طرف بڑھا تو اسکی موجودگی محسوس کر کے نمر فورا سنجیدہ ہوا۔۔

"سب خیر ہے؟"

اسکے سامنے پڑی کرسی سنبھالتے اسید نے اسے کھوجتی نظروں سے دیکھا تو ایک پل کو نمر گڑ بڑا گیا۔۔

" آ۔۔ہاں ! سب ٹھیک ہے۔۔آپ کیسے ہیں ؟ "

اب کہ اسید کو پورا یقین ہو گیا ضرور کوئی گڑ بڑ ہے۔۔ہر وقت اسکے ساتھ رہنے والا اسکا حال پوچھ رہا تھا۔۔وہ بھی کئی مہینوں میں پہلی بار ! وہ کنپٹی کو انگلی سے مسلتا اسے گھورنے لگا۔۔

" بھتیجے !!! "

اسکی گھورتی نظروں پر نمر جھنجھلا گیا۔۔

" جی چاچو ؟ "

وہ دانت پیس کر بولا۔۔

" لڑکی کا چکر ہے؟ "

اسید سینے پر ہاتھ باندھتا سکون سے بولا تو نمر ایک بار پھر گڑ بڑا گیا۔۔ مگر جلد ہی خود پر قابو پاتا نارمل سے انداز میں بولا۔

" لاحول ولا قوۃ! میں آپ کو ایسا لگتا ہوں؟ "

وہ کانوں کو ہاتھ لگاتا معصومیت کے ریکارڈ توڑنے لگا۔ وہ الگ بات ہے ہنسی روکنے کے چکر میں چہرہ سرخ ہونے لگا۔۔

" اس سے بھی دو ہاتھ آگے ہو تم۔۔ نہ بتاؤ! میں بھی پتہ لگوالوں گا۔۔ ہاں وہ بس عمر صاحب کی بہن نہ ہو ورنہ لڑکے کے پٹنے کی خبر تو تم بھی سن چکے ہو!!! "

اسید کی سرمئی آنکھوں میں مسکراتا تاثر ابھرا تھا۔ وہ بڑی لاپرواہی سے کہتا نمر جبیل کا دل جلا کر کوئلہ کر گیا۔۔

وہ ڈاکو کی فی میل ورجن ہی بچی ہے کیا بس نمر جبیل کے لیے۔۔۔۔؟ "
"

نمر منہ کے زاویے بگاڑ گیا۔۔ پھر کچھ یاد آنے پر ایک دم بولا۔۔

"آج شام پھر چل رہے ہیں سکندر انکل کے بیٹے کی شادی پر؟ "
وہ نائل کے بزنس پارٹنر کے بارے میں پوچھنے لگا جن کے بیٹے کی شادی پر اسے تو لازمی جانا تھا کیونکہ نائل جبیل کا حکم تھا۔۔ مگر وہ خود ضروری میٹنگ کی وجہ سے نہیں جا سکتے تھے لہٰذا اسید کو خاص تاکید کر دی تھی۔۔

"ہمم۔۔نائل نہیں جارہاتو مجھے تو جاناپڑے گا، سکندر سے بڑے کام پڑ سکتے ہیں،اسے ناراض نہیں کر سکتے !!! "

وہ کندھے اچکا گیاتو نمر نے سر ہلایا۔۔اسکے ذہن میں پھر سے رات کا وہ نوٹیفیکشن گردش کرنے لگا جب نورجانِ عالم نے اس کا کمنٹ لائک کیا تھا

۔

چھبیس سالہ نمر جبیل ایک رائٹر کے ذراسے ری ایکٹ پر بچوں کی طرح خوش ہورہاتھا۔۔

♥♥♥

" کیاسوچ رہے ہیں آپ؟ "

جانِ عالم کو کب سے خلا میں گھورتے پا کر فرحین بالا خر بول پڑیں۔۔
انہوں نے ہاتھ میں پکڑی لکڑی کی چوکور ڈش ان کے سامنے رکھی تو وہ ٹانگیں سمیٹتے سیدھے ہو بیٹھے۔

" کچھ نہیں۔۔ آپ بتائیں آج طبیعت ٹھیک رہی؟ آئنور نظر نہیں آرہی؟ "

ان کا لہجہ ہمیشہ کی طرح نرم تھا۔۔ وہ ڈش میں رکھے خوبصورت کڑھائی والے رومال سے چپاتی نکالنے لگے۔۔

" جی الحمداللہ ٹھیک رہی۔۔ آئنور، دردانہ کے بھائی کی شادی پر گئی ہے۔۔ بتایا تھا نہ آپ کو؟ اچھی لڑکی ہے وہ۔ خود لینے آئی تھی اتنی دولت ہونے کے باوجود نام کو بھی غرور نہیں ہے !!! "

فرحین سالن کی پیالی ان کے سامنے کرتیں گلاس میں پانی انڈیلنے لگیں۔
ان کے انداز میں سادگی تھی۔

" ہمم اچھی لڑکی ہے۔۔۔۔! آج فرح نظر آئی تھی مجھے۔۔۔۔ "
ان کے کھوئے کھوئے انداز کی وجہ اب سمجھ آئی تھی فرحین کو۔۔وہ بھی کچھ سنجیدہ ہوئیں۔۔

" عالم آپ ایک بار ان کے گھر جا کر بات کریں۔۔جو بھی ہوا ٹھیک نہیں ہوا۔ گزر گیا، ماضی تھا! مگر بچوں کا کیا قصور ہے؟ "

فرحین کی اعلیٰ ظرفی پر جانِ عالم مسکرائے۔۔

" تم بہت اچھی ہو فرحین! تمہارا ساتھ میرے لیے فخر کا باعث ہے !!!
"

وہ بے ساختہ ان کا ہاتھ تھام کر نرمی سے دبا گئے۔ فرحین کے چہرے پر مسرت پھوٹی، وہ دھیرے سے مسکرا دیں۔۔

❤❤❤

وہ صبح سے اپنے کمرے میں بند تھی۔ یہ وہی کمرہ تھا جہاں وہ شادی سے پہلے بڑے حق سے رہا کرتی تھی، اب یہاں ٹھہرتے جھجھک سی آڑے آرہی تھی۔۔

رو رو کر اسکی بری حالت تھی شدید بخار نے اسے جکڑ رکھا تھا۔ روتے روتے وہ جانے کب سو گئی تھی اب آنکھ کھلی تو شدید بھوک کا احساس جاگا۔۔

وہ لیٹے سے اٹھ بیٹھی۔ زیب تن کیا سفید لباس ملگجا سا ہو رہا تھا۔ بکھرے بالوں کو سمیٹ کر جوڑا بناتی وہ بیڈ سے اتر گئی۔

دوپٹہ ٹھیک کرتے وہ کمرے سے باہر نکلی تو اوپن کچن میں فروہ بھابھی اور انعم بھابھی کو چہ مگوئیہ کرتے دیکھ کر وہیں ٹھہر گئی۔

" اٹھ گئیں؟ نیند اچھے سے آئی؟ ہاں اب تو صحیح طرح نیند آئے گی جو تم چاہتی تھی وہ تو ہو گیا !!! "

انعم زبان کی کڑوی تھی وہ اگلے کا بلکل لحاظ نہیں کرتی تھی اسکے برعکث فروا میٹھی چھری تھی۔۔ بڑے میٹھے انداز میں مقابل کو لفظوں کی مار مارتی تھی ۔۔

ارے نہیں انعم۔۔ طلاق کے بعد کس کو سکون کی نیند نصیب ہوتی " ہے ؟تم دیکھنا محلے کے لوگ باتیں کر کر کے اسکا جینا حرام کر دیں گی۔۔۔ طلاق یافتہ لڑکی کا جینا بہت مشکل ہو جاتا ہے وہ بھی تب جب لڑکی سانولی ہو،دوسرا رشتہ ملنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔۔ مگر ہالہ بچے تم پریشان مت ہونا لوگوں کی عادت ہے باتیں کرنا۔۔اف میں بھی کیا باتیں لے کر بیٹھ گئی۔۔ " !!!ہالہ تم نے تو صبح کا کچھ کھایا بھی نہیں۔۔ بیٹھو میں کچھ بنا دیتی ہوں

وہ سٹول کھینچ کر اسے اشارہ کرتیں فریج کی جانب بڑھ گئیں۔ہالہ کی آنکھوں میں نمی تیر گئی وہ مرے مرے قدم اٹھاتی سٹول پر بیٹھ گئی جب فروا کی پریشان آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

انعم میں تو اس بڑھتی مہنگائی سے سخت پریشان ہوں۔۔ہمارا گزر بسر ہی اتنی مشکل سے ہو رہا تھا۔۔ارمان نے تو صاف کہہ دیا اس مہینے ان سے کسی بھی چیز کے لیے پیسے نہ مانگوں۔ظاہر ہے اب راشن میں بھی کچھ اضافہ ہو گا"

"!

وہ گرم توے پر گھی ڈالتیں ڈبل روٹی سیکنے لگیں۔۔انعم نے نخوت سے سر جھٹکا۔۔

" تو اور کیا۔۔ یاسر بھی بجلی کے بل کی وجہ سے پریشان ہیں۔۔ پہلے تو اس کمرے میں کوئی بجلی استعمال نہیں کرتا تھا اب دن رات چلتے پنکھے اور لائٹ سے دیکھنا میٹر کیسے گھومتا ہے!!! "

وہ دونوں اسکی موجودگی سے لاپرواہ لفظوں کا زہر اگل رہی تھیں جو ہالہ جانِ عالم کو خود میں اترتا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ آنسو چھپانے کو فوراً اٹھ کر اپنے کمرے میں آگئی بستر پر گرتے ہی اسکے لبوں سے سسکی بلند ہوئی۔۔

" ابو آپ اتنی جلدی چلے گئے۔۔ مجھے بھی اپنے ساتھ اس دنیا سے لے جاتے، دیکھیں اس دنیا نے آپ کی ہالہ کا کیا حال کر دیا ہے! "

وہ چادر مٹھی میں بھینچتی تکیے میں منہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔

" ہالہ؟ "

کندھے پر شفقت بھرا لمس محسوس کرتے اس نے تکیے سے چہرہ اٹھایا۔ فرح کو سامنے پاکر اسکا ضبط ٹوٹا۔ وہ ان کے سینے سے لگتی یوں تڑپ تڑپ کر روتی فرح کا دل دہلا گئی۔۔

" امی ایسا کیوں ہوتا ہے؟ باپ اتنی جلدی کیوں مر جاتا ہے؟ بیٹیوں کے باپ کو جلدی نہیں مرنا چاہیے، بیٹیاں رول دی جاتی ہیں۔۔ "

اسکی آواز غم سے پھٹنے لگی تھی۔ فرح اسکی کمر تھپکتیں بے آواز رونے لگیں۔

" آپ کو پتہ ہے مجھے کتنی تکلیف ہوتی ہے؟ میرے بھائی مجھ پر جان چھڑکتے تھے، میری آنکھوں میں آنسو ان سے برداشت نہیں ہوتا تھا مگر بھابھیوں کے آتے ہی بھائی بدل گئے۔ کیا اتنا سا وقت لگتا ہے خون کو سفید

ہونے میں ؟ میں جب اللہ تعالیٰ کے پاس جاؤں گی تو بہت زیادہ روؤں گی۔
" !!! میں ان کو بتاؤں گی آپکی ہالہ پر آپ کے لوگوں نے کتنا ظلم کیا

وہ بچوں کی طرح رو رہی تھی۔۔ فرح کے دل کو دھکا لگا۔

خبردار ہالہ دوبارہ تم نے ایسی بات کی۔۔ اللہ کرے میری عمر بھی تمہیں "
" ! لگ جائے میری بچی

وہ اسکے چہرے پر چپکے بال ہٹاتیں بھرائے لہجے میں بولیں۔۔

امی۔۔ آپ کو پتہ ہے بھابھی ابھی سے میرے نوالے گننے لگی ہیں۔ ایک "
میرے پنکھا چلانے سے بجلی کا بل ذیادہ آئے گا۔۔ میں نے کبھی نہیں سوچا
" !!! تھا اپنے ہی گھر میں مجھے کھانے کے لیے ترسنا پڑے گا

اسکی آنکھیں خشک ہو چکی تھیں مگر آواز درد سے پھٹ رہی تھی۔۔گلے میں گولہ سا اٹک رہا تھا، وہ روک رہی تھی مزید آنسوؤں کو امڈنے سے۔۔اسکی ازیت سوا ہو رہی تھی گلے میں درد بڑھنے لگا تھا۔۔وہ مزید نہیں رونا چاہتی تھی۔

اس کی ماں کا دل دکھ رہا ہو گا اسکے آنسوؤں سے۔۔وہ ہالہ جانِ عالم تھی۔ اسے دوسروں کو دکھ نہیں دینا تھا۔۔اپنی ماں کو تو بلکل نہیں !

" اچھا بس۔۔۔میں اپنی بچی کے لئے کھانا لائی ہوں، خود کھلاؤں گی اپنے ہاتھوں سے !!! "

وہ اسکا چہرہ چومتیں اسے سیدھا بٹھاتیں ساتھ لایا کھانا اسکے سامنے رکھتیں اسے کھلانے لگیں۔ہالہ خاموشی سے کھانے لگی اسکا ذہن کہیں اور تھا،وہ کسی پر بوجھ نہیں بنے گی،اس نے جاب کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔۔

❤❤❤

" باجی عطوف یہ علی سبق نہیں پڑھ رہا سب بچوں کو تنگ کر رہا ہے !!!
"

صحن میں بیٹھے کسی بچے نے ہانک لگائی تو وہ کچن سے باہر آئی۔اس وقت وہ آسمانی شلوار قمیض زیب تن کئے سر پر ہم رنگ دوپٹہ اوڑھے ہوئے تھی۔

اس نے ہاتھ میں ایک بڑی سی ٹرے پکڑ رکھی تھی جس میں جامِ شیریں سے بھرے گلاس تھے۔ وہ صحن میں آتی سب کے سامنے گلاس بڑھاتی گئی۔

" علی۔۔ سبق سناؤ آکر !!! "

وہ اپنی جگہ سنبھالتی سختی سے بولی تو علی کا سانس سوکھ گیا۔ وہ غٹا غٹ شربت پیتا پارہ لے کر مرے قدموں سے اسکی جانب بڑھا۔۔

" باجی۔۔ میں نے سبق یاد نہیں کیا! وہ امی کے سالے انکل جی فوت ہو گئے تھے تو ہم سب ادھر گئے تھے۔۔ "

وہ بے حد گھبرایا ہوا کہہ رہا تھا۔ عطوف نے بے ساختہ آنے والی مسکراہٹ چھپائی۔

"جھوٹ بولتے ہو؟ میں ابھی تمہاری امی کو فون کرتی ہوں !!!"

وہ اسکا کان کھینچتی سخت لہجے میں بولی تو علی نے رونا شروع کر دیا۔

"باجی یہ اپنے ابو سے بدتمیزی بھی کرتا ہے، میں نے خود دیکھا تھا اسے! بری بات ہے نہ؟"

پہلے والا بچہ جو باقی بچوں سے کچھ سمجھدار تھا دوبارہ بولا تو عطوف نے اثبات میں سر ہلایا۔

"حیدر یہ سارے گلاس کچن میں رکھ کر آؤ !!!"

وہ اسی بچے کو مخاطب کرتی علی کی جانب متوجہ ہوئی۔۔

"تمہیں پتہ ہے اپنے والدین سے بدتمیزی کرنے سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔ تم ابھی کتنے چھوٹے ہو شرم نہیں آئی اپنے ابو سے بدتمیزی کرتے؟

مجھے بتاؤ اگر تمہارے ابو تمہارے اخراجات نہ اٹھائیں تمہیں پیسے دینا بند کر دیں تو تم خود کچھ کر سکتے ہو؟ سب بچے میری بات سنیں، مجھے کسی کے بارے میں بھی پتہ نہ چلے کہ اس نے اپنے والدین سے بدتمیزی کی ہے !!!

آپ سب میرے پاس قرآن شریف پڑھنے آتے ہیں، ہم روز ایک حدیث یاد کرتے ہیں مگر کیا فائدہ جب آپ لوگ اس پر عمل نہ کریں !

آج میں آپ کو والد کے بارے میں ایک حدیث بتاؤں گی سب اپنی کاپیاں کھولیں !!! "

وہ نرمی سے بولی تو سب جلدی جلدی کاپیاں کھولنے لگے۔ علی بھی جلدی سے آنکھیں صاف کرتا اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

: لکھیں۔۔۔آپ (ص) نے فرمایا "

اپنے والد کو نام سے نہ پکارا کرو، نہ ان کے آگے چلا کرو اور نہ ہی ان سے

" !!! پہلے بیٹھا کرو

سب نے نوٹ کر کے کاپیاں بند کر دیں۔

" !!! باجی میں آج سے اپنے ابو کے پاؤں دبایا کروں گا "

ایک بچہ پرجوش سا بولا۔ عطوف نے دلچسپی سے اسے دیکھا۔۔

" !!! اور میں کام میں ابو کی مدد کروں گا "

ایک اور بچہ بولا۔

" !!! باجی میں تو روز ابو کے لیے چائے بناتا ہوں "

فخر سے بولنے والا حیدر تھا۔۔

" باجی۔۔جب ابو جی گھر آتے ہیں تو میں ان کو پیاری پیاری باتیں سناتی

" !!! ہوں

ایک آٹھ سالہ بچی باریک سی آواز میں بولی۔ عطوف بے ساختہ ہنس پڑی

اسے اس پر بہت پیار آیا۔

" اور علی؟ "

وہ سر جھکا کر بیٹھے علی سے مخاطب ہوئی تو اسکی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو

گرنے لگے۔۔

" !!! میں ابو جی سے معافی مانگوں گا "

وہ چھوٹا بچہ تھا۔اسے اچھی تربیت کی ضرورت تھی۔بچے تو نرم ڈالی کی مانند ہوتے ہیں جہاں موڑو مڑ جائے گی۔ لیکن اگر یہ سوچا جائے کہ ابھی بچہ ہے بڑا ہو گا تو ٹھیک ہو جائے گا تو یہ خام خیالی کے سوا کچھ نہیں۔۔ کیونکہ بالغ انسان شیشے کی مانند ہو جاتا ہے جسے اپنے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی جائے تو وہ مڑتا نہیں، ٹوٹ جاتا ہے !

وہ سب بچوں کو دیکھتی سوچ رہی تھی جب بیل کی آواز پر وہ چونکی۔اٹھ کر وہ دروازے کی جانب بڑھی۔

" کون؟ "

بند دروازے کے پیچھے وہ سخت لہجے میں بولی۔

" !!! بلال۔۔ عمر صاحب نے کچھ سامان بھیجا ہے "

وہ اس آواز کو پہچانتی تھی۔ دوپٹے کے پلو کو ناک سے ٹھوڑی تک پھیلاتے اس نے تھوڑا سا دروازہ کھولا۔

بلال نے ہاتھ میں تھاما شاپر بڑھا دیا۔ اسکی نگاہ بے ساختہ اٹھی۔ عطوف کی نظریں جھکی ہوئی تھیں۔۔ وہ فوراً نظریں جھکاتا پلٹ گیا۔۔

. عطوف نے کھانے کے سامان پر تفصیلی نگاہ ڈالی اور دروازہ بند کر دیا۔۔

❤❤❤

(ماضی؛)

" اکو تیرا اکاؤنٹ تو بڑا لو جا رہا ہے آج کل! ویڈیوز اپلوڈ کیا کر، اتنی محنت سے تو گرو کیا ہے!!! "

وہ سگریٹ کے کش لگاتے گلی میں چہل قدمی کرتے جا رہے تھے جب اسکا دوست اچانک بولا۔ اکو نے بیزاری سے سگریٹ زمین پر پھینکتے جوتے تلے مسل دیا۔۔

" کسی کا ایکسیڈنٹ ہو گا تو اپلوڈ کروں گا نہ؟ سالہ کوئی ٹکے تو میری بات بنے!!! "

وہ ڈھیلی پھٹی ہوئی جینز کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالتا سر جھٹک گیا۔

" اچھا چل پریشان نہ ہو، میں چلتا ہوں پھر ملیں گے!!! "

وہ اکو سے بغل گیر ہوا مگر وہ دونوں نہیں جانتے تھے کہ وہ آج کے بعد نہیں ملیں گے۔۔

اسکے چلے جانے کے بعد اکو روڈ پر چلا آیا اس نے موبائل نکال کر ایک بار پھر ویوز چیک کیے۔اپنے دیھان میں وہ چلتا جارہا تھا جب کہیں سے آواز اسکے کانوں میں پڑی۔

"آگے ایک لڑکی کا بہت برا ایکسیڈنٹ ہوا ہے، کیفے کے سامنے، اللہ۔۔ اتنا برا حال ہوا ہے لگتا نہیں بچے گی !!! "

دکان پر بیٹھا کوئی آدمی بات کر رہا تھا اکو کے کان کھڑے ہوئے، وہ تیز قدم اٹھاتا کیفے کے پاس پہنچا جہاں پہلے سے بے انتہا رش تھا۔۔

وہ موبائل کا کیمرہ کھولتا رش میں گھسنے کی کوشش کرنے لگا۔اسکی طرح دو تین لڑکے پہلے سے ویڈیو بنا رہے تھے۔۔

جونہی اکو آگے آیا زمین پر گری لڑکی کو دیکھ کر اسکا سانس رک گیا۔

" خولہ !!! "

وہ زور سے چلاتا اسکی طرف لپکا۔اسکا رنگ زرد پڑ گیا کانپتے ہاتھوں سے اس نے خولہ کا چہرہ سیدھا کیا تو وہ ایک طرف سے کچلا ہوا تھا۔سر سے خو*ن لگاتار بہتا زمین پر تالاب بنانے لگا۔

" کوئی ایمبولینس کو بلاؤ جلدی۔۔ جلدی بلاؤ میری بہن ہے یہ۔۔ جلدی بلاؤ۔۔۔ خولہ ادھر دیکھو۔۔ گڑیا میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا۔۔

اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر خو*ن روکنے کی کوشش کرتا وہ بے ربطگی سے بولا۔ خولہ نے اسے دیکھا،اس کے وجود نے ہچکی لی اور ساکت ہو گیا۔

ارد گرد کھڑے لوگ افسوس سے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔اکو چیخ چیخ کر رو رہا تھا۔سڑک پر ادھ مری دوسروں کی بہن بیٹیوں کی بڑے دھڑلے سے ویڈیو بنانے والے کی اپنی بہن اسی طرح حادثے میں ماری گئی تھی۔۔

عمر کو جو نہی حادثے کی اطلاع ملی وہ فورا دوڑا آیا اکو کو دیکھ کر اس نے افسوس سے سر ہلایا۔وہ اسکے گھر کا پتہ جانتا تھا۔کچھ دیر بعد خولہ کی ڈیڈ باڈی اسکے گھر پہنچادی گئی۔

اکو بلکل خاموش ہو گیا تھا وہ اپنی بہن کی میت کے پاس یوں بیٹھا تھا جیسے پتھر کا کوئی مجسمہ ہو۔۔

پتھر کے مجسمے میں حرکت ہوئی تھی۔اس نے زندگی میں پہلی بار فرقان تایا کو کال ملائی۔۔

❤❤❤

" !!! اسید صبر کرو۔۔۔اللہ کی رضا اسی میں تھی "

تدفین کے بعد تایا فرقان اسے ساتھ لگائے دلاسہ دینے لگے۔انہیں خولہ کی موت پر دلی رنج پہنچا تھا۔

" !!! مجھے سزا ملی ہے "

اس سب میں پہلی بار اسید کی چپ ٹوٹی۔

ایسا نہیں کہتے۔۔۔اچھا سنو اب تم میرے ساتھ رہو گے ، میں تمہیں "
" یہاں تنہا نہیں چھوڑ سکتا۔۔

وہ قطعیت بھرے انداز میں بولے تو اسید سر جھکا گیا۔اس کی آنکھوں سے شفاف موتی گرتے گریبان میں جذب ہو گئے۔

♥♥♥

(حال؛)

وہ فرح کی اجازت پر اپنے ڈاکومنٹس لے کر آفس جاب کے لیے اپلائے کرنے کی غرض سے گھر سے نکل پڑی تھی۔

چادر سے اچھی طرح نقاب کیے وہ پرس پر گرفت مظبوط کرتی سر جھکائے تیزی سے چلتی جا رہی تھی۔

اس نے رکشہ کروانے کی غرض سے سر اٹھایا تو سڑک کی دوسری طرف کھڑے ایک شخص کو دیکھ کر ٹھٹھکی۔۔

وہ بغیر ارد گرد کی پرواکیے تیزی سے ان کی جانب بڑھی۔ سڑک پار کرتے وہ ایک موٹر سائیکل سے ٹکراتی ٹکراتی بچی۔ وہ شخص ایک کھلے سے گلے کی طرف مڑ گیا۔۔ہالہ تقریباً دوڑتی ہوئی ان کے پیچھے آئی۔

" سنیں !!! "

وہ پھولتی سانسوں کے بیچ جلدی سے بولی تو عمر صاحب نے پلٹ کر اسے دیکھا۔

" جی؟ "

ہالہ ان سے کچھ فاصلے پر ٹھہر گئی۔۔

" آپ۔۔۔آپ وہی ہیں جو اس دن عدالت میں ؟ "
وہ آنکھوں کی نمی اندر دھکیلتی دھڑکتے دل سے پوچھنے لگی۔ عمر صاحب نے اب کہ چونک کر اسے دیکھا۔

" جی !!! "
سنجیدگی سے کہہ کر وہ جانے لگے جب وہ اچانک بولی۔

" آپ مجھ سے نکاح کر لیں !!! "
وہ آنکھیں میچے ایک سانس میں بول گئی۔ عمر صاحب حیران پریشان سے اسکی طرف پلٹے۔

" بی بی یہ کیا فضول بات کہی تم نے ؟ "
ان کی پیشانی شکن زدہ ہونے لگی۔

" آپ اللہ کے لیے مجھ سے نکاح کر لیں۔۔ میں بہت تکلیف میں ہوں۔۔ اس دن آپ نے میرے گھر والوں کا رویہ دیکھا نہ ؟ میں طلاق لے چکی ہوں۔ کسی کو اب میرا وجود برداشت نہیں ہے۔ آپ نے میرے سر پر چادر ڈالی تھی۔ آپ ساری زندگی کے لیے مجھے اپنی عزت بنا لیں !!! "

وہ سر جھکائے کہتی رونے لگی تھی۔

" بی بی اپنی عمر دیکھو اور میری دیکھو، تمہارے باپ کی عمر کا ہوں میں !!! "

وہ اسے ڈپٹ گئے تھے۔

" مجھے نہیں پتہ میرے باپ کی عمر کے ہیں یا نہیں کیونکہ میں نے کبھی اپنے باپ کو نہیں دیکھا۔۔ مگر اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ آپ اپنی بیوی بچوں کی وجہ سے یہ سب کہہ رہے ہیں نہ؟ میں ساری زندگی ان کی خدمت کرنے کو تیار ہوں !!! "

وہ منتوں پر اتر آئی تھی۔۔ عمر صاحب نے گہری سانس لی۔۔

" دیکھو بی بی۔۔ میری شادی نہیں ہوئی۔۔ مگر جو تم کہہ رہی ہو وہ ممکن نہیں ہے !!! "

وہ کہہ کر جانے لگے جب وہ ان کے راستے میں حائل ہوئی۔

" یہ تو اور بھی اچھی بات ہے کہ آپ کی شادی نہیں ہوئی، اب تو آپ مجھے اپنا سکتے ہیں نہ؟ یہ میرا کارڈ رکھ لیں۔۔آپ جو بھی فیصلہ کریں مجھے بتا دیجئے گا۔۔۔ "

گزرتے وقت کا احساس کرتی وہ جلدی میں اپنا نمبر انہیں تھما کر واپس چلی گئی۔۔

عمر صاحب ہقا بقا کھڑے رہ گئے۔انہوں نے ہتھیلی پر رکھے کارڈ پر نظر ڈالی۔کارڈ مٹھی میں بھینچتے وہ الجھے زہن کے ساتھ گھر کی طرف ہو لیے۔۔

❤❤❤

❤❤❤❤

" ہائے ہینڈسم !! کہاں گم ہو؟ "

سرخ گلاب کی کلی ہاتھوں میں گھماتے نمر جبیل نے پر شوخ آواز پر پلٹ کر دیکھا تو علینا کو وہاں پا کر اس نے آنکھیں گھمائیں۔ وہ نائل جبیل کے ایک دوست کی بیٹی تھی۔ نمر کو ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔ وجہ اسکا ہر وقت ہیوی میک اپ سے لتھرا چہرہ اور بولڈ ڈریسنگ تھی۔۔

" ہیلو علینا !!! "

وہ مصنوعی مسکراہٹ سے بولا تو علینا نے بھرپور مسکراتے اس کے ہاتھ میں موجود گلاب کو دیکھا اور پھر اسکا سر تا پیر جائزہ لیا۔۔

مہرون تھری پیس میں وہ ہمیشہ کی طرح ہینڈسم لگ رہا تھا۔ صاف رنگت والے کلین شیو چہرے پر گھنی سیاہ مونچھیں اسے الگ ہی جاذبیت بخش رہی تھیں۔۔

" لیٹ می گیس۔۔۔ تم مجھے پرپوز کرنے والے ہو؟ "

سرخ گلاب پر نگاہ جماتی وہ مغرور انداز میں بولی تو نمر ابروا چکا گیا۔ اسے اسکا کانفیڈنس پسند آیا تھا۔

" !!! آ۔۔۔ شاید "

وہ بھی اب کہ سائیڈ سمائل دیتا اسے دیکھنے لگا۔ علینا کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔ اسکی خوشی میں اضافہ تب ہوا جب نمر کا پھول والا ہاتھ اسکی جانب اٹھنے لگا۔

" علینا میں کہنا چاہتا ہوں کہ ۔۔۔ "

علینا کا دل زور سے دھڑکنے لگا۔۔

" !!! کہ یہ تمہاری خوش فہمی ہے "

اسکی جانب بڑھایا پھول ایک انداز سے کان کے پیچھے ٹکاتا وہ سیٹی پر کوئی دھن بجاتا اسکی سائیڈ سے گزرتا آگے بڑھ گیا۔

" !!! نان سینس "

وہ اپنی بے عزتی پر کلس کر رہ گئی۔۔

♥♥♥

"یار چاچو کونسی خفیہ میٹنگز ختم نہیں ہوتیں آپ کی، آپ پر بھی نظر رکھنی پڑے گی، مجھے یہاں چھوڑ کر غائب ہو گئے !!! "

خود سے بڑبڑاتا وہ سکندر انکل کو دیکھ کر ان کی جانب بڑھا۔۔

" کانگریچولیشنز انکل !!! "

نمر نے خوش دلی سے ان کے بیٹے کی شادی پر مبارک دی تو جواباً وہ بھی اسی گرمجوشی کا مظاہرہ کرتے بولے۔

" تھینک یو بیٹا! انجوائے کرو۔۔۔ دردانہ سے ملے تم؟ ایک سیکنڈ۔۔۔ دردانہ کم ہیئر !!! "

انہوں نے پلٹ کر دردانہ کو بلایا تو وہ آئنور کا ہاتھ پکڑے ان کی جانب چلی آئی۔۔

" !!! چلو تم لوگ گپ شپ کرو، میں گیسٹس کو دیکھ لوں "

وہ مسکرا کر کہتے چلے گئے تو دردانہ نے نمر کو دیکھا جس کو وہ پہلے بھی ایک دو گیدرنگز میں دیکھ چکی تھی مگر ملنے کا اتفاق نہ ہوا۔

" کیا ہوا مسٹر اتنا کنفیوز کیوں ہو رہے ہو؟ "

وہ نمر کے الجھن زدہ تاثرات دیکھتی پر اعتمادی سے بولی جبکہ آئنور نمر کو دیکھنے سے گریز برت رہی تھی۔ وہ جس ماحول میں رہتی تھی وہاں یوں کھلم کھلا لڑکوں سے بات کرنے کا رواج نہیں تھا۔۔

" !!! آ۔۔۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے آپ دونوں کو پہلے بھی دیکھ چکا ہوں "

وہ پر سوچ انداز میں انہیں دیکھ رہا تھا جب اچانک اسکے ذہن میں جھماکہ ہوا۔ اس نے فوراً آئنور کے پاؤں کی طرف دیکھا جس پر پٹی بندھی تھی۔۔

اسکا شک یقین میں بدل گیا۔یہ وہی لڑکی تھی جس کا پاؤں زخمی ہوا تھا اس فنکشن میں۔۔۔

" اوکے اوکے آئی ریممبرڈ!! سو مس دردانہ کیسی ہیں آپ؟اور مس ۔۔۔۔؟"

وہ آئنور کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔ایک بار پھر نمر جبیل کی نگاہیں اسکے سراپے سے الجھ چکی تھیں۔

پیچ رنگی ٹشو کی شلوار قمیض میں ہم رنگ پھولا دوپٹہ سینے پر پھیلائے وہ اتنی حسین لگ رہی تھی کہ اسے پہروں فرصت سے تکنے کو جی چاہے !

آئنور نام ہے اسکا۔۔میری طرف دیکھ کر بات کرو نمر، میرے سامنے "

" !!! میری سہیلی پر لائینیں مار رہے ہو

دردانہ دانت پیس کر بولی تو نمر نے مسکراہٹ دبائی۔

" !!! کافی منہ پھٹ ہو تم "

وہ بھی اب کہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتا بغیر لحاظ کے بولا البتہ دھیمی سی مسکراہٹ لبوں پر رقصاں تھی۔

آئنور نے اچٹتی نظر اس پر ڈالی۔۔اس کے دل نے اعتراف کیا وہ بہت

وجیہہ تھا۔۔

" !!! بلکل۔۔۔ایسی ہی ہوں "

وہ بھی سینے پر ہاتھ باندھتی دل جلانے والی مسکراہٹ سے بولی۔

"آہاں۔۔۔لگتا ہے آنٹی نے تمہیں پیدا کرنے سے پہلے مرچیں چبائی تھیں !!! "

پاکٹ سے ہاتھ نکالتا وہ مونچھوں پر انگلی پھیرتا ابرو اچکا گیا۔آئنور نے مسکراہٹ دبائی۔

"اور مجھے لگتا ہے تمہیں پیدا کرنے سے پہلے آنٹی نے چھلے ہوئے آلو کھائے تھے !!! "
وہ اسکے کلین شیو چہرے پر چوٹ کرتی بولی۔۔

"غلط بات۔۔۔یوں کہو تم میری مردانہ وجاہت سے جل گئی ہو !!! "
وہ بھی دل جلانے والے انداز میں مسکرانے لگا۔۔

" !!! در فٹے منہ ! اتنے تم پرنس چارلیس "
ان کی بڑھتی نوک جھونک دیکھ کر آئنور گھبرا گئی۔۔

" !!! دردانہ وہ انکل تمہیں بلا رہے ہیں "
وہ اسکا ہاتھ تھامتی آگے بڑھنے لگی جب نمر کے جوابی حملے پر اس نے دانت پیسے۔۔

یہاں سب لڑکیوں کا کرش ہے نمر جبیل۔۔ تم سمیت، اظہار نہ کر و وہ "
" !!! الگ بات
. وہ مغرور انداز میں بولا تو دردانہ کچھ سخت کہتی رکی

آئینور یہیں رکو تم۔۔ میں ابھی آئی، ہلنا نہیں یہاں سے اس آلو کو بتاتی "
" !!! ہوں دردانہ کیا چیز ہے

بال جھٹکتی وہ سکندر کی جانب بڑھ گئی۔۔آئنور نے بے ساختہ آنکھیں میچیں،اسکا دل کیا جا کر ایک تھپڑ اسے رسید کرے۔۔

نمر مسلسل اسکی طرف دیکھ رہا تھا جس پر آئنور کنفیوز ہونے لگی۔۔

" آپ کیا کرتے ہیں؟ "

وہ کنفیوز سی اسے دیکھتی یونہی بات کرنے کو بولی مگر اسکی نظریں خود پر پا کر نگاہ جھکا گئی۔۔

" !!! لڑکیوں کے دل چراتا ہوں محترمہ "

وہ گہری نظروں سے اسے دیکھتا نچلا لب دانت تلے دبا گیا۔

آئنور کا چہرہ لمحے میں سرخ ہوا۔اسے دیکھنے سے گریز برتتی وہ نظریں گھماتی دردانہ کو تلاشنے لگی۔۔

اس نے بے دیہانی میں شانوں پر سیدھ میں گرتے بھورے سلکی بال دونوں ہاتھوں سے پیچھے کو جھٹکے تو وہ لہراتے پشت پر بکھر گئے۔ نمر جبیل کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔۔

"محترمہ آپ کسی کو اپنی زلفوں کا اسیر کر کے چھوڑیں گی۔۔۔۔! "
وہ بے خود سا کہہ گیا۔ آئنور کو اسکے انداز سے گھبراہٹ ہونے لگی وہ اگلے ہی لمحے پلٹتی سٹیج کی جانب بڑھ گئی۔۔

❤❤❤

گھر کے مناسب سے ٹی وی لاؤنج میں وہ دونوں بیٹھے خاموشی سے چائے پی رہے تھے۔ عطوف بار بار عمر صاحب کی طرف دیکھ رہی تھی جو بات

کرنے کے لیے پر تول رہے تھے۔ جیسے وہ کچھ کہتے کہتے رک جاتے ہوں

۔۔

"بھائی جان کیا بات ہے آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟ "
اس سے مزید صبر نہ ہوا الجھن بڑھی تو وہ پوچھ بیٹھی۔

" ہمم !!! "
وہ ہنکارہ بھرتے آخری گھونٹ لے کر خالی کپ تپائی پر رکھتے اسکی جانب دیکھ کر دھیمے لہجے میں ساری بات بتاتے گئے۔

" یہ سب۔۔ میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آرہا! بھائی جان جو کچھ ہوا اسکے بعد اگر آپ اس لڑکی سے نکاح کر لیتے ہیں تو لوگ کیا کہیں گے۔۔۔؟؟"
وہ حقیقتاً پریشان ہو گئی تھی۔۔

" عطوف میں صرف یہ سوچ رہا ہوں کہ۔۔۔ "
وہ وہ ہاتھ باہم ملاتے ٹھہر ٹھہر کر بولے۔

" اگر میں نے اس بے بس عورت کی مدد نہ کی تو، اللّٰہ۔۔ کیا کہے گا؟ "
! عطوف کے پاس جیسے الفاظ ختم ہو گئے۔اب کچھ بچتا ہی نہیں تھا کہنے کو

" تمہیں پتہ ہے مجھے بہت عجیب لگا جب گلی کے کونے میں اس لڑکی نے
مجھ سے یہ سب کہا۔ اگر میں نے اسے رسوا ہوتے، یوں تڑپتے نہ دیکھا ہوتا،
اسکے اپنوں کا رویہ نہ دیکھا ہوتا تو میں اسکی بات پر بہت برہم ہوتا۔۔ مگر میرا
دل خاموش ہو گیا۔اندر سے جیسے کوئی مجھے کہہ رہا ہے اگر میں نے اب اس
عورت کی مدد نہ کی تو ساری زندگی پچھتاوے میرا پیچھا نہیں چھوڑیں گے

"۔۔میں نے اللہ کی رضا کے لئے اس عورت کے سر پر ہمیشہ کے لیے اپنے نام کی چادر ڈالنے کا فیصلہ کیا ہے۔کیا تمہیں کوئی اعتراض ہے؟؟"

وہ بے حد نرمی سے اس سے پوچھ رہے تھے۔عطوف ہولے سے مسکرائی اسکی آنکھوں میں ہلکی سی نمی چمک رہی تھی۔۔

"بھائی جان میں سوچ رہی ہوں اس لڑکی نے کتنا ظلم سہا ہوگا،اپنوں کے کتنے تلخ رویے برداشت کیے ہوں گے۔
میں بس سوچ رہی ہوں تو میرا دل غمگیں ہو رہا ہے۔اس پر تو بیتی ہے۔کتنا اچھا ہوگا اگر ہم دونوں اسے اتنی محبت دیں کہ وہ ساری تلخیاں بھول جائے۔آپ جلدی انہیں لے آئیں!!!"

عمر صاحب مسکرائے انہیں عطوف سے یہی امید تھی۔۔

" !!! یہ کارڈ رکھ لو، اس سے رابطہ کرو! جب کہیں مان جانا "

کارڈ اسکی طرف بڑھاتے وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ عطوف نے کارڈ تھامتے انہیں دیکھا جو درمیانی چال چلتے اپنے کمرے کی اوڑھ بڑھ گئے۔

عطوف نے جلدی سے نمبر سیو کرتے وٹس ایپ پر "اسلام علیکم "کا میسج سینڈ کردیا۔۔

❤❤❤

سکندر کے بیٹے کی شادی کا فنکشن چھوڑ کر اسید جبران جس ضروری کام کے لیے باہر آیا تھا وہ اسکے سامنے کھڑا تھا۔ اپنی تمام تر وجاہت کے ساتھ !

کچھ لوگ کبھی بوڑھے نہیں ہوتے، صالح یوسف کا شمار بھی انہی لوگوں میں ہوتا تھا۔

اس وقت وہ سیاہ گول گلے کی ٹی شرٹ اور نیلی جینز میں ملبوس سر پر سفید پی کیپ رکھے ہوئے تھا۔

اسکی سیاہ آنکھیں اسید پر تھیں جس کی سرمئی آنکھوں سے بیزاریت فی الوقت مفقود تھی۔۔

" اس لڑکے کا کیا کیا؟ "

اسید کھوجتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ صالح گلا کھنکارتے لاپرواتی سے کہنے لگا۔

" !!! کچھ نہیں۔۔۔بس اسکے ہاتھ پیر باندھے ہوئے ہیں "

اسکے ہلکے پھلکے لہجے پر اسید نے سر ہلا یا۔

" بس ؟ "

وہ دونوں چہل قدمی کرتے ہال کی پچھلی جانب بنے روشنیوں سے جگمگاتے لان میں چلے آئے تھے۔

" !!! نہیں۔۔بس اسے لٹکا یا ہوا ہے "

صالح مسکراہٹ دباتا ارد گرد ہر چیز کو نظروں سے سکین کرتا جارہا تھا۔

" اوہ آئی سی۔۔بس لٹکا یا ہوا ہے ؟ "

روشنی پڑنے سے اسید کی آنکھیں چندھیا گئیں جس کے باعث ہاتھ کا چھجا بناتا اسی عام سے انداز میں پوچھنے لگا۔۔

" آنہیں۔۔۔میرا مطلب الٹا لٹکا یا ہوا ہے !!! "

صالح نے یوں کندھے اچکائے جیسے وہ بڑی کوئی عام سی بات کہہ رہا ہو۔۔

اسید اس کے انداز پر عش عش کر اٹھا۔۔

" اور یہ الٹا کہاں لٹکا یا ہوا ہے؟ "

وہ اب سینے پر ہاتھ باندھتا آنکھیں سکیڑ گیا۔۔

" درخت کے ساتھ !!! "

صالح پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالتا ازلی لاپرواہ انداز میں گویا ہوا۔اسید چند لمحے اسے دیکھتا رہا اور پھر۔۔۔۔وہ دونوں ہاتھ پر ہاتھ مارتے قہقہہ لگا گئے۔۔

تمہاری بھتیجی، مطلب میری بھتیجی !اس کے لیے اتنا تو کر ہی سکتا ہوں "

" ! ۔۔اب وہ لڑکا کسی لڑکی کو چھیڑنے کی ہمت نہیں کر سکے گا

صالح اب کہ سنجیدگی سے گویا ہوا تو اسید دھیما سا مسکرایا۔

اف حیرانگی کا مقام تھا۔۔ عزہ جبیل اپنے کھڑوس چاچو کو یوں مسکراتا دیکھ لیتی تو صدمے سے بے ہوش ہو جاتی۔۔۔

مسکان وہ صالح یوسف ہے نہ ؟اوہ مائی گاڈ یہ تو واقعی صالح یوسف ہے "

" !!!

باریک پرجوش سی آواز پر صالح اور اسید نے بیک وقت آواز کے تعاقب میں دیکھا۔ٹین ایج لڑکیوں کے ایک گروپ کو اپنی جانب بڑھتا دیکھ کر صالح منہ میں بڑبڑایا۔

ان لڑکیوں کی وجہ سے میری بیوی مجھ پر شک کرنے لگی ہے "

"!!!۔۔۔۔۔

اسکی بڑبڑاہٹ پر اسید نے بہت مشکل سے امڈ آنے والی مسکراہٹ روکی۔ جبکہ بیوی کے نام پر صالح کا دماغ بھک سے اڑا۔اسے اب یاد آیا کہ اسے تو مشی کو کال کرنی تھی۔۔

فون پر اسکا نمبر ملاتا سر پر پی کیپ نیچے کو کھینچ کر سر جھکائے وہ اگلے ہی لمحے وہاں سے غائب ہو گیا۔۔

اسید ان لڑکیوں کم بچیوں کا رخ اپنی جانب محسوس کرتا جھنجھلا گیا۔

" !!! اس فتنے سے اللہ کی پناہ "

وہ بغیر ایک سیکنڈ رکے ہال کی جانب بڑھ گیا۔

♥♥♥

وہ اپنے گھر کے دروازے کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا کب سے اس کے بالکنی میں آنے کا انتظار کر رہا تھا۔اس نے یہ حرکت پہلے کبھی نہیں کی تھی مگر نہ جانے کیوں آج دل مچل رہا تھا۔

اس کے سوا نیم اندھیر گلی میں کسی کا نام و نشان تک نہ تھا رات کا وقت تھا وقفے وقفے سے کتوں کے بھونکنے کی آواز آ رہی تھی۔جب یہ آواز بند ہوتی تو حشرات الارض کی ملی جلی آوازیں سکوت میں خلل ڈالتیں۔

اس کی نگاہیں سامنے کی قطار میں بنے گھروں میں چوتھے نمبر والے گھر کی بالکنی پر تھیں۔ معاً بالکنی کا پردہ کھسکا تو وہ فوراً سیدھا کھڑا ہوا اس کا دل زوروں سے دھڑکنے لگا۔

معمول کے مطابق وہ چہرے کو دوپٹے سے ڈھکے بالکنی میں رکھے پودوں کا جائزہ لینے آئی تھی۔ ہمیشہ کی طرح وہ چند سیکنڈ ٹھہری تھی اور پھر جلدی سے پلٹ گئی۔

وہ اس وقت بالکنی میں آیا کرتی تھی جب گلی میں کوئی بھی موجود نہ ہوتا، مگر اسے خبر نہیں تھی کہ کوئی کب سے کھڑا اس کی راہ تک رہا ہے۔

وہ جانتا تھا وہ نقاب میں ہو گی بلال نے کبھی عطوف کو نہیں دیکھا تھا مگر پھر بھی وہ کافی دیر سے وہاں کھڑا اس کی ایک جھلک دیکھنے کا انتظار کر رہا تھا۔

وہ اندر جا چکی تھی مگر وہ ہنوز اسی مقام کو خاموشی سے تکے جا رہا تھا جہاں کچھ دیر پہلے وہ موجود تھی۔

اسے دل ہاتھ سے نکلتا محسوس ہو رہا تھا آخر وہ کیوں اسے دیکھنے کی ضد کرنے لگا تھا۔۔۔؟

اپنے سینے پر ہاتھ رکھتا وہ لاشعوری طور پر اپنے دل کو خاموش کروانے لگا تھا جس کی بے ترتیب دھڑکنیں اس کے نام کا راگ الاپنے لگی تھیں۔

❤❤❤

" !!! امی آپ سے کچھ بات کرنی تھی "

رات کے وقت ہالہ کو اپنے کمرے میں دیکھ کر فرح پریشانی سے اٹھ بیٹھیں۔

" کسی نے کچھ کہا؟ "

وہ ان کے سامنے بیڈ پر آ بیٹھی تو وہ تفکر زدہ لہجے میں بولیں۔

نہیں امی کسی نے کچھ نہیں کہا میں آپ سے کچھ اور بات کرنا چاہتی ہوں "

" !!!

وہ گہری سنجیدگی سے انہیں دیکھ رہی تھی اس کے ذہن میں صبح کا منظر چل رہا تھا جب وہ عمر صاحب سے ملی تھی۔

" امی آپ چاہتی ہیں کہ میری پھر سے شادی ہو اور میں خوش رہوں؟ "

وہ ان کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتی ٹھہر ٹھہر کر بولی تو فرح نے نہ سمجھی سے اسے دیکھا۔

" بالکل میری بچی، میں تمہیں خوش اور آباد دیکھنا چاہتی ہوں۔۔۔ ! "

وہ نرمی سے اسے دیکھتیں محبت سے گویا ہوئیں تو ہالہ کچھ دیر تو انہیں دیکھتی رہی پھر اس نے دھیمے لہجے میں کہنا شروع کیا۔

" امی آپ کو یاد ہے عدالت میں جس شخص نے میرے سر پر چادر ڈالی تھی ؟ آج جب میں جاب ڈھونڈنے جا رہی تھی تب مجھے وہ نظر آئے۔امی پتہ نہیں کیوں مجھے ایسا لگا کہ ان سے بہتر کوئی مرد ہالہ جانِ عالم کے لیے ہو ہی نہیں سکتا۔

آپ جانتی ہیں میں کس کرب سے گزر رہی ہوں میں جاب بھی کر لوں تب بھی مجھے روز ایک نئی آزمائش کا سامنا ہو گا۔۔ میں نہیں جانتی یہ بات کیسے میری زبان سے ادا ہوئی مگر میں انہیں خود سے نکاح کرنے کا کہہ چکی ہوں۔۔ "

اس کی بات پر فرح حق دق رہ گئیں۔

"آہستہ بولو تمہاری بھابھی نے سن لیا تو ایک نیا تماشہ کھڑا ہو جائے گا۔۔۔ ہالہ تم نے ایسا کیوں کیا تم جانتی نہیں اپنے بھائیوں کو؟ اس طرح تو ان کا شک یقین میں بدل جائے گا کہ عماد نے جو کچھ کہا وہ ٹھیک تھا !!! "

وہ بے حد پریشان نظر آنے لگیں ان کے برعکس ہالہ قدرے مطمئن نظر آرہی تھی۔۔

"امی آپ کو پتہ ہے تکلیف کے اس دور نے مجھے کیا سکھایا؟ میں نے یہ بات سیکھی اور پلو سے باندھ لی کہ لوگ اس قابل نہیں ہوتے انہیں خود سے راضی رکھا جائے! بس اللہ کی ذات اس قابل ہے کہ اسے راضی رکھا جائے اور جب وہ راضی ہو جاتا ہے تو ہر چیز انسان کے حق میں بہتر ہونے

لگتی ہے۔۔ حتی کہ وہ لوگ بھی جنہیں راضی کرنے کے لیے انسان اپنے

" !!! خدا کو فراموش کر دیتا ہے

اس کا لہجہ مضبوط تھا مگر اندر سے اس کا وجود کرچی کرچی بکھرا ہوا تھا۔ان کرچیوں کو سمیٹ کر ایک نئی شخصیت بنانے میں وقت درکار تھا۔وہ جانتی تھی ٹوٹے وجود کی ان کرچیوں کو سمیٹنے میں ہاتھ زخمی ہونے تھے وجود لہو لہان ہونا تھا۔مگر اس کے بعد راحت تھی! ہر تکلیف کے بعد راحت ہوتی ہے !!!

" کیا وہ مان گیا؟ "

فرح کافی دیر کی خاموشی کے بعد بولی تھیں۔

" !!! پتہ نہیں۔۔۔وہ بتا دیں گے "

فرح پر سوچ نظروں سے اپنی جان سے پیاری بیٹی کو دیکھ رہی تھیں جسے انہوں نے بے حد نازوں سے پالا تھا مگر حالات نے اسے کس دوراہے پر لا کھڑا کیا تھا۔۔اس نے ایک کا انتخاب کرنا تھا اور وہ کر چکی تھی۔۔ باقی کا کام ان کا تھا،اب انہیں ایک ماں کا کردار ادا کرنا تھا۔۔

❤❤❤

(ماضی)

" فرقان اسے یہاں کیوں لائے ہیں کیا ہم نے یتیم خانہ کھول رکھا ہے؟ "

ناگوار سے لہجے پر تایا فرقان کے ساتھ کھڑے اسید نے جھکا سر اٹھا کر دیکھا۔ وہ تائی آسیہ تھیں وہ انہیں کافی وقت کے بعد دیکھ رہا تھا مگر پہچان گیا تھا۔

" ہم اس بارے میں بعد میں بات کریں گے اسید کے لیے کمرہ تیار کرواؤ !!! "

وہ قدرے برہمی سے بولے تو آسیہ پیر پٹختی ہوئی چلی گئیں۔ فرقان اسید کو لیے لاؤنج میں چلے آئے جہاں نائل تھری سٹر صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی گود میں ایک نوسالہ بچہ تھا جو مسکراتا ہوا نائل کو کچھ بتا رہا تھا۔

فرقان کے ہمراہ اسید کو دیکھ کر نائل اس بچے کو گود سے اتارتا اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ اسید کی جانب بڑھتا اسے خود سے لگاتا چھوٹے بھائی کی طرح ٹریٹ کرنے لگا۔

"ہم تمہارے غم میں برابر کے شریک ہیں۔۔میں جانتا ہوں مشکل وقت ہے مگر گزر جائے گا !!! "

وہ اسے ساتھ لیے صوفے کی جانب چلا آیا۔بیٹے کے رویے سے مطمئن ہوتے فرقان اسید کے لیے کچھ کھانے پینے کا بندوبست کرنے چلے گئے کیونکہ اس نے صبح سے کچھ نہیں کھایا تھا۔

نائل کے برابر بیٹھتے اسید جبران نے خود پر کسی کی نظریں محسوس کرتے سامنے دیکھا تو ایک چھوٹا سا بچہ صوفے کے پیچھے چھپا اسے دیکھ رہا تھا۔۔

"نمرا دھر آؤ، چاچو سے ملو !!! "

نائل کی پکار پر نمر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اسید کے سامنے آیا۔ ننھا سا ہاتھ اس کے سامنے بڑھاتے وہ مسکرایا تو اس کے چہرے میں ہلکی ہلکی سرخیاں گھلنے لگیں۔۔

اسید نے دلچسپی سے اسے دیکھتے اس کا ننھا سا تھام لیا۔

" تم سمجھ رہے ہو گے یہ تم سے شرما رہا ہے؟ ایسا نہیں ہے نمر جب بھی مسکراتا ہے تو اس کا فیس ریڈ ہو جاتا ہے !!! "

نائل نے اسید کا چہرہ پڑھتے ہلکے پھلکے لہجے میں کہا۔

" ہمم !!! "

اسید نے محض ہنکارا بھرنے پر اکتفا کیا۔

۔نائل کو اس تھوڑے سے وقت میں اندازہ ہو گیا کہ وہ کم گو اور سنجیدہ مزاج کا مالک تھا۔۔ مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ منشیات کا عادی رہ چکا ہے۔ فرقان جبیل نے اس بات کی کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے دی تھی۔۔

نمبر واپس نائل کی گود میں چڑھ گیا تھا نائل اسید سے چھوٹے چھوٹے سوال پوچھ رہا تھا جن کا وہ مختصر سا جواب دے رہا تھا۔

" کیا یہ ہے آپ کا وہ 'کزن' جسے ڈیڈی گھر میں لانے کی بات کر رہے تھے ؟ "

جھلملاتی سرخ ساڑھی میں ملبوس عافیہ جبیل کہیں جانے کے لیے تیار تھی۔۔اسید نے اسے ایک نظر بھی نہیں دیکھا مگر وہ اس کی چبھتی نظریں خود پر محسوس کر رہا تھا۔

نائل نے بغیر کچھ کہے اثبات میں سر ہلایا تو وہ نخوت سے سر جھٹکتی لاؤنج سے نکل گئی۔۔

♥♥♥

(حال)

" !!! دردانہ مجھے بس میں بیٹھ کر واپس جانا ہے "

سب واپسی کے لیے نکلنے لگے تو گیٹ سے کچھ دور آکر آئنور، دردانہ کا بازو کھینچتی اسے روک گئی۔ اس نے حتی الامکان آواز کو آہستہ رکھا مگر وہ ان کے پیچھے آتے نمرا اور اسید کے کانوں تک باخوبی پہنچ چکی تھی۔۔

" کیا؟ تمہیں بس میں جانا ہے؟ آر یو سیریس؟ "

دردانہ حیرت زدہ سی اسکی جانب پلٹی تو آئنور نے پر جوشی سے اثبات میں سر ہلایا۔۔

" ہاں یار بس میں مزہ آئے گا، چلو جلدی کہیں ساری سیٹس بھر نہ جائیں !!! "

دردانہ ارے ارے ہی کرتی رہ گئی مگر آئنور اسکا ہاتھ تھامے بس کی جانب بڑھ گئی۔۔

" کہاں؟ "

نمر کو ان کے پیچھے جاتے دیکھ کر اسید فوراً اسکی کلائی تھامتا مشکوک نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔۔

" یار چاچو ابھی کچھ مت پوچھیں نہ !!! "

نمر اسے بھی ساتھ گھسیٹتا بس کے دروازے کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

" نمر جبیل ۔۔۔ یعنی نمر جبیل، گریٹ بزنس مین کا بیٹا آج بس میں سفر کرے گا؟ "

اسید کے طنز پر نمر جھنجھلا گیا۔۔

" ہاں ہاں معاملہ ہی کچھ ایسا ہے، مسلہ زن انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتا !!! " بتیسی کی نمائش کرتا وہ بس میں چڑھ گیا۔

اس نے فوراً آئنور کو تلاشا جو آگے ہی بیٹھی نظر آ گئی اسی وقت آئنور نے بھی اسے دیکھا تھا۔ اسکی آنکھیں پھیلیں، وہ فوراً چہرہ موڑتی دردانہ کو نمر کی موجودگی کے بارے میں بتانے لگی تھی۔۔

"چلو بھی !!! "

اسید کی جھنجھلائی آواز کے ساتھ ایک زبردست ہاتھ نمر کی پیٹھ پر پڑا جس سے اسکا توازن بگڑا، اگلے ہی پل وہ لڑکھڑاتا آئنور پر گرا، بوکھلاتے اس نے سیٹ پر اسکے دائیں بائیں ہاتھ رکھتے خود کو سنبھالا۔

اس افتاد پر آئنور کا برا حال تھا، وہ سختی سے آنکھیں میچے سیٹ سے لگی ہوئی تھی اسکا بس نہ چل رہا تھا سیٹ پھاڑ کر اس میں سے نکل جاتی۔

اسکے چہرے کو دیکھتے نمر جبیل ایک بار پھر تھم گیا تھا۔ مومی چہرہ گلابیاں چھلکا رہا تھا، سختی سے میچی آنکھوں سنگ پلکیں تھرتھرا رہی تھیں جبکہ نازک لب بری طرح دانتوں میں دبے ہوئے تھے۔

"چشم بددور !!!" وہ بے ساختہ کہہ گیا۔۔ "

اس سے پہلے لوگ ان کی جانب متوجہ ہوتے اسید نے نمر کو کندھوں سے پکڑ کر سیدھا کیا اور اسکی گردن میں ہاتھ ڈالتا ان کے بلکل پیچھے خالی جگہ پر بیٹھ گیا۔ نمر بھی مسکراہٹ دباتا اسکے ساتھ بیٹھ گیا۔۔

" !!! بے شرم بھتیجے "

اسید نے دانت پیس کر اسے دیکھا۔ نمر نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے مسکراہٹ دبائی۔۔

" !!! سویٹ چاچو "

نمر اسکی گردن میں ہاتھ ڈالتا مکھن لگانے لگا۔ اسید نے نفی میں سر ہلاتے اسکا ہاتھ گردن سے نکالا۔۔

" نہ نہ کوئی سویٹ چاچو نہیں! تم مجھ بتا رہے ہو یا نائل کو کال کروں؟ "
وہ سینے پر ہاتھ باندھتا پر سکون انداز میں اسے دیکھنے لگا جس پر نمر جل کر رہ گیا۔۔

" ! اچھی لگتی ہے وہ یار "
یہ کیسا اقرار ہوا تھا۔ نمر جبیل ساکت رہ گیا۔

اسے خاموش دیکھ کر اسید نے اس کے کندھے کے گرد ہاتھ پھیلا لیا۔

" اچھی لگتی ہے تو کیا ہوا؟ لگے رہو، چاچو سب سنبھال لے گا۔ "
نمر نے سرعت سے اسے دیکھا، دفعتاً اسکے لبوں پر مسکراہٹ مچلی۔۔

"تھینک یو چاچو!!!"وہ بیٹھے بیٹھے ہی اسکے سینے سے لگا تھا۔اسید نے برا سا منہ بنایا۔۔

"میں شریف آدمی ہوں!!!"اسے الگ کرتا وہ بڑ بڑا کر رہ گیا۔

نمر نے کلس کر اسے دیکھا پھر اپنا دھیان اگلی سیٹ کی جانب کیا جہاں آئنور اور دردانہ سر جوڑے بیٹھیں جانے کیا دیکھ رہی تھیں۔۔

"مائی گاڈ۔۔۔میرے پیج پر ایک گھنٹے میں دس ہزار فالورز بڑھ گئے،مجھے یقین نہیں آرہا!!!"

خوشی سے چہکتی یہ آواز آئنور کی تھی۔۔ نمر ذرا سا آگے ہوتا جھانکنے لگا تو اسے موبائل پر ایک پیج کھلا نظر آیا جس پر ڈیش بورڈ کی ہیڈنگ نے نیچے ''فالورز'' لکھا نظر آرہا تھا۔۔

" مجھے خود یقین نہیں آرہا، آئنور یار، ایک گھنٹے میں دس ہزار فالورز بڑھ گئے؟ مجھے لگتا ہے تم پہلی رائٹر ہو جو اتنی تیزی سے آگے جا رہی ہے ! "

دردانہ اس کے ہاتھ سے موبائل لیتی پیج کی ''ریچ'' چیک کرنے لگی جو پانچ ملین سے بھی زیادہ تھی۔۔

" مائی گاڈ، اتنے زیادہ لوگوں نے تمہارا پیج وزٹ کیا، نور میں تو کہتی ہوں گھر جا کر پہلی فرصت میں نظر اتارو !!! "

ان کی گفتگو سن کر نمر کے کان کھڑے ہوئے۔اسکی چھٹی حس نے کوئی سگنل دیا،ایک الارم سا بجنے لگا تھا اندر کہیں۔۔

وہ اپنی سیٹ سے ذرا سا اٹھتا ان کے ہاتھ میں موجود موبائل پر کھلے پیج کو غور سے دیکھنے لگا۔اسید غور سے اسکی حرکتیں دیکھ رہا تھا۔

پیج پر لکھے نام کو دیکھ کر نمر کا سانس تھما۔۔"نور جانِ عالم۔۔۔"،آئنور " جانِ عالم؟"مائے گاڈ یہ کیسے؟

وہ شدید حیرت زدہ سا زیر لب بڑبڑاتا جا رہا تھا۔۔

" یہ اتنی سی لڑکی اتنی بڑی رائٹر؟ مطلب یہ وہی؟ "

اسکی بڑبڑاہٹ اگلی سیٹ پر بیٹھی آئنور کے کانوں تک پہنچ گئی۔اس نے فورا مڑ کر دیکھا تو نمر بے ساختہ پیشانی پر ہاتھ رکھتا چہرہ جھکا گیا۔۔اسکی دھڑکنیں

بے ترتیب ہو رہی تھیں۔۔۔اسے یقین نہیں آ رہا تھا جس رائیٹر کا وہ پچھلے ایک سال سے فین تھا وہ اسکے سامنے تھی۔۔

" سب خیریت ہے ؟ "

اسکا اڑا رنگ دیکھ کر اسید کنپٹی کھجاتا جانچتی نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔۔

" !!! خیر ہی تو نہیں ہے "

نمر بوجھل لہجے میں کہتا آنکھیں موند گیا۔ مگر گود میں اچانک وزن محسوس ہونے پر اس نے پٹ سے آنکھیں کھولیں۔ دو سالہ بچے کو اپنی گود میں پٹر پٹر خود کو دیکھتے پا کر اسکی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھیلیں۔۔

" !!! بیٹا جگہ کم پڑ گئی ہے ان بچوں کو گود میں بٹھا لو "

ایک عمر رسیدہ خاتون نمر کی گود بھرنے کے بعد اب اسید کی گود بھی اڑھائی تین سالہ بچے سے بھر چکی تھی۔۔

" چاچو یہ سب کیا ہے؟ "

اس خاتون کے جانے کے بعد وہ کلس کر بولا تو اسید نے تیکھی نظروں سے اسے دیکھا۔۔

" !!! مسلہ زن، اول و آخر مسلے ہی پیدا کرتا ہے! ویلکم ٹو بس "

اسکی طبیعت ستھری کرتا وہ اپنی گود میں تنگ کرتے بچے کو گھورنے لگا۔۔

" !!! اگر تنگ کیا تو کان کے نیچے رکھ کر ایک لگاؤں گا "

بچے نے جانے کیا سمجھا وہ زور سے کھلکھلانے لگا۔۔

" یار کہاں سے آتے ہیں یہ نمونے ؟ "

وہ جھنجھلا کر نمر کو دیکھنے لگا جو خود اس صورتحال سے تنگ آیا ہوا تھا۔۔

ایسے موسم میں ایسی چیزیں نکل ہی آتی ہیں۔۔اف کتنا ٹائم رہ گیا ہے ؟ "

" ! میری توبہ ہے جو دوبارہ بس میں بیٹھوں

وہ جھنجھلا کر رہ گیا۔۔

❤❤❤

کچن میں اشتہا انگیز خوشبو چہار سو پھیلی ہوئی تھی۔ وہ چولہے کے آگے کھڑی فرائنگ پین میں چمچ ہلا رہی تھی۔ آج کئی دنوں بعد وہ پاستا بنا رہی تھی۔ کالج سے آکر فریش ہوتی وہ کچن میں گھس گئی تھی۔

وہ اس وقت سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس تھی نیٹ کا سیاہ دوپٹہ اس نے سینے پر پھیلا رکھا تھا جو اسکے نازک وجود کی دلکشی چھپانے میں ناکام ہو رہا تھا۔۔

سیاہ گھنے بالوں کی چوٹی کمر پر جھول رہی تھی۔اس نے ہاتھ کی پشت سے پیشانی پر چمکتی بوندیں صاف کیں۔ گرمی سے اسکا دلکش چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

وہ پین میں باقی کا سامان ڈالتی ایک دو بار چمچ ہلانے کے بعد دوپٹہ اتار کر سلیب پر رکھتی سنک کے سامنے آتی ہاتھ دھونے لگی۔

نرمی سے انگلیوں کو ملتی وہ زیر لب کوئی گانا گنگنا رہی تھی۔اس کی سبز آنکھیں اپنے ہاتھوں پر تھیں جبکہ ذہن میں گانے کے بول گونج رہے تھے ۔۔

کوئی نصیحت ، نہ چاہوں میں کوئی صلاح "

" !!! جو روح نے میری تجھے چن لیا

وہ زیر لب گنگنا رہی تھی۔

اپنے دھیان میں وہ سنک کے سامنے سے ہٹتی کچن ٹاول سے ہاتھ صاف کر کے آنچ بند کرتی پلٹی ہی تھی جب اسید کو عین سامنے دیکھ کر اسکا سانس اٹکا۔ وہ ڈر کر ہلکا سا چیختی سرعت سے پیچھے ہوئی۔

اسکا توازن بگڑا اس سے پہلے وہ گرم چولہے پر جا گرتی اسید نے سرعت سے دونوں ہاتھ اسکے گرد باندھتے اسے ذرا سا اپنی اوڑھ کھینچا۔

! وہ سانس روک گئی۔۔اس کا جہاں تھم چکا تھا

اس پل نے کیا کیا تھا؟اک نئی داستان کا آغاز ہوا تھا۔

"گڑیا کتنی ڈرپوک ہو تم۔۔میں نے ابھی تمہیں ڈرایا بھی نہیں تھا مگر تم یوں اچھلی جیسے کوئی جن بھوت دیکھ لیا ہو، اگر تمہیں چوٹ لگ جاتی۔۔۔ "

وہ افسوس سے کہتا دو قدم پیچھے ہوتا بول رہا تھا مگر وہ اسے نہیں سن رہی تھی۔۔وہ اپنی بے ترتیب دھڑکنوں کو سن رہی تھی۔

ہر چیز پس منظر میں چلی گئی۔منظر میں بس وہ تھا تفکر سے کچھ کہتا! وہ گم صم سی اسے دیکھے جا رہی تھی۔

" گڑیا؟ کیا ہوا ایسے کیوں دیکھ رہی ہو؟ "

وہ اسکے سامنے ہاتھ ہلاتا فکرمندی سے بولا تو وہ چونکتی نفی میں سر ہلا گئی۔۔

" !!! میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے میں کمرے میں جارہی ہوں "
پیشانی پر ہاتھ رکھتی وہ سلیب سے دوپٹہ اٹھا کر کندھے پر رکھتی چھوٹے چھوٹے قدم لیتی کچن سے نکل گئی۔ اسید نے ایک نگاہ چولہے پر ڈالی اور ایک نگاہ اسکی پشت پر۔۔

کندھے اچکاتا وہ کچن سے باہر چلا آیا۔ عزہ نے اسے شاپنگ پر لے جانے کی ریکویسٹ کی تھی اسی لیے وہ ان کے پورشن میں آیا تھا۔۔

وہ واپس جانے کے ارادے سے دروازے کی جانب بڑھا تو عافیہ کی نگاہ اس پر پڑی۔ وہ اپنے کمرے کی چوکھٹ میں کھڑیں اسے ناگواری سے دیکھ رہی تھیں۔۔

" رکو !!! "

ان کی آواز سن کر اسید ٹھہر گیا جب وہ پلٹا تو اسکا چہرہ بے تاثر تھا۔۔

" تم میرے بچوں سے ذرا دور رہا کرو، انہیں اپنا عادی بنا رہے ہو؟ میں تمہیں آخری بار سمجھا رہی ہوں اسید !!! "

وہ اسکے سامنے مناسب فاصلے پر ٹھہرتیں سنجیدگی سے بولیں۔ وہ ابرو اچکاتا پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتا ٹھنڈے لہجے میں بولا۔

" کیا آپ مجھے میرے بھتیجے اور بھتیجی سے ملنے سے روک سکتی ہیں؟ کیا آپ واقعی ایسا کر سکتی ہیں؟ "

تیکھی نظروں سے انہیں دیکھتا وہ اگلے ہی لمحے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔

عافیہ جبیل تن فن کرتیں اپنے کمرے کی جانب بڑھیں آج ان کا ضبط جواب دے گیا تھا۔ وہ نائل سے دوٹوک بات کرنے کا فیصلہ کر چکی تھیں۔

وہ کمرے میں آئیں تو نائل لیپ ٹاپ کھولے آفس کا کام کر رہا تھا۔ وہ تن فن کرتی اسکے سامنے آ کھڑی ہوئی۔ نائل نے ہاتھ روک کر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

❤❤❤

" آئنور پھر موبائل پکڑ لیا تم نے؟ چھوڑو اسے، سارے کام کرنے کو باقی ہیں ابھی !!! "

اس نے ابھی موبائل پکڑا ہی تھا جب فرحین ذرا غصے سے بولیں۔ آئنور نے منہ بناتے موبائل واپس رکھا۔ کام تو کبھی ختم ہی نہیں ہوتے تھے۔ اسے ناول کی ایپیسوڈ لکھنی تھی۔ لوگ بار بار اس بابت پوچھ رہے تھے نوٹیفیکیشن بار میں رش لگ چکا تھا۔

" جی امی !!! "

وہ گہری سانس لیتی موبائل واپس رکھ کر کمرے سے نکل آئی۔ کمر کے گرد دوپٹہ کستے اس نے بالوں کو کس کر اونچے جوڑے میں باندھا۔

جلدی جلدی ہاتھ چلاتی وہ چیزوں کو ان کی جگہ پر رکھنے لگی۔ ڈسٹنگ کرنے کے بعد اس نے جلدی سے جھاڑو لگایا۔ اس سب میں اسے آدھا گھنٹا لگ چکا تھا۔

وہ دبلی پتلی سی لڑکی اتنے میں ہی تھک چکی تھی مگر کام تو بہر حال کرنے تھے۔ہمت مجتمع کرتے وہ کچن میں آئی جہاں فرحین کھانا بنانے کی تیاری کر رہی تھیں۔

وہ سنک کے سامنے کھڑی ہوتی تیزی سے برتن دھونے لگی۔اس کام سے فارغ ہو کر اس نے آٹا گوندھ کر فرتج میں رکھ دیا۔

تھکی تھکی سی وہ کمرے میں آئی۔ کبرڈ سے کیمل کلر کی پیری شرٹ نکال کر وہ فریش ہونے واش روم میں گھس گئی۔

دس منٹ بعد وہ گیلا چہرہ تولیے سے تھپتھپاتی باہر نکلی۔تولیہ سٹینڈ پر لٹکانے کے بعد وہ کمر سیدھی کرنے کی غرض سے بیڈ پر آ لیٹی۔۔

" اف !!! "

اسکے منہ سے بے اختیار نکلا۔ وہ بہت تھک چکی تھی۔ اس نے پیشانی دباتے موبائل پکڑا۔ نوٹ پیڈ کھول کر وہ لیٹے لیٹے ہی پہلی قسط لکھنے لگی۔ چند الفاظ گھسیٹ کر ہی اسکی بس ہو گئی۔

" اف !!! ۔۔ابھی نہیں لکھا جائے گا، رات کو لکھوں گی "

موبائل واپس بیڈ پر رکھتی وہ چت لیٹتی چھت کو تکنے لگی۔ ذہن میں بہت سی سوچیں گردش کرنے لگیں۔

" سب سمجھتے ہیں رائٹر ہونا بہت آسان ہے اور اس سے بھی آسان ہے اس مقام پر پہنچنا جہاں میں کھڑی ہوں۔۔ ہر کسی کو محنت کا پھل نظر آتا ہے مگر اس کے پیچھے کی محنت کوئی نہیں دیکھتا۔۔ کتنا تھک جاتی ہوں میں اور پھر تھکے ذہن کے ساتھ لکھنا کتنا مشکل ہو جاتا ہے۔۔ "

یہ سب سوچتے اس نے دردانہ کا فیس بک پیج چیک کرنے کے لیے موبائل پکڑا۔اسکا پیج نکال کر دیکھا تو اسکے فالورز وہیں کے وہیں تھے اور ناول پر بھی کچھ خاص رسپانس نہیں تھا۔

وہ بارہا اسے سمجھا چکی تھی اگر اسی طرح چلتا رہا تو بہت پیچھے رہ جائے گی مگر وہ سنے تب نہ۔۔

وہ یونہی اپنا پیج کھول کر دیکھنے لگی تو آخری بار لگائی پوسٹ پر اٹھارہ ہزار لائکس تھے جبکہ کمنٹس کی تعداد سات ہزار کے قریب تھی۔۔
وہ مسکراتی کمنٹس چیک کرنے لگی۔۔

"نور آپی پلیز جلدی شروع کریں ناول۔۔۔نور آپی انتظار نہیں ہو رہا۔۔
"

بہت سے لوگوں نے بہت لمبے کمنٹس کیے ہوئے تھے وہ جتنا ہو سکا سب کے کمنٹس لائک کرتی جا رہی تھی۔اسکی یہی عادت اسکے بہت سے ریڈرز کو پسند تھی۔۔

وہ بہت سی دوسری رائٹرز کی طرح خود کو کوئی توپ چیز نہیں سمجھتی تھی کیونکہ اسے پتہ تھا آج وہ جو بھی ہے اللّٰہ کی وجہ سے ہے، وہ جب چاہے لے سکتا ہے۔۔

" !!! ایک جذبہ تھا۔۔"حسد
جس سے وہ خود کو ہمیشہ بچائے رکھتی تھی۔وہ جب بھی کسی رائٹر کے زیادہ فالورز اور رسپانس دیکھتی، فوراً ماشاءللہ کہتی۔

اسکی نظر ایک کمنٹ پر ٹھہری وہ غور سے پڑھنے لگی۔۔

"اتنی سی عمر میں اتنا اچھا کیسے لکھ لیتی ہیں آپ؟ عمر کے لحاظ سے آپکا علم کافی وسیع ہے!!! "

نور چونک گئی وہ اسکی عمر کے بارے میں کیسے جانتا تھا؟
نچلا لب دانت سے کاٹتے اس نے اسکی آئی ڈی کھولی تو نام دیکھ کر بری طرح چونکی۔۔

"نمر؟"
حیرت سے دہراتی وہ اسکی پروفائل پکچر دیکھنے لگی، اب کسی شبے کی گنجائش باقی نہیں تھی۔۔

" یہ کیوں کمنٹس کر رہا ہے بدتمیز نہ ہو تو۔۔ابھی اسکی طبیعت صاف کرتی ہوں !!! "

اس نے جونہی اسے میسج کرنے کے لیے چیٹ کھولی تو وہاں پہلے سے اسکا میسج جگمگا رہا تھا۔۔

" مس آئنور کیا آپ میرے بچوں کی جنت بنیں گی ؟ "

آئنور کا چہرہ سرخ ہو گیا۔گھبراتے اس نے فوراً فیس بک بند کر دی۔اسکے ذہن میں وہ منظر چلنے لگا جب وہ اسے گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔اسکی نظریں بول رہی تھیں۔۔کچھ گہرے بول !

" محترمہ آپ کسی کو اپنی زلفوں کا اسیر کر کے چھوڑیں گی ! "

آس پاس اسکو گھمبیر آواز سنائی دینے لگی تو وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھی۔۔

بھلا اتنا امیر لڑکا مجھ جیسی مڈل کلاس لڑکی کو کیوں پسند کرے گا؟" سر جھٹکتی وہ باغیچے میں جانے کے ارادے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

♥♥♥

دردانہ پچھلے دو دن سے ڈپریشن کا شکار تھی۔ پیج کی حالت اتنی خراب ہو چکی تھی جو اسکی لاپرواہی کا نتیجہ تھا۔ کل پوسٹ کی گئی ایپیسوڈ پر بھی بہت کم لائکس تھے۔

وہ کب سے اپنے کمرے کی بالکنی میں کھڑی یہ سوچ رہی تھی کہ پیج کو کیسے ٹھیک کیا جائے جس سے رسپانس بہتر ہو۔۔ سوچتے سوچتے اسکے دماغ میں ایک خیال آیا۔۔

" !!! کیوں نہ میں بولڈ لکھنا شروع کردوں "

اسے جسم میں نئ انرجی سی دوڑتی محسوس ہوئی وہ سرعت سے کمرے میں آئی۔ چارجنگ پر لگا موبائل اتار کر وہ بولڈ سین لکھنے لگی۔

تیزی سے ٹائپنگ کرتی وہ کمرے میں چکر لگا رہی تھی۔ نائٹ سوٹ میں ملبوس وہ کمرے کی بتی بند کیے ہوئے تھی۔ بالکنی سے آتی روشنی کے باعث کمرے میں زیادہ تاریکی نہیں تھی۔۔

چھوٹا سا بولڈ سین لکھ کر اس نے اپنا پیج کھولا۔ سین کو کاپی پیسٹ کر کے اس نے گیلری سے ایک بولڈ پکچر سلیکٹ کر کے پوسٹ کر دی۔۔

سات سیکنڈ گزرتے ہو لائکس آنا شروع ہو گئے۔ تین، چار، سات، بارہ، تیس، سینتالیس، سو۔۔۔لائکس تیزی سے بڑھتے جارہے تھے۔چند منٹوں میں ہی لائکس کی تعداد ہزار سے تجاوز کر چکی تھی۔۔

وہ مطمئن ہوتی بھرپور انداز میں مسکرائی۔بیڈ پر آکر نیم دراز ہوتی وہ چمکتی نظروں سے سکرین پر بار بار آتی نوٹیفیکیشنز کو دیکھ رہی تھی۔وہ بولڈ لکھنے کا فیصلہ کر چکی تھی۔جانے اس کے لکھے الفاظ کتنوں کو گمراہ کرنے والے تھے۔۔

♥♥♥

" مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے !!! "

عافیہ کے غصیلے تاثرات دکھتے نائل نے گہری سانس لی۔

" بولو !!! "

واپس لیپ ٹاپ پر نگاہیں جماتا وہ مصروف سے انداز میں بولا جس پر عافیہ تپ گئی۔۔

" اسے بند کریں گے تو میری بات غور سے سن سکیں گے۔۔ "

وہ خود ہی جھکتی لیپ ٹاپ کی سکرین فولڈ کر چکی تھی۔نائل نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

" نائل آپ اپنے کزن کو اپنی زبان میں سمجھا دیں کہ میری بیٹی سے دور رہے !!! " وہ غصے سے گویا ہوئی تو نائل کی پیشانی پر بل پڑے۔

" فار گاڈ سیک عافی ! اب اس میں کیا مسئلہ ہے ؟ "

عافیہ بھی ہر لحاظ بلائے طاق رکھتی شروع ہو چکی تھی۔۔

" مت بھولیں وہ آپ کا سگا بھائی نہیں ہے۔ عزہ جوان ہو رہی ہے ہر وقت اسکے ساتھ چپکی رہتی ہے وہ تو کم عقل ہے مگر اسید تو بچہ نہیں نہ۔۔۔ "
ان کی آواز سن کر اپنے کمرے میں جاتی عزہ ٹھہر گئی، اسکا دل زور سے دھڑکا۔۔

" شٹ اپ عافی جسٹ شٹ اپ!!! کتنی لو یہ نٹیلیٹی ہے تمہاری۔۔۔! میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا تم ان دونوں کے بارے میں ایسے کہو گی! اسید اسے اپنی بیٹی کی طرح ٹریٹ کرتا ہے۔۔۔! آج کے بعد میں تمہاری زبان سے ان دونوں کے بارے میں کوئی گھٹیا بات نہ سنوں "
۔۔۔

برہمی سے کہتا وہ لیپ ٹاپ اٹھا کر کھڑا ہوا، غصے سے اسے دیکھتا وہ سٹڈی روم میں چلا گیا۔ باہر کھڑی عزہ دبے قدموں اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

❤❤❤

وہ ابھی شاور لے کر نکلا تھا۔ گلے میں تولیہ ڈالے! پانی کی بوندیں اسکے بالوں سے چہرے اور گردن پر ٹپک رہی تھیں۔۔

وہ تولیے سے بال رگڑتا بیڈ کی جانب بڑھا۔ تولیہ بیڈ پر پھینک کر وہ بنا آستین کی سیاہ شرٹ اٹھا کر پہننے لگا۔۔ اسکے کسرتی بازو بے حد نمایاں ہو رہے تھے۔۔

اسکے لبوں پر دھیمی مسکراہٹ تھی جبکہ سیاہ آنکھیں کسی احساس کے تحت چمک رہی تھیں۔۔

" آئنور۔۔۔ کیا کر دیا ہے تم نے، نمر جبیل کا دل اسکے اختیار میں نہیں رہا۔۔ کوئی ساحرہ لگتی ہو۔۔ باخدا نمر جبیل پر سحر طاری ہو چکا ہے ! "

نم بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ سر جھکائے ہنس پڑا۔

دھپ سے بیڈ پر گرتا وہ اوندھا لیٹ گیا۔ موبائل پکڑتے اس نے یاد آنے پر جلدی سے فیس بک کھولی۔ وہ اس کا میسج دیکھ چکی تھی مگر جواب نہیں دیا تھا۔۔

نمر نے زیر لب مسکراتے دوبارہ میسج لکھنا شروع کیا۔

"تم نے بتایا نہیں ۔۔۔ حسین ہوں، امیر ہوں، لڑکیوں کا کرش ہوں ۔۔
تم پر دل ہار بیٹھا ہوں ! اور کیا چاہیے ؟ "

لب دباتا وہ اسکے جواب کا انتظار کرنے لگا۔ خلافِ توقع فوراً رپلائے آگیا ۔۔

"مسٹر مجھے آپ پر اور آپکی باتوں پر رتی بھر یقین نہیں ہے ! آپ امیر
زادے مڈل کلاس لڑکیوں کے ساتھ وقت گزاری تو کر سکتے ہیں مگر ان
سے شادی نہیں ۔۔ "

اسکے الفاظ کافی سخت تھے۔ نمر سنجیدہ ہو گیا۔

"مس آپ مجھے غلط سمجھی ہیں ! اپنی سچائی ثابت کرنے بہت جلد حاضر
ہوں گا ۔۔ "

وہ فون بند کر کے رکھ چکا تھا۔۔ اسے پہلی فرصت میں اسید اور نائل سے
اس بابت بات کرنی تھی ۔۔

❤❤❤

رات کی رانی آسمان پر اپنی گھنیری زلفیں پھیلا چکی تھی۔ ہر سو اندھیرا چھا چکا تھا کہیں کہیں گھروں میں جلتی بتیاں اس تاریکی کو ختم کرنے کی ناکام کوششیں کر رہی تھیں۔

اسکے کمرے کی بتی بھی بند تھی کمرے میں گھپ اندھیرا تھا۔ وہ بستر پر کروٹ کے بل لیٹی ہوئی تھی ہلکے نم بال کھلے اسکے شانوں اور تکیے پر بکھرے ہوئے تھے۔

وہ تاریکی میں بنتے عجیب و غریب ہیولوں کو یک ٹک دیکھے جا رہی تھی۔ نظروں کے برعکس ذہن کہیں اور الجھا ہوا تھا۔ عجیب سی کشمکش تھی۔۔

آج جو ہوا اس نے عزہ جبیل کو گم صم کر دیا تھا۔اس نے کبھی نہیں سوچا تھا اسکا دل اس انسان کی قربت پر یوں دھڑکے گا جو رشتے میں اسکا چاچو کہلاتا ہے۔۔

اس نے بے ساختہ ہاتھ بیڈ پر گھماتے اندھیرے میں موبائل ٹٹولنا چاہا جو نہی اس نے موبائل آن کیا ہلکی سی روشنی اسکے چہرے پر پڑنے لگی۔

اسکی سبز آنکھیں اتنی حسین تھیں کہ انہیں بار بار دیکھنے کو جی چاہتا تھا۔ان آنکھوں کے نیچے چھوٹی سی کھڑی ناک اور تراشیدہ عنابی لب۔۔۔وہ بلکل گڑیا لگتی تھی اس لیے تو اسید اسے اس نام سے پکارا کرتا تھا۔۔

وہ گیلری میں فیملی فولڈر کھولتی اپنی اور اسید کی پکچرز ڈھونڈنے لگی۔ سکرول کرتے وہ ایک پکچر پر ٹچ کر گئی جس میں وہ اسید کے سامنے بیٹھ کر کھلکھلاتی چھوٹی بچی لگ رہی تھی جبکہ وہ آنکھیں سکیڑے اسے دیکھ رہا تھا۔ یہ تصویر نمر نے کھینچی تھی جب وہ اسید کو تنگ کر رہی تھی۔۔

وہ اس تصویر کو دیکھتی ٹھہر گئی تھی، اسکی پکچر زوم کرتی وہ یک ٹک اسے تکے جا رہی تھی۔ دیکھنے کا انداز بدل چکا تھا وہ جوں جوں دیکھتی جا رہی تھی اتنی ہی اسکی دھڑکنیں منتشر ہوتی جا رہی تھیں۔۔

کتنا وجیہہ تھا وہ! سرمئی بے تاثر آنکھیں، تیکھے نقش، گھنے بال، بھری بھری داڑھی مونچھیں۔۔۔ وہ سینتیس سال کا ہو کر بھی کیوں لڑکیوں کا ایمان ڈگمگا دیتا تھا یہ عزہ جبیل کو اب سمجھ آیا تھا۔۔

" !!! نائل وہ آپکا سگا بھائی نہیں ہے "

عافیہ کے کہے الفاظ اسکے ذہن میں گونجے۔ہاں وہ جانتی تھی وہ بابا کے کزن ہیں۔وہ یہ بھی جانتی تھی وہ نامحرم ہیں مگر اس طرح کے جذبات نے پہلے کبھی جنم نہیں لیا تھا۔۔

وہ سمجھ نہیں پارہی تھی آج کیوں اسکی سوچ نے رخ بدلا تھا۔۔۔؟
دھڑکنوں نے رفتار پکڑی تھی۔۔۔؟وہ یہ سوچ سوچ کر ہلکان تھی مگر نہیں جانتی تھی۔۔۔

یہ داستان آسمانوں پر لکھی جاچکی تھی،اس داستان کا آغاز تو ہونا ہی تھا۔۔۔!
!یہ صخر کی داستان تھی۔۔۔عزہ جبیل کی محبت کی۔۔۔

❤❤❤

❤❤❤❤

شام کا وقت تھا موسم بڑا خوشگوار ہو رہا تھا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چلتیں روح کو تازگی بخش رہی تھیں۔۔ ایسے میں انعم اور فروا موسم سے لطف اٹھانے چھت پر چلی گئی تھیں جبکہ فرح اپنے کمرے میں آرام کر رہی تھی۔۔

ہالہ اپنے کمرے میں کبرڈ کے پٹ کھولے کھڑی تھی۔ باری باری تہہ شدہ کپڑے الماری میں ترتیب سے رکھتے اس نے کبرڈ بند کر دی۔

ایسے موسم میں وہ خوشی سے پاگل ہو جاتی تھی اسے گرمیوں کے خوشگوار موسم بڑے اچھے لگتے تھے جب اچانک بادل آسمان پر چھا جاتے یا ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگتیں تو وہ سب چھوڑ چھاڑ کر چھت پر چلی جاتی تھی مگر اب جیسے دل ہی مر گیا تھا۔۔

وہ بیڈ پر آ بیٹھی، دونوں پیر نیچے لٹکائے وہ دوپٹہ اتار کر ایک طرف رکھتی ڈھیلے پڑتے جوڑے کو کھول کر پھر سے باندھنے لگی۔

اسکے بال کمر سے بھی نیچے جاتے تھے، سیاہ چمکیلے بال ریشم کی مانند تھے! بے حد گھنے ہونے کے باعث انہیں سلجھانا بھی ہالہ کے لیے مشکل مرحلہ تھا۔۔

کمرے میں حبس کے باعث اسکا موڈ خراب تھا باہر جانے کا دل نہیں کر رہا تھا اور کمرے میں رہنا اسکے لئے مشکل ہو رہا تھا۔۔

اس نے دھیان بٹانے کو یونہی موبائل پکڑ لیا، واٹس ایپ کھولتے ہی ایک غیر شناسا نمبر نظر آیا، آنکھیں سکیڑتے اس نے چیٹ کھولی تو "اسلام علیکم" کا میسج نظر آیا۔

"وعلیکم اسلام!!! آپ کون۔۔۔؟ "

اسکا میسج فوراً سین ہوا۔ ساتھ ہی ٹائپنگ شو ہونے لگی۔

" !!! آپ ہالہ ہیں۔۔؟ میں عمر کی بہن بات کر رہی ہوں "

ہالہ میسج پڑھ کر الجھ گئی۔۔

" کون عمر۔۔۔؟ "

کچھ سیکنڈ بعد ایک وائس میسج آیا جس میں عطوف نے اپنا اور عمر صاحب کا باقاعدہ تعارف کروا کر اس سے مدعا بیان کیا۔۔

ہالہ کی ہارٹ بیٹ تیز ہو گئی اسے اندازہ بھی نہیں تھا وہ اتنی جلدی مان جائیں گے ان کے تاثرات سے تو لگ رہا تھا وہ صاف منع کر دیں گے۔۔

" !!! میں امی سے بات کرواتی ہوں "
جلدی سے لکھتی وہ دوڑتی ہوئی کمرے سے نکل گئی۔۔اپنا فون فرح کو دینے کے بعد وہ واپس کمرے میں آتی ٹہلنے لگی۔

انگلیاں مسلتی وہ عمر کے بارے میں سوچ رہی تھی۔اسے یقین نہیں آ رہا تھا اتنا سب ہونے کے بعد کوئی اسے عزت سے اپنانے جا رہا تھا۔۔وہ اس سے عمر میں بڑا تھا مگر خیر ہے۔۔۔جب کم عمر، جوان، حسین مرد زندگی کو تلخیوں سے بھر دے تو کوئی عزت سے ہاتھ تھامنے والا ملنا ہی کافی ہوتا

ہے۔۔ پھر اسکی عمر سے فرق نہیں پڑتا۔۔ فرق پڑتا ہے تو کردار سے، اخلاق سے !

اسکے بارے میں سوچتے اچانک ہالہ کے لبوں پر مسکراہٹ آئی خود سے ہی نگاہیں چراتی وہ فرح کے آنے کا انتظار کرنے لگی۔

❤❤❤

سب کھانے کی میز پر جمع تھے یاسر کے برابر انعم بیٹھی ہوئی تھی جبکہ ارمان کے ساتھ فروا۔۔ دونوں جوڑے آمنے سامنے تھے۔

فرح بھی وہاں موجود خاموشی سے کھانا کھا رہی تھیں سب کچھ نارمل تھا مگر تب تک جب تک ہالہ وہاں نہیں تھی جونہی وہ ان کے پاس آتی فرح کے برابر بیٹھی انعم اور فروا میں معنی خیز نظروں کا تبادلہ ہوا۔

ارمان نے کھانے سے ہاتھ روک کر ہالہ کو دیکھا،اس پر نگاہ جمائے اس نے نوالہ توڑ کر منہ میں رکھا۔یاسر کو کسی سے غرض نہیں تھی وہ دن بھر کا تھکا آیا بیزار سا بیٹھا کھانا زہر مار کر کھا رہا تھا۔

ہالہ کے آجانے سے گھر کا ماحول بہت عجیب ہو گیا تھا یہ نہیں تھا کہ اسے اسکی موجودگی برداشت نہیں تھی مگر ہالہ کی وجہ سے اس میں اور انعم میں اکثر بحث ہونے لگی تھی۔

جبکہ ارمان کو سرے سے ہی اسکی موجودگی ناگوار گزر رہی تھی اخراجات میں پہلے کی نسبت اضافہ ہونے لگا تھا جو اس کے لیے تشویش کا باعث تھا۔۔

"جاب کا کیا بنا؟ "

بولنے والا ارمان تھا۔ہالہ نے پانی پیتے چونک کر اسے دیکھا۔

" کونسی جاب؟ "

ارمان نے سنجیدگی سے اسے دیکھا وہ کھانے سے ہاتھ کھینچتا کہنے لگا۔۔

"فروا بتا رہی تھی تم جاب کے لیے گئی تھی۔۔کام بنا کہیں؟ "

ہالہ نے زخمی نگاہوں سے ارمان کو دیکھا جو نگاہ چرا گیا۔باقی سب خاموش تماشائی کا کردار ادا کر رہے تھے۔

" !!! کوئی ضرورت نہیں ہے ہالہ کو جاب کرنے کی "

فرح افسوس سے اپنے دونوں بیٹوں کو دیکھنے لگیں یاسر نے خاموش رہنا مناسب سمجھا جبکہ ارمان چپ نہ رہ سکا۔

مگر کیوں امی ؟ اچھا ہے جاب کرے اپنے اخراجات خود اٹھائے آپ کو "

" !!! پتہ بھی ہے ہمارا اپنا گزر بسر کس طرح ہوتا ہے

انعم نے فروا کو انگوٹھا دکھایا گویا ارمان کو ورغلانے پر داد دی۔

ہاں جانتی ہوں اپنا بزنس ہے تم دونوں کا مگر ظاہر ہے ہالہ کی وجہ سے "

گزارا مشکل ہو جائے گا۔ تم دونوں کو اس کے لیے پریشان ہونے کی

" !!! ضرورت نہیں ہے میں نے ہالہ کے لیے ایک رشتہ دیکھ لیا ہے

ان کی بات پر فروا بری طرح چونکی اس نے اشارے سے انعم سے پوچھا جو معنی خیز انداز میں مسکرانے لگی یاسر فوراً سیدھا ہو بیٹھا بلا آخر اسکی چپ ٹوٹی تھی۔

" کیا مطلب آپ نے اس کے لیے کب رشتہ دیکھا اور ہمیں بتایا بھی نہیں ۔۔۔؟" اس سے پہلے فرح کچھ کہتیں انعم بول پڑی۔۔

" کیا بتاتیں؟ کہ بیٹی نے پسند کیا ہے؟ "
اس سب میں پہلی بار ہالہ کا دل خوف سے دھڑکا اس نے نظروں کو جھکائے رکھا اسے ڈر تھا وہ اس کی نگاہوں میں خوف بھانپ لیں گے۔۔

" یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ ہالہ نے پسند کیا ہے؟ "
یاسر کی پیشانی پر بل پڑے۔

" مطلب عماد ٹھیک تھا، اس لیے تم نے طلاق لی اس سے ؟ "

ارمان کے بولنے پر ہالہ نے بے یقین نظروں سے اسے دیکھا، اسے یقین نہ آیا یہ اسکا بھائی ہے ۔۔ اسکا ماں جایا !

" بس کرو تم لوگ ۔۔ کچھ شرم ہے تم سب میں ؟ انعم جھوٹ کیوں بول رہی ہو عدالت میں میری بیٹی کو ذلیل کر کے دل نہیں بھرا تمہارا ۔۔ اور ارمان شرم بیچ کھائی ہے تم نے ؟

اپنی بہن کے بارے میں کیسی گھٹیا باتیں کر رہے ہو ! اس پر تہمت لگانے سے پہلے ڈرو اگر خدا نے تمہیں بھی بیٹی دے دی تو ۔۔ ؟ تمہیں بس مسلہ اس بات کا ہے کہ عماد تمہارا دوست تھا تم اس سے رشتہ ختم نہیں کرنا چاہتے تھے تم نے یہ بھی نہ سوچا کہ وہ ان پڑھ تمہاری بہن کے قابل ہے بھی یا نہیں ۔۔۔

اسکے گھر کا ماحول تمہیں تو پتہ ہو گا ہم تو اسے نہیں جانتے تھے نہ۔۔۔ پھر بھی تم نے اپنی بہن کو ان جاہلوں میں بھیج دیا۔۔ایک سال۔۔ایک سال میری بیٹی ان کی ماریں کھاتی رہی۔۔ایک سال کم نھیں ہوتا۔۔ کیا حال ہو گیا ہے میری پھول سی بچی کا۔۔۔

اگر آج اسکا باپ یہاں ہوتا تو میں دیکھتی کس طرح تم لوگ اسکے ساتھ یہ سلوک کرتے مگر ہالہ کی ماں ابھی مری نہیں ہے۔۔۔ میں تم لوگوں کو صاف بتا رہی ہوں۔۔

میں رشتہ دیکھ چکی ہوں میں بہت جلد اسکو یہاں سے رخصت کر دوں گی " تاکہ تم لوگوں کو اسکی شکل نہ دیکھنی پڑے۔۔۔

وہ انعم کو سخت نظروں سے دیکھنے لگیں تو وہ مگر مچھ کے آنسو بہانے لگی۔۔

" یاسر دیکھا آپ کی امی مجھے جھوٹا کہہ رہی ہیں میں نے خود سنا تھا وہ سب لیکن انہوں نے مجھے ہی برا بنادیا ۔۔۔ !!! "

وہ روتی ہوئی اٹھ کر چلی گئی تو یاسر نے سر پکڑ لیا۔

" امی وہ کیوں جھوٹ بولے گی؟ "

فرح اسکی بات پر بھڑک اٹھیں۔۔

" تو کیا تمہاری ماں جھوٹ بول رہی ہے؟ "

اس ساری صورتحال پر ہالہ کا دل بھر آیا اپنی بے قدری پر اسکا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔۔ وہ روتی ہوئی اٹھ کر چلی گئی۔ یاسر نے کنپٹی دباتے اپنا غصہ دبایا۔ ان تماشوں کی وجہ سے اسکا اس گھر میں آنے کا دل نہیں کرتا تھا۔۔

"ٹھیک ہے امی۔۔۔آپ جب فیصلہ کر ہی چکی ہیں تو تاخیر مت کریں ۔۔۔ہو سکے تو کل ہی بلا کر سادگی سے نکاح کر دیں۔۔ہم نے تو بس خانہ پُری ہی کرنی ہے! مجھے بتا دیجیے گا نکاح کب ہے تاکہ ضروری سامان لا دوں ۔۔میں اتنا بھی برا نہیں ہوں جتنا آپ سمجھتی ہیں !!! "

سنجیدگی سے کہتا وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔۔اب وہاں فرح کے علاوہ ارمان اور فروا موجود تھے۔۔فرح انہیں دیکھے بغیر اٹھ کر چلی گئیں۔۔وہ خود چاہتی تھیں ہالہ جلد از جلد اپنے گھر کی ہو جائے اس لیے انہوں نے عطوف سے صاف بات کرنے کا ارادہ کیا تھا۔۔

♥♥♥

طے شدہ وقت کے مطابق عمر صاحب چند رشتہ داروں کے ساتھ ان کے دروازے پر موجود تھے۔فرح اور یاسر ان کے استقبال کے لیے پیش پیش تھے۔انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھا کر فرح باہر آئیں۔

وہ نفیس سے براؤن کڑھائی والے سوٹ میں ملبوس تھیں۔وہ یاسر کو ایک طرف لے جاتیں نکاح خواں کی بابت پوچھنے لگیں اسی اثنا میں انعم اور فروا مہمانوں کے لیے مشروبات لیے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئیں۔

حال احوال پوچھتیں وہ عمر صاحب اور عطوف سے چھوٹی موٹی باتیں کرنے لگیں۔ان کے علاوہ وہاں بلال اور کچھ قریبی رشتے دار تھے۔۔

بلال سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس سر جھکائے بیٹھا تھا۔اس نے کالر درست کرتے غیر محسوس انداز میں عطوف کی جانب دیکھا جو ٹشو کی سفید شلوار

قمیض میں پھولا دوپٹہ مشکل سے سنبھالتی دوپٹے کو دو انگلیوں سے چہرے پر ٹکائے کچھ غیر آرام دہ لگ رہی تھی۔۔

وہ چور نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا وہ سامنے تھی تو سب کچھ بہت اچھا لگنے لگا تھا۔ایسا خوبصورت احساس وہ ہر بار اسکے سامنے آنے پر محسوس کرتا تھا

۔۔

وہ اسکی نظروں کو بھانپ گئی تھی اس نے تیز نظر بلال پر ڈالی تو وہ گڑبڑا کر سر جھکا گیا۔۔کچھ دیر بعد نکاح خواں آگیا تو نکاح کی رسم شروع ہوئی۔۔

♥♥♥

مہرون غرارہ شرٹ میں ملبوس وہ آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔ کامدار دوپٹہ سر پر جمائے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔اس نے عام دلہنوں کی طرح ہیوی میک اپ نہیں کیا تھا۔

گالوں کو ہلکا سا سرخ اور لبوں کو مہرون لپ سٹک سے رنگے وہ تیار تھی۔۔ اپنی سانولی رنگت کے باوجود وہ بہت دلکش لگ رہی تھی اسکے چہرے پر عجیب سی کشش تھی۔

وہ آرام سے چلتی اپنے بیڈ پر آبیٹھی۔اسکا دل بے طرح دھڑک رہا تھا وہ سر جھکاتی لب کاٹنے لگی اسے ہر چیز خواب سی لگ رہی تھی۔ذہن عجیب وسوسوں کا شکار تھا۔وہ خود سے ہی الجھی بیٹھی تھی جب فرح کمرے میں داخل ہوئیں۔۔ان کے پیچھے ہی ارمان، یاسر اور نکاح خواں اندر آئے۔

ہالہ کا دل مزید گھبراہٹ کا شکار ہوا ایک بار پہلے بھی وہ ایسی صورتحال سے گزر چکی تھی مگر تب لگتا تھا احساس و جذبات ہی مر گئے تھے۔۔ مگر اب دل کی کیفیت مختلف تھی۔۔

نکاح خواں نے نکاح پڑھانا شروع کیا۔۔ فرح ہالہ کے پاس آ بیٹھی تھیں جو ہولے ہولے کانپ رہی تھی۔۔ چند گھڑیاں مزید بیتیں اور پھر۔۔۔ ہالہ جانِ عالم کے ساتھ عمر صاحب کا نام جڑ چکا تھا۔۔

♥♥♥

رخصتی کا وقت آیا تو فرح ہالہ کو سینے سے لگائے رو پڑیں۔ عمر صاحب ان سے کچھ فاصلے پر پشت پر ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔ ان کے قریب ہی یاسر اور ارمان موجود تھے۔

"بیٹا میری ہالہ کا بہت خیال رکھنا۔۔۔اللہ تم دونوں کو خوش رکھے اور ہر بری نظر سے بچائے !!! "

وہ آگے بڑھتیں عمر کے سر پر پیار دینے لگیں تو وہ جھکتے دھیما سا مسکرائے۔

""آنٹی آپ بلکل پریشان نہ ہوں ہم ہالہ کا بہت خیال رکھیں گے۔۔ "

عطوف ان کے قریب آتی چہک کر بولی تو دروازے میں کھڑے بلال نے فوراً پلٹ کر دیکھا۔اپنی بے خودی پر لب دباتا وہ نگاہیں پھیر گیا۔

ملنے ملانے کا سلسلہ ختم ہوا۔ہالہ عمر صاحب کی ہمراہی میں اس گھر کی دہلیز عبور کر گئی۔وہ نئی منزل کی جانب گامزن ہوئی جہاں قدم قدم پر خوشیاں اسکی منتظر تھیں۔

ہالہ آئیں یہاں ! یہ اب سے آپکا بھی کمرہ ہے۔۔آپ کو برا تو نہیں لگا میں "
" نے آپکو نام سے بلایا؟
عطوف اسے چوکھٹ پر ٹھہرتا دیکھ کر نرمی سے بولی۔

" !!! نہیں تو "
ہالہ کنفیوز سی اندر آئی اس نے سرسری نظر کمرے پر ڈالی۔ہر چیز صاف ستھری تھی، کمرہ نفاست سے ترتیب دیا گیا تھا۔

ہے نہ میں بھی سوچ رہی تھی آپ میرے جتنی ہی لگتی ہیں تو بھابھی کہنا " عجیب لگے گا، آپ یہاں آرام سے بیٹھیں بھائی جان کچھ دیر تک آتے ہیں،

اصل میں وہ مہمانوں کو رخصت کر رہے ہیں۔۔آپ کو کسی بھی۔۔
" !!! مطلب کسی بھی چیز کو ضرورت ہو تو آپ بلا جھجھک مجھے بتائیے گا

اسے آرام سے بیٹھنے میں مدد دیتی وہ نان اسٹاپ بولتی جا رہی تھی جبکہ ہالہ بس اسے بولتے دیکھ رہی تھی۔ عمر صاحب کے ذکر پر اسکا دل معمول سے تیز دھڑکا تھا۔

اسے حیران پریشان نظروں سے خود کو دیکھتے پا کر عطوف بولتے بولتے رکی اور بے ساختہ ہنسنے لگی۔اس ہنسی کی آواز نے کمرے سے باہر کسی کے قدم زنجیر کیے تھے۔۔

عطوف پلٹ کر کمرے سے باہر نکلی تو بلال کو دیکھ کر اس نے گھبرا کر چہرے کو ڈھکا جو کچھ سامان لاؤنج میں رکھنے کے بعد باہر جا رہا تھا۔۔

وہ اسکی پشت کی جانب کھڑی تھی اس لیے وہ اسے دیکھ نہ سکا مگر اسکی موجودگی کا احساس بڑی شدت سے ہوا، اتنی ہی شدت سے دل کم بخت دھڑکا۔۔

وہ تیزی سے باہر نکل گیا۔۔ عطوف سر جھٹکتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔۔

❤❤❤

" اسلام علیکم !!! "

بھاری آواز کے ساتھ دروازہ بند ہونے کی آواز پر ہالہ بے اختیار گھبراتی سیدھی ہو بیٹھی۔اسکی نظریں جھکی ہوئی تھیں۔وہ گہری سانس لیتا اسکے سامنے آ بیٹھا۔۔

" جواب نہیں دیں گی؟ "

وہ دلچسپی سے اسکے سانولے چہرے کو دیکھ رہا تھا جس پر شرم و گھبراہٹ بیک وقت طاری تھی۔

" !!! میں نے دیا۔۔دل میں "

وہ انگلیاں چٹخاتی کنفیوز ہونے لگی۔ نظریں جھکی ہونے کے باوجود وہ انکی نگاہیں خود پر محسوس کر رہی تھی جو اسکے پزل ہونے کا سبب تھیں۔

" !!! اوہ! دل کی زبان سمجھنے میں تھوڑا وقت لگے گا "

وہ اسکی جانب دیکھتے دھیما سا مسکرایا اور جیب سے ایک خوبصورت ڈبی نکال کر اسکی طرف بڑھائی۔۔

ہالہ نے پہلی بار نظر اٹھا کر انہیں دیکھا سفید کاٹن کی شلوار قمیض میں کف کہنیوں تک موڑے وہ وجیہہ لگ رہا تھا۔ صاف ستھری رنگت پر شہد رنگ آنکھیں بہت دلکش لگتی تھیں۔۔

" آپ چاہتی ہیں میں پہناؤں ؟ "

جب اس نے ہاتھ نہ بڑھایا اور خاموشی سے ڈبی کو دیکھنے لگی تو وہ یہی سمجھا شاید وہ ان کے ہاتھ سے پہننا چاہ رہی ہے۔ اسکے جواب کا انتظار کیے بغیر وہ ڈبی سے گولڈ نیکلیس نکالتے اسکی گردن میں پہنانے لگا۔

ہالہ بے ساختہ آنکھیں میچ گئی وہ پیچھے ہٹا تو اسے آنکھیں میچے دیکھ کر زیر لب مسکرایا۔

" !!! آپ آنکھیں کھول سکتی ہیں محترمہ "

حالہ نے سٹپٹا کر آنکھیں کھول دیں۔۔

" !!! چینج کرلیں آپ؟ غیر آرام دہ لگ رہی ہیں "

وہ اٹھ کھڑا ہوا۔حالہ جیسے اس کے سامنے سے بھاگنے کو تیار بیٹھی تھی وہ بھی جلدی سے بیڈ سے نیچے اتری۔ دونوں آمنے سامنے تھے حالہ منہ کھولے اس کے قد کو دیکھنے لگی وہ اس کے سینے تک مشکل سے پہنچ رہی تھی۔۔

" !!! میں بھی یہی سوچ رہا ہوں "

وہ اچانک بولا تو حالہ ہونقوں کی طرح انہیں دیکھنے لگی۔

" کیا؟ "

وہ ایک قدم آگے بڑھا، حالہ نے ایک قدم پیچھے لیا۔

یہی کہ ۔۔۔ میرے قد کے سامنے آپ بچی لگ رہی ہیں اور یہ کہ "
۔۔ آپ سے بات کرنے کے لیے مجھے سر جھکانا پڑے گا، مگر اچھا ہے نہ
آپ سر اٹھا کر کہیے گا میں سر جھکا کر سنوں گا !!! "

اس پر گہری نظر ڈالتا وہ جا چکا تھا جبکہ ہالہ اپنی جگہ کھڑی رہی اسکے عارضوں پر لالی بکھرنے لگی۔۔

وہ مسکراہٹ دباتی ڈریسنگ مرر کے سامنے آتی اپنی جیولری اتارنے لگی۔ دوپٹے کو پنوں سے آزاد کرنے کے بعد اسے کپڑوں کا خیال آیا اس نے اپنے سامان کو ڈھونڈنے کے لیے کمرے میں نگاہ دوڑائی تو وہ کہیں نہیں تھا۔ وہ عطوف سے پوچھنے کے لیے کمرے سے باہر چلی گئی۔

جب وہ واپس آئی تو اسکے ہاتھ میں مہرون سادی سی شلوار قمیض تھی جسکا ہم رنگ دوپٹہ فرش کو چھو رہا تھا۔۔

عمر کو دیکھ کر وہ ذرا حیران ہوئی جو سیاہ ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس تولیے سے بال رگڑ رہا تھا۔ وہ نظریں جھکاتی تیزی سے واش روم کی جانب بڑھ گئی۔

❤❤❤

وہ آئینے کے سامنے سٹول پر بیٹھی اپنے لمبے بالوں کو سلجھاتی ہلکان ہونے لگی تھی۔ قدرے گھنے سیاہ بال اسکی کمر سے نیچے تک جاتے سٹول کو چھو رہے تھے۔۔

ہالہ کو اس وقت رونا آرہا تھا وہ زیادہ تر اپنے بال امی سے بنوایا کرتی تھی اتنے گھنے بال سنوارتے اسے موت پڑتی تھی۔

اس سے کچھ دور وہ صوفے پر گال تلے مٹھی رکھے بیٹھا فرصت سے اسے دیکھ رہا تھا جیسے کرنے کو اور کوئی کام ہی نہ ہو۔۔اسے جھنجھلاتے دیکھ کر وہ اٹھ کر اسکے پیچھے آکھڑا ہوا۔۔

" میں مدد کروں؟ "

ہالہ نے آئینے میں اسے دیکھا اور پھر خود کو۔۔اسے اس لمحے "ٹینگلڈ" کہانی یاد آئی جس میں لڑکی کے بال بہت لمبے تھے مگر اسکا قد چھوٹا تھا۔۔اسے عمر کے دراز قد کے سامنے اپنا آپ بھی بلکل ویسا لگا۔۔

امی اکثر میرے بال بنایا کرتی تھیں، یہ اتنے گھنے ہیں مجھ سے نہیں سنبھلتے !!! "

وہ توجیہہ پیش کرتی برش اسکی جانب بڑھا گئی۔۔

" کوئی مسلہ نہیں۔۔۔میں سلجھا دیا کروں گا !!! "

وہ اسکے سیاہ ریشمی بالوں کو ہاتھوں میں لیتا نرمی سے برش پھیرنے لگا۔اسکے بالوں کو چھوتے دل میں لطیف سا احساس جاگنے لگا تھا۔۔

" آپ یہی سمجھنا میں آپ کی امی ہوں !!! "

اسکا لہجہ شریر ہوا۔ہالہ کا منہ کھل گیا۔

" ہائے اللّٰہ! آپ تو شوہر ہیں میرے !!! "

وہ سٹپٹاتی روانی میں بول گئی مگر جب آئینے میں اسے خود کو دیکھتے پایا تو زبان تالو سے چپک گئی۔۔اسکی خاموشی سے اسے گھبراہٹ ہونے لگی تو وہ انگلیاں مسلتی آہستہ سے کہنے لگی۔۔

" !!! میں سوچ رہی ہوں اپنے بال کٹوالوں "

وہ اسکے بالوں کو ایک ہاتھ میں لیتا برش رکھ کر ڈریسنگ ٹیبل پر پڑا ربڑ بینڈ اٹھا کر ہر زاویے سے دیکھنے لگا۔ہالہ مسکراہٹ دباتی ربڑ بینڈ کو پکڑتی خود ہی اپنے بالوں میں باندھنے لگی۔

" !!! مت کٹوائیے گا،اس طرح زیادہ خوبصورت لگتی ہیں "

گھمبیر آواز پر ہالہ کا ہاتھ رک گیا اسکا دل زور زور سے دھڑکنے لگا اس میں نگاہ اٹھانے کی ہمت نہ ہوئی۔وہ بالوں کی پونی کمر پر چھوڑتی جلدی سے اٹھی۔

" آپ اتنی چھوٹی ہیں مجھ سے۔۔۔! واضح فرق ہے ہم میں۔۔۔! اگر ہم مختلف حالات میں ملے ہوتے تو میں کبھی آپ سے نکاح نہ کرتا۔۔۔! "

وہ سینے پر ہاتھ باندھتا اسکی پشت کو دیکھنے لگا جو بیڈ کے پاس کھڑی سائیڈ ٹیبل سے اپنی چیزیں اٹھا رہی تھی۔

" اللہ نہ کرے ہم مختلف حالات میں ملے ہوتے!!! "

ہالہ بے ساختہ بڑبڑائی اتنے اچھے انسان کو کھونے کا وہ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی۔۔

" آپ نے۔۔۔پہلے شادی کیوں نہیں کی۔۔۔؟ "

وہ پلٹتی ہلکی آواز میں پوچھنے لگی یہ اس مرد کا دیا حوصلہ اور عزت ہی تھی کہ وہ اس وقت ڈری سہمی نہیں کھڑی تھی۔

"آرمی جوائن کرنے کے بعد میں بس وہیں کا ہو کر رہ گیا تھا۔ میجر کے رینک تک پہنچنا میرے لیے بڑی بات تھی۔ شادی کا خیال بھی نہیں آتا تھا مجھے، یہاں امی اور عطوف رہتی تھیں وہ چاہتی تھیں میں شادی کرلوں مگر میں اس نام سے بھی بیزار ہو جاتا تھا۔۔ پھر ایک دن امی دنیا سے چلی گئیں عطوف اکیلی تھی۔ میں نے ریٹائرمنٹ لے لی اور بس سب ایسا ہی چل رہا تھا کہ آپ میری زندگی میں آ گئیں۔۔"

وہ نارمل سے انداز میں کہتا اسکے قریب چلا آیا تھا جو غور سے اسے سن رہی تھی۔۔

آپ آئیں تو مجھے احساس ہوا، شادی اچھی چیز ہے کر لینی چاہیے ! ایک، دو " " یا تین۔۔۔

ہالہ کو لگا وہ کوئی رومانوی بات کہے گا مگر خلاف توقع بات سن کر اسے رونا آنے لگا جو شادی کی پہلی رات اپنی بیوی سے دوسری تیسری شادی کی بات کر رہا تھا۔

" !!! ارے مذاق کر رہا تھا آپ پلیز مت روئیں "
اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر اس نے خود کو کوسا۔۔

اچھا چلیں ادھر آئیں، بیٹھ کر بات کرتے ہیں کچھ اپنے بارے میں بتائیں " " !!!

وہ بیڈ پر بیٹھتا اسکے لیے جگہ بنا گیا تو وہ بھی جھجھکتی اس سے کچھ فاصلے پر پیر اوپر کیے بیٹھ گئی۔۔

" میں کیا بتاؤں ؟ میری فیملی سے آپ مل چکے ہیں ! ابو نہیں ہیں۔۔ میں نے ماسٹرز کیا ساتھ ہی شادی۔۔۔ اسکے بعد سب آپ کے سامنے ہی ہے ! بھابھی مجھے کہتی تھیں سانولی لڑکیاں خاص کر طلاق یافتہ لڑکیوں کی زندگی بہت مشکل ہو جاتی ہے ، ان کی پھر شادی نہیں ہوتی۔ مجھے تو یقین نہیں آرہا مجھے آپ جیسا اچھا انسان کیسے مل گیا۔۔۔ "

وہ آنکھیں جھپکتی نمی اندر دھکیلنے کی کوشش کر رہی تھی۔ عمر نے گہری سانس فضا کے حوالے کرتے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے پاس کھینچ لیا۔۔

ہالہ رونا بھول کر گھبراتی اسے دیکھنے لگی اسکی براؤن آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو چمک رہے تھے۔ عمر نے ان آنکھوں کو غور سے دیکھا۔

" !!! آپ کی تو آنکھیں بھی بولتی ہیں "

سر جھکا کر کہتے اس نے سائیڈ ٹیبل پر ہاتھ مار کر ریموٹ پکڑتے لائٹ آف کر دی۔۔

❤❤❤

" !!! عزہ رکو۔۔۔ چھپکلی ! واپس کرو میرا موبائل "

وہ تیزی سے اسکے پیچھے دوڑا تھا جو اسکے ہاتھ سے موبائل چھینتی آئنور اور اسکی چیٹ پڑھتی دروازہ کھول کر اسید کے پورشن میں بھاگی تھی۔عافیہ نے ناگواری سے دونوں کو دیکھا پھر سر جھٹکتیں کچن کی جانب بڑھ گئیں۔

" میں چاچو کو دکھاتی ہوں، آپ کسی لڑکی سے باتیں۔۔۔ "

" !!! چھپکلی تم بچو مجھ سے "

اسکی بات مکمل ہونے سے قبل ہی وہ دانت کچکچا کر کہتا رفتار تیز کر گیا۔۔

" !!! چاچو "

وہ چلاتی لان کی جانب بھاگی پیچھے نمر کو دیکھ کر کھلکھلاتی وہ سیدھا اسید میں جا لگی۔اتنی زور سے ٹکرانے پر اسید کا توازن بگڑا اسو بگڑا، وہ پوری اس پر آ گری۔

" کیا کر رہے ہو تم دونوں، بچے ہو؟ "

وہ دیوار پر ہاتھ رکھ کر سہارا لیتا غصے سے دونوں کو ڈپٹ گیا۔

" !!! چاچو اس کو کہیں میرا موبائل واپس کر دے "

نمرا سے کھا جانے والی نظروں سے دیکھتا ہوا بولا تو اسید نے عزہ کی جانب دیکھا جو موبائل اپنے پیچھے کرتی اس کے پیچھے چھپ گئی۔۔

" چاچو یہ دیکھیں۔۔۔آپ بھائی کو پیچھے کریں پہلے، دیکھا دیکھا کیسے مجھے مارنے کو لپک رہے ہیں !!! "

وہ نمر کو اپنی جانب بڑھتے دیکھ کر اسید کا بازو پکڑ کر تیزی سے بولی۔اسید کا دل کیا رکھ کر ایک دونوں کو لگائے۔۔

" بس کرو تم دونوں۔۔۔گڑیا واپس کرو اسکا موبائل، غلط بات ہے اور تم ۔۔۔ایک کان کے نیچے لگاؤں گا اگر گڑیا کو ہاتھ بھی لگایا۔۔"

اسکے جھاڑ پلانے پر دونوں منہ پھلا گئے۔عزہ نے احسان کرنے والے انداز میں نمر کی طرف موبائل کیا جو جھپٹنے کے انداز میں لیتا اسے آنکھیں دکھانے لگا۔۔

" ہاں اب بتاؤ کیوں لڑ رہے تھے ؟ "

وہ لان کی سیڑھیاں اترتا آگے بڑھا۔ عزہ کی بتیسی باہر نکلی جبکہ نمر ماتھا پیٹ کر رہ گیا۔

" میں بتاتی ہوں !!! "

وہ چہکتی تیزی سے سیڑھیاں اترتی اسید کے پیچھے بڑھی۔ نمر اسے گھورتا چھلانگ لگا کر نیچے اترا جب سیڑھیوں کے اطراف میں رکھے گملے میں اسکا پیر اٹکا۔ وہ دھڑام سے گملے کے اس پار گرا۔

اتنی خطرناک آواز پر اسید سرعت سے پلٹا جبکہ عزہ کی آنکھیں پھیلیں۔ وہ جھک کر گھٹنوں پر ہاتھ رکھتی زور سے ہنسنے لگی۔ نمر کو زمین بوس دیکھ کر وہ لگاتار پاگلوں کی طرح ہنستی جارہی تھی جب نمر نے اسکی ٹانگ کھینچی۔ نتیجتاً وہ بھی بوکھلاتی زمین بوس ہوئی۔۔

" آہ۔۔ مر گئی، ہائے اللّٰہ جی ابھی تو میری شادی بھی نہیں ہوئی !!! "

وہ کمر پکڑ کر بیٹھتی دہائیاں دینے لگی۔ اسید نے مسکراہٹ دباتے اسکے سامنے ہاتھ پھیلایا تو اسے دیکھتے عزہ کا منہ کھل گیا۔۔

" !!! زور سے ہنسیں نہ "

وہ اسکا ہاتھ تھام کر کھڑی ہوتی اپنا درد بھولے شرارت سے بولی تو اسید نے آنکھیں دکھائیں۔ تبھی نمر بھی کپڑے جھاڑتا کھڑا ہوا۔۔

" !!! ہنسیں نہ۔۔۔پلیز "

وہ ہنسی روکتی اسے تنگ کرنے لگی۔اسید جھنجھلا گیا جسے دیکھتے نمر بھی ہنس پڑا۔۔

آپ ہنس لیں نہ چاچو، ہم۔۔ ہم منہ پیچھے کر لیتے ہیں کیوں نمر بھائی؟ "

"وہ پھر سے ایک ٹیم بن گئے تھے۔

" گڑیا تم تیز نہیں ہوتی جا رہی؟ "

وہ نیلی پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے چھوٹے قدم اٹھاتا آگے بڑھ گیا تو وہ بھی اسکے ساتھ چلنے لگے۔

" !!! جی جی۔۔۔آپ نے دیکھا نہیں، میں بڑی ہو گئی ہوں "

اسکے چہرے پر گہری نظر ڈالتی وہ لب دبا گئی۔اسید نے اسکی بات پر غور نہیں کیا ورنہ ضرور ٹھٹھکتا۔وہ تینوں لان کی دوسری جانب بنی سیڑھیوں کی جانب آ گئے تھے۔اسید اور نمران چوڑی سیڑھیوں پر کچھ فاصلے پر بیٹھ گئے جبکہ عزہ ان کے سامنے سینے پر ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو گئی۔

" یار چاچو۔۔۔میں نے بتایا تھا نہ۔۔۔وہ لڑکی !!! "

نمر نے مونچھوں پر انگلی پھیرتے پر سوچ انداز میں کہا۔اسید اسکی جانب گھومتا آنکھیں سکیڑ گیا۔

" ہمم۔۔پھر؟ "

نمر نے عزہ کو دیکھا جو سر ہلاتی اسے گھورے جا رہی تھی کتنا چھپا رستم تھا وہ۔۔

" یار میں نے رشتہ بھیجنا ہے اس کے گھر،وہ سمجھ رہی میں ٹائم پاس ٹائپ لڑکا ہوں۔۔۔ایک اور وجہ بھی ہے کہیں کوئی اور نہ اسے اڑا لے جائے مجھے ہر حال میں وہی چاہیے !!! "

وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔ اسید نے پر سوچ انداز میں سر ہلایا۔ عزہ کا دھیان نمر سے ہٹا وہ یک ٹک اسید کو دیکھے گئی وہ انگلی سے کنپٹی مسلتا کچھ سوچ رہا تھا۔ وہ ہمیشہ کے سے حلیے میں تھا وی گلے کی گرے ٹی شرٹ اور نیلی جینز میں۔۔

" تمہاری ڈریکولا جیسی ماں مان جائے گی؟ "

اسید نے سرمئی آنکھیں گھما کر کہا عافیہ کے ذکر پر بھی اسکا حلق تک کڑوا ہو گیا تھا۔۔

" !!! پتہ نہیں۔۔۔ اس لیے تو آپ کے پاس آیا ہوں "

نمر گال پر ہاتھ پھیرتا ہلکی ہلکی داڑھی کی چبھن محسوس کرتا لاپرواہ انداز میں بولا۔ کلین شیو چہرے پر آتی ہلکی ہلکی داڑھی بھلی لگ رہی تھی، گھنی مونچھیں ہمیشہ کی طرح نمایاں تھیں۔

تم نائل سے بات کرو۔۔۔ مجھے لگتا ہے وہ واویلا نہیں کرے گا، تمہاری "

" !!! ماں کو ہی سٹیٹس، کلاس ڈفرنس کی بیماری ہے

اسید نے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اچانک عزہ کی جانب دیکھا جو بنا پلک جھپکے اسے دیکھ رہی تھی۔

" کیا؟ سب سیٹ ہے یا اوپر والا خانہ خالی ہو گیا؟ "

اسید نے آنکھیں سکیڑ کر پوچھا تو وہ گڑبڑاتی ہوش میں آئی۔

" میں کچھ سوچ رہی تھی۔۔۔ نمر بھائی آپ نے میری بھابھی پسند کر لی اور بتایا بھی نھیں۔۔۔ دیکھنا میں کیسے روایتی نند بنتی ہوں !!! "

وہ سرعت سے نمر کی جانب رخ کرتی منہ پھلا کر بولی تو اس نے ہاتھ کھول کر پانچوں انگلیاں اسے دکھائیں۔۔

" جا رہی ہوں میں۔۔۔ منانے کی بلکل ضرورت نہیں ہے !!! "

اسید نے بیزاریت سے اسے دیکھا۔

" ہاں دروازہ بند کر جانا !!! "

عزہ کے سر پر لگی تلووں پر بجی۔ وہ پیر پٹختی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔۔ ان دونوں نے گہرا سانس لیتے ایک دوسرے کو دیکھا پھر وہ آگے کا لائحہ عمل طے کرنے لگے۔۔

❤❤❤

" محبوب یا محبوب کی محبت ؟ کسی کو فقط محبوب ملا، کسی کو محض محبت ! جو دونوں کو پالیں وہ اس جہانِ فانی میں "خوش نصیب" کہلاتے ہیں ! محبت کا جزبہ تو ہر کوئی محسوس کرتا ہے مگر اسے پاتا ہر کوئی نہیں ہے۔۔۔ محبت خوبصورت احساس ہے۔۔ تب تک، جب تک روگ نہ بن جائے ! روگ بھی پوری عمر کا۔۔۔ ! "

وہ اپنے کمرے کی کھڑکی کھول کر کھڑی بہت سوچ سوچ کر لکھ رہی تھی۔ اسکی نظریں موبائل سکرین پر تھیں جبکہ دماغ الفاظ کے تانے بننے میں مصروف ! وہ حرف سوچتی تو لفظ بنتے، لفظ سطروں میں بکھر جاتے۔۔

اسکاذہن تیزی سے کام کر رہا تھا، اسکا موڈ بہت اچھا تھا جس کی وجہ سے وہ بہت جلدی ایپیسوڈ لکھ رہی تھی۔۔

دفعتاً شور کی آواز بلند ہوئی، سلام، دعائیہ کلام! اس نے کراہ کر آنکھیں میچیں۔۔

" اف اللہ میں کہاں جاؤں؟ اتنی مشکل سے لکھنے کا ذہن بنا تھا مگر۔۔۔ "

کچھ مہمان آئے تھے اس سے پہلے فرحین کی آواز آتی وہ خود ہی دوپٹہ ٹھیک کرتی باہر چلی گئی۔۔

شام کو مہمانوں کے جانے کے بعد وہ سر دباتی کمرے میں آئی۔ اس نے موبائل دیکھا تو دردانہ کا میسج تھا، وہ اسے شاپنگ کے لیے لینے آرہی تھی۔۔

" !!! چلو مائنڈ ہی فریش ہو جائے گا اس بہانے "

خود کلامی کرتے اس نے اپنا فیس بک پیج کھولا تو ایک کمنٹ پر اسکی نظر پڑی۔ زیر لب پڑھتے اسکی آنکھوں میں نمی تیر گئی کسی نے خصوصی وقت نکال کر اسے برا بھلا کہا تھا۔

ہاں اسی لیے تو ہم لکھتے ہیں، اپنی مصروفیت سے وقت نکال کرتا کہ لوگ "
" بدلے میں تزلیل کریں۔۔۔

تلخی سے سوچتی وہ موبائل بیڈ پر پھینکتی کھڑکی میں آ کھڑی ہوئی اسکا دل بہت برا ہو رہا تھا۔۔ پچھلے تین دن سے وہ لکھ نہیں پا رہی تھی دل ہی جیسے اٹھ گیا تھا۔

دوسری رائٹرز کے اپنے بارے میں اظہارِ خیال بھی وہ سن چکی تھی۔۔

جانے لوگ اتنا حسد کیوں کرتے ہیں۔اس نے دیکھا تھا کچھ نئ رائٹرز اسکی ہر چیز کاپی کر رہی تھیں حتیٰ کہ لکھنے کا انداز بھی۔۔۔اسے بہت غصہ آیا مگر جانے دیا۔نہ وہ کسی کو زیادہ جانتی تھی اور نہ اسے کسی کے ساتھ کوئی بدمزگی پیدا کرنی تھی۔۔

♥♥♥

" بابا آپ فری ہیں؟ "

نمران کے کمرے کے دروازے میں کھٹراناک کرتا بولا تو فوراً نائل کی آواز ابھری۔۔

" !!! آجاؤ نمر "

وہ دروازہ کھول کر اندر آیا سیدھا نظر عافیہ پر پڑی جو ہاتھوں پر موئسچرائزر لگاتیں اسے مسکرا کر دیکھ رہی تھیں۔۔

" !!! آآ۔۔ بابا مجھے اکیلے میں آپ سے بات کرنی ہے "

نمر پشت پر ہاتھ باندھتا محتاط انداز میں بولا تو نائل نے لیپ ٹاپ سے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ تبھی عافیہ کی مسکراہٹ بھی سمٹی تھی۔۔

" !!! میرے سامنے کرو جو بھی بات ہے "

وہ اسے گھورنے لگیں تو نمر نے جھنجھلا کر نائل کو دیکھا۔ وہ نظروں میں اسے بولنے کا اشارہ کر گیا مطلب وہ سنبھال لے گا۔

" !!! بابا۔۔۔ میں شادی کرنا چاہتا ہوں "

اس نے اپنی جانب سے بم پھوڑا مگر وہ ان دونوں پر خوشگوار اثر چھوڑ گیا۔۔

توفائینلی تم مان گئے، کون ہے وہ لڑکی۔۔۔؟علینا؟ یا کوئی اور۔۔۔؟" "

عافیہ مسکراتی گویا ہوئیں۔

نمر سنجیدہ نظروں سے نائل کو دیکھتا اسکے سامنے ٹانگ موڑ کر بیٹھ گیا۔

نائل نے اپنے خوبرو بیٹے کو دیکھا وہ سمجھ چکا تھا معاملہ گھمبیر ہے۔۔

" !!! دردانہ کی دوست ہے "

وہ مونچھوں پر انگلی پھیرتا پیر ہلانے لگا۔ نائل نے ایک پل کو سوچا۔" سکندر

" کی بیٹی دردانہ؟

نمر نے سر ہلایا۔۔"جی!!!اسکی دوست ہے، پسند کرتا ہوں اسے، آپ

" !!! لوگ اس کے گھر رشتہ لینے جائیں

کیا مطلب رشتہ لینے جائیں بیک گراؤنڈ کیا ہے اسکا؟ کس کلاس سے "

"بیلونگ کرتی ہے وہ؟

عافیہ بازو پر مساج کرتا ہاتھ روکتیں ناگواری سے بولیں۔ نائل خاموشی سے

نمر کو دیکھ رہا تھا۔۔

"کتنا پسند کرتے ہو؟بس پسند ہے ؟اگر نہ ملی تو؟ "

وہ لیپ ٹاپ ایک طرف کرتا سینے پر ہاتھ باندھ گیا وہ اسے جانچ رہا تھا۔

" پتہ نہیں بس پسند ہے یا کچھ اور لیکن اگر وہ مجھے نہ ملی تو نمر جبیل انسان سے جانور بن جائے گا، آپکا خون ہوں بابا جس پر دل اٹک گیا اسے حاصل کر کے رہوں گا !!! "

اسکا جنون نائل جبیل کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر گیا جبکہ عافیہ اپنی عادت سے مجبور تپ گئیں۔۔

" ہر گز نہیں۔۔۔ سوچنا بھی مت کہ کسی تھرڈ کلاس گھٹیا خاندان میں ہم تمہاری شادی کریں گے، اپنے دل کو سنبھال کر رکھو نمر !!!"

نمر آگ بگولا ہوتا اٹھ کھڑا ہوا اسکا چہرہ اس کے ضبط کی گواہی دے رہا تھا۔۔

" میں اس لڑکی کو ہر حال میں اپنے ساتھ چاہتا ہوں، بیوی کی حیثیت سے !!! "

الفاظ چبا کر کہتا وہ اگلے ہی لمحے کمرے سے نکل گیا۔

" کیا ضرورت تھی تمہیں اس سے بحث کرنے کی؟ جوان اولاد کو اس طرح ڈیل کیا جاتا ہے؟ "

وہ برہمی سے کہہ رہا تھا۔ عافیہ نے سرد نظروں سے اسے دیکھا پھر تکیہ دبوچ کر نیم دراز ہوتی اس سے چہرہ پھیر کر لیٹ گئی۔

" ابھی اسکا باپ زندہ ہے اس کے فیصلے کرنے کے لیے، تمہیں نیگیٹو انرجی پھیلانے کی ضرورت نہیں ہے !!! "

سرد نظر اسکی پشت پر ڈالتا وہ لیپ ٹاپ "شٹ ڈاؤن" کرتا فریش ہونے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔

❤❤❤

" یہ لو بھئی تمہارا کام کر دیا میں نے، مہنگائی اس قدر بڑھ گئی ہے کہ ہم جیسے مڈل کلاس طبقے کو بھی سوچ سوچ کر خریداری کرنی پڑتی ہے، غریبوں کا تو اللہ ہی مالک ہے !!! "

وہ سودا سلف اوپن کچن کی سلیب پر رکھتے افسوس سے بولے۔ فرح نے سر ہلاتے جانِ عالم کی بات سے اتفاق کیا۔

" کیا کر سکتے ہیں ہم ۔۔۔ اللہ ہی ہے ان حاکموں کو ہدایت دے جو عوام کے حاکم تو بن بیٹھے ہیں مگر حکم کا صحیح استعمال نہ کر سکے !!! "

وہ سودا سلف کھول کر دیکھنے لگی تھیں ساتھ ہی وہ ہاتھ میں پکڑی پرچی پر لکھی اشیاء دیکھتی جا رہی تھیں۔

" میں کل فرحین کی طرف جاؤں گا، اتنا عرصہ گزر گیا پتہ نہیں بچے کیسا رد عمل دیں گے !!! "

وہ کچھ ڈسٹرب لگ رہے تھے۔ فرح سودا ایک طرف رکھتیں ان کے پاس آئیں۔

" آپ کیوں پریشان ہو رہے ہیں جو بھی ہوا اس میں آپکا کہیں بھی کوئی قصور نہیں تھا۔ اچھی امید رکھیں بچے خوش ہوں گے آپکو دیکھ کر !!! "

وہ انکے ہاتھ پر ہاتھ رکھتیں نرمی سے کہہ رہی تھیں۔۔ جانِ عالم نے تفکر سے انہیں دیکھا پھر وہ سر ہلاتے دھیما سا مسکرا دیے۔ مثبت سوچ بہت ضروری تھی۔

❤❤❤

اپنے کہے کے مطابق دردانہ اسے لینے آچکی تھی۔ آئنور بھی پنک کیپری شرٹ میں دوپٹہ سر پر ڈالے کاندھے پر پرس لٹکائے جانے کے لیے تیار تھی۔

وہ فرح سے پہلے ہی پرمیشن لے چکی تھی لہٰذا وہ دونوں بغیر دیر کیے گھر سے نکلیں، گلی کا کچھ حصہ خراب ہو گیا تھا جس وجہ سے دردانہ نے گاڑی کچھ آگے کھڑی کی تھی۔

" تم بولڈ لکھنے لگی ہو؟ "

آئنور کو جیسے ہی یاد آیا وہ فوراً اسکی جانب پلٹتی حیرت سے پوچھنے لگی۔ دردانہ نے کندھے اچکائے۔

"ہاں یار۔۔۔بہت روکھا سوکھا لکھ لیا، اب میں بولڈ ہی لکھوں گی لوگ ایسی سٹوریز کو زیادہ پسند کرتے ہیں !!! "

دردانہ ایک پل کو ہچکچائی پھر سر جھٹک گئی اندر کہیں ضمیر ملامت کر رہا تھا۔

"ظاہر ہے یار، مکھیاں گند پر ہی بیٹھتی ہیں! لیکن تمہیں میں یہی کہوں گی کہ سوچ سمجھ کر کرنا جو بھی کرو، جانے کتنے لوگ پڑھتے ہوں گے، اگر کوئی ایک بھی گناہ کر بیٹھا تو؟ بہت بڑی بات ہے یہ، آگے تم خود سمجھدار ہو !!! "

وہ دونوں چھوٹے قدم اٹھاتیں آگے بڑھ رہی تھیں۔ دردانہ نے یونہی سر ہلا دیا۔ وہ اس ٹاپک پر بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔

" ماشاءاللہ ،چاند زمین پر کیسے اتر آیا؟ "

کسی لڑکے کی آواز پر ان دونوں نے بیک وقت دائیں جانب دیکھا۔

"تمہارے آنگن میں بھی دو تین چاند اترے ہوں گے ماں بہن کی صورت میں، ان پر دھیان دو ورنہ ماشاءاللہ کہنے والے بہت تمہارے آنگن میں ملیں گے!!! "

دردانہ منہ پھاڑ کر کہتی اسے غصے سے گھورنے لگی تو آئنور اسکا بازو پکڑ کر آگے لے گئی۔۔

"سنو، نمبر تو دیتی جاؤ!!!" وہ کوئی انتہا کا ڈھیٹ تھا۔

"جمعرات کو آنا!!!" دردانہ بال جھٹکتی ایک ادا سے چلتی آگے بڑھ گئی، آئنور کی ہنسی نکل گئی۔

"یار کبھی تو منہ بند رکھ لیا کرو!!! "

وہ کار کا دروازہ کھول کر بیٹھتی ہنسنے لگی۔اسے دردانہ کے جواب نے بہت محظوظ کیا تھا۔

"بس کیا کروں، نہیں ہوتا! پیدائشی منہ پھٹ ہوں!!! "

وہ ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتی آنکھ دبا گئی۔یونہی باتیں کرتے وہ اگلے چند منٹ میں ایک مال کے سامنے تھے۔

"یار تم بس پانچ منٹ ادھر رکو، میں ابھی آئی مجھے ماما کی شاپنگ بس ریسیو کرنی ہے کاؤنٹر سے! اصل میں میں تمہیں گھر لے جارہی ہوں، بابا نے کہا تھا اپنی دوست کو بھی بلایا کرو خود ہی بھاگی جاتی ہو۔۔۔آئی نو آئی نو آنٹی سے جھوٹ بولا، مجھے لگا وہ انکار کردیں گی !!! "

وہ تیز تیز بولتی کار سے اتر گئی۔آئنور ماتھا پیٹ کر رہ گئی کیا کرے وہ اس لڑکی کا !

وہ پانچ منٹ انتظار کرتی رہی پھر تنگ آکر کار سے نکل آئی۔وہ کچھ آگے آئی تھی جب نمر کو اپنے دھیان میں مال سے نکلتے دیکھ کر اسکے منہ کے زاویے ٹیڑھے ہوئے۔وہ سرعت سے پلٹی مگر وہ اسے دیکھ چکا تھا۔

" مس آئنور؟ "

وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس تک آیا۔ وہ آنکھیں میچ کر کھولتی پلٹی تو وہ نچلا لب دانت تلے دبائے مسرور نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

"آپ نے کہا تھا میں باقی لڑکوں جیسا ہوں۔۔۔؟ لیکن میں تو آپکو اپنی بیوی بنانا چاہتا ہوں !!! "

اسکے گھمبیر لہجے پر وہ نروس ہو گئی اف کس طرح دیکھ رہا تھا بد تمیز ! وہ ہمت مجتمع کرتی دانت پیس کر بولی۔

" میں انگیجڈ ہوں !!! "

نمر کو گہرا شاک لگا وہ بے یقینی سے اسے دیکھنے لگا۔

" رنگ کیوں اڑ گیا آپ کا؟ میں کسی اور کی ہوں لہٰذا اپنی نگاہوں کو لگام دیں !!! "

سنجیدگی سے کہتی وہ کار میں جا کر بیٹھ گئی۔ نمر کا حقیقتاً رنگ اڑ چکا تھا۔ الفاظ ساتھ چھوڑ گئے تھے اسکی آنکھوں میں نمی چمکی وہ تیزی سے پلکیں جھپکتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

" !!! افففف "

آئنور سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔۔اسے اندر کہیں گلٹ محسوس ہونے لگا مگر وہ سر جھٹکتی دردانہ کے واپس آنے کا انتظار کرنے لگی۔

❤❤❤

(ماضی)

" اسید جاگ رہے ہو؟ "

تایا فرقان دروازے میں کھڑے تھے، وہ لائٹ چلاتا لیٹے سے اٹھ بیٹھا۔

" !!! جی آجائیں "

فرقان اس کے پاس چلے آئے مگر بیٹھے نہیں۔انہیں کھڑا دیکھ کر وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

" یہ لو ان کاغذات کو سنبھال کر رکھنا، ساتھ والا گھر میں نے تمہارے نام کر دیا ہے !!! "

اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے انہوں نے فائل اسکے طرف بڑھائی۔

" مگر یہ کیوں؟ "

وہ الجھن سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ ہاتھ اب بھی نہ بڑھایا۔

" یہ اس لیے کہ کل کو جب میں مر جاؤں کوئی تمہیں گھر سے نہ نکال سکے

تمہارے پاس اپنا گھر ہو !!! "

اسید کے تاثرات ڈھیلے پڑے جب وہ بولا تو اسکی آواز ہلکی تھی۔

" اللہ نہ کرے آپ کو کچھ ہو !!! "

تایا فرقان ہولے سے مسکرا دیے۔

" زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہوتا بچے، اور ہاں تائی کی باتوں کو دل سے نہ

لگایا کرو، اسکی عادت ہے زہر اگلنے کی !!! "

اسید نے فائل تھامتے سر ہلایا۔ وہ چند سیکنڈ بعد جا چکے تھے۔ وہ کمرے کے

بیچ آ کھڑا ہوا وہ ڈھیلی جینز شرٹ میں ملبوس تھا۔ جیب میں سگریٹ کی ڈبی

جبکہ گلے میں سنہری موٹی چین تھی۔

تبھی اذانوں کی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی۔ اسکی کیفیت عجیب ہونے لگی۔

حی علی الصلوٰۃ !!!

اس نے یہ آواز جھٹکنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ نماز ؟ وہ تو کئی سال پہلے پڑھنا چھوڑ چکا تھا۔ کیا مجھے پڑھنی چاہیے ؟ وہ الجھ رہا تھا۔

" نہیں میں کیسے پڑھ سکتا ہوں نماز تو نیک لوگ پڑھتے ہیں میرے جیسے نہیں !!! "

اس نے زور سے نفی میں سر ہلایا۔ کچھ سیکنڈ بعد وہ گلے سے چین اتار رہا تھا۔

اس نے کبرڈ سے فرقان کے لائے کپڑوں میں سے ایک سیاہ شلوار قمیض نکالی اور باتھ روم میں گھس گیا۔

جب وہ باہر آیا تو اسکی آستینیں کہنیوں سے اوپر تھیں۔ بازو کے ساتھ چہرے پر پانی کی بوندیں چمک رہی تھیں۔

اگلے چند منٹوں میں وہ جائے نماز پر کھڑا تیزی سے آنکھیں جھپک رہا تھا۔ اسے ڈر لگ رہا تھا کیا وہ نماز پڑھ پائے گا؟ اگر وہ بھول گیا ہوا تو۔۔۔؟ یہ سب سوچتے وہ نماز شروع کر چکا تھا۔ وہ رکوع میں گیا تھا آنسو جائے نماز پر گرنے لگے تھے۔ کچھ دیر بعد وہ نماز ادا کر کے جائے نماز اٹھاتا کھڑا ہو رہا تھا۔

اسکا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔ وہ سمجھتا تھا اللہ گناہ گاروں کو اپنی طرف نہیں لاتا، عبادات تو نیک لوگ کرتے ہیں مگر جب اللہ کسی کو اپنی طرف لانا چاہتا ہے تو اسکے گناہ نہیں دیکھتا بس اسے ہدایت دے دیتا ہے، ایمان کی شمع تھما دیتا ہے جس کی روشنی میں راہ راست پر چلتا وہ گمراہ انسان کئی متقیوں سے بھی آگے نکل جاتا ہے۔۔ اللہ تو بے نیاز ہے جو چاہے کر سکتا ہے، چاہے تو بھٹکے ہوؤں کو پرہیزگار کر دے اور چاہے تو عابدوں کو ان کی کوتاہیوں کے سبب گمراہ کر دے!

وہ کمرے سے باہر چلا گیا کچھ دیر بعد وہ لوٹا تو اسکے ہاتھ میں قرآن پاک تھا۔ اس نے لب سختی سے بھینچ رکھے تھے ورنہ وہ کسی بچے کی مانند پھر پھرانے لگتے۔

وہ صوفے پر آ بیٹھا تھا اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے قرآن پاک کھولا آنسو لڑیوں کی مانند گالوں پر پھسلنے لگے۔اس نے بسم اللہ پڑھتے صورت الفاتحہ پڑھنی چاہی، اسکا سانس تھم گیا، وہ قرآن پڑھنا بھول چکا تھا۔

اگلے لمحے وہ سر جھکاتا پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اسکی آواز بلند ہوتی جا رہی تھی۔دونوں ہاتھوں میں مظبوطی سے قرآن پاک تھامے وہ بچوں کی طرح رو رہا تھا۔

کوئی قرآن پڑھنا بھی بھولتا ہے؟ کوئی کیسے اللہ سے بات کرنا بھول سکتا ہے !!!

اسے ہاتھ پر نرم سا لمس محسوس ہوا اس نے آہستہ سے سر اٹھایا۔نمر ذرا سا اسکے سامنے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔

" آپ کیوں رو رہے ہیں؟ "

اسید لب بھینچے اسکے معصوم چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

" !!! مجھے قرآن پڑھنا بھول گیا ہے "

اس نے جیسے خود کی ہی شکایت کی تھی۔

" مجھے آتا ہے میں پڑھا دوں؟ "

وہ آگے بڑھتا ننھے ہاتھوں سے اسکے گال سے نمی سمیٹ رہا تھا۔

" تم پڑھاؤ گے؟ "

اسید یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا دل پر پڑا بوجھ آہستہ آہستہ سرکنے لگا تھا۔۔

" !!! جی میں ابھی وضو کر کے آیا "

وہ پر جوش سا باہر بھاگا تھا۔ اسید نے گیلی سانس اندر کھینچی، قرآن سینے سے لگاتا وہ آنکھیں موند گیا۔۔

❤❤❤

(حال)

"!!! نمر بھائی پلیز سمجھادیں نہ یہ کویسچنز کل میرا ٹیسٹ ہے "

وہ بک ہاتھ میں لیے اسکے پیچھے پیچھے آرہی تھی جب نمر نے غصے سے اسے دیکھا اسکا موڈ سخت خراب تھا۔

" !!! دماغ نہ خراب کرو "

غصیلے لہجے میں کہتا وہ اپنے کمرے میں چلا گیا ساتھ ہی ٹھا کی زوردار آواز سے دروازہ بند ہوا۔

عزہ نے روہانسی ہوتے نائل کو دیکھا جو کافی کا مگ پکڑے لاؤنج میں ٹہلتا فون پر مصروف تھا۔ عزہ کی نظریں محسوس کرتا وہ اس کے پاس چلا آیا۔

" میرا بچہ بی سٹرونگ، چھوٹی چھوٹی باتوں پر روتے نہیں ہیں بلکہ ان کا حل نکالتے ہیں۔۔ بھائی کا موڈ آف ہے ورنہ وہ ہیلپ کر دیتا ہے نہ؟ تم ایسا کرو " !!! چاچو سے سمجھ لو

اس نے چٹکیوں میں حل نکال دیا۔ عزہ نے لب کاٹتے انہیں دیکھا اب کیا کہتی کہ ان کے سامنے جانے سے دل کی حالت غیر ہونے لگتی ہے !

" لیکن ماما؟ "

اس نے خدشہ ظاہر کیا جسے نائل خاطر میں نہ لایا۔

" بابا نے جب کہہ دیا ہے تو پھر پریشانی کس بات کی؟ "

وہ اسے ساتھ لگا کر اسکی پیشانی چومتا واپس لاؤنج میں چلا گیا۔ وہ گہری سانس لیتی دھیرے سے مسکراتی اسید کے پورشن کی جانب بڑھ گئی۔۔

❤❤❤

" چاچو؟ "

اسکے پورشن میں اندھیرا دیکھتی وہ گھبرا گئی۔ اسکے کمرے کے دروازے پر ٹھہرتے اس نے دروازہ ناک کیا مگر کوئی جواب نہ ملا۔ اندر نیم اندھیرا تھا ہلکی سی نیلی بتی روشن تھی۔

" چاچو؟ "

اس نے دوبارہ پکارا تو اسکی ہلکی سی کراہ سنائی دی۔ وہ پریشان ہوتی فوراً اندر آئی وہ بیڈ پر کروٹ کے بل لیٹا ہلکا ہلکا کراہ رہا تھا جیسے شدید تکلیف میں ہو۔۔ وہ حواس باختہ ہوتی نوٹ بک وغیرہ سائیڈ ٹیبل پر رکھتی اس کے پاس آئی۔

"کیا ہوا آپ کو؟ طبیعت ٹھیک ہے؟"

وہ جھکتی بے حد پریشانی سے پوچھنے لگی۔ اسید نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا اسکی سرمئی آنکھوں میں لال ڈورے نمایاں تھے۔ آنکھیں ہلکی ہلکی سوجھی ہوئی تھیں۔

وہ کچھ نہ بولا تو عزہ نے ہاتھ کی پشت اسکی پیشانی پر لگائی۔ معمول سے زیادہ حرارت کا احساس ہوتے ہی اسکی پریشانی میں اضافہ ہوا۔

"حد کرتے ہیں آپ بھی، اتنا تیز بخار ہے ہمیں کال کر کے بتا تو سکتے تھے نہ؟ پتہ نہیں کب سے یہاں تکلیف میں پڑے ہیں!!!"

وہ اس پر غصہ ہوتی سائیڈ ٹیبل کے دراز کھول کھول کر پین کلر ڈھونڈنے لگی تھی۔

" ٹھیک ہوں میں !!! "

وہ اپنے گرد بازو لپیٹتا آنکھیں موند گیا اسے سردی لگ رہی تھی۔

عزہ نے ایک باکس سے پین کلر نکال کر باہر رکھی اسے دیکھتی وہ اٹھ کر کبرڈ کی جانب بڑھی، جھک کر نچلے خانے سے ایک ہلکی سی بلینکٹ نکال کر وہ اسکی جانب بڑھی۔

" آپ ٹھیک نہیں ہیں، آپ ایسے کیوں ہیں اپنی تکلیف کسی کو کیوں نہیں بتاتے۔ کیا اتنے سالوں بعد بھی ہم آپ کے قریب نہ ہو سکے کہ آپ ہم سے اپنی تکلیف بانٹ سکیں !!! "

اسکی حالت دیکھتے عزہ کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ اٹکا، وہ خود پر ضبط کرتی بلینکٹ کھولنے لگی۔

وہ سیدھا ہو کر لیٹ گیا، اسکی نگاہیں عزہ پر تھیں جو جانے کس طرح خود پر ضبط کر رہی تھی۔ اسکے چہرے کو دیکھتے اسید کو لگا وہ ابھی رو دے گی۔

میں نے ایسا تو کبھی نہیں کہا، تم لوگوں کے سوا کون میرے قریب ہے؟ "
"

وہ اس پر بلینکٹ اوڑھا رہی تھی، جھکے جھکے ہی اس نے اسید کی جانب دیکھا جو نرمی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ عزہ کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔۔
" میں ابھی آتی ہوں، آپ نے کچھ کھایا بھی نہیں ہو گا نہ؟ اللہ میں کہاں جاؤں، آپکے پاس عزہ ہے اس لیے آپ اتنے لاپرواہ ہیں اگر میں نہ رہی تو کیا کریں گے آپ؟ "
اسے ڈانٹتی وہ کمرے سے باہر نکل گئی۔ اسکے الفاظ سن کر اسید ایک پل کو سانس روک گیا۔
" کتنا فضول بولتی ہے!!!" وہ خفگی سے بڑبڑایا پھر آنکھیں موند گیا۔ پورا جسم پھوڑے کی مانند دکھ رہا تھا گلے میں بھی شدید درد تھا۔۔

کچھ دیر بعد وہ واپس آئی تو اسکے ہاتھ میں چائے کا مگ اور بسکٹ کی پلیٹ تھی۔وہ بلینکٹ ذرا سا کھسکاتی وہاں جگہ بنا کر پلیٹ رکھتی اسی میں مگ رکھ گئی۔

وہ گہری سانس لے کر اٹھ بیٹھا،اسکا سر چکرا رہا تھا وہ تکیے سے ٹیک لگا گیا۔

سامنے دیکھتے اس نے ہاتھ بڑھایا تو عزہ نے نفی میں سر ہلایا وہ بھی وہیں بیٹھ گئی۔

"میں کھلا دیتی ہوں نہ،آپ کا جسم کانپ رہا ہے،مجھے بہت غصہ آرہا ہے آپ پر۔۔اللّٰہ نہ کرے آئندہ کبھی یوں طبیعت خراب ہوئی تو آپ ہم میں سے کسی کو تو انفارم کریے گا نہ!!! "

وہ منہ پھلاتی بسکٹ چائے میں ڈبو کر اس کے چہرے کے سامنے لے گئی،وہ چند سیکنڈ خاموشی سے اسے دیکھتا رہا پھر منہ کھول لیا۔

کچھ دیر بعد وہ اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر بال بگاڑتا ہولے سے مسکرایا۔"میرا بچہ!!!"اس کے انداز میں شفقت تھی۔

وہ آگے ہوتی چائے کا مگ اسکے لبوں سے لگانے لگی تو وہ بے اختیار مگ تھام گیا اسکا ہاتھ عزہ کے ہاتھ پر تھا۔

اسکے ہاتھ کی حدت محسوس کرتے عزہ کو کرنٹ سا لگا وہ گڑ بڑاتی پیچھے ہوتی اسے مگ تھما گئی۔ اسکی نگاہیں جھکی ہوئی تھیں وہ ڈر گئی تھی وہ اسکی آنکھوں کے راستے دل کے جذبات نہ جان لے۔

" آپ مجھے یاد کریں گے بتا رہی ہوں، آپ میری وجہ سے سمائل کرتے ہیں بس، سوچ رہی ہوں جب میں نہیں ہوں گی تب آپ۔۔۔ "

وہ خود پر قابو پاتی نان اسٹاپ شروع ہو چکی تھی جب اسید نے اسے ڈپٹا۔

" کتنا فضول بول رہی ہوں، رکھ کر ایک لگاؤں گا کان کے نیچے !!! "

وہ بجائے برا ماننے کے سر پیچھے پھینکتی ہنسنے لگی۔

" میرا مطلب تھا کہ جب آپ کی شادی ہو جائے گی تو آپکی بیوی مجھے اس گھر میں گھسنے نہیں دے گی۔۔۔ "

وہ پین کلر اسکی جانب بڑھاتی شرارت سے بولی۔اسید نے بیزاریت سے سر جھٹکا۔

" !!! میں کبھی شادی نہیں کروں گا "

اسکی مسکراہٹ سمٹی وہ سنجیدگی سے اسے دیکھنے لگی۔

" کیوں؟ "

" !!! پتہ نہیں،اب جاؤ تم، تمہاری ماں غصہ کرے گی "

تب عزہ کو یاد آیا کہ وہ تو پرابلمز سولو کروانے آئی تھی۔۔کل ٹیسٹ تھا مگر اس نے پروانہ کی۔۔خیر ہے۔

بابا کو پتہ ہے میں یہاں ہوں، مما کچھ نہیں کہیں گی۔۔آپ سو جائیں پھر "
" !!! میں چلی جاؤں گی

وہ اٹھ کر صوفے پر جا بیٹھی،اس نے نوٹ بک کھول لی تاکہ وہ اس سب کو نارمل سمجھے۔اسید لیٹ کر آنکھیں موند گیا کچھ ہی دیر میں وہ نیند کی آغوش میں جا چکا تھا۔

عزہ نے چپکے سے نگاہ اٹھائی، اسے سوتا پا کر وہ یک ٹک اسے دیکھے گئی۔ اسکی پلکیں کتنی پیاری تھیں عام مردوں کی نسبت لمبی! اسکے گال پر سجی گھنی داڑھی کتنی دلکش لگتی تھی۔

اسکا لمبا چوڑا وجود عزہ جبیل کو عجیب سے احساسات میں مبتلا کر گیا۔ وہ اپنی کیفیت سے گھبراتی فوراً اٹھ کر چلی گئی۔

وہ جیسے ہی نکلی اسید آنکھیں کھولتا اٹھ بیٹھا اسکے چہرے پر الجھن تھی۔ اسے عزہ بہت عجیب سی لگ رہی تھی کچھ تھا جو بدل گیا تھا۔۔

"میں زیادہ سوچ رہا ہوں!!! " اس نے سر جھٹکا۔

تمام فضول سوچوں کو جھٹکتا وہ واپس لیٹ گیا۔

♥♥♥

اک نئ روشن صبح طلوع ہوئی تھی زندگی کو اپنے اجالے سے منور کرتی۔۔ کچھ ان کہے احساسات اپنے اندر سموئے، کسی کے لبوں پر مسکان بکھیرے، خوشحال وقت کے پیام دیتی.

وہ اپنے اور عمر کے مشترکہ کمرے میں آنکھیں موندے پڑی تھی، کروٹ کے بل لیٹی ہاتھ گال تلے رکھے۔اسکی پلکوں میں جنبش ہونے لگی تھی وہ جاگ رہی تھی۔

اس نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں منظر واضح ہونے لگا۔ہاتھوں کو باہم ملا کرانگڑائی لیتی وہ چت لیٹ گئی۔کالی گھٹاؤں سے لانبے بال تکیے اور بیڈ پر بکھر گئے۔

وہ آہستہ سے اٹھ بیٹھی سیاہ ریشمی زلفیں تکیے سے پھسلتیں اسکی کمر پر آ ٹھہر تیں بستر کو چھونے لگیں۔

اس نے جھجھکتے چاروں جانب دیکھا مگر وہ کہیں نظر نہ آیا۔ہالہ کا دل اداس ہوا وہ بالوں کو یونہی کھلا چھوڑے بیڈ سے اتر گئی۔ننگے پیر چلتی وہ نیم وا دروازے کی جانب بڑھی اسکے پیر دبیز قالین کی نرماہٹوں کو محسوس کر رہے تھے۔

دروازہ کھول کر وہ چوکھٹ میں کھڑی ہوتی وہ جھجھکتی باہر دیکھنے لگی جب کچن سے نکلتی عطوف کی نظر اس پر پڑی۔

" اچھے سے نیند آئی؟ "

اسکے پاس آتی وہ شرارتی نظروں سے اسے دیکھنے لگی جس کی لمبی زلفیں اسکی پشت پر پھیلی تھیں جبکہ دوپٹہ ندارد تھا۔

" جی !!! "

حالہ کے گال سرخ ہوئے وہ سر جھکاتی انگلیاں مسلنے لگی۔

" عطوف ؟؟ "

میجر عمر کی آواز پر حالہ نے جھٹکے سے سر اٹھا کر دیکھا وہ انہی کی طرف آرہا تھا۔ سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس، بازو کہنیوں تک موڑے !

حالہ گڑبڑاتی فوراً پلٹ کر کمرے میں جاتی دروازہ بند کر گئی اسکی بوکھلاہٹ دیکھتے عطوف نے مسکراہٹ دبائی۔

" جی بھائی؟ "

وہ پلٹ کر اسکی جانب متوجہ ہوئی جو لب دبائے بند دروازے کو دیکھ رہا تھا۔

آ۔۔۔میں یہی پوچھ رہا تھا ہالہ اٹھ گئیں یا نہیں!" وہ سنجیدگی سے بولا۔ "

آپ دیکھ چکے ہیں نہ صرف اٹھ چکی ہیں بلکہ آپکو دیکھ کر بھاگ گئی ہیں، " " !!! میں انہیں بریک فاسٹ دے آؤں

مسکراہٹ دباتی وہ کچن کی جانب بڑھ گئی۔ میجر عمر نے داڑھی کھجاتے بند دروازے کو دیکھا، وہ ابھی جائے یا نہ؟ کچھ دیر بعد آنے کا فیصلہ کرتا وہ بیرونی دروازے کی جانب بڑھ گیا۔

♥♥♥

ناشتے کے بعد وہ شاور لے کر فریش ہوتی آئینے کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی وہ اس وقت ہلکے گلابی رنگ کی خوبصورت شلوار قمیض میں ملبوس تھی۔ شلوار کا پائنچا قدرے تنگ تھا جبکہ قمیض کے دامن پر سفید موتی لٹک رہے تھے۔

نیٹ کا ہم رنگ دوپٹہ پیچھے صوفے پر پڑا تھا۔ وہ خود کو آئینے میں دیکھتی ناخن چبا رہی تھی سمجھ نہیں آ رہی تھی تیار ہو یا نہ؟ اگر انہیں پسند نہ آیا تو؟

اسی کشمکش میں اس نے ہاتھ بڑھا کر کاجل اٹھالیا غور سے آئینے میں دیکھتے اس نے آنکھوں میں کاجل کی لکیر کھینچی۔ بھوری آنکھوں کا رنگ اور نمایاں ہونے لگا۔

اس نے کاجل واپس رکھ کر بلش آن اٹھالیااور گالوں پر ہلکی سی لالی بکھیر لی۔ لپ سٹک دیکھتے اسکا منہ بن گیااسے لپ سٹک لگانا پسند نہیں تھا مگر اس کے بغیر میک اپ کچھ عجیب لگتا۔ بادل نخواستہ اس نے نیچرل پنک لپ سٹک اٹھا کر لبوں سے ہلکی سی مس کی۔

اپنی تیاری سے مطمئن ہوتے اس نے آخری نظر اپنے سراپے پر ڈالی۔اسکے چہرے پر سب سے نمایاں اسکی کاجل سے لبریز بھوری آنکھیں تھیں۔

اب بالوں کی باری آئی تو وہ روہانسی ہوتی نم بالوں کو دیکھنے لگی جو بری طرح الجھے ہوئے تھے۔ان سے تازہ شیمپو کی بھینی بھینی مہک اٹھ رہی تھی۔

اس نے برش اٹھایا ہی تھا جب وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔اس کی نگاہ ہالہ پر پڑی، نگاہ ٹھہر گئی تھی۔ہلکا سا کھنکارتا وہ صوفے پر آ بیٹھا تھا جہاں اس کے برابر ہی ہالہ کا دوپٹہ رکھا تھا۔

" کیسی ہیں آپ؟ "
وہ موبائل نکالتا مصروف سے انداز میں بولا۔ہالہ بت کی مانند سانس روکے بیٹھی ہوئی تھی اسکی آمد اتنی ہی غیر متوقع تھی۔

اسکے پکارنے پر وہ ہوش میں آتی بوکھلا کر اٹھ کھڑی ہوئی وہ دوپٹہ لینے کے لیے جونہی پلٹی اسے اسی صوفے پر بیٹھے دیکھ کر اسکا شرم سے حال برا ہونے لگا۔۔

وہ چھوٹے قدم اٹھاتی اسکی جانب بڑھنے لگی وہ اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔
صوفے کے قریب آتے اس نے جو نہی جھک کر دوپٹہ اٹھایا اسکے گیلے بال میجر عمر کے ہاتھ سے مس ہوئے۔

اس نے فوراً سر اٹھا کر دیکھا جب ہالہ دوپٹہ اٹھا رہی تھی وہ اسکی نگاہوں سے بے خبر تھی۔اس نے آہستہ سے آنکھیں جھپکیں ہالہ کے گھبرائے گھبرائے سے چہرے کو دیکھتے اس کے لب ہلکی مسکراہٹ میں ڈھلے۔

" !!! آپ نے جواب نہیں دیا "
وہ جو نہی سیدھی ہوئی وہ ایک دم اٹھ کھڑا ہوا، دونوں آمنے سامنے تھے۔ وہ سر جھکائے اسکی جانب جی جان سے متوجہ تھا۔

ہالہ نے حلق تر کرتے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ اسے پہلے سے اپنی جانب دیکھتے پا کر اسے اتنی حیا آئی کہ وہ بے ساختہ رخ بدل گئی۔

" !!! ٹھیک ہوں۔۔۔وہ میں بال "

بات ادھوری چھوڑتی وہ خاموش ہو گئی۔ عمر نے پیچھے ہٹتے اسکے گیلے بالوں پر بھرپور نگاہ ڈالی۔ وہ ڈریسنگ ٹیبل سے برش اٹھا کر اسکی پشت کی جانب آ کھڑا ہوا۔

" !!! آپ کے بال بہت خوبصورت ہیں "

اسکے نم بالوں میں نرمی سے برش پھیرتا وہ دھیمی آواز میں بولا۔ ہالہ کے دل نے ایک بیٹ مس کی، وہ نگاہیں جھکا گئی اسے اس لمحے خود سے بھی حیا آ رہی تھی۔

وہ برش والا ہاتھ روک کر دوسرے ہاتھ کی مٹھی میں اسکے بالوں کو بھرتے ناک کے قریب لے آیا۔وہ آنکھیں موندے ان کی مہک محسوس کرنے لگا۔

ہالہ کو عجیب سا احساس ہوا اس نے چہرہ ذرا سا گھما کر آئینے میں دیکھا تو اسے اپنے بالوں کی مہک محسوس کرتے دیکھ کر وہ سرعت سے چہرہ سیدھا کر گئی۔

اسکا دل اتنی تیزی سے دھڑک رہا تھا کہ اسے ڈر تھا ان دھڑکنوں کی آواز اس تک نہ پہنچ جائے۔

" وہ۔۔۔میں کر لیتی ہوں !!! "

اسکی مری مری آواز سن کر اس نے مسکراتے اسکے بالوں کو چھوڑا اور شرافت سے اسکے بال سلجھانے لگا۔۔

♥♥♥

دروازے پر کھٹکا ہوا تو انعم دروازے کی جانب بڑھی بے دھیانی میں دروازہ کھولتے اس نے پوچھنے کے لیے سر اٹھایا آیا کہ کون ہے مگر الفاظ منہ میں رہ گئے۔

" السلام علیکم ! "

جانِ عالم نرمی سے بولے انہیں بہت عجیب لگ رہا تھا اس گھر کی دہلیز پر آنا جہاں سے کئی سال پہلے ان کا ناطہ ٹوٹ چکا تھا۔ مگر خون کے رشتے کبھی نہیں ٹوٹتے۔۔۔ ہزار جتن کر لئے جائیں، ہزار تعلق کو جھٹلایا جائے !

" جی آپ کون ؟ "

وہ انہیں پہچان چکی تھی ان کی تصویر وہ کئی بار ہالہ کے کمرے میں دیکھ چکی تھی۔اپنی تسلی کے لیے وہ ان کے جواب کا انتظار کرنے لگی جو مشکل میں پڑ گئے تھے۔

" !!! یاسر یا ارمان گھر پر ہیں؟ وہ مجھے جانتے ہیں "

انہیں یہی کہنا مناسب لگا۔انعم سر ہلاتی پیچھے ہٹ گئی اسکا دل کہہ رہا تھا کچھ غضب ناک ہونے والا ہے۔آج اتنے سال بعد وہ کیوں آئے؟

" انعم کون ہے دروازے پر؟ "

یاسر آواز دیتا صحن میں چلا آیا تھا جہاں فروہ اور فرح پہلے سے موجود تھیں۔
جانِ عالم کو اندر آتا دیکھ کر یاسر اپنی جگہ ساکت رہ گیا اسکی آنکھوں میں
مرچیں سی بھرنے لگیں۔

" آپ کیوں آئے ہیں یہاں ؟ "
وہ بلند آواز میں بولا تو فرح اور فروہ نے دہل کر پیچھے دیکھا جانِ عالم کو دیکھ کر
فرح کا سانس تک رک گیا ان کا رنگ زرد پڑ گیا۔ کتنے سالوں بعد ان
آنکھوں نے انہیں دیکھا تھا جو ان کے لیے روتی روتی بوڑھی ہو چکی تھیں۔

" !!! یاسر میرے بیٹے "
وہ تڑپ کر اپنے بیٹے کی جانب بڑھے ان کی آنکھوں میں آنسو تھے دل تڑپ
رہا تھا اسے سینے سے لگانے کے لیے۔ مگر وہ پیچھے ہٹ گیا اسکی آنکھوں میں
بیگانگی تھی۔

"میرا کوئی باپ نہیں ہے سنا آپ نے! نہ ہی اس گھر میں کسی کا آپ سے کوئی تعلق ہے لہٰذا آپ یہاں سے تشریف لے جائیں!!! "

یاسر کے کٹھور بننے پر جانِ عالم کو دل میں درد سا اٹھتا محسوس ہوا۔انہوں نے زخمی نگاہوں سے فرح کی جانب دیکھا جو شرمندگی سے سر جھکاتی رونے لگی تھیں۔آہ!!! ماضی کتنا تکلیف دہ تھا، زخموں پر جما کھرنڈ اتر رہا تھا۔

"تم نے اتنا زہر بھر دیا میرے بچوں کے دل میں کہ وہ اپنے باپ کی شکل نہیں دیکھنا چاہتے؟ میں تمہاری وجہ سے ان سے دور چلا گیا تھا اور تم نے کیا کیا؟ "

وہ تلخی سے کہہ رہے تھے اندر کچھ ٹوٹ رہا تھا، چھن سے کرچیوں کی مانند!

ہاں شاید دل تھا!

"میری ماں کو کچھ مت کہیں، ہم آپ سے ملنا ہی نہیں چاہتے تھے نہ کل، نہ آج اور نہ کبھی۔۔۔آپ جیسے باپ سے اچھا بنا باپ کے ہونا ہے، آئندہ ہم سے ملنے کی کوشش بھی مت کیجئے گا وہ رہا دروازہ!!! "

یاسر انتہائی بدتمیزی سے بولا۔جانِ عالم کی بوڑھی آنکھوں سے آنسو گال پر بہہ نکلے۔انہوں نے زخمی نگاہ فرح پر ڈالی۔انہیں افسوس ہوا اپنے آپ پر کبھی انہوں نے اس عورت کا انتخاب کیا تھا۔

وہ خاموشی سے پلٹ گئے۔ یاسر کاٹدار نظر ان پر ڈالتا اپنے کمرے میں چلا گیا۔ جبکہ فرح چپ چاپ وہیں کھڑیں دروازے کو دیکھتی رہیں ان کی آنکھوں سے آنسو تواتر سے بہتے جا رہے تھے۔

" مجھے معاف کر دیں، میری بے وقوفی اور میرا خوف ہم سب کو تباہ کر گیا۔۔" دل میں ان سے مخاطب ہوتیں وہ شکستہ قدموں سے اپنے کمرے کی اوڑھ بڑھ گئیں۔۔

❤❤❤

" اللہ یہ لائٹ کیسے چلی گئی؟ "

وہ فوراً اپنے کمرے سے نکلی اسکا ذہن ہالہ کی طرف گیا وہ اندھیرے میں اندازے سے اسکے کمرے کی جانب بڑھی جو خود بھی ڈری ہوئی کمرے سے

نکلتی اسی کے پاس آرہی تھی۔ دونوں کا تصادم ہوا وہ چیخ مارتیں سرعت سے پیچھے ہوئیں۔

" ہالہ میں ہوں۔۔۔ آپ ٹھیک ہیں ؟ "

وہ اندازے سے اسکا ہاتھ پکڑتی اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے کی کوشش کرنے لگی۔

مجھے ڈر لگ رہا ہے لائٹ کو کیا ہوا؟" وہ اسکا ہاتھ مظبوطی سے تھام گئی۔ "

پتہ نہیں ویسے کبھی گئی تو نہیں، میں دیکھتی ہوں صرف ہماری گئی یا پورے محلے کی !! "

وہ آگے بڑھنے لگی تو ہالہ بھی اسکا ہاتھ تھامے اسکے ساتھ چل پڑی وہ مڑ مڑ کر پیچھے دیکھ رہی تھی ایسا لگ رہا تھا ابھی کوئی پیچھے آ کھڑا ہو گا اسکا حلق سوکھ چکا تھا۔

" اففف! ہو گئی خراب لائٹ ہماری مطلب ہے لائٹ تو میں گلی ارے
آپ کا موبائل کدھر ہے میرے موبائل کی بیٹری ختم ہے، بھائی جان کو
کال کرتی ہوں !!! "

وہ دروازہ تھوڑا سا کھول کر گلی میں جھانکتی جھنجھلا گئی۔اسے لائٹ جانے پر سخت غصہ آ رہا تھا کیونکہ وہ بچوں کے ٹیسٹ چیک کرنے لگی تھی۔

دونوں ہالہ کے کمرے میں آئیں ہالہ نے موبائل ٹٹول کر لائٹ آن کی پھر عطوف کی جانب بڑھادیا جس نے عمر کو کال کردی۔اسکے کال اٹھانے پر وہ مسلہ بیان کرتی دوسری جانب سے بات سننے لگی۔

" !!! ٹھیک ہے جلدی بھیجیے "

کال بند کرتی وہ ہالہ کو بتانے لگی۔

" بھائی جان کسی کو بھیج رہے ہیں دیکھنے کے لیے کہ کیا مسلہ ہوا ہے۔۔میرا خیال ہے بلال کو بھیجیں گے پاس ہی رہتا ہے۔۔۔آپ یہیں رہیں میں آتی ہوں !! "

وہ باہر چلی آئی صحن میں ٹہلتی وہ اسکے آنے کا انتظار کرنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد ہی دروازہ کھٹکنے کی آواز آئی وہ چہرے کو دوپٹے سے ڈھکتی دروازے کی جانب بڑھی دروازہ کھولنے سے پہلے اس نے پوچھنا مناسب سمجھا۔

" کون ؟" جواباً اسکی آواز سنائی دی۔۔ "بلال !!! "

عطوف دروازہ کھول کر پیچھے ہٹ گئی۔ بلال اندر آیا تو اندھیرا دیکھ کر رک گیا اس نے موبائل نکال کر ٹارچ آن کی تو روشنی سیدھا عطوف پر پڑی جو سرعت سے آنکھوں پر ہاتھ رکھ گئی۔

" اسے تو پیچھے کرو !! "

وہ بھنا کر بولی تو وہ گڑبڑاتا ٹارچ نیچے کر گیا۔

" معافی چاہتا ہوں۔۔۔مین سوئچ کہاں ہے ؟ "

وہ دھیمی آواز میں بول رہا تھا مگر دل تھا کہ زوروں سے دھڑک رہا تھا۔وہ دل کمبخت کی حرکتوں سے عاجز آچکا تھا جو اسکے سامنے آتے ہی پاگلوں کی طرف دھڑکنے لگتا تھا۔

" !!! آئیں "

وہ آگے بڑھ گئی تو بلال نے نگاہوں سے گستاخی کی وہ سر اٹھاتا اسکی پشت کو دیکھتا اسکے پیچھے چلنے لگا۔

" !!! یہ رہا "

وہ پیچھے ہٹ گئی تو بلال فوراً نگاہ جھکاتا مین سوئچ کی جانب بڑھا۔کچھ دیر وہ بورڈ کے ساتھ لگا رہا پھر نفی میں سر ہلاتا پیچھے ہٹا۔۔

" بظاہر تو سب۔۔۔۔ "

وہ اپنے دھیان میں کہتا پلٹا تھا جب اس سے ٹکراتا ٹکراتا بچا جو تجسس کے مارے آگے ہو کر بورڈ میں جھانکنے کی کوشش کر رہی تھی آیا کہ وہ کر کیا رہا تھا۔۔

بلال کے الفاظ حلق میں ہی دب گئے تھے جبکہ عطوف بھی گڑبڑا گئی۔چند پل خاموشی چھائی رہی۔۔

" الیکٹریشن کو بلانا پڑے گا۔۔میں آتا ہوں کچھ دیر تک !!! "

سر جھکا کر کہتا وہ اگلے ہی لمحے وہاں سے نکل گیا۔عطوف نے گہری سانس فضا میں خارج کرتے دوپٹہ چہرے سے ہٹا لیا۔

♥♥♥

وہ کب سے لائٹ آنے کا انتظار کر رہی تھی الیکٹریشن تھا کہ آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔اس کے موبائل کی بیٹری بھی ڈیڈ ہونے والی تھی وہ دروازے پر نگاہ جمائے بیڈ پر پیر اونچے کیے بیٹھی ہوئی تھی جب اچانک موبائل کی ٹارچ بند ہو گئی۔

ہالہ ڈرتی اپنے گرد بازو لپیٹ گئی گود میں سر رکھے وہ رونے لگی اسے اندھیرے سے بہت ڈر لگتا تھا۔
اسکی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ سر ہی اٹھا لیتی وہ خود کو خود میں ہی چھپا رہی تھی یوں لگ رہا تھا کوئی اسکے آس پاس ہے۔

" ہالہ؟ "

جانی پہچانی آواز پر اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا وہ دروازے کے بیچوں بیچ کھڑا تھا۔ٹارچ کی روشنی زمین پر پڑ رہی تھی۔

اگلے ہی لمحے وہ اٹھی اور اندھا دھند دوڑتی اسکے سینے سے جا لگی عمر نے اسکی گرفت خود پر مظبوط ہوتی محسوس کی تھی۔

" ہالہ آپ ٹھیک ہیں؟ "

وہ اسکے گرد بازو پھیلاتا کمرے میں چلا آیا دوسرے ہاتھ سے اس نے آہستہ سے دروازہ بند کر دیا۔۔

" !!! آپ کہاں تھے آپ کو پتہ ہے میں کتنا ڈر گئی تھی "

وہ اسکے سینے پر ٹھوڑی رکھ کر چہرہ اٹھاتی روتی ہوئی بول رہی تھی۔اسکی کاجل سے لبریز آنکھیں لبالب شفاف پانی سے بھری ہوئی تھیں۔

وہ سر جھکا کر اسے دیکھتا ہولے سے مسکرایا۔اسکے گال پر گرتے آنسوؤں کو انگلی کی پور پر چنتا وہ مزید جھکا۔۔

" !!! آئی ایم سوری، مجھے آپ کے پاس ہونا چاہیے تھا "
وہ آسانی سے کہہ گیا تھا اسکی غلطی تھی،اسکی بیوی اسکی ذمہ داری تھی اسے خیال رکھنا چاہئے تھا۔

" !!! میں اتنی دیر سے رو رہی تھی اتنا اندھیرا تھا یہاں "
وہ پھر سے رونا شروع کر چکی تھی۔میجر عمر نے ایک لمحے کو اسے دیکھا،وہ جھکا تھا اسکی پیشانی کو نرمی سے چھوتا وہ سیدھا ہوا۔

ہالہ رونا بھول کر یک ٹک اسے دیکھے گئی۔ بھیگی جان لیوا آنکھوں میں پنہاں حیرت! میجر عمر کو دل ہاتھ سے نکلتا محسوس ہوا !

" کسی کی آنکھیں اتنی خوبصورت کیسے ہو سکتی ہیں !!! "

اسکا لہجہ دھیما ہوا تھا۔ ہالہ کی آنکھیں آپ ہی جھکی تھیں میجر عمر نے گہرا سانس لیتے دل کو تھپکا۔ اٹھی نگاہوں کا یوں جھکنا زیادہ جان لیوا تھا۔۔

" وہ۔۔۔۔آپ پیچھے ہوں !!! "

وہ نظریں جھکاتی لب کاٹنے لگی۔ عمر نے مسکراہٹ دبائی۔

" آپ ہو جائیں !!! "

اسکا بازو ہنوز اسکے گرد حائل تھا۔ ہالہ کنفیوز سی لب کاٹنے لگی وہ جان بوجھ کر تنگ کر رہا تھا۔۔

" آپ چھوڑیں گے تو !!! "

ہالہ نے نگاہ اٹھا کر اس کی شہد رنگ آنکھوں میں جھانکا، اسکے لبوں کے ساتھ آنکھیں بھی مسکرا رہی تھیں۔۔

وہ سرعت سے نگاہیں جھکا گئی ان آنکھوں میں دیکھنا بہت مشکل تھا کم از کم ہالہ جانِ عالم کے لیے !

" اب ٹھیک ہے؟ "

جیسے ہی وہ پیچھے ہوا لائٹ آ گئی۔ہالہ نے بے اختیار دل میں شکر ادا کیا۔

" وہ آپ اب باہر جائیں گے؟ میرا مطلب ہے اگر پھر لائٹ۔۔۔ "

وہ سر جھکائے مسلسل اسے دیکھ رہا تھا۔ہالہ کے الفاظ حلق میں اٹک گئے۔

" !!! آپ کہیں گی تو نہیں جاؤں گا "

وہ سر ہلاتی پلٹ گئی۔اسے فریش ہونے جانا تھا جب وہ کبرڈ کی جانب بڑھی اسکے لبوں پر بھرپور مسکراہٹ تھی۔۔

❤❤❤

ایس عشقے دی جھنگی وچ مور بولیندا
سانوں قبلہ تے کعبہ سوہنا یار دسیندا
سانوں گھایل کر کے پھر خبر نالئیا
تیرے عشق نچایا کر کے تھیا تھیا

صحن میں پڑی چارپائی پر وہ چت لیٹا آسمان کو تک رہا تھا۔اسکے توانا بازو سر کے نیچے تھے جبکہ نگاہیں تاریک آسمان پر تھیں جہاں کہیں کہیں سفید بدلیوں کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے۔

ذہن ہر اس پل میں گم تھا جب وہ اس کے سامنے آئی تھی جانے کتنا وقت ہوا وہ اس سے خاموش محبت کرتا چلا آرہا تھا مگر اب دل اسکی دید کے لیے بیتاب ہونے لگا تھا۔

بلھے شاہ کے کلام کی دھیمی آواز اسکے کانوں سے برابر ٹکرا رہی تھی اسکے دل کی حالت عجیب تھی دل و دماغ پر بس وہی تو چھائی ہوئی تھی جسے کبھی دیکھا تک نہیں تھا۔

مگر نقاب سے جھانکتی اسکی آنکھیں اپنا کام کر گئی تھیں، بلال کا دل ان آنکھوں کا اسیر ہو چکا تھا۔

وہ ایک ہاتھ سر کے نیچے سے نکالتا سینے پر رکھ گیا جہاں گوشت کا وہ لوتھرا اپنی دھڑکنوں سے اسکے نام کے راگ الاپ رہا تھا۔

" بلال پتر !!! آجا روٹی کھالے "

زنیرہ کی آواز پر اسکی سوچوں کا محور ٹوٹا وہ آہستہ سے اٹھ بیٹھا نگاہوں کے سامنے کچھ وقت پہلے کا منظر ابھرا، وہ اس سے ٹکرانے والی تھی ایک لطیف سا احساس اسے چھو گیا اسکے لبوں پر مبہم مسکان پھیلی۔

" آیا اماں !!! "

وہ پیروں میں چپل اڑستا برآمدے میں چلا آیا جہاں زنیرہ چولہے کے سامنے بیٹھیں توے سے روٹی اتار کر رومال میں لپیٹ رہی تھیں۔

ایک پیالی میں گوشت کا سالن نکال کر انہوں نے کھانا بلال کے سامنے رکھا جو کچھ دور زمین پر بچھی دری پر آلتی پالتی مارے بیٹھا تھا۔

" کیا بات ہے خیر نہیں لگ رہی میرے پتر دی؟ "

وہ ایک سیکنڈ میں اسکے بدلے انداز پہچان گئی تھیں۔وہ نفی میں سر ہلاتا دھیرے سے مسکرایا۔

" !!! سب خیر ہے اماں "

نوالہ توڑ کر منہ میں رکھتا وہ لاپرواہی سے بولا۔زنیرہ چولہے کے پاس جاتیں چیزیں سمیٹنے لگیں۔

" !!! جب دل کرے بتادئیں، اماں یہی ہے "

مصروف سے انداز میں کہتیں وہ اندر چلی گئیں۔ بلال نے ہاتھ روک کر ان کی پشت کو دیکھا۔

" !!! یہ اماؤں کو سب کیسے پتہ چل جاتا ہے "

♥♥♥

وہ دونوں یونیورسٹی کے سیکنڈ فلور سے نیچے کو جاتی سیڑھیوں کی جانب بڑھ رہے تھے۔ نمر کے ہاتھ میں کچھ ڈاکومنٹس تھے جو وہ یونیورسٹی سے کلیکٹ کرنے آیا تھا۔

اسید بھی اسکے ساتھ تھا اسے عزہ کو کالج سے لینے جانا تھا تو نمر بھی اسکے ساتھ ہولیا۔اسے کالج سے پک کرنے کے بعد اب وہ یونیورسٹی میں موجود تھے۔

" یار چاچو !!! "

نمر اکتایا ہوا لگ رہا تھا آئنور کا منگنی شدہ ہونا اسے ہضم ہی نہیں ہو رہا تھا پہلے تو وہ شدید ڈسٹرب رہا اسکی نیند تک اڑ چکی تھی۔

مگر اب اسکی بے چینی جھنجھلاہٹ و اکتاہٹ میں بدل چکی تھی اسے غصہ آ رہا تھا اس وقت پر جب آنکھوں نے پہلی بار اسے دیکھا تھا.

" بولو !!! "

اسید جینز کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے بیزار سا سیڑھیاں اتر رہا تھا وہ خوب جانتا تھا آس پاس لڑکیوں کی نگاہیں ان دونوں پر جمی تھیں۔ہاں نمر کو دیکھیں

وہ،جی بھر کر دیکھیں مگر اسے معاف رکھیں !ٹڈیاں کہیں کی ! وہ سر جھٹک گیا۔۔

" یار یہ لڑکیوں کو کیا لگتا ہے زلفیں کھول کر،ریڈ لپ سٹک لگا کر،آنکھوں میں بھر بھر کر کاجل تھوپ کر، مشرقی لباس پہن کر یہ لڑکوں کے سامنے آئیں گی تو وہ ان پر مر مٹیں گے ؟نہیں ! وہ برباد ہو جائیں گے !!! "

وہ جلا کٹا کلس کر بول رہا تھا اسکی دودھیا رنگت میں سرخی صاف واضح تھی۔ ہلکی ہلکی داڑھی پھر سے کلین شیو میں بدل چکی تھی جبکہ گھنی سیاہ مونچھیں ویسی ہی تھیں،اسکی شخصیت کو شاندار بناتیں۔۔۔!

" ایک سیمپل میرے سامنے ہے ! بندے کو کتا کاٹ لے مگر محبت نہ کاٹے !!!"اسید نے اسے سر تا پیر دیکھ کر کہا۔

اُسکی بات کتنی صحیح تھی محبت بڑے سکون سے سکون کی ڈور کاٹ دیتی ہے ! مگر نمرا اسکی بات نہیں سن رہا تھا وہ اپنے ہی رونے رو رہا تھا۔

" اور جب لڑکا کسی لڑکی کے پیچھے برباد ہو جائے جان مارنے کو تیار ہو جائے تب وہ منگنی شدہ نکل آتی ہے !!! "

اسکے جلے کٹے لہجے پر اسید کو زور کی ہنسی آئی مگر وہ ضبط کر گیا۔ گولائی میں جاتی نہ ختم ہونے والی سیڑھیاں اترتے اسید کی نگاہ دور دیوار کے پیچھے کھڑی سفید یونیفارم میں ملبوس عزہ پر پڑی جو ان کی جانب پشت کیے ہوئے تھی۔

وہ انتظار کرتی اکتا کر پلٹی تو وہ نظر آ ہی گئے دونوں محو گفتگو اسکی جانب متوجہ نہیں تھے۔ وہ چپکے چپکے اسید کو دیکھنے لگی۔

اسکی سرمئی آنکھوں میں بیزاریت تھی تیکھے وجیہہ نقوش ہمیشہ کی طرح سنجیدہ تھے، !

اسکا انداز ایسا تھا کہ دوسروں کو حد سے بڑھنے نہ دیتا۔ وی گلے کی سیاہ شرٹ جینز میں ملبوس وہ دراز قد سینتیس سالہ مرد وہاں موجود کسی بھی مرد سے زیادہ پرکشش تھا۔

عزہ کے لبوں پر مسکراہٹ چھوٹی چپکے سے اسکی شبیہہ دل میں اتارتے وہ نگاہ جھکا گئی۔ کچھ دیر بعد اسے بائیں کاندھے پر ہلکی سی تھپکی محسوس ہوئی۔

اس نے سر اٹھایا تو اسید کو سامنے پا کر اسکا سانس ایک پل کو رک گیا۔ کہیں اس نے دیکھ تو نہیں لیا؟

" !!! یہیں رہنا ہے؟ چلو "

اسکے بال بگاڑتا وہ اسکا ہاتھ تھامے آگے بڑھ گیا۔

نمران سے آگے تیزی سے گاڑی کی جانب بڑھ رہا تھا۔ اس نے دردانہ کو میسج کیا تھا اسکا جواب آگیا تھا وہ جلد از جلد اس سے بات کرنا چاہتا تھا۔

اس کے پیچھے آتی عزہ گم صم سی اسید کے مظبوط ہاتھ کی گرفت میں اپنے نرم و نازک ہاتھ کو دیکھ رہی تھی۔ اسے تحفظ کا احساس ہو رہا تھا مگر ایک اور احساس اس سے جڑا تھا۔

وہ کیا تھا؟

❤❤❤

" !!! کچھ پوچھنا تھا تم سے، سچ سچ بتانا "

دردانہ کو میسج کر کے وہ بے چینی سے کمرے میں ٹہلنے لگا۔

" !!! دردانہ:"ہاں پوچھو

نمر:"تمہاری وہ دوست آئنور، اسکی انگیجمنٹ ہوگئی اس نے تمہیں بلایا؟
"

" !! دردانہ:"پاگل واگل ہوگئے ہو اسکی کوئی منگنی نہیں ہوئی

نمر نے اسکے جواب پر دانت پیسے مگر ذہن میں کوندا سا لپکا شاید اس سڑی مرچ کو نہ پتہ ہو۔۔

نمر: "مجھے پتہ چلا ہے کہیں سے، چچ کیسی دوست ہے تمہیں بتایا تک نہیں !!! "

دردانہ: ایسا ہوتا تو ضرور مجھے بتاتی، رکو میں پوچھتی ہوں !!! "

کچھ دیر بعد اسکا میسج آیا تو نمر غور سے پڑھنے لگا۔

"میں نے کہا تھا نہ نہیں ہوئی۔۔اب تم بتاؤ تم کیوں پوچھ رہے ہو۔۔؟ "

نمر: "پتہ چل جائے گا !!! "

موبائل پاکٹ میں ڈال کر اس نے مٹھیاں بھینچیں، اس لڑکی نے اسکے جذبات کو مذاق سمجھ رکھا تھا۔۔

" !!! رائٹر صاحبہ اب آپ کو مجھ سے کون بچائے گا "

بڑ بڑاتا وہ کمرے سے نکل گیا۔ کچھ ہی دیر میں اسکا موڈ قدرے بہتر ہو چکا تھا جسکا فائدہ اٹھاتے عزہ اسے تنگ کرنے اسکے پیچھے پیچھے چلی آ رہی تھی۔

" میرا دل جس دل پہ فدا ہے۔۔۔۔ "
زیر لب گنگناتا وہ لان میں چلا آیا تھا اس نے آسمان کی جانب دیکھتے گہری سانس لی۔

" !!! وہ منگنی شدہ ہے، کسی اور کی ہونے والی زوجہ ہے "
عزہ بتیسی نکالتی چھپاک سے اسکے سامنے آئی۔ نمر نے اسے گھور کر دیکھا تو وہ سبز آنکھوں کو تیزی سے جھپکانے لگی۔

" !!! غلط!!!اس نے جھوٹ بولا تھا "
وہ مونچھوں پر انگلی پھیرتا سائیڈ سمائل دے گیا عزہ کا منہ کھل گیا۔

مگر کیوں؟"اس کی آنکھوں میں حیرت در آئی۔ "

پتہ نہیں!!! لیکن اب یہ تو طے ہے اسے نمر جبیل کا ہونے سے کوئی "
" !!! نہیں روک سکتا
مغرور انداز میں کہتا وہ چہل قدمی کرنے لگا۔

" بھائی آپ نے اسے پہلی بار کب دیکھا تھا؟ "
وہ دلچسپی سے کہتی اسکے ساتھ چلنے لگی تھی۔

نمر کا ذہن اسی وقت میں چلا گیا، وہ لمحہ جب اسکا دل اس لڑکی کے لئے دھڑکا تھا۔۔ وہ لڑکی جس کے ناولز وہ شوق سے پڑھا کرتا تھا۔ کون جان سکتا تھا وہ اتنی سی لڑکی ایک کامیاب رائٹر تھی۔۔

" جب وہ رو رہی تھی،، یہ لڑکیاں روتی ہوئی اتنی حسین کیوں لگتی ہیں !!! "

وہ بے خود سا کہہ گیا۔ عزہ نے مسکراہٹ دباتے اسکے چہرے کو دیکھا اسکا انداز کھویا سا تھا۔

وہ چپ چاپ الٹے قدم لیتی پلٹ گئی۔ کسی کی یادوں میں مخل ہونا اچھی بات نہیں تھی !

❤❤❤

(ماضی)

وقت جیسے پنکھ لگا کر اڑ رہا تھا ایسے لگتا تھا کل ہی کی تو بات تھی جب وہ جبیل مینشن کا حصہ بنا تھا۔

بہت کچھ بدل گیا تھا وہ خود بھی۔۔ماضی میں اسے جاننے والا کوئی بھی اسے دیکھتا تو پہچان نہ پاتا !

اس کے حلیے کے ساتھ لب ولہجہ،عادات واطوار سب کچھ بدل چکے تھے۔ وہ کالج جانے لگا تھا۔۔

اس نے بہت کم وقت میں نمرسے دوبارہ قرآن پاک پڑھنا سیکھ لیا تھا۔اس سب میں کچھ تھا جو اسید جبران کو ہلا گیا تھا۔تایا تائی کا ایکسیڈنٹ میں انتقال

!!!

ان کے بعد وہ پہلے سے بھی زیادہ چپ ہو گیا تھا۔ نائل اسکے قریب ہو چکا تھا اسے اپنا بھائی سمجھتا تھا جبکہ عافیہ کی ناگواری میں دن بدن اضافہ ہوتا جارہا تھا انہیں اسید کا وجود برداشت نہیں تھا۔۔

" نائل وہ میرے بیٹے کو پتہ نہیں کیا پٹیاں پڑھاتا رہتا ہے دیکھ رہے ہیں آپ کس طرح نمرا اسکے ساتھ اٹیچ ہوتا جارہا ہے !!! "

وہ باہر جارہا تھا جب نائل کے کمرے سے عافیہ کی آواز اس کے کانوں میں پڑی وہ وہیں ٹھہر گیا۔

" اب اس میں کیا مسلہ ہے عافی وہ چاچو ہے اسکا اگر نمرا اسکے ساتھ اٹیچ ہو رہا ہے تو اس میں بتنگر بنانے والی کونسی بات ہے؟ "

نائل کی اکتاہٹ بھری آواز سنائی دی۔

" مسلہ یہ ہے کہ وہ جس علاقے سے اٹھ کر آیا ہے وہاں کی تربیت اور ہم جیسے لوگوں کی تربیت میں بہت فرق ہوتا ہے۔ اگر اس نے نمر کو کسی برے کام کی طرف لگا دیا اسے بگاڑ دیا تو؟ "

جواباً نائل برہمی سے کہہ رہا تھا۔

" جس کی تربیت کی تم بات کر رہی ہوں اسے تہجد پڑھتے دیکھا ہے میں نے اکثر، وہ قرآن پڑھتا ہے، گانے لگیں تو اٹھ کر چلا جاتا ہے۔۔۔ میں نے غیر عورتوں کے سامنے اسے نظریں جھکاتے دیکھا ہے۔۔ ایسے انسان کی تربیت پر بات کر رہی ہو؟ ہم سے لاکھ گنا بہتر ہے وہ! تمہارے لیے بہتر یہی ہے اسے قبول کرلو بابا نے اسے ہمارے خاندان کا حصہ بنایا تھا۔ میرا نہ سہی میرے مرے ہوئے باپ کے فیصلے کا احترام کرلو ! "

ان کی آواز برابر آرہی تھی۔

" چاچو !!! "

نمر کی آواز پر اس نے پلٹ کر دیکھا آنکھیں جھپکتے نمی اندر دھکیلتا وہ اسے دیکھ کر دھیما سا مسکرایا۔

" آپ رو رہے ہیں؟ "

نمر پہلے سے بڑا اور سمجھدار ہو گیا تھا۔ اسے ماما کی باتیں بہت بری لگتی تھیں جب وہ چاچو کو خوامخواہ برا بھلا کہتی تھیں چاچو تو اتنے اچھے تھے۔۔

" نہیں !!! "

اسید نے آہستہ سے کہا تبھی دروازہ کھول کر نائل باہر نکلا۔ اسید کو دیکھ کر اس نے آنکھیں میچیں جس بات کا ڈر تھا وہی ہوا تھا وہ سب کچھ سن چکا تھا۔

"!!! میں بتانے آیا تھا میں ساتھ والے گھر میں شفٹ ہو رہا ہوں "

وہ نائل کو دیکھتا سنجیدگی سے بولا تو نائل آگے آتا اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتا شرمندگی سے کہنے لگا۔۔

یار اس کی باتوں کو ذہن پر سوار نہ کرو۔۔مجھے کوئی مسلہ نہیں ہے "

" !!! تمہارے یہاں رہنے سے

اسید نے نفی میں سر ہلاتے گہری سانس لی۔۔۔

" !!! یہ بات نہیں ہے، میں نے پہلے سے سوچ رکھا ہے ڈونٹ وری "

سنجیدگی سے کہتا وہ پلٹ کر بیرونی دروازے کی اوڑھ بڑھ گیا۔

❤❤❤

(حال)

" اب موڈ ٹھیک ہے میڈم کا؟ "
دردانہ اسکا ہاتھ پکڑے آہستہ آہستہ چلتی ساتھ ساتھ نئ ڈریس کلیکشن بھی دیکھتی جارہی تھی۔

وہ دونوں اس وقت شاپنگ مال میں موجود تھیں۔ آئنور کا خراب موڈ قدرے بحال ہوچکا تھا مگر وہ کچھ پزل بھی تھی۔

کچھ سال پہلے تک اس نے شاپنگ مالز کا منہ تک نہ دیکھا تھا اب دردانہ کی مہربانی سے کبھی کبھار وہ یہاں آجاتی تھی۔ مگر امیر کبیر لوگوں کو دیکھ کر اسکا سارا کانفیڈنس گھاس چرنے چلا جاتا تھا۔

" ہاں یار، گھر کے ماحول میں شدید ڈپریشن ہو جاتا ہے، خاص کر مہینے کے اینڈ میں جب ابو کی سیلری ختم ہو جاتی ہے! میں سوچ رہی ہوں اپنا چینل بنا لوں ایٹ لیسٹ کچھ ارننگ ہی ہو جائے گی اس طرح میں امی ابو کو سپورٹ بھی کر سکتی ہوں ! "

وہ اسکا ہاتھ تھامے لفٹ کی جانب بڑھتی افسردگی سے کہہ رہی تھی۔ دردانہ نے اسکے گرد بازو پھیلا لیا۔

" میری جان تم بلکل ٹھیک سوچ رہی ہو، اتنی محنت کرتی ہو تو کچھ پیسے بھی تو ہاتھ آئیں، تمہارا حق ہے۔۔ اچھا سنو تمہیں کبھی بھی کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تم بلا جھجک مجھ سے کہنا اوکے !!! "

اسے بغیر برا محسوس کروائے ہلکے پھلکے لہجے میں کہتی وہ اسے ساتھ لیے لفٹ سے باہر نکلی جو انھیں تھرڈ فلور پر لے آئی تھی۔

تمہیں پتہ ہے منافقوں کی اس دنیا میں میری سب سے مخلص اور اچھی " دوست ہو تم !!! "

پیار سے کہتی وہ آتے جاتے لوگوں کو دیکھنے لگی جب جینٹس شوز کی شاپ سے نکلتے نمر پر اسکی نگاہ پڑی جو مہرون لیدر کی جیکٹ کے ساتھ سفید پینٹ شرٹ اور سفید جو گرز میں اپنی شاندار شخصیت سمیت ماحول پر چھایا ہوا تھا۔

وہ گڑبڑا کر پلٹی دردانہ سے واش روم کا بہانہ کرتی وہ تیزی سے وہاں سے پلٹ گئی۔ مخالف سمت چلتی وہ ساتھ ساتھ واش روم بھی ڈھونڈ رہی تھی

--

وہ اس ایریا میں آ گئی جہاں اکا دکا لوگ تھے بائیں جانب شیشے کی قدرے بڑی کھڑکی تھی جس کے پار باہر کا منظر دیکھا جا سکتا تھا۔

وہ ریلنگ پر ہاتھ جمائے آگے بڑھ رہی تھی جب کسی نے اسے اپنی اوڑھ کھینچا اس سے پہلے وہ چیختی مقابل اسکے منہ پر ہاتھ رکھتا اسے قدرے سنسان جگہ لے آیا۔

" !!! مس آئنور، نائس ٹو میٹ یو "

وہ اسے جھٹکے سے چھوڑتا دانت پیس کر بولا نمر کو دیکھ کر آئنور نے حلق تر کیا۔

" کیا بدتمیزی ہے یہ ؟ "
وہ اپنی کلائی دباتی غصے سے بولی نمر کی اس حرکت پر وہ شدید تپی تھی۔

" بدتمیزی تو میں اب کروں گا، جھوٹ کیوں بولا مجھ سے ؟ "
وہ اسکے برابر دیوار پر ہاتھ مار کر بولا تو آئنور ڈر کر پیچھے ہوئی۔اس نے ارد گرد دیکھا کوئی بھی نہ تھا وہ روہانسی ہوتی اسے دیکھنے لگی۔

" کونسا جھوٹ ؟ "
نمر نے سرد نظروں سے اسے دیکھا پھر سنجیدگی سے گویا ہوا۔

" ! کہ تم انگیجڈ ہو، مطلب میں فضول میں تڑپ رہا تھا "
آئنور کی بس ہوئی تھی وہ اسے دور دھکیلتی انگلی اٹھاتی تڑخ کر بولی۔۔

تو۔۔۔؟میری مرضی میں جو مرضی کہوں، تم اپنے آپ کو بڑی کوئی "
توپ چیز سمجھتے ہو بڑے حسین پرے ہو تم جس پر لڑکیاں مرتی ہیں مگر مجھے
" !!! ان لڑکیوں کی لسٹ سے باہر ہی رکھو

نمر نے دانت پیستے اسکی انگلی نیچے کی، اسے چیلنجنگ نظروں سے دیکھتا وہ
بھی حساب برابر کر گیا۔

تمہیں بھی ان لڑکیوں کی لسٹ میں گھسیٹ کر لاؤں گا، بہت جلد آرہا "
ہوں تمہارے گھر رشتہ لینے، روک کر دکھانا رائٹر صاحبہ !! اب تمہاری
" !!! زندگی کی کہانی میں لکھوں گا، نمر کے سٹائل میں

آئنور نے ناک پھلا کر اسے دیکھا ایک قدم آگے آتی وہ پھر سے تڑخ کر بولتی نمر کا منہ لال کر گئی۔

" !!! آکر دکھانا مونچھوں والے آلو "

تن فن کرتی وہ جا چکی تھی۔ نمر نے دل میں دردانہ کو کوسا جس نے بے چارے کو آلو بنا دیا تھا اب وہ چاہے چھلا ہوا ہو یا مونچھوں والا !!!

❤❤❤

" السلام علیکم کیسے ہیں آپ؟ "

مسجد کے راستے میں وہ فقیر کے پاس ہمیشہ کی طرح ٹھہرا جو سوکھی روٹی پانی میں ڈبو کر کھا رہا تھا۔ اسکے تاثرات سے لگتا تھا یہ اسکی مرغوب غذا تھی۔

وعلیکم اسلام، عمر صاحب اللہ کا شکر ہے جس حال میں رکھے۔۔۔"وہ "
فقیر کے پاس چوکور تھڑے پر بیٹھ گیا۔

" !!! کچھ سنائیں کوئی بات "
وہ نرمی سے اس فقیر کو دیکھ رہا تھا جس کی زلفیں پہلے سے زیادہ الجھی ہوئی
تھیں۔

یہ دنیا منافقوں کا گھر بن چکا ہے ہر کوئی دل میں ایک دوسرے کو برا جانتا "
ہے سوائے اسکے جو دور اندیش اور صاحبِ عقل ہو! لیکن میں کہتا ہوں اس
دنیا میں ہر کوئی اچھا ہے مرنے کے بعد۔۔۔! اچھا کہلانے کے لیے انسان
" !!! کو مرنا پڑتا ہے

اسکی بات میجر عمر کے دل کو جا لگی۔ واقعی ایسا ہی تو تھا، زندہ انسان کی قدر نہ کرنے والے اسکے مرنے پر تعریفوں کے پلندے باندھنے لگتے ہیں !

" بہت شکریہ ! میں چلتا ہوں نماز کا وقت ہو گیا ہے ! "
وہ پلٹ گیا مگر کان منتظر تھے اس آواز کے جو ہر بار پلٹنے پر ابھرتی تھی۔

" کہا تھا نہ جتنا دور بھاگ لے وہ آئے گی ہی۔۔۔ اب جو ملا اسے تھام لے کبھی نہ چھوڑنے کے لیے !!! "

وہ دھیما سا مسکراتا آگے بڑھ گیا۔ مسجد کے سپیکر سے اذان کے کلمات بلند ہونے لگے۔ فقیر دیوار سے سر لگاتا آنکھیں موند گیا اس کے لب اذان کے کلمات کو دہرا رہے تھے۔۔

❤❤❤

موسم نے اچانک کروٹ بدلی تھی افق لمحوں میں ابر کی لپیٹ من آیا تھا گہرے سرمئی بادلوں نے آسمان کو تاحد نگاہ تک ڈھک دیا تھا۔اچانک سے تیز ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگی تھیں موسم ایسا خوشگوار کہ روح تک کو سرشار کر دے۔

موسم کے تیور دیکھتی وہ اپنے کمرے سے نکلتی بھاگتی ہوئی باہر آئی تھی لان کی سیڑھیوں پر ٹھہرتے اسکے ننگے پیر ہلکے سے مٹیالے ہوئے تھے۔

سر اٹھا کر آسمان کو دیکھتے عزہ کی آنکھیں خوشی کے بے پایاں احساس سے پھیلیں اسکا دل کیا زور سے ہنسے، چلائے!

سب کو حالِ دل سنائے کہ جب کسی محبوب کی زلفوں سی کالی گھٹائیں، ابر کا دلکش نظارہ، ٹھنڈی ہواؤں کے تھپیڑے اسکے دل کو نہ ختم ہونے والی مسرت کا احساس بخش دیتے تھے۔

وہ ننگے پیر ہی لان میں چلی آئی ہلکی ہلکی سر سبز گھاس پر پیر رکھتی وہ بانہیں پھیلا گئی۔۔

اسکا سیاہ لباس ہوا کی چھیڑ چھاڑ سے اڑ رہا تھا تو گلے سے لپٹا سیاہ دوپٹہ اس کی مخالف سمت اڑتا کسی روٹھی محبوبہ کی طرح تھا بس اس سے دور جانے کو تیار!

وہ بانہیں پھیلا کر لبوں پر دل موہ لینے والی حسین مسکان سجائے آہستہ سے گھومی تو کمر پر پڑی سیاہ چوٹی لہرا کر اسکے شانے پر آ ٹھہری۔

کچھ منچلی گستاخ لٹیں اسکے گال سے آلپٹیں دودھیا مخروطی انگلیوں سے اپنے گالوں سے لٹیں ہٹاتی وہ چہل قدمی کرنے لگی۔

اس کی نگاہ سامنے اونچائی پر لہلہاتے درخت پر تھی جس کے پتے زور سے ہلتے آواز پیدا کر رہے تھے یہ آواز یا ہوا کی دھن پر لہلہاتے پتے بھی سماعت کو بھلے لگ رہے تھے۔۔

عزہ کی نگاہ درخت کی اوٹ میں بجلی کی تار پر بیٹھے چڑیوں کے جوڑے پر پڑی جو ایک دوسرے کی جانب چونچ کیے اپنی زبان میں لہک لہک کر گا رہے تھے۔

عزہ کے لبوں پر مسکراہٹ گہری ہوئی ہوا کے دوش پر لہلہاتے درخت، درختوں کی اوٹ میں چڑیوں کا وہ جوڑا اور جوڑے کے پیچھے بادلوں سے ڈھکا آسمان! واللہ کیسا دلکش منظر تھا !

عزہ کا دل کیا وہ اس موسم میں باہر گھومے، چھوٹے محلوں میں، تنگ گلیوں میں۔۔۔یہ سب سوچتے اسکا دل گول گپے کھانے کو مچلا وہ سرعت سے اندر دوڑی۔۔۔

" ماما مجھے گول گپے کھانے ہیں میں جاؤں ڈرائیور کے ساتھ؟ "
اسے راستے میں ہی عافیہ مل گئی تو وہ پرجوش سی بولی مگر ان کے چہرے پر ناگواری چھا گئی۔

"ہر گز نہیں! موسم خراب ہے بہت اور ایسی چیزیں کھا کر تمہاری طبیعت خراب ہو گی۔۔۔ جاؤ شاباش کمرے میں، اگر کچھ کھانے کا دل کر رہا ہے تو جلدی فوڈ آرڈر کر لو!!! "

اسکا گال تھپتھپاتیں وہ چلی گئیں۔ عزہ نے آنکھیں جھپکیں وہ رونا نہیں چاہتی تھی مگر نمی تھی کہ امڈ امڈ کر آ رہی تھی۔

وہ لان کی پچھلی جانب سیڑھیوں پر گھٹنوں میں سر دیے بیٹھ گئی۔ چہرہ چھپتے ہی وہ زور و شور سے رونے لگی۔۔

کیا ہو جاتا اگر وہ اجازت دے دیتیں، کتنا دل چاہ رہا تھا اسکا۔۔ کچھ دیر پہلے تک کتنا خوش تھی وہ مگر اب ساری خوشی کا ستیاناس ہو چکا تھا۔۔

وہ زور و شور سے رونے کا شغل فرما رہی تھی جب گیٹ سے اندر جاتی راہ داری پر چلتے اسید کی نگاہ اس پر پڑی جسکی ذرا سی جھلک نظر آرہی تھی مگر وہ پہچان گیا تھا۔ وہ پر سوچ نظروں سے دیکھتا اس طرف چلا آیا۔۔

" سنو۔۔۔ اے !!! "

آنکھیں سکیڑتا وہ اسکے سامنے کھڑا ہو گیا مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔ اسید اب کہ کچھ پریشان ہوا !

" گڑیا۔۔۔۔ تم رو رہی ہو؟ "

وہ پنجوں کے بل اسکے سامنے بیٹھتا اسکے کندھے سے پکڑ کر سیدھا کرنے لگا جب وہ جھٹکے سے سیدھی ہوتی تڑخ کر بولی۔

" جی رو رہی ہوں، پھر؟ کسی کو فرق پڑتا ہے عزہ کے رونے سے؟ "

اسکا گریہ وزاری سے سرخ پڑتا چہرہ اور سوجھی آنکھیں دیکھتا وہ ساکت ہوا تھا۔

" !!! مجھے فرق پڑتا ہے "

سنجیدگی سے کہتا وہ اسی کے دوپٹے سے اسکا چہرہ صاف کرنے لگا۔ عزہ کا سانس تک رک گیا، وہ نہیں جانتا تھا وہ کیا کہہ گیا تھا۔

اب بتاؤ کیوں رو رہی ہو؟" وہ اسکے برابر سیڑھی پر بیٹھ گیا چہرہ اسکی " جانب موڑ رکھا تھا۔

" !!! مجھے باہر جا کر گول گپے کھانے ہیں، ابھی "

وہ آنکھیں مسلتی منہ پھلا کر بولی، اسید نے حیرت سے اسے دیکھا۔ یعنی اتنی سی بات پر وہ رو رو کر اپنی آنکھیں سجا چکی تھی۔۔

" اس میں رونے والی کیا بات ہے مجھے سمجھ نہیں آتا تم عورتوں کا اوپر والا خانہ کام کرتا بھی ہے یا۔۔۔ "

وہ اکتاہٹ زدہ انداز میں کہہ رہا تھا جب عزہ کو خونخوار نظروں سے خود کو دیکھتے پا کر اسکی زبان کو بریک لگا۔

" ماما نے منع کر دیا ہے !!! "

اوہ! اسید کو اب وجہ سمجھ آئی تھی۔۔

" چلو میں لے چلتا ہوں !!! "

وہ نرمی سے کہتا اٹھ کھڑا ہوا عزہ نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

" مگر ماما؟؟؟ "

وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔اسید نے ابرو اچکائے جیسے اسے پرواہ ہو اس عورت کی۔۔۔

" اسکی ایسی کی تیسی۔۔۔۔ "

عزہ کے تاثرات بدلے وہ سرعت سے اسکے سامنے آئی۔

" مجھے بائیک پر جانا ہے، تنگ گلیوں میں گھومنا ہے، سڑک پر کھڑے ہو کر گول گپے کھانے ہیں اور ریڑھی سے گجرے لینے ہیں، منظور ہے تو بتائیں ورنہ میں رونا شروع کروں !!! "

وہ اسے دیکھتی منہ بنائے کہہ رہی تھی اور نمی تو سبز آنکھوں میں یوں تیر رہی تھی جیسے اسکے نہ کرنے پر سارے بند توڑ کر بہہ نکلے گی۔۔

اسید نے گہرا سانس لیا۔ "منظور ہے!!!" اسکی آنکھ کے کنارے ٹھہرا آنسو انگوٹھے سے صاف کرتا وہ آگے بڑھ گیا۔

عزہ نے بے یقینی سے اسکی پشت کو دیکھا، آنکھوں کو جلدی سے صاف کرتی وہ مسکراتی اسکے پیچھے دوڑی۔

" ویسے سوچ لو، ان ریڑھیوں پر ملنے والے فضول گول گپے کھا کر تمہاری طبیعت خراب ہو سکتی ہے !!! "

وہ محض اسے تنگ کرنے کو بولا وہ جانتا تھا ایسی جگہوں پر گول گپے قدرے لزیز ہوتے ہیں۔

"میں نہیں ہوتی مگر آپ نہ ہو جائیں کہیں، ابھی تو بخار اترا ہے آپ کا
!!! "

وہ بائیک میں چابی لگا کر سٹارٹ کرنے لگا، عزہ احتیاط سے اسکے پیچھے ڈرتی ڈرتی بیٹھ گئی۔

"مجھے کچھ نہیں ہوتا، انہی علاقوں سے اٹھ کر آیا ہوں اپنا اصل نہیں بھولتا
میں !!! "

اس نے جھٹکے سے بائیک چلائی اور بھگا لے گیا۔ جس خطرناک انداز میں وہ چلا رہا تھا عزہ کے ہوش اڑ گئے وہ سرعت سے اسکے گرد بازو حائل کر گئی۔

" !!! آپ نے مجھے گرانا ہی ہے تو ایسے ہی دھکا دے دیں "

اسکی جھنجھلائی آواز پر اسید نے مسکراہٹ دبائی، سڑک پر راستہ صاف پا کر اس نے سپیڈ مزید تیز کر دی۔

عزہ آنکھیں میچتی اس سے لپٹ گئی اسے سمجھ نہیں آرہا تھا سپر مین بنے دوپٹے کو سنبھالے یا خود کو۔۔۔

" !!! کر رہا ہوں سلو، کہیں تمہاری روح پرواز نہ کر جائے "
بادلوں کی گرج کے درمیان وہ ذرا بلند آواز میں بولتا سپیڈ ہلکی کر گیا۔ عزہ نے سکون کا سانس لیتے مکا اسکی پشت پر مارا۔۔

وہ اب پر سکون ہوئی تو تیزی سے گزرتا منظر دیکھنے لگی، مڈل کلاس محلہ، ! سرخ اینٹوں والی عمارتیں، جگہ جگہ لگے سٹالز

وہ دلچسپی سے سارا منظر دیکھ رہی تھی بادل وقفے وقفے سے گرجتے اس حسین موسم میں اپنا بھرپور کردار ادا کر رہے تھے۔

وہ ایک تنگ سی گلی میں داخل ہوئے تھے جہاں اکثر گھروں کے کھلے دروازے میں عورتیں منہ پر دوپٹہ رکھے کھڑی تھیں۔ جن میں سے کچھ ہر آتے جاتے کو تاک رہی تھیں جب کہ کچھ موسم کی صورتحال پر بحث کر رہی تھیں۔

" کتنا اچھا لگ رہا ہے نا یہ سب، چھوٹے گھروں میں رہنے والے لوگوں کے دل بڑے ہوتے ہیں !!! "

وہ بالوں کو کان کے پیچھے اڑستی اسید سے مخاطب ہوئی تو اس نے پلٹ کر دیکھا۔ عزہ گڑبڑا گئی۔

"آگے دیکھ کر چلائیں کیوں میرے قل پڑھوانے پر تلے ہوئے ہیں آپ !!!" وہ جھنجھلا کر بولی تو اسید چہرہ سیدھا کرتا کندھے اچکا گیا۔

"فکر نہ کرو میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا !! لو آگیا تمہارا ڈھابا۔۔۔ "

وہ عام سے لہجے میں بولا تھا مگر عزہ کے لیے وہ الفاظ ہرگز عام نہیں تھے۔۔ سڑک پر ایک ڈھابے کے سامنے بائیک روکتے وہ اترا تو عزہ نے بھی اس کی پیروی کی۔

بائک سے اترتی وہ دلچسپی سے ڈھابے کو دیکھنے لگی جس کی چھت ٹین کی تھی۔ باہر بیٹھنے کے لیے تین لکڑی کے بینچ رکھے تھے۔

اندر موجود لڑکا ان کی جانب متوجہ ہوا تو اسید نے انگلیاں اٹھا کر اشارہ کیا وہ اشارہ سمجھتا دو پلیٹیں تیار کرنے لگا۔۔

خوشگوار موسم، من پسند شخص اور من پسند جگہ! عزہ جبیل خود کو دنیا کا سب سے خوش نصیب انسان تصور کر رہی تھی۔

" اب خوش ہوں ؟؟ "

وہ سینے پر ہاتھ باندھتا اس کے سامنے پھیل کر کھڑا ہو گیا ساتھ ہی اس نے نظروں سے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔

" بہت زیادہ اتنا کہ میں بتا بھی نہیں سکتی۔ مجھے بہت اچھا لگ رہا ہے میری شروع سے خواہش تھی کہ ایسے غضب موسم میں میں بائیک پر سیر سپاٹے

کرنے نکلوں، کوئی مجھے چھیڑے تو میرے ساتھ موجود شخص اس کی اچھی طرح ٹھکائی کرے، افف میرے چھوٹے چھوٹے خواب !!! "

وہ چہرہ اٹھا کر اس کی جانب دیکھتی بچوں کی طرح کہہ رہی تھی اس کی سبز آنکھوں میں خوشی کا وہ احساس دیکھا جا سکتا تھا۔

یوں بیٹھنے سے وہ اسید کے سامنے بالکل چھپ سی گئی تھی اور یہی وہ چاہتا تھا کہ وہ دوسروں کی نظروں میں نہ آئے۔

وہ ایک ماڈرن فیملی سے تعلق رکھتی تھی اس کے لیے دوپٹہ اوڑھنا نہ اوڑھنا کوئی بڑی بات نہیں تھی لیکن اسید کو اس بات سے فرق پڑتا تھا۔

گو کہ عزہ نے دوپٹہ سینے پر پھیلا رکھا تھا مگر اس کے چہرے کی معصومیت اور لمبی کالی زلفیں کسی کی بھی نگاہوں کو خود سے باندھ سکتی تھیں۔۔

" ایک لگاؤں گا کان کے نیچے ! بڑا شوق ہے تمہیں کہ کوئی تمہیں چھیڑے کسی نے ایسی ہمت بھی کی تو اس کی کھال ادھیڑ کر رکھ دوں گا ؟ !!! "

تنقیدی نگاہوں سے چاروں جانب کا جائزہ لیتا وہ ٹھنڈے لہجے میں بولا۔

وہ اثر لیے بغیر ارد گرد کا جائزہ لینے لگی۔ کہیں چھوٹی موٹی دکانیں تھیں تو کہیں ریڑھیوں پر پھلوں کا سامان لادا گیا تھا۔

" وہ دیکھیں گجرے !!!! "

اس کی نگاہ پھولوں سے بھری ایک ریڑھی پر پڑی تو اس نے اسید کی پشت کی جانب اشارہ کیا اسید نے چہرہ گھما کر دیکھا عین اس وقت پانی کی ایک بوند اس کی پلکوں پر ٹھہری۔

" جانتا ہوں !!! "

اس نے چہرہ سیدھا کیا تو ایک اور بوند اس کے گال پر گری۔

" ذرا آؤ ادھر ہے ہو چکی شروع بارش !!! "

وہ اسے لیے ٹین کی چھت کے نیچے آ کھڑا ہوا یوں کہ وہ اندر کی جانب تھی جب کہ وہ باہر کی جانب اس کے سامنے کھڑا تھا۔

اتنی دیر میں بیرا گول گپے لے آیا تو وہ جلدی سے پلیٹ تھامتی مزے سے کھانے لگی۔ مرچ اتنی تیز تھی کہ اس کی ناک فورا سرخ ہوئی اور سبز آنکھوں میں ہلکا ہلکا پانی آ گیا۔

" میں نے کہا تھا نا بیمار ہو جاؤ گی چلو چھوڑ۔۔۔۔۔ "

اسے کھانستا دیکھ کر وہ ڈپٹ رہا تھا جب عزہ نے اچانک ایک گولگپا اس کے منہ میں ڈال دیا وہ خفگی سے اسے دیکھنے لگا۔

" اچھا اچھا بس !!! "

آدھی بھری پلیٹ واپس کرتی وہ سی سی کرنے لگی تو اسید نے اس لڑکے سے کہہ کر پانی منگوایا۔ پانی کی بوتل پکڑتے ہی وہ غٹا غٹ پانی حلق سے اتارنے لگی۔

اسید کی نگاہ کچھ دور کھڑے ایک لڑکے پر پڑی جو غور سے عزہ کی جانب دیکھ رہا تھا غصے سے اس کی مٹھیاں بھینچ گئیں۔

" اے چل نکل !!! "

اسے خون خوار نظروں سے دیکھتا وہ قدرے غصے سے بولا تو وہ لڑکا گڑبڑاتا اڑن چھو ہو گیا۔اسید عزہ کے سامنے کھڑا ہو گیا تا کہ وہ آرام سے پانی پی سکے۔

لڑکے کو پیسے تھمانے کے بعد وہ بائیک کی جانب بڑھے،قریب دو منٹ کی مسافت کے بعد وہ سرخ گلابوں سے بھری ریڑھی کے سامنے رکے۔

پھولوں پر گرتی بارش کی پھواریوں لگ رہی تھی جیسے شبنمی قطروں نے سرخ گلابوں پر بسیرہ کیا ہو !

" !!! یہیں ٹھہرو میں آتا ہوں "

اسے وہیں بیٹھے رہنے کا کہتا وہ ریڑھی کی جانب بڑھا کچھ دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں دو گجرے تھے۔

" !!! اب چپ چاپ گھر چلو بارش تیز ہو رہی ہے "

اسے گجرے تھما کر تنقیدی نگاہوں سے ارد گرد کا جائزہ لیتا وہ سنجیدگی سے بولا تو عزہ نے منہ پھلا لیا۔چپ چاپ گجرے پکڑتی وہ ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

اب کیا ہے؟"اس نے کنپٹی مسلی۔ "

" !!! میں کیسے پہنوں میرے چھ ہاتھ تھوڑی ہیں "

اسید کا دل کیا رکھ کر ایک اسے لگایا جو بیچ سڑک پر بچوں کی سی حرکتیں کر رہی تھی۔۔

گہرا سانس لیتے اس نے گجرے لیتے اسکی کلائی تھامی اور سر جھکا کر سفید ڈوری باندھنے لگا۔

عزہ یک ٹک اسے دیکھے گئی یوں سر جھکانے سے اسکے بال پیشانی پر بکھر گئے تھے جب لب بھینچے ہوئے تھے۔ تاثرات ہمیشہ کی طرح سنجیدہ تھے جو کسی کو حد سے بڑھنے نہ دیتے۔۔۔!

اتنا کھڑوس ہونے کے باوجود وہ اتنا پیارا کیوں لگتا تھا؟ وہ محض سوچ ہی سکی ۔۔۔

اسکے سیدھا ہونے سے پہلے وہ نظروں کا زاویہ موڑ گئی۔ وہ جلدی سے بائیک پر بیٹھا۔۔

" اب تم نے ایک لفظ بھی منہ سے نکالا تو یہیں پھینک کر چلا جاؤں گا !!! "

اسکی جھنجھلاہٹ بھری آواز پر عزہ نے مسکراہٹ دبائی۔

" اچھا واقعی ؟؟ پھر کوئی ہیرو آئے گا اور مجھے اٹھائے گا !!! "

وہ موسم کے تیور دیکھتا بائیک کی سپیڈ تیز کر گیا تھا۔ عزہ کی باتوں سے اسے لگ رہا تھا اسکے دماغ کے پیچ پرزے ڈھیلے ہو چکے ہیں !

" ٹھہرو ذرا نائل کو بتاتا ہوں تمہارے خیالات !!! "

"بہت برے ہیں آپ !!! " عزہ نے خفگی سے اسے دیکھا۔

ان کی آوازیں دور ہوتی جا رہی تھیں۔۔۔

❤❤❤

وہ سیاہ عبائے اور نقاب میں مکمل ڈھکی گلی کا کونہ مڑتی تیز تیز قدم اٹھا رہی تھی۔اسکا سر سیدھا تھا جبکہ نگاہیں جھکی ہوئی تھیں وہ پورے اعتماد سے آگے بڑھ رہی تھی، راہ گیروں کی نظروں پر دل ہی دل میں چار حرف بھیجتی

!۔۔۔

!اسکے انداز ہی سے خود اعتمادی جھلک رہی تھی۔۔۔

وہ ایک مدرسے کے سامنے رکی جہاں سے اس نے دینی تعلیم حاصل کی تھی دروازے سے اندر جا کر ایک ہال میں داخل ہوتے عطوف کی نگاہ اپنی

استانی پر پڑی جواب بوڑھی ہو چکی تھیں اسکے لبوں پر مسکراہٹ پھیلی وہ بے ساختہ ان کی جانب بڑھی۔

" اسلام علیکم کیسی ہیں آپ؟ "

وہ ان کے ہاتھ تھام کر عقیدت سے چومتی گرمجوشی سے بولی تو وہ مسکراتیں اسکے سر پر ہاتھ رکھتیں دھیمے لہجے میں گفتگو کرنے لگیں۔

کچھ دیر وہ ان سے حال احوال مدرسے کے حالات کے بارے میں پوچھتی رہی پھر کوئی ان سے ملنے آگیا تو وہ اٹھ کر دوسری سائیڈ آگئی۔

وہ اطراف کا جائزہ بھی لیتی جا رہی تھی مدرسہ پہلے سے بہتر ہو گیا تھا سہولیات بھی بڑھ گئی تھیں۔

وہ دیوار کے ساتھ لگے لکڑی کے بینچ پر بیٹھ گئی جسکی دوسری جانب قدرے ماڈرن سی لڑکی بیٹھی ناقدانہ نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

غالباً وہ اس عورت کے ساتھ تھی جو باجی سے ملنے آئی تھی عطوف نے اسکی نظریں محسوس کیں تو اسکی جانب دیکھتی سلام کر گئی۔

" !!! اسلام علیکم "
نرمی سے کہتی وہ سامنے دیکھنی لگی جب وہ لڑکی بولنا شروع ہوئی۔۔

" کیسے رہ لیتے ہیں لوگ ایسی جگھوں پر، اتنے ٹائٹ دوپٹے باندھ کر۔۔۔ "

وہ اکتاہٹ زدہ سی کہہ رہی تھی۔ عطوف نے اسکی جانب دیکھنا ضروری نہ سمجھا۔۔

"مجھ سے تو نہیں لیا جاتا، میرا تو ان مدرسوں ٹائپ جگہوں پر سانس گھٹتا

ہے !! "

وہ منہ کے زاویے بگاڑے اسے دیکھتی کہہ رہی تھی عطوف نے دانت پیسے

اسے شدید غصہ آرہا تھا مگر وہ ضبط کیے سامنے دیکھتی رہی۔۔

" تم بہت کم بولتی ہو؟ "

عطوف نے اب کہ اسے گھور کر دیکھا۔

" کاش تم بھی کم بولتی !!! "

اسکے جواب پر وہ لڑکی تپ گئی، ٹانگ پر ٹانگ چڑھاتی وہ تنک کر بولی۔۔"

گو ٹو ہیل !!! "

" !!! مجھے تمہارے گھر جانے کا کوئی شوق نہیں ہے "

دل جلانے والے انداز میں کہتی وہ اٹھ کر اپنی ٹیچر کی جانب بڑھ گئی جنہیں ہر ماہ کی طرح وہ مدرسے کے لئے کچھ رقم دینے آئی تھی۔پہلے عمر دے جاتا تھا مگر آج وہ کام کی وجہ سے آ نہ سکا۔۔

وہ مدرسے سے باہر نکلتی تیزی سے گھر کی جانب بڑھی قریب چھ سے سات منٹ کی مسافت پر ان کا گھر تھا۔وہ ابھی کچھ دور ہی تھی جب کسی نے سیٹی بجائی۔

سیٹی کی آواز پر اسکے ساتھ ساتھ کچھ فاصلے پر کھڑے نمرا اور اسید بھی متوجہ ہوئے اسید بائیک پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ نمرا اسکی جانب رخ کیے کھڑا تھا۔

آواز پر اس نے سر گھما کر دیکھا تو "ڈاکو کی فی میل ورژن" کو دیکھ کر ہونٹ گول کر گیا۔

عطوف نے سخت نظروں سے لڑکے کو دیکھا جس کی ہمت داد دینے لائک تھی، وہ نیا تھا اس محلے میں ! اگر جان لیتا وہ عمر صاحب کو تو ان ہی کی بہن پر آواز کسنے کی ہمت نہ کرتا۔

" سیٹی کیوں ماری؟ "

وہ پوری اسکی جانب پلٹ گئی۔ لڑکا بجائے گھبرانے کے مسکراتا اسے دیکھنے لگا۔

" !!! تمہیں دیکھ کر دل کر رہا تھا اس لیے "

اسید نے نفی میں سر ہلاتے نمر کو دیکھا جو مسکراہٹ دباتا بے چارے لڑکے کو دیکھ رہا تھا۔" یہ تو گیا !!! "

عطوف خطرناک تیوروں سے اسکی جانب بڑھی۔

" لعنت ہو تم پر !!! "

دونوں ہاتھ اسے دکھاتی وہ اسے دھکا دیتی اسکے گھر میں گھس گئی۔

" کوئی ہے گھر میں ؟ اس آئس کریم سٹک کا ابا یا اماں ؟ سنیں جی آیئے، آپ کے صاحبزادے کا دل بڑا بے غیرت ہے لڑکیوں کو دیکھ کر سیٹیاں بجانے پر مجبور کرتا ہے ! چوسے ہوئے آم کی گٹھلی جیسا منہ ہے اسکا، ترس کھا کر چھوڑ دیا ہے اسے ! سنبھالیں اسے یہ نہ ہو عمر صاحب سے " چھتر " کھائے کسی دن ۔۔ عمر صاحب کا محلہ ہے یہ اور میں ان کی بہن ہوں ! سمجھا دیں ابنِ خبیث کو !!! "

بلند آواز میں کہتی وہ تن فن کرتی باہر نکل آئی لڑکا حقیقتاً گھبرا گیا اسکا دم خم تو تب نکلا جب اسکا ابا باہر آیا اور اسے گریبان سے پکڑ کر گھسیٹتا اندر لے گیا۔

یہ صورتحال دیکھتے نمر نے قہقہہ لگایا جبکہ اسید مسکراہٹ دبا کر رہ گیا۔ وہ آگے بڑھی تو ان دونوں کو دیکھ کر رک گئی۔

پہلے ان کا گھر جبیل مینشن کے سامنے تھا پھر انہوں نے تبدیل کر لیا۔ وہ انہیں جانتی تھی مگر اسید کو وہ اس سے بھی پہلے سے جانتی تھی۔۔ وہ اکو سے اسید بنتے شخص کو کیسے بھول سکتی تھی۔۔

اسے رکتے دیکھ کر اسید اسکی جانب چلا آیا اس نے عطوف کے سر پر ہاتھ رکھا تو وہ نظریں جھکائے ہی بولی۔

" آپ بھائی جان سے کیوں چھپتے ہیں؟ وہ آپ کو یاد کر رہے تھے کسی روز آیئے گا !!! "

آہستہ سے کہتی وہ ایک نظر اسے دیکھتی آگے بڑھ گئی۔۔اسید نے گہرا سانس لیتے گردن پر ہاتھ پھیرا۔

" کیا کہہ رہی تھی وہ؟ "

نمر کی آواز پر وہ پلٹا تو اسے آنکھیں سکیڑ کر خود کو دیکھتے پا کر ابرو اچکا گیا۔

" کیوں بتاؤں؟ "

لاپرواہی سے کہتا وہ بائیک پر بیٹھتا ایک جھٹکے سے دوڑا گیا۔ نمر نے دانت پیس کر اسے دیکھا زیر لب بڑبڑاتا وہ جبیل مینشن کی اوڑھ قدم بڑھا گیا۔۔

♥♥♥

آج اسکا دل بوجھل سا تھا، بے کلی سی تھی اداسی تھی کہ بڑھتی جا رہی تھی۔ مدرسے سے آکر بچوں کو قرآن پڑھا کر وہ اب کمرے میں آئی تھی۔

وہ اس وقت سادہ سی لان کی شلوار قمیض میں ملبوس تھی اس نے ہم رنگ دوپٹہ سر سے اتار کر سینے پر پھیلا لیا۔

کمرے کی کھڑکی کے قریب آتے اس نے ایک پٹ کھول دیا۔

بوجھل دل سے وہ واپس کمرے کے بیچ آتی کھڑی ہوگئی ذہن جیسے خالی خالی سا تھا۔

اداس نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھتی وہ کچھ سوچ کر کبرڈ کی جانب بڑھی۔

اوپر والے خانے سے سیاہ موٹی جلد والی کتاب پکڑتی وہ بیڈ پر آبیٹھی۔تکیے سے کمر لگا کر نیم دراز ہوتے اس نے کتاب پر نگاہ دوڑائی جس کے سیاہ گتے پر واضح حروف میں لکھا تھا، "پیار رنگ کالا"

یہ کتاب بابا محمد یحییٰ کی زندگی کی حقیقتوں پر مبنی تھی۔اس کتاب کے آخر میں لکھا تھا "اسے ہر کوئی نہیں پڑھ سکتا" اور ایسا ہی تھا۔اسے پڑھنے کی سمجھ بوجھ ہر کسی میں نہ تھی۔۔۔!

اس نے کچھ صفحات پہلے سے پڑھ رکھے تھے، نشان والے صفحے کو کھولتی وہ دل کی عجیب کیفیت دور کرنے کی خاطر باقی کہانی پڑھنے لگی تھی۔

اسکی آنکھیں کتاب پر جھکی ہوئی تھیں وہ خالی الذہنی کے عالم میں کتاب کو تک رہی تھی پڑھنے کی کوشش میں ناکامی پر اس نے کتاب بند کر کے ایک طرف رکھ دی۔

" اللہ تعالیٰ آپ مجھ سے ناراض ہیں؟ "
اس کی آنکھوں میں نمی آئی اس نے آنکھیں جھپک کر نمی اندر دھکیلی، دل کی اداسی سے وہ یہی اخذ کر پائی تھی۔

اکثر ایسا ہوتا تھا اس کے ساتھ! دل پریشان ہو جاتا تھا، الہام ہوتا تھا کہ اللہ ناراض ہے، انجانے میں کوئی خطا سرزد ہوئی ہے !

وہ روہانسی ہوتی اپنے ہاتھوں کو تکنے لگی دل اپنے رب کو پکارنے لگا تھا۔

" اللہ تعالیٰ، میرے پیارے اللہ! میں نہیں جانتی آپ کیوں مجھ سے ناراض ہیں، میں تو یہ بھی نہیں جانتی میں جو سوچ رہی ہوں ویسا ہے بھی یا نہیں! اللہ تعالیٰ دل کیوں بے چین ہے؟ اسے سکون عطا کریں، مجھ سے کوئی خطا ہو گئی تو معاف کر دیں نہ! آپ تو اتنے مہربان ہیں !!! "

وہ نادم سی سر جھکائے بیٹھی تھی یہ خیال ہی سوہانِ روح تھا کہ "اللہ" اس سے ناراض ہے! اسکے دل میں جانے کا خیال آیا کہ وہ موبائل پکڑتی انسٹا گرام کھول کر دیکھنے لگی۔

جونہی اس نے انسٹا گرام کھولا سب سے اوپر ایک ویڈیو آئی جس میں کچھ یوں لکھا تھا :

تمہارے پروردگار نے نہ تمہیں چھوڑا ہے اور نہ ناراض ہوا ہے اور یقیناً ”
“ !!! آگے آنے والے حالات تمہارے لیے پہلے حالات سے بہتر ہیں

عطوف کے ہاتھ سے موبائل چھوٹ کر بیڈ پر گرا، وہ گھٹنوں میں چہرہ چھپا کر ٹانگوں کے گرد بازو حائل کرتی رو پڑی۔۔

" اللہ تعالیٰ آپ کو سب پتہ چل جاتا ہے کب کس کو کس چیز کی ضرورت ہے یونہی تو نہیں ہر دن میری آپ سے محبت بڑھتی جا رہی ہے، مجھے کیوں نہ آپ سے محبت ہو جو مجھے مجھ سے زیادہ سمجھتے ہیں، جو میرے دل کو سکون بخشتے ہیں جب یہ پریشان ہوتا ہے ! "

کمرے میں اسکی سسکیاں بلند ہو رہی تھیں۔ وہ اس مہربان محبت پر رو رہی تھی جو رب اپنے بندے سے کرتا ہے ہزار خامیوں کے باوجود !

ایسی محبت پر کسے رونا نہ آئے؟

♥♥♥

محلے کے ایک گھر کے صحن میں پنچایت بیٹھی تھی بات ہی کچھ ایسی تھی کہ معززلوگوں کو یہ قدم اٹھانا پڑا تھا۔

آس پڑوس میں ایک آدمی نے اپنی بیوی کو گھر سے باہر نکال کر مارا تھا اور اسکی ماں بجائے روکنے کے اسے طلاق دینے کا کہہ رہی تھی۔۔

معاملہ اتنا بڑھ گیا تھا کہ وہ عورت پولیس بلانے لگی تھی مگر بڑوں کی مداخلت پر معاملہ تھوڑا ٹھنڈا ہوا تھا۔

اس وقت وہ عورت اپنے شوہر اور ساس کے ساتھ وہاں موجود تھی۔ ان کے علاوہ عمر، بلال اور تن چار بزرگ موجود تھے۔

" عمر صاحب اب آپ ہی بتائیں کیا یہ مناسب تھا؟ کسی کی بہن بیٹی کو چھوڑیں اپنی ہی بیوی کو اس طرح گلی کوچوں میں نکال کر پیٹنا؟ کیا اثر پڑے گا اسکا محلے کے مکینوں پر؟ "

سفید داڑھی والا ایک آدمی ٹھنڈے لہجے میں بولا تو جلال نامی اس لڑکے کی ماں بھڑک اٹھی۔

"یہ ہمارے گھر کا معاملہ ہے آپ سب کو دخل اندازی کرنے کی ضرورت نہیں تھی! "

اتنا کچھ کرنے کے بعد اب بھی اکڑ دکھانے پر عمر برہمی سے کہنے لگا۔۔

"یہ آپ کے گھر کا معاملہ نہیں ہے بی بی، آپ کے بیٹے کے اس قدم سے محلے کے باقی مردوں پر کیا اثر پڑے گا؟ وہ سمجھیں گے عورت کو گھر سے نکال کر اسے پیٹنا تو بہت آسان ہے، آج آپکا بیٹا نکلا ہے کل کوئی اور یہ قدم اٹھائے گا! جلال تم۔۔۔ تمہیں مرد ہو کر عورت پر ہاتھ اٹھاتے شرم نہیں آئی؟ مردانگی دکھانے کا شوق ہے تو مرد بنو مرد! مرد کمزور عورت پر اپنا بس نہیں چلاتا! "

وہ مٹھیاں بھینچے سختی سے کہہ رہا تھا۔

" مجھے ان کے ساتھ نہیں رہنا اب ! میں کسی گرے پڑے خاندان سے نہیں ہوں ! میرے ماں باپ نے مجھے سر کا تاج بنا کر رکھا تھا اور انہیں دیکھیں، مجھے پیر کی دھول بنا دیا ہے، آج میرے جسم پر نہیں روح پر زخم لگے ہیں میں ہر گز انھیں معاف نہیں کروں گی !!! "

رابعہ نامی وہ مظلوم لڑکی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

" دیکھ پتر تیرے خاوند نے بہت غلط کیا ہے، لیکن جذباتی مت ہو میری دھی تھوڑا صبر رکھ !!! "

ایک ادھیڑ عمر آدمی شفقت سے بولا پھر اس نے جلال کی جانب رخ کیا جو سر جھکائے شرمندہ سا بیٹھا تھا۔

" جلال تو نے پہلے کبھی ایسی حرکت نہیں کی، آج یہ نوبت کیسے آ پہنچی ؟۔۔۔ "

وہ زمانہ ساز تھے جلال کی اماں کے تیور انہیں دوسری کہانی بتا رہے تھا۔ وہ جاننا چاہتے تھے آخر کیوں وہ اس حد تک چلا گیا۔

" جب میری بیوی میری ماں کی عزت نہیں کرے گی اسے بھوکا رکھے گی اس پر ظلم کرے گی تو میں اس حد تک جانے پر کیسے مجبور نہ ہوں چاچا! میں اس سے باز پرس کرنے لگا تو مجھ پر ابل پڑی۔۔۔ مجھے غصہ آگیا! میں ایسا نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔ "

وہ جبڑے بھینچ گیا تھا رابعہ حیران سی اسکی جانب پلٹی۔

" اللہ کا قہر نازل ہو مجھ پر جو میں نے ایسا کچھ کیا ہو، جھوٹ بولتی ہیں امی۔۔۔

میں نے کبھی ان کی عزت میں کمی نہیں کی لیکن انہوں نے مجھے دل سے تسلیم ہی نہیں کیا۔۔

اللہ گواہ ہے خود کھانے سے پہلے میں انہیں کھانا دیتی ہوں، آج میری طبیعت اتنی خراب تھی پھر بھی سارے گھر کے کام کیے،اس سب کے بعد جب آپ میرا حال پوچھنے کی بجائے مجھ پر چیخیں چلائیں گے تو میرا دماغ تو خراب ہو گا نہ ؟؟؟ "

وہ روتی ہوئی جلال کی جانب دیکھ رہی تھی جو اپنی ماں کو دیکھ رہا تھا، وہ نگاہیں چرا گئی تھیں جس پر وہ لب بھینچ گیا۔

" غلط فہمی میں تم نے کتنا بڑا قدم اٹھالیا،اب سمجھ آیا غصہ کیوں حرام ہے؟ "

عمر افسوس سے جلال کو دیکھ رہا تھا جو کنپٹی دباتا آنکھیں میچ گیا۔ اسے اپنا سر درد سے پھٹتا محسوس ہو رہا تھا۔

" آپ میری بہن کی طرح ہیں۔۔۔ میں آپ کو مخلص مشورہ دوں گا، باقی آپ کی مرضی ہے! عورت چاہے گرے پرے خاندان کی ہو یا اعلیٰ خاندان کی۔۔۔ شادی کے بعد اپنے گھر والوں کے لیے پرائی ہو جاتی ہے، اسکی حیثیت بدل جاتی ہے! "

عمر سر جھکائے رابعہ سے مخاطب تھا اس نے ہاتھ باہم باندھ لیے اسے شدت سے ہالہ یاد آئی تھی وہ بھی تو اس سب سے گزر چکی تھی۔۔

مگر ضروری نہیں ہر ہالہ کے لئے میجر عمر ہو!

" آپ علیحدہ ہو جائیں گی تو جلال کی زندگی پر فرق نہیں پڑے گا، مرد کو عورتیں مل جاتی ہیں مگر طلاق یافتہ عورت کی زندگی برباد ہو جاتی ہے !!! "

وہ اٹھ کھڑا ہوا تو باقی مرد بھی اٹھے۔

" پتر اپنی بیوی کی عزت تو ہی کروائے گا، مرد کے ہاتھ میں ہوتا ہے اپنی بیوی کی عزت رکھنا! باجی تو بھی کچھ عقل کر لے ایک ہی پتر ہے تیرا کیوں اسکی زندگی برباد کر رہی ہے۔۔۔ عقل کر، تو بھی تو عورت ہے !!! "

سفید داڑھی والا وہ بزرگ آگے آتا انہیں سمجھانے لگا۔ جلال نے سر ہلا یا وہ نادم نظر آتا تھا جبکہ رابعہ منہ پر ہاتھ رکھے مسلسل رو رہی تھی۔۔

چاچا آئندہ ایسا نہیں ہو گا، شکریہ عمر صاحب! آج آپ لوگ نہ آتے تو " "
!!! میں جذبات میں بہہ کر بہت غلط کر جاتا

وہ انہیں چھوڑنے دروازے تک آیا تھا۔ عمر نے اسکی پیٹھ تھپتھپائی اور وہ
سب باہر نکل گئے۔۔

❤❤❤

وہ یونیورسٹی سے کچھ دیر پہلے ہی لوٹا تھا۔ فریش ہو کر بلیک جینز شرٹ زیب
تن کیے گیلے بال پیشانی پر بکھیرے وہ اپنے کمرے میں بیٹھا ہی تھا جب
زنیرہ کھانا لیے اسکے کمرے میں آئیں۔

" تھک گیا میرا پتر؟ "

وہ پیار بھری نظروں سے اسے دیکھتیں اسکے سامنے آ بیٹھیں۔

" بس اماں آخری سمسٹر ہے نہ تو بس !!! "

وہ گہری سانس لیتا پانی کا گلاس لبوں سے لگا گیا۔

" میرا سوہنا پتر !!! "

وہ روٹی کا نوالہ بنا کر اسے کھلانے لگیں۔ بلال نے خوشگوار حیرت سے انہیں دیکھتے نوالہ نگل لیا۔

" خیر ہے آج بڑا لاڈ آرہا ہے ؟ "

وہ انہیں شرارت بھری نگاہوں سے دیکھنے لگا تو زنیرہ نے اسکے سر پر ہلکی سی چپت لگائی۔

" ! لاڈ تو ہمیشہ آتا ہے بس ظاہر نہیں کرتی "

وہ کھل کر مسکرایا۔ پانی پیتے اس نے ایک نظر انہیں دیکھا پھر گلا کھنکارتا گویا ہوا۔

" اماں تین ماہ تک میری پڑھائی مکمل ہو جائے گی سوچ رہا ہوں پھر شادی کر لوں !!! "

اس نے محتاط نظروں سے انہیں دیکھا۔ زنیرہ نارمل سے انداز میں کہنے لگیں۔

" بول بول رک کیوں گیا؟ میں بتاتی ہوں وہ عمر پتر کی بہن۔۔۔ "

بلال کے حلق میں نوالہ اٹک گیا۔ وہ فوراً پانی کا گلاس لبوں سے لگا گیا۔

" آج کی نسلیں سمجھتی ہیں ماں باپ کو کچھ پتہ نہیں چلتا، پتر تجھے میں نے جنم دیا ہے تیری ساری حرکتوں سے واقف ہے اماں جو تو راتوں کو گلی میں اسے دیکھنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے ! "

وہ عام سے انداز میں کہتیں خالی برتن اٹھا کر دروازے کی سمت بڑھیں۔
بلال داڑھی کھجاتا کھسیانہ سا ہو گیا۔۔

" پریشان نہ ہو وقت آئے گا تو بات کر لوں گی !!! "
وہ باہر جا چکی تھیں۔ بلال نے مسکراہٹ دبائی اسکا چہرہ یکدم کھل گیا۔ خوشی دیکھنے لائک تھی !

❤❤❤

وہ کمرے میں ٹہل رہی تھی چال دھیمی تھی قدم سست روی سے بڑھ رہے تھے اسکی سماعت موبائل کے سپیکر سے ابھرتی آواز پر متوجہ تھی۔ایک ہاتھ میں تھام رکھا فون کان سے لگائے دوسرے ہاتھ کے ناخن دانت سے کترتی وہ پریشان لگ رہی تھی۔

"امی آپ ٹھیک ہیں نہ؟ "
وہ بالاخر بول پڑی اسے فرح کی آواز بوجھل سی لگی تھی دوسری جانب ان کے تسلی دینے پر وہ مطمئن نہیں ہوئی اسکی بھابھیوں کے ہوتے امی کیسے ٹھیک رہ سکتی تھیں۔

وہ تھری سٹر صوفے کے سامنے رکی دوسری جانب سے ان کی بات سنتے اسکی پیشانی کے بل ڈھیلے پڑے۔وہ صوفے پر بیٹھتی واش روم کے بند دروازے کو دیکھنے لگی جس کے پار پانی گرنے کی آواز آ رہی تھی۔

" جی وہ بہت خیال رکھتے ہیں میرا !!! "

اسکے لبوں پر مدھم سی مسکان پھیلی۔دروازہ کھلنے کی آواز سماعتوں سے ٹکرائی تو اس نے چند رسمی باتیں کر کے کال بند کردی۔

وہ تولیے سے چہرہ تھپتھپاتا باہر نکلا تو ہالہ ڈریسنگ مرر کے سامنے آتی خوامخواہ چیزیں چھیڑنے لگی،پہلے سے ترتیب شدہ چیزوں کو پھر ترتیب دینے لگی۔

اسکا ذہن اچانک بدلا صبح ہونے والا واقعہ اسکے ذہن میں گردش کرنے لگا اس عورت کی چیخ وپکار اور اسکے شوہر کی بلند آوازیں ذہن میں گڈمڈ ہونے لگیں۔

ہالہ کا برا حال ہونے لگا عماد بھی تو یونہی مارتا تھا اسے ،اس نے بے اختیار اپنے گال کو چھوا کتنی بے دردی سے اسکے گالوں کو پیٹا گیا تھا۔

" ہالہ......؟ "

وہ کب سے اسے دیکھ رہا تھا اسے ساکت کھڑے دیکھ کر وہ آگے بڑھا،اسکے شانے پر ہاتھ رکھتے اس نے پکارا ہی تھا جب وہ چیخ مار کر پیچھے ہٹتی چہرے کے سامنے ہاتھ کر گئی۔

" مجھے مت ماریں میں نے کچھ نہیں کیا؟ "

گھٹی گھٹی آواز میں کہتی وہ خوفزدہ سی آنکھیں میچے کھڑی تھی۔ عمر اپنی جگہ ساکت کھڑا رہ گیا اسے کیا لگ رہا تھا وہ اسے مارے گا؟

" ہالہ۔۔۔؟ میں آپ کو کیوں ماروں گا؟ "

نرمی سے اسکے چہرے سے ہاتھ ہٹاتا وہ اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام گیا۔
ہالہ نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں بھوری آنکھوں کا خوفزدہ تاثر زائل ہونے لگا۔

" !!! وہ۔۔۔مجھے لگا "
اسکی آنکھوں میں نمی چمکی وہ نظریں جھکا گئی۔میجر عمر کی آنکھوں میں دکھ ابھرا وہ کبھی بھی اپنی بیوی کو اس حالت میں نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔

" !!! ادھر دیکھیں میری طرف "
وہ قدرے جھکا ہوا شہد رنگ آنکھوں میں دنیا جہاں کی نرمی سموئے اسے دیکھ رہا تھا۔

اسکے لہجے کی مٹھاس پر ہالہ جانِ عالم کو دل پگھلتا محسوس ہوا۔ جو نہی اس نے نگاہ اٹھائی بھوری آنکھیں ان شہد رنگ آنکھوں میں کھب سی گئیں۔۔ ارد گرد سارا منظر تحلیل ہو گیا۔

" کیا میں آپ کو مار سکتا ہوں؟ "

وہ ابرو اچکائے پوچھ رہا تھا ہالہ نے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا۔

تو پھر؟ کبھی سوچیے گا بھی مت کہ میں پنی بیوی پر ہاتھ اٹھاؤں گا، میں " کبھی آپ کو اف بھی نہیں کہوں گا، میں کیسے آپ کو دکھ دے سکتا ہوں؟ "

ہالہ نے آہستہ سے پلکیں جھپکیں سینے میں دبی سانس خارج ہوئی تھی۔ وہ یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔۔

"بعض دفعہ الفاظ مرہم کا کام کرتے ہیں،ان زخموں کے لیے جو روح پر

لگے ہوں !!! "

ہالہ جان عالم کے لیے میجر عمر کو ہر زخم کا مرہم بنا دیا گیا تھا بعض لوگ

زندگی میں۔۔۔ صرف خیر بانٹنے آتے ہیں،اپنی ذات سے دوسروں کے

دکھ چن لیتے ہیں، گر جو مل جائے کوئی ایسا۔۔۔ تو تھام لینا چاہیے !

" آپ بہت اچھے ہیں !!! "

وہ ہولے سے مسکرائی۔ میجر عمر کے لب بھی مسکراہٹ میں ڈھلے وہ پشت

پر ہاتھ باندھ کر قدم پیچھے لیتا اسکے چہرے کے عین سامنے جھکا،وہ گڑبڑاتی

سر جھکا گئی۔

" آپ اپنی تعریف سننا چاہتی ہیں ؟ "

وہ چمکتی آنکھوں سے اسے دیکھتا نچلا لب دانت تلے دبا گیا۔ ہالہ نے سرعت سے جھکا چہرہ اٹھاتے اسے حیران نظروں سے دیکھا۔

" نہیں تو۔۔۔میں وہ "

" ایسے ہی سر اٹھا کر بات کیا کریں، آپ کا سر اٹھا کر بات کرنا مجھے اچھا لگتا ہے !!! "

اسکی بات کاٹتا وہ دھیرے سے مسکراتا پلٹ گیا تولیے کو سٹینڈ پر لٹکاتے وہ بیڈ کے اطراف میں رکھے سائیڈ ٹیبل کی جانب بڑھا۔ فون اٹھا کر ایک نمبر ملاتے وہ ہالہ سے مخاطب ہوا۔

" کل مجھے شہر سے باہر جانا ہے،، پیکنگ کر دیں چار پانچ دن لگ جائیں گے

!!! "

فون کان سے لگاتا ایک ہاتھ ٹراؤزر کی پاکٹ میں ڈالتا وہ کال پر مصروف ہو گیا۔ ہالہ چپ چاپ کبرڈ کھولتی اسکے کپڑے نکالنے لگی، وہ دل میں اس سے خفا ہو گئی تھی۔

" انہیں نہیں جانا چاہئے میں کیسے رہوں گی؟ "

اداسی سے سوچتی وہ آہستہ آہستہ کپڑے کھنگالنے لگی، وہ اس بات سے ناواقف تھی کہ وہ اسکی عادی ہوتی جا رہی تھی۔۔۔

اور عادتیں تو محبت سے زیادہ جان لیوا ہوتی ہیں !!!

❤❤❤

"بس کریں نہ کب تک یوں دکھی رہیں گے ؟آپ کو یوں دیکھ کر میرا دل بے چین ہو رہا ہے !!!" جانِ عالم کو رنجیدہ دیکھ کر فرحین ان کے سامنے بیٹھتیں تفکر سے بولیں۔

وہ دونوں اس وقت چھوٹے سے لاؤنج میں موجود تھے جہاں دو تھری سٹر صوفے رکھ کر ان کے درمیان قالین بچھایا گیا تھا۔ قالین پر ایک میز رکھی تھی جبکہ سامنے کی دیوار پر ایل سی ڈی نصب تھا۔

"میرا دل دکھ سے پھٹ رہا ہے فرحین، میری اولاد میری شکل نہیں دیکھنا چاہتی، فرح نے کس قدر بدظن کر دیا ہے انہیں مجھ سے، آج پچھتا رہا ہوں اپنے فیصلے پر !!! "

وہ مغموم سے کہہ رہے تھے۔ ان کی نگاہ میز پر پڑے چائے کے کپ پر جمی تھیں جو کب کا ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔

" کون آپ کی شکل نہیں دیکھنا چاہتا ابو؟ "

آئنور کی آواز پر دونوں نے بے حد پریشانی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ فرحین خود کو سنبھالتیں پلٹ کر دیکھتیں اس سے مخاطب ہوئیں۔

" کسی اور کی بات کر رہے ہیں وہ، تمہیں بھوک لگی ہو گی آؤ کچن میں، میں روٹی ڈالتی ہوں توے پر تب تک تم یہ چائے۔۔۔ "

آئنور نے ان کی بات کاٹ دی۔ وہ ان کے سامنے صوفے پر آبیٹھی اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔

" امی میں کوئی بچی نہیں ہوں جسے آپ بہلا لیں گی، میں نے خود سنا ہے جو ابو نے کہا! بتائیں ابو آپ کس کی بات کر رہے ہیں؟ میں تو آپ سے بلکل خفا نہیں ہوں !!! "

وہ ہاتھ گود میں رکھتی انہیں سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی اسکا دل ڈر رہا تھا، ایسا کیا تھا جو اس سے چھپایا گیا تھا۔

" فرح میری پہلی بیوی تھی !!! "

جانِ عالم کے الفاظ آئنور پر بم کی مانند گرے وہ بے یقینی کی کیفیت میں انہیں دیکھے گئی۔ فرحین اٹھ کر چلی گئیں وہ ان کا ماضی سن کر پھر سے دکھی نہیں ہونا چاہتی تھیں۔

"امی کی پسند تھی وہ۔۔۔مجھے تمہاری ماں پسند تھی مگر امی کا مان رکھنے کے لیے میں نے فرح سے شادی کرلی۔ وہ بہت خود غرض عورت تھی مگر میں چپ چاپ نباہ کرتا رہا۔ یاسر کی پیدائش ہوئی تو میں بہت خوش تھا مگر فرح نہیں تھی۔۔

وہ چاہتی تھی میں اپنا گھر اسکے نام کردوں، اسکی ماں اسے پٹیاں پڑھاتی تھی اور فرح انہی کے کہنے پر چلتی تھی۔ لڑائی جھگڑے بڑھنے لگے تب ارمان بھی ہماری چھوٹی سی فیملی کا حصہ بن چکا تھا۔

فرح بہت ناشکری عورت تھی یا پھر اسکے اس طرح ہونے میں اسکی ماں کا ہاتھ تھا۔ یاسر اور ارمان سمجھدار ہو گئے تھے تب ہالہ کی پیدائش ہوئی۔۔۔

"

وہ آنکھیں موندے صوفے کی پشت سے سر لگائے دھیمی آواز میں بول رہے تھے ان کی آواز بھاری ہونے لگی تھی ہالہ کے نام پر آنسوؤں کا گولہ گلے میں اٹکا تھا۔

آئنور دم سادھے انہیں سن رہی تھی اسے اپنے آنسو ضبط کرنا دنیا کا سب سے مشکل کام لگ رہا تھا۔۔ باپ کی پہلی بیوی اور اولاد کے بارے میں سننا آسان نہیں ہوتا۔۔۔ بلکل بھی نہیں !

" ہالہ میری بچی۔۔۔ وہ بہت چھوٹی تھی چند ماہ کی جب فرح گھر چھوڑ کر چلی گئی، وہ خلع چاہتی تھی۔۔۔ میں کبھی سمجھ نہ سکا اسے کیا چیز خوش کر سکتی تھی !

میں نے بہت منت کی اس کی، اسے سمجھایا لیکن وہ اپنی ماں کے کہنے پر چلتی رہی اور پھر اس نے خلع لے لیا۔۔ بچے اسکے پاس تھے میں اتنا بدظن ہوا کہ دو ماہ اپنے بچوں کی شکل نہ دیکھی جو میری یاد میں تڑپ رہے تھے۔

جب مجھ سے رہا نہ گیا تو میں ان سے ملنے چلا گیا تب فرح نے رو رو کر مجھ سے فریاد کی، اس نے کہا" مجھ سے غلطی ہو گئی ہے" اس نے مجھ سے کہا کہ " جانِ عالم میرے پاس صرف بچے ہیں، وہ آپ کے پاس جانے کی ضد کرتے ہیں، آپ ملنے آئیں گے تو وہ مجھ سے دور ہوتے جائیں گے وہ مجھ سے نفرت کریں گے، آپ کے سامنے ایک ماں جھولی پھیلا رہی ہے، آپ میرے بچوں کو مجھ سے دور نہ کریں !!! "

بولتے بولتے وہ رک گئے ان کے حلق میں گلٹی ابھر کر معدوم ہو گئی۔
آئنور نے بے چینی سے ہاتھ مسلے یہ حقیقت پہاڑ بن کر اسکے سر پر ٹوٹی تھی۔

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیا کہے!

" میں نے ایک ماں کی خاطر اپنے بچوں سے کنارہ کر لیا میں ان کے سامنے نہیں گیا مگر میں ان کے اخراجات کی رقم بھجوا دیتا تھا۔۔ پھر کچھ وقت گزرا تب فرحین سے سامنا ہوا، اس نے میری وجہ سے شادی نہیں کی تھی۔۔ تم جانتی ہو شاید، ہم ایک ساتھ پڑھے ہیں! ہم دونوں نے شادی کر لی۔۔ بیٹے میں اس حقیقت کو نہیں جھٹلاؤں گا کہ میں آج بھی انہیں مس کرتا ہوں، سوچتا تھا یاسر اور ارمان کتنے بڑے ہو گئے ہوں گے اور میری گڑیا وہ پتہ نہیں کیسی دکھتی ہو گی!

میرا بار ہا دل چاہتا تھا ان سے ملوں مگر ضمیر کچو کے لگاتا تھا اب کس منہ سے جاؤ گے، اگر بچوں نے کہہ دیا تم کون ؟ "

وہ گیلی سانس کھینچتے سیدھے ہو بیٹھے انہوں نے نور کی جانب دیکھا جو ڈبڈبائی نظروں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

" نکال دیا ۔۔۔ مجھے ۔۔۔ یاسر نے، میں دو دن پہلے گیا تھا ان کے گھر !!!
"

لڑکھڑاتی آواز میں کہتے وہ اچانک پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ آئنور کے لبوں سے سسکی بلند ہوئی وہ سرعت سے ان کے سینے سے لگتی ان کے گرد بازو لپیٹ گئی۔

" ابو ۔۔۔۔ اس طرح مت روئیں، ایسی ۔۔۔۔؟ "

انہیں یوں بچوں کی طرح روتے دیکھ کر اسکے رونے میں تیزی آگئی،
کپکپاتے لب بھینچ کر اس نے فرحین کو آواز دی جو دوڑتی ہوئی آئی تھیں۔

" !!! کیا کرتے ہیں آپ بھی، دیکھیں آئنور بھی رو رہی ہے "
وہ ان کے برابر بیٹھ کر دوپٹے سے ان کے آنسو پونچھتیں نرمی سے بولیں تو
وہ خود کو سنبھالتے آئنور کو ساتھ لگا گئے۔

خبردار آئندہ کبھی روئے آپ، میں بہت زیادہ ناراض ہو جاؤں گی آپ "
سے۔۔۔آپ دیکھنا ابو وہ کبھی خوش نہیں رہیں گے، جو اولادیں اپنے ماں
" ! باپ کو رلاتی ہیں وہ ساری زندگی روتی ہیں

اس کے دل سے بددعا نکلی تھی، جانے کس کا بیڑہ غرق ہونے والا تھا۔

" !!! آئنور کسی کو بددعا نہیں دیتے "

فرحین نے دہل کر اسے دیکھا تھا۔ ڈر تو جانِ عالم بھی گئے تھے انہوں نے کبھی انہیں بددعا نہیں دی تھی مگر بعض دفعہ بددعا کا دینا معنی نہیں رکھتا، ! آہوں کا عرش تک پہنچنا ہی کافی ہوتا ہے

♥♥♥

وہ بیزار سی چلتی گیٹ سے اندر داخل ہوئی، کالج کے یونیفارم میں بیگ دائیں کندھے پر ڈالے وہ چار فٹ چوڑی راہداری پر پیر گھسیٹ کر چلتی اندرونی دروازے کی جانب بڑھ رہی تھی۔

اسکی نگاہ ایک طرف کھڑی سفید کار پر پڑی، عزہ نے اچنبھے سے دیکھا

" ۔۔۔۔"کون آیا ہو گا؟

ذہن پر زور ڈالتی اندر آئی تو لاؤنج میں مہمان موجود تھے،ان کی پشت اپنی جانب ہونے کی وجہ سے وہ پہچان نہ پائی۔

" !!! عزہ ادھر آؤ آنی سے ملو "

اسے وہیں کھڑے دیکھ کر عافیہ مسرور سی بولیں تو عزہ کی آنکھیں خوشگوار حیرت سے پھیلیں۔وہ بیگ اتار کر ٹیبل پر رکھتی سرعت سے ان کی جانب بڑھی۔

" !!! اسلام علیکم آنی جان !آپ کب آئیں آئی مسڈ یو سو مچ "

وہ فرطِ مسرت سے کہتی نبیہا کے گلے لگی جنھوں نے گرم جوشی سے اسے ساتھ لپٹا لیا۔

"وعلیکم اسلام میرا بچہ، کتنے سال بعد دیکھ رہی ہوں اپنی گڑیا کو۔۔۔عافی یہ کتنی پیاری ہو گئی ہے۔۔۔آئی مسڈ یو ٹو میری جان !!! "

وہ اسکے گال پر پیار کرتیں محبت سے لبریز لہجے میں بولیں۔ عین اسی وقت کچھ دور بیٹھے شخص نے عزہ کو گہری نظروں سے دیکھا۔

"آپ کو پتہ ہے بہت اچھا سرپرائز دیا ہے آپ نے ! "

وہ ان کے برابر بیٹھتی ان کا ہاتھ تھام گئی۔ نبیہا نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اسی لیے تو تمہارے یہ ایکسپریشنز دیکھنے کو ملے !!! "

" !!! عزہ مائر سے تو مل لو "

عافیہ کے ڈپٹنے پر عزہ نے گڑبڑا کر ارد گرد دیکھا تب اسے احساس ہوا وہ بھی وہیں تھا۔۔ڈارک گرے تھری پیس میں ملبوس، بال جیل سے پیچھے کو جمائے ہاتھ میں برانڈڈ واچ اور پیروں میں قیمتی جوتے پہنے۔۔۔۔
!.....وہ مائر دبیر تھا..... کینیڈا کا کامیاب بزنس مین ! نبیہا کا اکلوتا بیٹا

" !!! اسلام علیکم "
عزہ کو کنفیوز دیکھ کر اس نے سلام میں پہل کی۔ اسکی سیاہ ذہین آنکھیں ٹھہرے انداز میں اسے دیکھ رہی تھیں۔

" وعلیکم السلام، کیسے ہیں آپ؟ "

عافیہ کے گھورنے پر وہ گلا کھنکارتی آہستہ سے بولی۔

" !!! الحمداللہ "

مختصر جواب دیتا وہ خاموش ہو گیا۔ عزہ نے دل میں شکر ادا کیا اکسکیوز کرتی وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

" !!! میں چینج کرلوں "

آہستہ سے کہتی وہ پلٹ گئی۔ نبیہا عافیہ سے باتوں میں مشغول ہو گئیں جبکہ مائر اسکی پشت کو دیکھ رہا تھا اسکی نگاہ کمر پر جھولتی اسکی چوٹی پر پڑی، وہ نگاہ ہٹا گیا۔

❤❤❤

وہ اپنے آفس میں گلاس ٹیبل کے سامنے کھڑا تھا۔دونوں ہاتھ میز پر رکھ کر جھکا وہ سامنے کھلی فائل کو غور سے پڑھ رہا تھا۔اس نے نفی میں سر ہلاتے سرمئی آنکھیں سکیڑیں۔

سیدھا ہوتا وہ میز کی دائیں جانب بنے ریک میں لگے فائلوں کے ڈھیر کی جانب بڑھا۔ایک ایک فائل کھنگالتے اس کی پیشانی پر بل پڑنے لگے۔

وہ پلٹ کر میز تک آیا،انٹر کام اٹھا کر اس نے سیکرٹری کو بلایا جو اگلے کچھ سیکنڈز میں اسکے سامنے تھا۔

" !!! ثمر میری ایک فائل غائب ہے یہاں سے "

اسید اسے دیکھتا سرد لہجے میں بولا تو ثمر گڑبڑا گیا۔

" سر مجھے کچھ نہیں پتہ اس بارے میں پلیز سر میرا یقین کریں۔۔۔ "

وہ رو دینے کو ہوا تھا۔ اسید نے لب بھینچ لیے ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا یوں بھی اسکی غیر موجودگی میں اسکے آفس کوئی قدم نہیں رکھتا تھا۔

" میرے بعد کوئی آیا تھا یہاں؟ "

وہ پر سوچ نظروں سے اسے دیکھتا بولا تو ثمر چونک گیا۔

" !!! نائل سر آئے تھے "

اسید بری طرح چونکا وہ کیوں آیا تھا۔ لیکن وہ فائل غائب کرے گا؟ ہر گز نہیں! اس بزنس کو نقصان پہنچا کر اسے کیا ملے گا جس میں وہ دونوں برابر کے حصہ دار تھے۔

اچھا جاؤ تم۔۔۔خیال رہے آئندہ میرے آفس میں کوئی بھی آیا تو تمہیں "
" !!! فارغ کر دوں گا

سخت نظروں سے اسے دیکھتا وہ پلٹ کر رولنگ چیئر پر آ بیٹھا۔ ثمر الٹے قدم چلتا دروازے تک گیا اور پھر ایک دم پلٹ کر بھاگ گیا۔ اسے ویسے بھی اسید کے غصے سے خوف آتا تھا۔

اسید پیر ہلاتا ٹیبل پر رکھی فائل سٹڈی کرنے لگا مگر اسکا ذہن الجھ چکا تھا اس فائل بھی بہت اہم ڈاکومنٹس تھے جو نہ ملنے کی صورت میں انہیں بھاری نقصان ہو سکتا تھا۔

وہ پر سوچ نظروں سے کھلی فائل کو دیکھ رہا تھا جب میسج کی ٹون بجی۔ اس نے جیب سے موبائل نکال کر دیکھا تو اسکے لبوں کے کنارے ذرا سے پھیلے۔

آ بھی جائیں کھانا ہماری طرف ہے اگر آپ نہ آئے تو میں بات نہیں " کروں گی آپ سے !!!"عزہ نے میسج کے ساتھ ڈھیر ساری منہ پھلانے والی اموجیز بھیجی تھیں۔

" !!! آرہا ہوں "

ٹائپ کرتا وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ فائلز کو ڈرار میں رکھ کر لاک لگانے کے بعد وہ گاڑی کی چابی اٹھاتا دروازے کی جانب بڑھا۔

❤❤❤

جبیل مینشن میں سب کھانے کی میز پر جمع تھے فضا ملی جلی خوشبو سے معطر تھی۔ کھانے کا دور شروع ہوا تو ڈائننگ ہال میں پلیٹوں اور کانٹوں کی کھنک گونجنے لگی۔

ایک جانب نائل، عافیہ، نبیہا اور مائر بیٹھے تھے جب کہ سامنے کی طرف نمر اور عزہ موجود تھے۔ عزہ کی نگاہیں بار بار سامنے دیوار پر ٹنگے گھڑیال کی طرف اٹھ رہی تھیں جسے باقی سب بھی محسوس کر رہے تھے۔

" !!! بیٹا کھانا کھاؤنا "

نبیہا نے اسے یوں ہی بیٹھے دیکھ کر ٹوکا تو نائل فریش سیلڈ کا چمچ منہ میں ڈال کر ذائقہ محسوس کرتا عام سے انداز میں بولا۔

" !!! اپنے چاچو کے بغیر یہ کھانا نہیں کھائے گی "

وہ اسے جانتا تھا اس کی بات پر عزہ خفیف سا مسکرادی۔

" اسید کی بات کر رہے ہو؟ "

نبیہا حیرت آمیز مسکراہٹ سے عزہ کو دیکھتی ہوئی استفسار کرنے لگی۔

البتہ اسید کے ذکر پر عافیہ کا موڈ خراب ہوا تھا۔

" بلکل !!! "

جواب نمر کی جانب سے آیا تھا اس نے غیر محسوس انداز میں ٹیبل کے نیچے ہاتھ لے جا کر عزہ کے بازو پر چٹکی کاٹی تو اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ بلند ہوئی۔

آواز پر سب سے پہلے خاموشی سے کھانا کھاتے مائر نے اس کی جانب دیکھا۔

وہ اس وقت وائٹ ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس تازہ شاور لے کر بیٹھا تھا۔

اسکی نظریں عزہ پر تھیں جو غصے سے نمر کو گھور رہی تھی جیسے نگاہوں ہی سے اسے کچا چبا جائے گی۔

اسکی سرخ پڑتی چھوٹی سی ناک اور سبز آنکھوں میں ہلکورے لیتا غصہ دیکھتے مائر دبیر کے لبوں پر ہلکی سی مسکان پھیلی جسے کسی کی نظروں میں آئے بغیر وہ چھپا گیا۔

" !!! آجاؤ بھئی اسید! بہت انتظار کرواتے ہو "

اسید کو داخل ہوتا دیکھ کر نائل جو سب کا ساتھ دینے کو سیلڈ پر گزارہ کر رہا تھا خوشگواریت سے کہتا کھانے کی جانب ہاتھ بڑھا گیا۔

" !!! اسلام علیکم "

دو وجود کا اضافہ وہ محسوس کر چکا تھا، لہٰذا مشترکہ سلام کرتا وہ عزہ کے ساتھ والی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

" وعلیکم السلام، کیسے ہو اسید؟ "

باقی سب نے زیر لب جواب دیا جبکہ نبیہا باآواز بلند کہتیں خوش دلی سے اسکی خیریت پوچھنے لگیں۔

" اللہ کا کرم ہے !!! "

وہ پانی کا گلاس لبوں سے لگاتا دھیمے انداز میں بولا۔ اس نے ایک نظر مائر کو دیکھا تھا دونوں کی نگاہوں کا تصادم ہوا، دونوں نگاہ پھیر گئے۔

" بریانی دوں یا چپاتی لیں گے؟ "

عزہ ہلکی آواز میں اسید سے پوچھنے لگی جس نے ڈش کی جانب اشارہ کیا تو وہ اسکے لئے چاول نکالنے لگی۔

" ماشاءللہ عزہ تو بہت سمجھدار ہو گئی ہے، میرا اسے اپنی بیٹی بنانے کا فیصلہ غلط نہیں تھا کیوں عافی؟ "

لگے ہاتھوں انہوں نے دل کی بات کہہ ڈالی۔ نائل کا منہ تک جاتا ہاتھ رکا اس نے تیز نظر عافی پر ڈالی جو بھرپور انداز میں مسکرا رہی تھیں۔

" بلکل، تمہاری ہی بیٹی ہے عزہ !!! "

نائل اور نمر میں نظروں کا تبادلہ ہوا جبکہ اسید کا چہرہ بے تاثر رہا یوں جیسے اسے کسی بات سے فرق نہیں پڑتا تھا۔

اس نے نائل کو دیکھا تو ذہن میں ثمر کی بات گونجی۔ "نائل سر آئے تھے! "وہ سر جھٹک گیا۔

مائر کھانے سے فارغ ہو چکا تھا نیپکن سے منہ تھپتھپاتا وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

" اکسکیوز می !!! "

شائستگی سے کہتا وہ کرسی کھسکا کر مسکراتی نظر عزہ پر ڈال کر اس کمرے کی جانب بڑھ گیا جہاں فلحال وہ ٹھہرا ہوا تھا۔

اس سب میں جس کی بات ہو رہی تھی وہ بے خبر بیٹھی پلیٹ میں چمچ ہلا رہی تھی اسکی موجودگی کا احساس ہی کتنا دلکش تھا۔ اسکے پرفیوم کی مہک کے حصار میں خود کو محسوس کرتی وہ مسمرائز ہو رہی تھی۔

" کچھ سوچا ہے پھر شادی کے بارے میں؟ "

نائل اسے چھیڑنے والے انداز میں بولا تو اسید حسب توقع منہ کے زاویے بگاڑ گیا۔ عزہ کا دل زور سے دھڑکا وہ ہاتھ روکے اسکے جواب کی منتظر تھی۔

بتایا تو تھا مجھے دلچسپی نہیں ہے، کیا رکھا ہے ان شادیوں میں ؟" وہ عافیہ پر " اچٹتی نظر ڈال کر بیزاری سے بولا تو وہ جل کر رہ گئی وہیں نائل قہقہہ لگا گیا۔

" !!! چاچو صحیح جا رہے ہیں "

نمرا سے دیکھتا آنکھ دبا گیا تو اسید مسکراہٹ دباتا اٹھ کھڑا ہوا۔

" !!! چلتا ہوں "

نائل کو دیکھ کر کہتا وہ کرسی کھسکا کر پیچھے ہوا تو کچھ یاد آنے پر نائل اچانک بولا۔

یار رات کو سٹڈی میں ملو مجھے، ایک ڈیل کے بارے میں ڈسکس کرنا ہے، "

" !!! سکندر کے ساتھ کانٹریکٹ کی فائل بھی لے آنا یاد سے۔۔۔

اسید سر ہلاتا چلا گیا تو عزہ کو ہر چیز بے رنگ لگنے لگی۔ کچھ دیر بعد وہ بھی ایکسکیوز کرتی اٹھ کر چلی گئی۔

" نمراب سیریس ہو کر آفس جوائن کرو جب شادی کا سوچ ہی رہے ہو !!! "
نائل نے اسے آڑے ہاتھوں لیا تو وہ گڑ بڑا گیا۔

" یس ڈیڈ میں کل ہی سے جوائن کرتا ہوں !!! "
وہ دونوں اشاروں میں گفتگو کرنے لگے، وہیں نبیہا سے گپ شپ کرتی عافیہ بار بار تیکھی نظروں سے باپ بیٹے کو دیکھ رہی تھیں جو جانے کونسی کھچڑی پکا رہے تھے !

❤❤❤

"عزہ کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہو گا تمہیں قبل از وقت اپنی بہن کو امید نہیں دلانی چاہیے !!! "

کمرے میں آتے ہی وہ دو ٹوک انداز میں بولا تو نائٹ سوٹ لے کر باتھ روم کی جانب بڑھتیں عافیہ سلگ کر پلٹیں۔

"عزہ کی مرضی ہو یا نہ ! اسکی شادی مائرہی سے ہو گی سنا آپ نے۔۔۔؟ اس بار میں کسی کی بات نہیں مانوں گی !" نائل نے مٹھیاں بھینچتے خود پر ضبط کیا۔

"تم مجھے نہیں بتا سکتی مجھے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں۔۔ ابھی میری بیٹی بہت چھوٹی ہے اس کے سامنے دوبارہ ایسی بات مت کرنا، ورنہ مجھ سے کوئی اچھی امید نہ رکھنا !!! "

جھک کر سائیڈ ٹیبل سے فائل، فون اور پین پکڑتا وہ تیز نظر عافیہ پر ڈالتا سٹڈی کی جانب بڑھا۔اندر جاتے ہی اس نے زور سے دروازہ بند کیا۔

ٹھا کی آواز پر عافیہ نے کانوں میں انگلیاں ڈالتے تپ کر بند دروازے کو دیکھا۔

"کول ڈاؤن عافی جسٹ کول ڈاؤن !سب ویسا ہی ہو گا جیسا تم چاہتی ہو، بس تھوڑا صبر !!! "
دونوں ہاتھ اٹھا خود کو ریلیکس کرتیں وہ مسکراہٹ چہرے پر سجاتیں واش روم کی جانب بڑھ گئیں۔۔

❤❤❤

کراچی کی ایک بلند و بالا بلڈنگ کے دسویں مالے پر واقع فلیٹ میں جھانکو تو چھوٹے سے لاؤنج میں زمین پر جگہ جگہ کارٹن پڑے تھے جن کے کھلے دہانے سے کاغذات، نیلی ہری فائلیں، کپڑوں جوتوں کا ڈھیر اور دیگر ضرورت کا سامان نظر آرہا تھا۔

لاؤنج کی حالت کچھ بہتر نہیں تھی صوفوں پر بچھے سفید کور گرد آلود تھے جبکہ سفید پردے بھی گرد کے اثر سے سرمئی نظر آنے لگے تھے۔

لاؤنج سے منسلک اوپن کچن سے کھٹر پٹر کی آواز آرہی تھی وہ سلیب کے پیچھے زمین پر پنجوں کے بل بیٹھا کیبن کھنگال رہا تھا جو خالی پڑے اسکا منہ چڑا رہے تھے۔

وہ ہاتھ جھاڑتا اٹھا، سر پر رکھی سیاہ پی کیپ اتار کر اس نے سلیب پر رکھی اور سیاہ گہری آنکھوں کو چاروں جانب گھمایا۔

" !!! بہت کچرا کر رکھا ہے "
سر ہلا کر کہتا وہ کچن سے نکل آیا۔ سب سے پہلے اس نے میلے کچیلے صوفے کے کور اور پردے اتارے اور آس پاس سے ٹوکری تلاش کر اس میں ٹھونس دیے۔

ادھر ادھر گھوم کر تھوڑی تگودو کے بعد اس نے پانی کا پائپ اور جھاڑو تلاش کر لیا۔ پینٹ ٹخنوں سے اوپر کھینچ کر اس نے زمین پر رکھے کارٹن اٹھا کر ٹیبل پر رکھے اور پائپ کو کچن کے نلکے سے لگا کر وہاں موجود واحد کمرے کی چوکھٹ تک لے گیا۔۔

اس نے اندر جھانکا، کمرے کی حالت کچھ بہتر تھی ایک سنگل بیڈ، کونے میں رکھا تھری سٹر صوفہ، میز اور دیوار سے لگی الماری۔ دوسرے کونے میں کھڑکی بھی تھی جس پر پڑے پردے وہ پہلے ہی ہٹا چکا تھا۔

وہ پائپ اندر لے آیا اور فرش کو پھرتی سے صاف کرتا گیا چند منٹ بعد وہ لاؤنج بھی صاف کر چکا تھا آرمی میں جانے کے بعد یوں بھی اسے ہر کام خود کرنے کی عادت ہو چکی تھی۔۔

وہ آج ہی اس فلیٹ میں شفٹ ہوا تھا، کراچی آنے کا مقصد ایک نیا مشن تھا اسکے ساتھی بھی شناخت بدلے آس پاس کے فلیٹس میں موجود تھے۔

وہ فرش سکھانے کے بعد کمر پر ہاتھ رکھے چاروں اوڑھ تنقیدی نگاہوں سے دیکھنے لگا، ہاں اب حالت کچھ بہتر نظر آرہی تھی۔

وہ جھاڑن لے کر وہاں موجود اکادکا چیزوں کو صاف کر کے چینج کرنے چلا گیا۔ کچھ دیر بعد وہ بلیک ٹراؤزر وائٹ ٹی شرٹ میں فریش ساواش روم سے باہر نکلا۔

لاؤنج میں آتا وہ خاکی بڑے بڑے کارٹن ایک ایک کر کے کمرے میں لے آیا، سارا سامان الماری میں سیٹ کر کے وہ دو قدم پیچھے لیتا تفصیلی نظر ڈال کر پٹ بند کرتا بیڈ تک آتا ڈھیلے انداز میں اوندھا گر گیا۔

اسکی آنکھیں بند ہو رہی تھیں تھکاوٹ سے بدن چور تھا، رفتہ رفتہ وہ نیند کی وادیوں میں اتر رہا تھا جب فون کی رنگ بجنے پر اس نے ایک دم آنکھوں کھولیں۔ سیاہ آنکھوں میں لال ڈورے نمایاں تھے۔

وہ سیدھا ہوتا سائیڈ ٹیبل سے موبائل پکڑتا چت لیٹ گیا اسکے پیر ٹھنڈے فرش کو چھو رہے تھے۔ صالح نے جونہی موبائل سامنے کیا "مشی کالنگ" دیکھ کر اسکے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔

" آپ پر سلامتی ہو جانِ یوسف !!! "

بھاری بوجھل آواز میں کہتا وہ نچلا لب دانت تلے دبا گیا وہ تصور کی آنکھ سے دیکھ سکتا تھا اسکے طرز تخاطب پر وہ شرمگیں انداز میں مسکرائی ہو گی۔ مگر اس تصور کی آنکھ تو تب پھوٹی جب مشی نے غصے سے سلام کا جواب دیا۔

" اللہ کی پناہ، سب خیر ہے ؟ آپ کس بات پر غصہ ہیں ؟ "

پہلے تین لفظ زیر لب کہتا وہ نرمی سے بولا مگر یہ نرم انداز و تاثرات بھی اسکی اگلی بات پر اڑے۔۔

" کیا؟ کوئی لڑکی آئی تھی میرا پوچھ رہی تھی؟ "

وہ سٹپٹاتا اٹھ بیٹھا، دوسری جانب وہ غصے سے بولتی جا رہی تھی۔ وہ مسکینی شکل بناتا سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

مشی اس عمر میں اب میں کیا لڑکیوں سے دوستیاں کرتا اچھا لگوں گا؟ "

" میرا مطلب ہے مجھے کیا پتہ وہ کون تھی کیوں آئی؟

وہ جھلاتا اسے صفائیاں دینے لگا جو سخت ناراض لگ رہی تھی۔

جانم اچھا سنیں تو۔۔۔ ہاں اب مجھے سنیں! کون میرے پیچھے آتا ہے کسے " میں پسند ہوں اس سے کیا فرق پڑتا ہے! میں تو آپکا ہوں نہ؟ میری بیوی تو آپ ہیں! یوسف صرف اپنی مشی سے محبت کرتا ہے پھر آپ کیوں خفا ہوتی ہیں؟ "

وہ واپس لیٹتا ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھتا آنکھیں موندے دلکش لہجے میں کہہ رہا تھا۔اسکے بازو کے مسلز ابھر آئے تھے!

کچھ دیر وہ اسے مناتا رہا اور وہ اسکے نرم لہجے سے پگھلتی گئی۔۔ایک گھنٹے سترہ منٹ بعد وہ کال بند کرتا گہری سانس لے کر اٹھا۔اسکے تاثرات بدل چکے تھے چہرے پر جھنجھلاہٹ تھی۔

" یہ لڑکیاں تو ہاتھ دھو کر میرے پیچھے ہی پڑ گئی ہیں، کاش مرحا نے مجھے اتنا ہینڈسم نہ بنایا ہوتا !!! "

بڑبڑاتا وہ اپنے ساتھیوں کی خیر خبر لینے کے لئے چلا گیا۔کل سے اسے باقاعدہ اپنے مشن پر کام کرنا تھا، تالاب کی جس بڑی مچھلی پر وہ ہاتھ ڈالنے جا رہا تھا جانے وہ کونسے طوفان اٹھانے والی تھی۔

❤❤❤

کچن سے کھانے کی اشتہا انگیز خوشبو اٹھ رہی تھی ہالہ دوپٹہ کمر پر باندھے احتیاط سے گرم دیگچی کو رومال سے پکڑتی دوسرے چولہے پر رکھ کر دم والی آگ کرتی پیچھے ہوئی۔

آج پہلی بار اس نے بریانی بنائی تھی گو کہ اسکے جانے کا سن کر دل اداس تھا مگر خفگی غالب تھی، وہ پہلے بھی تو بتا سکتا تھا نہ؟ مگر اس بے چارے کو کچھ خبر نہیں تھی کہ اسکی چند دن کی بیوی اس سے خفا ہو چکی ہے۔۔

وہ پلٹ کر کچن سے باہر دیکھنے لگی جہاں عطوف دستر خوان بچھا کر اسکی جانب آرہی تھی اس نے ہر چیز میں ہالہ کی مدد کروائی تھی۔

مٹن کا سالن اور رائتہ وہ بنا چکی تھی اب بس چار پانچ چپاتیاں بنانی باقی تھیں۔یہ ڈنر خاص کر انہوں نے عمر کے لئے بنایا تھا۔

" بن گئی بریانی؟ "

عطوف شلف پر رکھے برتن اٹھا کر اسکے عقب میں دیکھتی بولی۔

" !!! ہاں بس دم دے دیا ہے "

ہالہ نے الجھے بالوں سے نکلتی کچھ لٹوں کو کان کے پیچھے کرتے مصروف سے انداز میں جواب دیا۔اس کی نگاہ عطوف کے عقب میں نظر آتے عمر پر پڑی جو فون پر کسی سے بات کرتا اسکی جانب ہی دیکھ رہا تھا۔

وہ منہ پھلاتی پلٹ کر چیزیں سمیٹنے لگی تو عطوف نے حیرت سے اسکے بدلتے تاثرات کو دیکھا۔وہ پلٹی تو عمر کو دیکھ کر اس نے مسکراہٹ دبائی، تو یہ وجہ تھی !

وہ دستر خوان پر برتن رکھنے چلی گئی تب عمر کچن میں آیا اس نے فون پاکٹ میں ڈالتے ہالہ کو دیکھا جو کیبن کھولے دونوں پیر اوپر اٹھائے ہاتھ مار کر کچھ پکڑنے کی کوشش کر رہی تھی۔اسے اب یاد آیا تھا کہ اس نے فوڈ کلر تو ڈالا ہی نہیں !

اسے اپنی کوشش میں ناکام ہوتے دیکھ کر وہ اس کے چھوٹے قد کو دیکھ کر مسکراہٹ دباتا بنا آہٹ کے اسکے پیچھے آ کھڑا ہوا۔

" کیا چاہیے آپ کو؟ "

سر جھکائے دھیمے لہجے میں کہتا وہ اسے ایک پل کو ڈرا گیا ہالہ کا ہاتھ بے ساختہ سینے پر پڑا۔ اتنے قریب سے اسکی آواز محسوس کرتی وہ خود میں سمٹ گئی مگر پھر اس سے ناراضگی کا خیال آتے ہی وہ بغیر جواب دیے پھر سے فوڈ کلر کے پیکٹ کی جانب ہاتھ بڑھانے لگی۔

میجر عمر نے اسکی خاموشی کو حیا پر محمول کرتے ہاتھ بڑھا کر پیکٹ اٹھا کر اسکے ہاتھ میں تھما دیا۔ ہالہ چپ چاپ ایک طرف ہوتی کمر پر بندھا دوپٹہ کھول کر پھیلاتی چولہے کی جانب جانے لگی جب وہ ایک دم اسکی کلائی تھام گیا۔

"آپ مجھے نظر انداز کر رہی ہیں؟ "

وہ اچنبھے سے گویا ہوا، ہالہ کا دل اسکے دھیمے لہجے پر زور سے دھڑکا مگر وہ دل پر پتھر رکھتی اپنی کلائی آزاد کرواتی بیگانگی سے بولی۔

" میں کون ہوتی ہوں آپ کو نظر انداز کرنے والی؟ "

وہ زرد رنگ کو پانی میں مکس کرتی چاولوں پر ڈالنے لگی۔اپنا کام کر کے وہ کچن سے باہر چلی گئی۔ عمر ہقا بقا اسکی پشت کو دیکھتا رہ گیا۔

❤❤❤

کھانے سے فارغ ہو کر وہ کمرے میں آئے تو ہالہ شاور لینے چلی گئی۔ وہ بیڈ پر نیم دراز ہوتا داڑھی کھجانے لگا نگاہیں واش روم کے بند دروازے پر تھیں۔اسے بہت سوچنے پر بھی سمجھ نہ آیا وہ کیوں خفا ہے !

کچھ دیر بعد وہ باہر نکلی تو ہلکے گلابی رنگ کی شلوار قمیض میں ملبوس تھی گیلے بال جوڑے میں بندھے گردن پر لٹک رہے تھے۔

وہ گال تلے مٹھی رکھے نرم نگاہوں سے اسے تکنے لگا اسکی نگاہیں وہ خوب محسوس کر رہی تھی سینے میں موجود گوشت کا لوتھڑا معمول سے تیز دھڑکنے لگا۔

بظاہر سخت نظر آنے والے میجر عمر کا دل اتنا نرم ہو گا اسے کبھی کبھی یقین نہیں ہوتا تھا۔ کیسے ایک طلاق یافتہ سانولی لڑکی سے وہ اتنی چاہت سے پیش آتا تھا۔

وہ سر جھکا کر چلتی بیڈ کی دوسری جانب آ بیٹھی۔ ان دونوں کے بیچ فاصلہ تھا عمر نے ترچھی نگاہ اس پر ڈالی پھر آرام سے فاصلہ سمیٹتا اسکے ساتھ بیٹھ گیا۔
ہالہ نے چہرہ گھما کر اسکی جانب دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا وہ اسکی جانب پلٹتی نہایت آہستگی سے اسکے سینے پر سر رکھ گئی۔ میجر عمر کا وقت وہیں تھم گیا وہ سانس روک گیا۔

" میں کیسے رہوں گی آپ کے بغیر؟ "

ہالہ کی بھرائی آواز ابھری وہ آہستگی سے اسکے گرد توانا بازو پھیلاتا اسے نرم حصار میں لے گیا۔

" آپ اس طرح کریں گی تو میں کیسے جا سکوں گا؟ "

نظریں جھکا کر اسکے چہرے کو دیکھتا وہ ہولے سے مسکرایا۔

"آپ کو پہلے بتانا چاہیے تھا نہ ایسے اچانک کہہ دیا، آپ کی عادت ہونے لگی ہے مجھے ! "

وہ اسکے کشادہ سینے پر ٹھوڑی رکھ کر چہرہ بلند کرتی ڈبڈبائی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔ عمر نے بے ساختہ اسکی آنکھ کے کنارے سے پھسلتے آنسو کو شہادت کی انگلی کی پور پر چنا۔

"اتنا رونے والی آنکھیں میں نے آج تک نہیں دیکھیں !!! "

ہالہ کے نین کٹوروں پر لگا بندھ بہہ نکلا آنسو لڑی بناتے عمر کی انگلی کو بھگوتے کنپٹی پر پھسلتے گئے۔

"ستم ہائے، چشمِ نم ! "

"آپ کے یہ آنسو سمندر بنادیں گے، واللہ میں ان آنکھوں میں ڈوب جاؤں گا !!! "

نرمی سے اسکے ہر آنسو کو پلکوں سے سمیٹتا وہ گھمبیر آواز میں بولا تو ہالہ کے عارضوں پر گلال بکھرا۔

" !!! آپ جلدی آجایئے گا "

اسکی نظروں سے پزل ہوتی وہ سر واپس اسکے سینے پر رکھتی دھیمی آواز میں بولی جسے وہ مشکل سے سن پایا۔

" !!! جو حکم "

وہ اسے حصار میں لئے نیم دراز ہو گیا اس سب میں پہلی بار ہالہ کے لبوں پر بڑی پیاری مسکان آئی۔

"آپ وہاں جا کر کال کریں گے ؟ "

وہ اسکی شرٹ کے بٹنوں کو چھیڑنے لگی تھی انداز لاڈ دکھانے والا تھا۔ وہ اسکے ہر ہر انداز پر فدا ہو رہا تھا۔ اسکی معصومیت میجر عمر کے دل پر نقش ہوتی جا رہی تھی۔

" !!! جیسا آپ چاہیں "

کیا سخی انداز تھا۔ ہالہ نے ناراض نظر اس پر ڈالی۔

مطلب اگر میں نہ کہوں تو آپ نہیں کریں گے ؟ بیوی ہوں میں آپ کی "
" !!!

وہ پورے حق سے بولی بغیر دیکھے کہ وہ اسکے استحقاق جتانے پر کتنا محظوظ ہو رہا تھا۔

" !!! اچھا بیوی ہیں آپ میری، مجھے لگا آپ کو یاد نہیں "

اسکا لہجہ زو معنی ہوا۔ہالہ کے دل کی دھڑکنیں منتشر ہوئیں وہ اسکے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔

" !!! مجھے نیند آرہی ہے "

اسکی ہلکی سی آواز سنائی دی وہ نچلے لب کا کونہ دانت تلے دباتا مسکراہٹ روکنے لگا جو اسکے بھیگی بلی بننے پر امڈ امڈ کر آرہی تھی۔۔

" تو آپ چاہتی ہیں میں سلاؤں ؟ "

وہ اسے محض تنگ کرنے کو بولا ہالہ گڑ بڑا کر سیدھی ہوئی۔

" !!! نہیں تو میں نے ایسا بھی نہیں کہا "

ادھ گیلے بالوں کا جوڑا کھول کر دونوں ہاتھ بالوں میں چلاتی وہ تکیہ ٹھیک کرتی لیٹنے لگی جب اسے محویت سے خود کو تکتے پا کر وہ ٹھہر گئی۔

"کیا ہوا؟"

"کچھ نہیں!!!" وہ نفی میں سر ہلا گیا۔

وہ بال پیچھے کو پھیلاتی کروٹ کے بل لیٹ گئی۔ عمر نے ہاتھ بڑھا کر لائٹ بند کر دی، سائیڈ لیمپ کی مدھم روشنی میں ہالہ کی پشت کو دیکھتا وہ بازو سر کے نیچے رکھ کر اسکی جانب رخ کر گیا۔

"انسان کے بعض فیصلے بہترین ہونے کے ساتھ خوبصورت بھی ہوتے ہیں!"

اپنی سوچ پر مسکراہٹ دباتا وہ چپکے سے اسکے بالوں کو ہتھیلی پر محسوس کرتا آنکھیں موند گیا۔

♥♥♥

فلیٹ کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا اسکے آتے ہی پہلے سے موجود اسکے دو جونئیرز الرٹ ہو گئے۔ اسکی ہمراہی میں وہ ایک کمرے کی جانب بڑھے۔ اندر آکر صالح نے ایک تفصیلی نگاہ کمرے پر ڈالی پھر کمپیوٹر کے آگے بیٹھے ایکسپرٹ کی جانب بڑھا جوان کی ٹیم کا رکن تھا۔ وہ صالح کو دیکھ کر کھڑا ہونے لگا جب اس نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

وہ آنکھیں سکیڑتا کرسی کی پشت پر بایاں ہاتھ رکھتا سکرین کی جانب جھکتا غور سے دیکھنے لگا۔

" کوئی کلیو ملا؟ "

اس نے کرسی پر بیٹھے جمشید کو مخاطب کیا۔ وہ سر ہلاتا تیزی سے کی بورڈ پر انگلیاں چلانے لگا۔

یس سر یہ دیکھیں! یہ اس کلب کی سی سی ٹی وی فٹیج ہے جہاں وہ لوگ " " ملے تھے، چہرہ واضح نہیں ہے۔

سکرین پر چلتی ویڈیو دیکھ کر صاح چونکا۔اس نے فوٹیج آگے کروائی جہاں ایک شخص گاڑی میں بیٹھ کر جارہا تھا۔

" !!! اس گاڑی کی انفارمیشن نکلواؤ فوراً "

وہ سیدھا ہوتا پلٹ کر ایک جونیر کو آرڈر دیتا پر سوچ انداز میں زمین کو دیکھتا داڑھی سہلانے لگا۔

" !!! یس سر "

وہ سرہلاتا اگلے ہی لمحے کمرے سے نکل گیا۔تب صالح دوسرے ساتھی کی جانب متوجہ ہوا۔

" اس کلب کا سارا ڈیٹا لاؤ، سارے ممبرز کی ڈیٹیلز، کون آتا جاتا ہے اور کس کے کلب کے مالک سے قریبی تعلقات ہیں ! "

" اوکے سر!"وہ بھی سلیوٹ کرتا پلٹ کر لمبے ڈگ بھرتا چلا گیا تو جمشید کرسی سے اٹھ کر اسکے عقب میں کھڑا ہوتا گویا ہوا۔

" میرے لئے کیا حکم ہے سر؟؟؟ "

صالح چند قدم آگے بڑھا اس نے پاکٹ سے فون نکالتے اسید کا نمبر نکالا۔

" اس کلب کے سب ممبرز کے گھروں کا سیکیورٹی سسٹم ہیک کرو! اس کے بعد ہم ان کے فونز بگ کریں گے مگر اتنی جلدی نہیں، ابھی بہت کچھ جاننا باقی ہے، معمولی غلطی کی بھی گنجائش نہیں ہے !!! "

سنجیدگی سے کہتا وہ موبائل پر ٹائپنگ کرتا باہر چلا آیا اس کا رخ فلیٹ کے دروازے کی جانب تھا۔

" اپنے اس چائنا کے کزن سے ہوشیار رہو، تفصیل بتانے کا وقت نہیں ہے !!! "

اسید کو میسج بھیج کر وہ سر پر پی کیپ درست کر کے سر جھکاتا پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتا ایک انداز سے چلتا فلیٹ کا دروازہ عبور کر گیا۔

❤❤❤

گھر کا ماحول کھچا کھچا سا تھا جانِ عالم کے آنے کے بعد سے یاسر اور ارمان فرح سے سیدھے منہ بات نہیں کر رہے تھے۔

وہ دونوں اس وقت لاؤنج میں بیٹھے ٹیلی ویژن پر نیوز دیکھ رہے تھے کچن میں انعم اور فروا ان کے لیے کھانے کی تیاری کر رہی تھیں۔

اسی دوران فروہ کمرے سے باہر نکلیں وہ اداس لگتی تھیں۔ وہ لاؤنج میں ان کے پاس آ بیٹھیں تو ارمان نے پہلو بدلا جبکہ یاسر کے تاثرات سنجیدہ ہو گئے۔

"تم دونوں مجھ سے بات کیوں نہیں کر رہے نہ صبح مجھ سے مل کے جاتے ہو کیا ماں اب اتنی بری لگنے لگی ہے؟ "

ان کی بھرائی آواز پر یاسر کا دل نرم پڑا۔

"امی آپ ایک بات کا جواب دیں مجھے! وہ انسان کیوں آیا ہمارے گھر؟ اتنے سالوں بعد یاد آیا کہ اسکی کوئی اولاد بھی ہے؟ "

وہ پھر سے تلخ ہونے لگا تھا۔ فرح نے پلکیں جھپک کر نمی اندر دھکیلی۔

" میرا کیا قصور ہے اس میں؟ "

یاسر نے گہرا سانس لیا۔ ارمان بھی ان کی جانب متوجہ ہوا اسکی حیثیت وہاں خاموش تماشائی کی سی تھی۔

"امی آپ سوچ نہیں سکتیں مجھے کس قدر غصہ ہے ان پر، اور آپ پر بھی کہ آپ نے ایسے انسان سے شادی ہی کیوں کی تھی جو اس قابل نہیں تھا کہ اپنے بیوی بچوں کو اپنا سکے ! "

یاسر کنپٹی دباتا اپنے اشتعال پر قابو پانے لگا۔ سر کی پشت پر ہاتھ پھیرتے اس نے فرح کی جانب دیکھتے ان کے ہاتھ تھام لیے۔

"اچھا چھوڑیں، آج کے بعد ان کا ذکر بھی نہیں ہو گا یہاں! آپ پریشان نہ ہوں، انعم۔۔۔۔؟ لے بھی آؤ اب کھانا، امی کا بھی یہیں لے آنا !!!
"

اس نے انہیں تسلی دیتے بلند آواز میں ہانک لگائی۔ کچن سے باہر نکلتی انعم نتھنے پھلا کر واپس گئی اس نے بڑی سی ڈش میں رکھے کھانے میں تھوڑا سا اضافہ کیا۔

"بڑی بات ہے لگتا ہے ساسوں ماں کی صلح ہو گئی ہے بیٹوں سے، بڑی تیز ہیں ویسے !!! "

فروا معنی خیز انداز میں مسکراتی کہنے لگی تو انعم نے ناگواری سے سر جھٹکا۔

میری بلا سے ! یہ نئی بات تھوڑی ہے دو چار ٹسوے بہا کر دکھا دیتی ہیں، "

" خیر ہمیں کیا؟

وہ بڑبڑاتی کچن سے نکل گئی تو فروا کندھے اچکاتی برتن دھونے لگی۔ آرام آرام سے برتن دھوتی وہ جان بوجھ کر زیادہ وقت لگا رہی تھی تاکہ سب کھا پی کر کمروں میں چلے جائیں۔

اسکی توقع کے مطابق جب سب کمروں میں چلے گئے تو وہ گیلے ہاتھ دوپٹے سے پونچھتی باہر آئی۔

شکر ہے سب گئے، سارا دن چخ چخ لگائی ہوتی ہے دو گھڑی سکون میسر "

" !!! نہیں

آنکھیں گھماتی وہ اپنے کمرے کی اور دھیمی چال چلتی جا رہی تھی جب انعم کے کمرے سے لڑائی کی آواز آنے لگی۔ وہ اپنی شرٹ نہ ملنے پر غصے میں

بول رہا تھا اور انعم بجائے ڈھونڈنے کے غصے سے جواب دے رہی تھی۔
اگلے ہی لمحے تھپڑ کی آواز گونجی۔

" !!! تمہارے ساتھ یہی ہونا چاہیے، ہنہ "
فروہ ہنستی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی۔

♥♥♥

" ڈیڈ آپ نے بلایا؟ "
سکندر کے کمرے کا دروازہ کھولتی وہ بلا دھڑک اندر چلی آئی۔ سکندر جو کھڑکی کے پاس آرام دہ کرسی پر بیٹھے رسالہ پڑھنے میں مگن تھے اسے دیکھ کر مسکرا دیے۔
کیسی ہے میری بیٹی ؟؟" وہ رسالہ ایک طرف کرتے مسکرا کر بولے۔"
" میں ٹھیک ہوں ڈیڈ، ایوری تھنگ از فائن ؟؟؟ "
وہ حیرت آمیز مسکراہٹ سے انہیں دیکھتی ڈریسنگ مرر کے سامنے پڑا سٹول کھینچ کر ان کے سامنے بیٹھ گئی۔

ہاں بلکل سب ٹھیک ہے! آج کل کیا ہو رہا ہے ؟" لگتا تھا آج وہ فرصت "
سے بیٹھے تھے۔

" !!! آ کچھ خاص نہیں، آئینور سے مل لیتی ہوں اکثر اور ناولز "

وہ بالوں میں ہاتھ چلاتی لاپرواہ انداز میں بولی۔ سکندر نے سر کو خم دیا۔

" نمر سے گپ شپ نہیں ہوتی ؟ "

وہ اب مدعے پر آئے تھے دردانہ نے چونک کر انہیں دیکھا۔

نہیں اس سے کیوں کروں گی میں بات ؟ بہت ایگو ہے اس میں، مجھے تو "

" !!! سخت چڑ ہے اس سے

وہ منہ کے زاویے بگاڑ کر بولی تو سکندر نے پر سوچ نظروں سے اسے دیکھا۔

" !!! اس سے بنا کر رکھو! اچھا لڑکا ہے وہ "

مگر کیوں ڈیڈ مجھے۔۔۔۔" وہ اسکی بات کاٹ گئے۔ "

بیٹا جو میں نے کہا وہ تم نے سن لیا، جاؤ شاباش مجھے کچھ کام ہے، میری "

" !!! بات پر غور کرنا

وہ رسالہ پکڑ کر اٹھتے سٹڈی کی جانب بڑھ گئے۔

" ڈیڈ آپ یہ سب کیوں۔۔۔۔ "

وہ الجھتی ان کے کمرے سے باہر نکل گئی۔۔

❤❤❤

❤❤❤

(ماضی)

یہ ہسپتال کے ایک کمرے کا منظر تھا۔ سنگل بیڈ پر نیم دراز عافیہ جبیل نقاہت زدہ سی لگتی تھی۔ اسکے قریب ہی نائل کھڑا تھا اسکے ہاتھ میں ایک ننھی پری تھی جسے وہ نم آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔

وہ جھکا اور اس نازک پری کے گال کو ہلکا سا چوم کر سیدھا ہوا۔ اسکے پاس کھڑا انمر اشتیاق سے اپنی چھوٹی سی بہن کو دیکھ رہا تھا۔

" بابا شی از کیوٹ !!! "

اسکی سبز آنکھوں اور پھولے گالوں کو محویت سے دیکھتا وہ خود کو بولنے سے روک نہ پایا۔ نائل اسکی جانب مڑا۔

یس شی از!!!" اس کے لہجے میں محبت تھی۔ "

عافیہ نیم وا آنکھوں سے انہیں دیکھتی ہولے سے مسکرائی تھی۔اس کمرے کے داخلی راستے پر ایک اور وجود موجود تھا جو خاموش سا کھڑا تھا۔ وہ اسی کشمکش میں مبتلا تھا اندر آئے یا نہ۔۔۔!

" اسید وہاں کیوں کھڑے ہو؟ "

دفعتاً نائل کو اسکا خیال آیا تو اچانک دروازے کی جانب دیکھا، اسے وہیں ایستادہ دیکھ کر اسکا انداز سوالیہ ہوا۔

اسید واپس جانے کا ارادہ ملتوی کرتا اندر آیا وہ وی گلے کی سفید ٹی شرٹ اور نیلی جینز میں تھا۔اسکے اندر واضح تبدیلی نظر آتی تھی۔ جم جانے کی وجہ سے وہ پہلے سے صحت منداور بڑا لگتا تھا۔

حال ہی میں اسکی تعلیم مکمل ہوئی تھی وہ اب بزنس کرنے کا ارادہ کر چکا تھا اور اسی کے لئے تگ و دو کر رہا تھا۔

آج بھی وہ اسی کام سے گیا ہوا تھا جب اسے نائل نے بیٹی کی پیدائش کے بارے میں بتایا! وہ خود کو اس پری کو دیکھنے سے روک نہ پایا۔

وہ سنجیدگی سے چلتا نائل کے پاس آیا نمر نے مسکرا کر اسے دیکھا اسید کو دیکھ کر وہ ہمیشہ خوش ہوتا تھا جانے ایسا کیا تھا اس میں جو لوگوں کو اسکی جانب کھینچتا تھا۔

مگر نمر جبیل اور اسید جبران کا معاملہ ہی الگ تھا۔ دونوں نے کئی تہجدیں ایک ساتھ پڑھی تھیں، کئی دکھ بانٹے تھے! وہ اسکے برے وقت میں اسکا ساتھی رہا تھا!

اسید نے بے ساختہ ہاتھ بڑھائے تو نائل نے اپنی بیٹی کو اسکے حوالے کر دیا۔ نائل نے اسید کی سرمئی آنکھوں میں پہلی بار اتنی نرمی دیکھی۔ وہ خاموشی سے سبز آنکھوں والی اس گڑیا کو دیکھ رہا تھا۔

" اسکا نام تم رکھو گے ؟ "

نائل مستفسر ہوا وہیں عافیہ کی بسھوئی وہ موقع محل بھاڑ میں بھیجتی غصے سے بولی۔

" !!! اپنی بیٹی کا نام میں خود رکھوں گی "

نائل نے نظروں میں اسید کو پر سکون رہنے کا اشارہ کیا وہ بیڈ کے کنارے ٹکتا عافیہ کا ہاتھ تھام کر نرمی سے دبا گیا۔

اٹس او کے عافی، وہ بھی ہماری فیملی کا حصہ ہے ! میں چاہتا ہوں اسید "

" ہماری بیٹی کا نام رکھے، تم میری بات کا مان نہیں رکھو گی ؟؟

وہ نرمی سے کہتا اسکی پیشانی چوم کر پیچھے ہٹا تو عافیہ کو چار و ناچار ماننا پڑا مگر اسکا دل جل کر کوئلہ ہو رہا تھا۔

عزہ !!! "اسید کی دھیمی آواز ابھری تو باقی تینوں نفوس اسکی جانب " متوجہ ہوئے۔

" !!! عزہ جبیل "

اس نے دوبارہ دہرایا۔ نائل کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔ وہ اٹھ کر اسکے پاس چلا آیا تھا اسید نے دھیرے سے مسکراتے عزہ کو اسے تھما دیا۔

" نائس نیم۔۔۔ تو اب ہم اپنی بیٹی کو عزہ بلائیں گے !!! "

❤❤❤

(حال)

" آخر یہ اپنے آپ کو سمجھتا کیا ہے ؟ نمر جبیل، ہنہ ! بد تمیز انسان کس طرح دھڑلے سے کہہ رہا تھا تمہارے گھر آؤں گا جیسے میں گھسنے دوں گی نہ مگر۔۔۔۔ !!! "

کمرے میں تیز تیز چکر لگاتی وہ رک کر ناخن چبانے لگی۔

" لیکن اگر وہ آگیا تو۔۔۔۔؟ ہائے اللہ میں کیا کروں !!! "

روہانسی ہوتی وہ کمر پر ہاتھ رکھتی پھر سے ادھر ادھر ٹہلنے لگی جوں جوں وہ سوچتی جا رہی تھی اسکی رفتار بڑھتی جا رہی تھی۔ بالآخر اپنے چکراتے سر کو تھامتی وہ پیروں کو اسٹاپ لگا گئی۔

"چھوڑو آئنور دفع کرو اسے! اللّٰہ آج تو ایپیسوڈ بھی دینی ہے مگر ابھی تک ایک لفظ نہیں لکھا !!! "

سر پر ہاتھ مارتی وہ بیڈ پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی۔ تکیے کے نیچے سے موبائل نکال کر نوٹ پیڈ کھولتی وہ ایپیسوڈ لکھنے میں مصروف ہو گئی۔

قریب ساڑھے تین گھنٹوں بعد وہ موبائل سے سر اٹھاتی بایاں ہاتھ پشت پر لے جاتی کندھا دبانے لگی۔ اس کی گردن اور کندھوں میں شدید درد ہونے لگا تھا۔ یہ درد آج کا نہیں تھا پچھلے کچھ دنوں سے جب بھی وہ لکھنے بیٹھتی یوں ہی اس کے سر اور کندھوں میں درد ہونے لگتا۔

درد کو نظر انداز کرتے اس نے لکھی گئی ایپیسوڈ سر سری انداز میں پڑھی جو تقریبا مکمل ہو چکی تھی بس اس کا ایک سین لکھنا باقی تھا۔

"اسلام علیکم !!! "

جان عالم کی آواز پر وہ موبائل بیڈ پر رکھتی اٹھ کھڑی ہوئی وہ اس وقت کام سے لوٹتے تھے۔ وہ انہیں کھانا دینے کی غرض سے کمرے سے نکل آئی۔

جب تک وہ کچن سے کھانا لے کران کے کمرے میں آئی وہ ہاتھ منہ دھو کر تازہ دم ہو کر آ چکے تھے۔ان کے سامنے کھانا رکھتے آئینور نے فرحین کی جانب دیکھا جو اسے سخت نظروں سے گھور رہی تھیں۔

"صحت دیکھ رہے ہیں اس کی؟ پہلے ہی دبلی سی ہے مگر اب اور کمزور ہوتی جا رہی ہے۔سارا دن موبائل پر لگی رہتی ہے، کیا فائدہ ایسے کام کا؟ چھوڑ کیوں نہیں دیتی؟ میں تو اسے کہہ کہہ کر تھک چکی ہوں اب آپ ہی کچھ سمجھائیں میری تو سنتی نہیں ہے یہ !!! "

وہ جانے کب سے بھری بیٹھی تھیں اسے دیکھتے ہی دل کی بھراس نکالنے لگیں۔

"نور بیٹے ٹھیک کہہ رہی ہیں تمہاری امی! ٹھیک ہے بیٹا ناولز لکھنا تمہارا شوق ہے مگر اس شوق کو سر پر یوں سوار نہ کرو کہ تمہیں اپنے آپ کا بھی ہوش نہ رہے !!! "

وہ سنجیدہ مگر نرم لہجے میں بولے تو وہ ہولے سے منمنائی۔

" جی ابو !!! "

کہہ کر وہ جلدی سے ان کے کمرے سے نکل آئی۔اس کی آنکھوں میں نمی چمکنے لگی وہ انہیں کیا بتاتی کہ ناول لکھنا اس کا جنون بن چکا تھا وہ اسے نہیں چھوڑ سکتی تھی۔فرحین کی روز روز کی ڈانٹ ڈپٹ سے وہ دکھی ہو جاتی تھی وہ اسے نہیں سمجھ سکتی تھیں۔اتنی محنت سے تو وہ اس مقام پر پہنچی تھی ایسے کیسے چھوڑ دیتی۔۔۔

اس کا موڈ خراب ہو چکا تھا وہ اپنے کمرے میں آئی اور ہر سوچ کو جھٹک کر موبائل اٹھاتی قسط کو مکمل کرنے لگی۔ابھی اس نے نوٹ پیڈ پر چند الفاظ ہی گھسیٹے تھے جب اچانک موبائل ہینگ ہو گیا۔

الجھن زدہ سی وہ سکرین پر جگہ جگہ ٹچ کرنے لگی مگر کچھ فرق نہ پڑا پھر اچانک یوں ہوا کہ نوٹ پیڈ آپ ہی بند ہو گیا۔اس نے جلدی سے نوٹ پیڈ دوبارہ کھولا تو قسط غائب تھی اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

دھڑکتے دل سے وہ نوٹ پیڈ میں اوپر نیچے سکرولنگ کرنے لگی مگر قسط کا نام ونشان تک نہ تھا۔ آئنور کی آنکھوں میں نمی تیر گئی بہت مشکل سے اس نے خود کو رونے سے بعض رکھا۔

" !!! کوئی بات نہیں،، کوئی بات نہیں ! میں دوبارہ لکھ لوں گی "

ساڑھے تین گھنٹوں کی محنت ضائع ہونا کوئی چھوٹی بات نہیں تھی مگر وہ پھر بھی دل کو مضبوط کرتی خود کو لکھنے پر آمادہ کرنے لگی۔

اس کے ذہن میں خیال آیا وہ کیوں نہ وائس ٹائپنگ کرلے کیونکہ لکھا گیا ایک ایک لفظ اس کے ذہن میں تھا۔ اس خیال نے اسے تقویت بخشی۔ وہ کی بورڈ چینج کرتی سوچ سوچ کر وائس ٹائپنگ کرنے لگی۔

کمرے میں ٹہلتی موبائل منہ کے قریب کیے وہ الفاظ بولتی جارہی تھی جو سطروں کی صورت میں بکھرنے لگے تھے۔

بالآخر اس کے قدم تھمے ساتھ ہی اس نے گہرا سانس لیا اب کی بار قسط نے مکمل ہونے میں اڑھائی گھنٹے لیے تھے۔

وہ سب سے اوپر جا کر اپنا نام اور ناول کا نام لکھ رہی تھی جب ایک بار پھر ایپلیکیشن اسٹاپ ہو گئی۔ آئنور نے گھبراتے پوری قسط کو کاپی کرنا چاہا مگر دیکھتے ہی دیکھتے موبائل کا فرنٹ پیج اوپن ہو گیا۔

اس نے ایک امید کے تحت دوبارہ وہی ایپلیکیشن کھولی کہ شاید قسط وہیں ہو۔۔۔ شاید ٹیکسٹ کاپی ہو گیا ہو۔۔۔ شاید! مگر خالی فولڈر اسکا منہ چڑا رہا تھا۔

اسکا ضبط ٹوٹا وہ وہیں بیٹھتی زار و قطار رو پڑی موٹے موٹے آنسو اسکی آنکھوں سے گال پر پھسلتے جا رہے تھے۔

اتنی محنت۔۔۔ اتنی محنت کے بعد بھی ایسا کیوں ہوا؟ اللّٰہ تعالٰی میری اتنی زیادہ محنت تھی اب میں کیا کروں؟ اسکے رونے میں تیزی آنے لگی۔

وہ غصے سے اٹھی اور موبائل بیڈ پر پھینکتی اوندھی لیٹ گئی اسکا دل بہت برا ہو رہا تھا۔

"میں اب نہیں لکھوں گی۔۔۔ بھاڑ میں جائے سب!!! "

تلخی سے بڑبڑاتی وہ رو رہی تھی۔اسی اثنا میں دردانہ کی کال آنے لگی۔وہ نظر انداز کیے اوندھی پڑی رہی۔جب موبائل بج بج کر خاموش ہو گیا تو اس نے احسان کرنے والے انداز میں پکڑتے واٹس ایپ کھولا تو وہاں دردانہ کے میسجز موجود تھے۔

"یار مجھے ایک ہیلپ چاہیے تھی، مجھے کور فوٹوز بنادو، دو تین۔۔۔مجھ سے نہیں بن رہی یار!!! "

بے دلی سے پڑھتے اس نے اس کی چیٹ بیک کر دی۔اس کے آنسو بہنے رک چکے تھے مگر نین کٹورے لبالب بھرے ہوئے تھے۔

وہ مایوس سی اپنا فیس بک پیج کھول کر دیکھنے لگی، جانتی تھی سب نیکسٹ ایپیسوڈ کا پوچھ رہے ہوں گے اسکے دیر کرنے پر کوئی اپنی اکتاہٹ کا اظہار کر رہا ہو گا تو کوئی وجہ پوچھ رہا ہو گا۔۔

اس نے سوچا وہ ایک پوسٹ لگا دے جس میں انہیں صاف بتا دے جو اس پر گزری تھی مگر وہ سر جھٹک گئی،، کوئی فائدہ نہیں تھا۔۔۔لوگ بجائے سمجھنے کے ایسی باتیں کہہ دیتے ہیں جس پر دل دکھ جاتا ہے !

وہ بے دلی سے نوٹیفیکیشنز چیک کرنے لگی اسے پھر سے رونا آنے لگا آنسوؤں پر بندھا بندھ ٹوٹ گیا۔

اسکے لب سختی سے آپس میں پیوست تھے چہرہ بے تاثر تھا جبکہ آنکھیں نیر بہا رہی تھیں۔

اس نے ایک نوٹیفیکیشن پر ٹچ کیا، کمنٹ کھل کر سامنے آگیا۔

" میں ایک ہاؤس وائف ہوں۔۔۔آپ کے سب ناولز پڑھے ہیں میں نے، اتنا انتظار رہتا ہے ہر ایپیسوڈ کا۔۔۔میں روز جلدی سے کام ختم کر لیتی ہوں، اشتیاق سا ہوتا ہے کہ آج ایپیسوڈ پڑھنی ہے۔بہت اچھا لکھتی ہیں آپ، مزاح کا جو رنگ ڈالتی ہیں موڈ فریش ہو جاتا ہے۔کسی رائٹر کو میں

نے ایسا کمنٹ نہیں کیا مگر آپ مجبور کر دیتی ہیں یار۔۔۔آپ سامنے ہوتیں تو گلے لگا لیتی آپ کو، آپ سے انسیت ہو گئی ہے !!! "

آئنور روتے روتے ہنس پڑی۔ کچھ لوگ کتنے پیارے ہوتے ہیں نہ۔۔۔ کیسے روتی آنکھوں کو لمحوں میں ہنسا دیتے ہیں! ساکت لبوں پر مسکان بکھیر دیتے ہیں۔۔۔الفاظ یقیناً بہت طاقت رکھتے ہیں !!!

♥♥♥

آئینور نے جب کافی دیر تک رسپانس نہ کیا تو دردانہ پریشان ہوتی اس کے گھر چلی آئی۔ فرحین سے سلام دعا کرنے کے بعد اس نے نور کے بارے میں پوچھا تو وہ لاعلمی کا اظہار کرنے لگیں۔

" پتہ نہیں کیا ہوا ہے اسے، دروازہ بند کر کے بیٹھی ہے تم جاؤ ہو سکتا ہے دروازہ کھول دے !!! "

وہ سر ہلاتی اس کے کمرے کی جانب آئی، بند دروازہ کھٹکھٹاتے اس نے اسے پکارا۔۔

آئنور یار میں ہوں دروازہ کھولو مجھے بات کرنی ہے تم سے۔۔۔۔!!" وہ "

پریشان ہوتی دروازے سے کان لگا کر سننے لگی مگر کوئی آواز نہ آئی۔

اب تم میرے ساتھ ایسے کرو گی؟ میں ناراض ہوئی تو دوبارہ یہاں نہیں "

" !!! آؤں گی

اس نے دھمکی دی جو کام کر گئی کچھ دیر بعد دروازہ کھل گیا۔دردانہ شکر ادا

کرتی جلدی سے اندر آئی۔

" کیا ہوا ہے تمہیں؟سب کو تنگ کر۔۔۔۔ "

خفگی سے کہتی وہ آگے آئی تو اسکا ستا ہوا منہ دیکھ کر اسکی بولتی بند ہوئی۔۔۔

" تم۔۔۔روئی ہو؟ "

نور بغیر جواب دیے صوفے پر بیٹھ گئی تو وہ پرس اتار کر ٹیبل پر رکھتی جلدی

سے اسکے پاس بیٹھی۔۔

" !!! کیا ہوا ہے یار۔۔۔بتاؤ میں سن رہی ہوں "

نور گہرا سانس لیتی دھیمی آواز میں اسے بتاتی گئی۔ دردانہ کی آنکھوں میں افسوس اترا۔۔

" میں بلکل سمجھ رہی ہوں تم کیا فیل کر رہی ہو۔۔۔۔۔بہت دکھ ہوتا ہے محنت ضائع ہونے پر۔۔۔" وہ اسے محبت سے ساتھ لگا گئی۔۔

" رائیٹر کی سٹر گل کوئی نہیں سمجھ سکتا جب تک وہ خود رائٹر نہ بن جائے ۔۔۔ہم کیا محسوس کرتے ہیں، ایک کہانی کو لکھنے میں کرداروں کو بننے میں! اپنے معاملات، اپنی زندگی کو ساتھ لے کر چلنا، "لکھنا"، ہم کن کن مشکلات سے گزرتے ہیں یہ کوئی نہیں سمجھ سکتا۔۔۔لوگ پڑھتے ہیں چلے جاتے ہیں تنقید کرتے ہیں چلے جاتے ہیں۔۔۔یہی سب چلتا رہتا ہے۔۔۔

" خیر چھوڑو، تم بتاؤ تمہارا ناول کیسا جا رہا ہے؟

سر جھٹکتی وہ اب دردانہ سے پوچھنے لگی۔۔

" الحمدللہ بہت بہتر!!! میرا رسپانس پہلے کی نسبت بہت بڑھ گیا ہے۔۔ میں ویسی ہی سٹوریز لکھ رہی ہوں جیسی آج کل ڈیمانڈ ہے۔۔وہی ظالم

ہیرو، معصوم نازک سی ہیروئن، کتنی پسند ہے لوگوں کو ایسی کہانیاں! ایسے کردار اگر حقیقی زندگی میں ملنے لگیں تو لوگوں کے ہوش اڑ جائیں۔۔۔

"حقیقی زندگی کے ولن کو بہت خوبصورتی سے تخیل کا ہیرو بنا دیا جاتا ہے! "

دردانہ نے بڑی تلخی سے کہا۔

"ہم صحیح کہہ رہی ہو، میں خود بھی اس طرح کی سٹوریز نہیں لکھتی، پتہ نہیں کیوں ہر کوئی ایسا لکھنا اور پڑھنا چاہتا ہے۔۔۔ "

دردانہ نے شرارتی نظروں سے اسے دیکھا۔

"یار میرا مشورہ ہے تم بھی ایسی ہی سٹوریز لکھو" گینگسٹر بیسڈ "ڈشم ڈشم! ہیرو لڑکی کے گھر پہنچ جائے۔۔۔ اور پھر ہو دھماکے دار کہانی کا آغاز ۔۔۔ یو نو لوگ پاگل ہیں ایسی سٹوریز کے پیچھے۔۔۔ بندہ کریزی چاہیے ان کو۔۔۔ لڑکی کے لیے پیشنیٹ! اتنا کہ اسے حاصل کرنے کے لیے کچھ بھی کر جائے!!! "

وہ اسے تنگ کرنے کو کہہ رہی تھی جانتی جو تھی وہ اس موضوع سے کتنا چڑتی تھی۔۔

"ہاں ہوں گی پسند لوگوں کو ایسی سٹوریز، بہت مزہ آتا ہے ان کو یہ سب پڑھ کر۔۔۔ میں نے خود کچھ ایسے کمنٹس پڑھے ہیں جن میں لڑکیاں بڑی خوشی سے کہہ رہی ہوتی ہیں کاش ہمیں بھی کوئی ایسا ہیرو مل جائے ہمیں بھی کوئی گینگسٹر مل جائے۔۔۔ کوئی جنونی بندہ ہمیں کیوں نہیں ملتا۔۔۔ اصل زندگی میں جب کوئی گینگسٹر گھر کی دہلیز پر آتا ہے تو سب سے پہلے عزت کا جنازہ نکلتا ہے۔۔۔ وہ عزت جب رخصت ہوتی ہے، گھر کی بیٹی کو اٹھا لیا جاتا ہے تو اگلی باری باپ کی میت کی آتی ہے!

ان کہانیوں کو ناولز میں اتنی خوبصورتی سے لکھا جاتا ہے کہ پڑھنے والا سمجھتا ہے کہ اس کا انجام حقیقی زندگی میں بھی ویسا ہو گا مگر حقیقت بہت تلخ ہے۔۔۔

اسی لیے میں ان خیالی کہانیوں میں حقیقت کا رنگ ڈالتی ہوں۔۔۔ تم جانتی ہو میں ایک مغرور شہزادے اور غریب سانولی حسینہ کی کہانی لکھ رہی ہوں ۔۔۔

سب کو لگ رہا ہے وہ آئے گا، اس پر دل ہارے گا اسے سماج کے ظلم سے بچائے گا اور پھر وہ ہنسی خوشی رہنے لگیں گے۔۔۔ مگر ایسا نہیں ہے۔۔۔ میں لکھوں گی کہ وہ شہزاد آئے گا، اس پر دل ہارے گا، اسے اپنی محبت کا یقین دلائے گا، اسے استعمال کرے گا اور چھوڑ کر چلا جائے گا۔۔۔

میں ایسا کیوں لکھوں گی؟ پتہ ہے کیوں تاکہ آج کی لڑکیوں کو پتہ چلے حقیقی زندگی میں شہزادے نہیں آتے۔۔۔ میں اپنی کہانیوں کو رومانس سے نہیں بھرنا چاہتی، جو صرف اور صرف لوگوں میں حوس پیدا کر رہا ہے۔۔۔

میں چاہتی ہوں اپنے ارد گرد موجود تلخیوں کو لفظوں میں پرو کر پیش کروں تاکہ لوگ سمجھیں۔۔ تخیل میں رہنا اچھا ہے مگر خیالی دنیا میں اتنا کھو جانا کہ انسان حقیقت کا سامنا ہی نہ کر سکے۔۔۔۔ "

وہ ایک سانس میں بولتی چلی گئی۔۔دردانہ دم سادھے اسے سن رہی تھی اسے آئینور پر رشک ہوا۔وہ کتنی مختلف تھی مگر وہ چاہ کر بھی اس جیسی نہیں ہو سکتی تھی۔۔وہ اس جیسی تھی ہی نہیں۔۔۔

" !!! گریٹ !!!اسی لیے تم مجھے اچھی لگتی ہو "

وہ اسکے گال کھینچتی پیار سے بولی تو نور مسکرا دی۔۔

" چائے تو نہیں پوچھو گی؟آجاؤ چائے لے کر پھر تم سے کورایڈٹ کروا کر ہی جاؤں گی "۔۔۔۔

بلا جھجک کہتی وہ صوفے پر پیر اوپر کر کے بیٹھ گئی۔

" !!! ہاں ہاں ٹھیک ہے بنوا لینا۔۔۔میں ابھی آتی ہوں "

مسکرا کر کہتی وہ دروازے کی جانب بڑھ گئی۔اسکا موڈ بحال ہوتے دیکھ کر فرحین نے بھی شکر کا سانس لیا۔

❤❤❤

پورے آسمان کو سرمئی گھٹاؤں نے پناہوں میں لے رکھا تھا۔تا حد نگاہ سرمئی بادلوں کے بڑے بڑے ٹکڑے پھیلے نظر آرہے تھے۔ ہوا کی شدت میں تیزی آرہی تھی۔ یہ ٹھنڈی ہوا جب درختوں سے ٹکراتی تو پتوں کی سرسراہٹ خاموشی کا سینہ چیرتی چلی جاتی۔

بجلی کے اچانک چمکنے سے افق یکدم روشن ہوا۔یہی چمک "جبیل مینشن" کے لان میں بیٹھی عزہ جبیل پر پڑی۔ گال تلے دونوں ہاتھ رکھے محویت سے بادل، بجلی اور ہوا کے اس کھیل کو دیکھتی۔

آسمان ایک پل کو روشن ہوا تو اتنا حسین منظر ابھرا کہ وہ مسحور ہو گئی۔ تاریکی میں گھرے اونچے درختوں کے عقب میں سرخ ہوتا سرمئی آسمان، پتوں کی سرسراہٹ اور ہوا کے چھو جانے سے پیدا ہونے والا لطافت سے گندھا احساس!

اس احساس کی دلفریبی میں تب اضافہ ہوا جب اک مہربان کا خیال جی میں آیا۔ یہ محبوب اتنے مغرور کیوں ہوتے ہیں؟ اپنی سوچ پر وہ ہولے سے مسکرائی۔

" !!! اونہوں، وہ مغرور نہیں ہیں، بس تھوڑے کھڑوس ہیں "

زیر لب مسکراتی وہ نظریں جھکا گئی۔ یہ احساس ہی کتنا دلکش تھا کہ وہ اسے چاہنے لگی تھی۔ اسکے خواب دیکھنے لگی تھی وہ۔۔۔ محبت اسے گھیرے میں لینے لگی تھی ہولے ہولے، رفتہ رفتہ !

!!! مگر وہ انجان تھی "محبت" کے امتحانوں سے

وہ کم سن لڑکی محبت کی اس راہ پر آنکھیں موندے بلا دھڑک چل پڑی تھی ! مگر کون جانتا تھا یہ راہ اسے کس موڑ پر پہنچانے والی ہے

" !!! اہم "

وہ اپنی سوچوں میں گم تھی جب مائر کھنکارتا عقب سے سامنے آیا، اگلے لمحے وہ اسکے برابر سیڑھیوں پر بیٹھ گیا۔

عزہ اسکی موجودگی سے جھجھک سی گئی، وقت نے ایک مدت لی تھی دونوں کو ملانے میں۔ وہ چپ چاپ بیٹھی رہی، اس سے بات کرنا ایک مشکل امر تھا۔ مائر نے اسکی مشکل کو آسان کیا تھا۔

" کیسی ہو؟ "

مظبوط سینے پر ہاتھ باندھتے اس نے چہرہ گھما کر اسے دیکھا۔ اسکی سیاہ ذہین آنکھیں نرمی سے اسے تک رہی تھیں۔ عقب میں ذرا کھلے دروازے سے آتی ہلکی روشنی میں وہ اسے بنا مشقت دیکھ سکتا تھا۔

اسکی چوٹی سے نکلی لٹیں ہوا کی شرارتوں سے بار بار ادھر ادھر لہرا رہی تھیں، سبز کشمکش زدہ آنکھیں کبھی اٹھتی تھیں تو کبھی فرش کو تکنے لگتیں۔

لبوں کو کاٹتے اس نے بالآخر جواب دیا۔ "ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور آپ؟" درمیانی وقفہ طویل تھا۔

میں بھی۔۔۔" وہ دھیرے سے بولا۔اسکا دل چاہا وہ اسکی جانب دیکھے، وہ کئی پہروں فرصت سے دیکھے جانے کے قابل تھا۔ مگر وہ اسے نہیں دیکھ رہی تھی۔

" آپ کو کچھ چاہیے؟ "

خاموشی کے طویل وقفے سے گھبراتی وہ بول پڑی اسے لگا اسے کچھ چاہیے تھا وگرنہ وہ کیوں اسکے پاس آتا۔کزن کا رشتہ ہونے کے باوجود وہ اجنبیوں کی مانند تھے۔

" !!! تمہارا تھوڑا سا وقت "

وہ کہہ نہیں سکا۔وہ تیس سالہ مرد ایک سترہ سالہ لڑکی کے سامنے خود کو بے بس محسوس کر رہا تھا۔اپنی اس کیفیت پر وہ خود بھی حیران تھا۔

" !!! بارش شروع ہو گئی ہے "

وہ چونک کر پیروں پر گرتے شفاف قطروں کو دیکھ کر اٹھتی قدم پیچھے لے گئی۔وہ بھی اسکے پاس آ کھڑا ہوا اس سب میں عزہ نے پہلی بار اسے دیکھا۔

مہرون شرٹ کی آستینوں کو پیچھے موڑے وائٹ ٹراؤزر میں وہ بلا کا ہینڈ سم لگ رہا تھا۔ پیچھے کو جمے بال آج معمول سے ہٹ کر پیشانی پر بکھرے تھے۔

وہ نگاہ ہٹا گئی۔ مگر وہ اسکی نگاہ پکڑ چکا تھا۔مائر نے اسکے چہرے پر کوئی احساس کھوجنا چاہا، عزہ کا چہرہ بے تاثر رہا۔

وہ غیر ارادی طور پر اسکے عقب میں کچھ دور کھڑکیوں کے شیشوں کو دیکھنے لگا جن پر بارش کی بوچھاڑ پڑ رہی تھی۔ نم شیشوں پر بارش کے قطرے پھسلتے عجیب وغریب نقش بنا رہے تھے۔

یکایک عزہ کی آنکھوں میں دلکش رنگ اترے وہ دور سے اسید کو گیٹ سے داخل ہوتا دیکھ چکی تھی اسکے ہاتھوں میں فائلز تھیں جنہیں بارش سے بچاتا وہ اندر کو جاتی راہداری پر لمبے ڈگ بھرتا جا رہا تھا۔

وہ بارش کی پرواہ کیے بغیر سرعت سے اسکی جانب بڑھی۔مائر نے حیران نظروں سے اسے دیکھا، اسکے یوں جانے کی وجہ بھی اسے نظر آ گئی۔

" !!! آپ یہاں سے کیوں آئے ہیں، اندر والا ڈور یوز کر لیتے نہ "

اسکے ساتھ تیز تیز چلتی وہ گردن موڑے کہہ رہی تھی جب وہ ایک دم رکا۔

تمہارا دماغ ٹھیک ہے؟ جب میں آ ہی رہا تھا تو بارش میں آنے کی کیا "

" ضرورت تھی؟

وہ تیوری چڑھاتا ذرا غصے سے بولا، اسکے بچکانے انداز پر اسکا دل کرتا تھا ایک بار تو اسے لگا ہی دے، وہ بھی کان کے نیچے! بلکل بچوں جیسی حرکتیں تھی اسکی۔۔۔۔!

عزہ کا منہ بن گیا وہ منہ بسورتی آگے چل پڑی تو اسید نے کنپٹی مسلی۔ کچھ دیر بعد عزہ کو احساس ہوا اس پر بارش گرنا بند ہو گئی ہے۔

اس نے حیرت سے اوپر دیکھا تو اسکے لب مسکراہٹ میں ڈھلے مگر وہ مسکراہٹ لبوں میں دبا گئی۔ وہ لب بھینچے فائل والا ہاتھ اسکے سر کے اوپر کیے اسکے پیچھے آ رہا تھا۔

" !!! بہت بگڑتی جا رہی ہو "

وہ آنکھیں سکیڑ کر بولا تو وہ اسکی جانب رخ کر کے الٹے قدم لیتی اٹھلا کر بولی۔

" نہ اٹھایا کریں میرے لاڈ، میں ناراض ہوں تو رہنے دیا کریں نہ، میرے موڈ کی پرواہ مت کیا کریں نہ۔۔۔۔ "

اسکے خوبرو چہرے کو نظروں میں اتارتی وہ شرارتی انداز میں کہہ رہی تھی۔

" بہت فضول بولتی ہو !!! "

وہ بڑبڑا کر رہ گیا۔ وہ دونوں مائر کے قریب پہنچ چکے تھے۔ اسید نے کچھ سوچ کر اسکی جانب ہاتھ بڑھا دیا اسکے انداز میں نرمی تھی۔ مائر ذرا حیران ہوا مگر اگلے ہی پل اس نے اسی نرمی سے اسکا ہاتھ تھام لیا۔ پہلی ملاقات میں وہ اسے بہت مغرور لگا تھا۔ مگر آج وہ مختلف نظر آرہا تھا۔

" عزہ بہت اٹیچ ہے آپ سے !!! "

وہ عزہ کو اسکے ساتھ اتنا کمفرٹیبل دیکھ کر خود کو کہنے سے روک نہ سکا۔ اسید نے لاپرواہی سے سر کو خم دیا۔

ہاں بچپن سے اب تک میرے ساتھ زیادہ وقت گزرا ہے اسکا۔۔ "

ڈونٹ وری تمہارے ساتھ بھی ہو جائے گی، شروع میں ایسی ہی رہتی ہے

" ! پھر کان پکائے گی

اس کے سر پر ہلکی چپت لگاتا وہ مائر کو مسکرانے پر مجبور کر گیا۔ عزہ کا منہ غبارے جیسا پھول گیا، مائر کے سامنے اس کی تو بے عزتی ہو گئی تھی۔

میں نائل سے ملنے آیا تھا کچھ ڈسکس کرنا تھا، تم بھی آجاؤ بزنس کی باتیں "

" !!! چلیں گی، کچھ تم بھی آئیڈیاز دے دینا

مائر کو ساتھ لیے وہ اندر کی اوڑھ بڑھا تو عزہ بھی اندر چلی گئی۔ پہلے اس کا بارش میں بھیگنے کا دل تھا مگر اب۔۔۔ اسکا دل تو۔۔۔ اندر تھا! خود کو خود ہی چپت لگاتی وہ چینج کرنے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

" !!! زیادہ شوخی نہ ہو عزہ بہن "

بڑبڑاتے ہوئے بھی اسکے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔

♥♥♥

جبیل مینشن کی بالائی منزل پر وہ اپنے کمرے کی بالکنی میں کھڑا تھا۔بغیر آستینوں کی گرے شرٹ اور ہم رنگ ٹراؤزر زیب تن کیے، ٹراؤزر کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ ریلنگ کے سامنے کھڑا سر اٹھائے آسمان کو تک رہا تھا۔

بارش کے بعد کی ٹھنڈی ہوا کو دل و جاں سے محسوس کرتا وہ زیر لب مسکرا رہا تھا۔وہ پاکٹ سے ہاتھ نکالتا ریلنگ پر جھکا، بازو ریلنگ پر جماتے اس نے یونہی نیچے لان میں جھانکا۔تاریکی میں گھرے درخت عجیب ہیولے بنا رہے تھے۔

اسکی نگاہیں منظر کو خود میں سمو رہی تھیں تو دل اور دماغ میں ایک ہی خیال غالب تھا۔"اک بد تمیز، نک چڑی حسینہ کا

آہانمر۔۔۔کیا بات ہے، کیا خطاب دیا ہے اسے! ویسے وہ مختلف ہے سب سے۔۔۔اپنے آپ سے لاپرواہ، اسے لاپرواہی سوٹ کرتی ہے۔۔۔کبھی سوچا نہیں تھا میں بھی ان پیار محبت کے چکروں میں پڑوں گا مگر اس

نے عجیب سا "سحر" کر دیا ہے۔ایسا لگتا ہے میں اسکے علاوہ اب کسی لڑکی کے بارے میں سوچ بھی نہیں پاؤں گا۔۔۔ دل تھم گیا اس پر !!! "

ریلنگ پر ٹھہرا ہاتھ اٹھاتا وہ بالوں میں چلانے لگا۔دلکش چہرے پر بڑی انوکھی سی چمک تھی۔

آئنور!!!"اس نے زیر لب اسکا نام دہرایا۔ "

کسے پتہ تھا جس رائٹر پر میرا ابن دیکھے ہی کرش تھا وہ مجھ سے یوں ٹکرانے والی ہے، میرا دل کہتا ہے میری محبت مجھے بہت جلد ملنے والی ہے! "

روئے زمین پر کوئی مجھ سا خوش نصیب بھی ہو گا؟ "

اور پھر۔۔۔۔ محبت تو نصیب والوں کو ہی نصیب ہوتی ہے !!!

مسرور سا وہ پلٹ کر کمرے میں چلا آیا۔چارجنگ پر لگا موبائل اتار کر ایک ٹانگ موڑے بیڈ پر بیٹھتا وہ فیس بک کھول کر دیکھنے لگا۔۔

" اوہ! ابھی تک ایپیسوڈ نہیں آئی۔۔۔۔ "

پرسوچ نظروں سے آئنور کے پیج کو دیکھتا وہ یونہی اسکی لاسٹ پوسٹ کی گئی ایپیسوڈ کا کمنٹس سیکشن کھول کر پڑھنے لگا۔

قارئین کی جانب سے کہے گئے تعاریفی جملے دیکھ کر اس نے داد دیتے ابرو اچکائی۔ نیچے کو آتے اسکی نظر ایک کمنٹ پر ٹھہری، اگلے سب کمنٹس میں ایک ہی سوال پوچھا گیا تھا !

" نور آپی ایپیسوڈ کیوں نہیں آرہی؟ نور آپی ایپیسوڈ کب پوسٹ ہو گی؟ "

نمر کو شرارت سوجھی اس نے لب دباتے کسی کو رپلائے کر دیا۔

" ان کی شادی ہونے والی ہے اس لئے مصروف ہیں !!! "

کچھ سیکنڈ بعد ہی کئی لوگوں کے یکے بعد دیگرے رپلائے آنے لگے۔

" آپ کو کیسے پتہ؟ کیا واقعی ان کی شادی ہے؟ نور آپی اب ناول نہیں لکھیں گی؟ آپ ان کے کیا لگتے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ ! "

نمر نے محظوظ ہوتے قہقہہ لگایا اپنا کارنامہ انجام دے کر وہ سکون سے بیڈ پر نیم دراز ہو گیا۔ ابھی وہ اس صورتحال سے مزید حظ اٹھاتا جب آئنور کی جانب سے ایک جواب موصول ہوا۔

" !!! یہ بھائی لگتے ہیں میرے "

نمر کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔ دانت پیستے اس نے موبائل بند کر دیا۔

" !!! آپکو تو میں دیکھ لوں گا رائٹر صاحبہ "

بڑ بڑاتا وہ آنکھیں موند گیا۔۔

♥♥♥

عمر کو گئے دو دن ہو چکے تھے۔ ہالہ اور عطوف سب کام نبٹا کر بازار جانے کا ارادہ رکھتی تھیں۔

کاموں سے فراغت پا کر عطوف سیاہ عبایا پہنے سیاہ سکارف اور نقاب پٹی ہاتھ میں پکڑے ہالہ کے کمرے تک آئی جو تازہ دم ہونے گئی تھی۔

دروازہ کھلا تھا سو وہ ہلکا سا ناک کر کے کمرے میں آئی تو ہالہ گیلے بالوں کو جوڑے میں کستی پلٹی۔

" بس پانچ منٹ میں چادر لے لوں !!! "

اسے آگاہ کرتی وہ صوفے پر رکھی ڈارک براون چادر اٹھا کر اوڑھتی اسی سے چہرے کو ڈھانپنے لگی۔اسی دوران عطوف حجاب کر کے نقاب باندھ چکی تھی۔ہینڈ بیگ اٹھا کر وہ دونوں دروازے کی اوڑھ بڑھیں۔

" چابی پکڑ لی؟ "

ہالہ نے یاد آنے پر ایک دم کہا تو وہ سر ہلاتی دروازہ دھکیل کر باہر نکلی۔ سامنے ہی بلال کو کھڑا دیکھ کر وہ ٹھہر گئی۔اسکے یوں ٹھہرنے پر دروازے میں کھڑی ہالہ اس سے ٹکراتی ٹکراتی بچی۔

وہ عمر صاحب کی کال آئی تھی آج صبح۔۔۔۔انہوں نے کہا تھا آپ "
" !!! دونوں کو بازار لے جاؤں

ایک نظر عطوف کو دیکھتا وہ نظریں جھکا کر بولا تو ہالہ الجھن زدہ سی عطوف کو دیکھنے لگی جس کی تیوری چڑھ گئی تھی۔اب بھلا ہر جگہ اسکے ساتھ جانا ضروری تھا کیا؟

" !!! بھائی جان کو بتانا ہی نہیں چاہیے تھا "
زیر لب بڑبڑا کر وہ ہالہ کا ہاتھ تھامتی آگے بڑھ گئی۔ تیز تیز چلتے ہالہ نے گردن موڑ کر پیچھے دیکھا تو وہ پشت پر ہاتھ باندھے کسی محافظ کی طرح ان کے پیچھے چل رہا تھا۔

"یہ کون ہے؟" ہالہ نے سرگوشی کی۔۔

"بھائی جان کا دوست ہے، ہمارا محلے دار بھی ہے۔۔ آپ جانتی ہیں مجھے کتنا غصہ آرہا ہے اس وقت؟ سوچا تھا آج آرام سے شاپنگ کریں گے کھائیں پیئیں گے پھر واپس آئیں گے مگر اب اسکی موجودگی میں صحیح سے شاپنگ بھی نہیں ہو پائے گی کھانا پینا تو دور۔۔۔۔"

نقاب سے جھانکتی اسکی آنکھوں میں جھنجھلاہٹ تھی۔ ہالہ کو سمجھ نہ آیا اس پر کیا کہے سو وہ چپ رہی۔ وہ کافی دیر بعد یوں کسی کے ساتھ بازار جارہی تھی۔ کالج کے وقت وہ اکثر امی کے ساتھ جایا کرتی تھی مگر پہلی شادی کے بعد وہ گھر میں جیسے قید ہو کر رہ گئی تھی۔

سابقہ زندگی کسی فلم کی مانند اسکے ذہن میں جھلکنے لگی۔ طلاق، بھابھیوں کے طنز، بھائیوں کے بیزار رویے، میجر عمر سے شادی۔۔۔اور یہاں آکر اسکے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔

سب کتنا خوبصورت تھا، سب خواب لگتا تھا۔ وہ سیاہیوں سے اجالوں میں لائی گئی تھی۔

تکلیف کے وقت کے بعد اب راحت خوب محسوس ہوتی تھی۔ گر وہ برا وقت اس نے نہ کاٹا ہوتا تو اس سکون، راحت، ان اچھے وقتوں کی قدر کیسے جانتی۔۔۔!

بازار کو جانے کا راستہ مختصر تھا سو انہوں نے پیدل جانے کو ترجیح دی تھی۔ بازار کی حدود شروع ہوتے ہی وہ دونوں محتاط سی ہو گئی تھیں،

عطوف نے مظبوطی سے ہالہ کا ہاتھ تھام رکھا تھا جبکہ بلال ان کے مزید قریب چلتا ہاتھ بڑھا کر ان کے لیے راستہ بنا رہا تھا۔

اسکی سخت نظریں آتے جاتے مردوں اور شریر نوجوانوں پر تھیں، وہ اپنے ساتھ موجود عورتوں کی حفاظت کرنا بخوبی جانتا تھا۔

رش میں جگہ بناتیں تیز تیز چلتیں وہ ایک دکان میں داخل ہوئیں جہاں موسمی کپڑوں کی بہت اچھی کلیکشن تھی۔

وہ دونوں اندر جا کر بیٹھ گئیں تو دکاندار پھرتی سے انہیں مختلف ڈیزائن دکھانے لگا۔بلال دکان کے باہر سینے پر ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔اسے اندر عورتوں میں گھس کر بیٹھنے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

وہ نرم نگاہوں سے عطوف کو دیکھنے لگا جو سر ہلاتی دکاندار سے کچھ کہہ رہی تھی۔ اس نے ہاتھ اوپر اٹھا کر آنکھ کے کنارے سے نقاب پٹی درست کی تو بلال کی نگاہ اسکی آنکھوں پر ٹھہری۔

"آنکھیں اتنی خوبصورت ہیں تو چہرہ کیسا ہوگا؟ "

حجاب کی بھی اپنی ہی ادا ہے، پہننے والا تو بے فکر ہو جاتا ہے، دیکھنے والے کو بے چین کر دیتا ہے !!!

نگاہ پکڑے جانے کے ڈر سے وہ سر ذرا سا جھکا گیا۔ کچھ دیر بعد وہ دونوں باہر آتی دکھائی دیں۔ ان کے ہاتھ میں دو دو شاپنگ بیگز تھے۔

بلال نے انہیں تھامنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو عطوف نے تیکھی نظر اس پر ڈالی۔ اس نظر نے اس کی دھڑکنیں منتشر کر دیں۔

" !!! ہم پکڑ لیں گی "

بے تاثر لہجے میں کہتی وہ آگے بڑھنے لگی جب وہ اچانک سامنے آ گیا۔ ہالہ نے ایک نگاہ بلال پر ڈالی دوسری عطوف پر۔۔۔ ایک شعلہ جوالا تو دوسرا ! مانند شبنم

! وہ مسکراہٹ دبا گئی۔۔۔ کچھ تو تھا، صیغہ راز میں

" !!! میرے ہوتے آپ کیوں اٹھائیں گی؟ لائیے "

نرمی سے کہتے اس نے دونوں کے ہاتھوں سے بیگز تھام لیے۔

" !!! ہالہ میرا خیال ہے کافی ہے، واپس چلتے ہیں "

اسکے موڈ کا ستیاناس ہو چکا تھا۔ بھلا وہ کوئی چھوٹی کاکیاں تھیں جو خود شاپنگ بیگز نہیں اٹھا سکتی تھیں۔

اسکے برعکس ہالہ اس سچوایشن کو انجوائے کر رہی تھی۔اسے واپسی کے راستے پر بڑھتے دیکھ کر وہ گڑبڑا کر دھیما سا بولی۔۔

"لیکن عطوف ابھی تو ہم نے پردے بھی لینے تھے اور وہ جیولری، شوز، ہاٹ پاٹ، پاستا، کچن کی کچھ اور بھی آئیٹمز تھیں میں یاد کر کے آئی تھی سب۔۔۔۔"

وہ نان اسٹاپ بولتی جارہی تھی جب عطوف نے اسکا ہاتھ دبا کر خاموش کرواتے پیچھے کو اشارہ کیا۔اسکا ہاتھ تھامے وہ ادھر ادھر دیکھ کر سڑک پار کرتی ایک طرف چلنے لگی۔

"یہ جو ہمارا ابا بن رہا ہے نہ بات بات پر روک ٹوک مجھے نہیں پسند۔۔۔

ہم کوئی ننھی کاکیاں ہیں؟ میں تو محلے کی کسی آنٹی یا لڑکی کے ساتھ خود بھی

بازار آجاتی ہوں مگر اب بھائی جان کو پتہ نہیں کیا سوجھی جو اسے ساتھ بھیج

دیا۔۔

مجھ سے اب شاپنگ نہیں ہو گی۔۔ ہم ایک دو دن بعد پھر آجائیں گے اور

اس بار میں بھائی کو نہیں بتاؤں گی۔۔۔ "

ہالہ نے ہنستے ہوئے اسے دیکھا اسکی جھنجھلاہٹ پر اسے ہنسی آرہی تھی وہ

سمجھ رہی تھی کہ عطوف اس لڑکے سے چڑ رہی تھی اور شاید وجہ اسکی بولتی

نظریں تھیں۔

" ٹھیک ہے ٹھیک ہے !!! "

ان کے پیچھے آتا بلال پر سوچ نظروں سے عطوف کو دیکھ رہا تھا۔ کیا میری وجہ سے تو وہ اتنی جلدی واپس نہیں جا رہیں؟ مگر میں نے کیا کیا ہے؟ میں زیادہ ہی سوچ رہا ہوں۔۔۔

کندھے اچکاتا وہ ان کے پیچھے ہو لیا۔۔۔

♥♥♥

" اف بارہ بج گئے؟ ٹائم کتنی جلدی گزر رہا ہے آج !!! "

بڑبڑاتی وہ اسید کی استری شدہ شرٹ پکڑے اپنے کمرے سے بھاگنے کے انداز میں نکلی۔

" بابا بہت ڈانٹیں گے نمر بھائی بھی تیار ہو گئے ہیں اور میں اب تک ماسی بنی ہوئی ہوں۔۔ ویسے کتنی بری بات ہے اپنے رشتے کے لیے خود ساتھ جا رہے ہیں مگر وہ کسی کی مانیں تب نہ !!! "

خود کلامی کرتی سر جھکا کر تیز تیز چلتی وہ لاؤنج میں صوفے سے ٹکرا گئی۔

"دھیان سے عزہ، خوشی سے تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے!!!" نبیہا سے گفتگو کرتیں عافیہ نے اسے روہانسی ہوتے دیکھ کر لتاڑا۔ ان کا موڈ سخت خراب تھا۔

عزہ منہ بناتی اسی سپیڈ سے چلتی اسید کے پورشن سے جڑے دروازے کی جانب بڑھی۔ عجلت میں دروازہ کھولتی وہ دوسری جانب غائب ہو گئی۔

اسکی تیزی دیکھتے عافیہ کا دل جل کر کوئلہ ہو گیا۔ آخر نائل نے پھر اپنی منوا کر ہی دم لیا تھا۔ انہیں چاروناچار یہ کڑوا گھونٹ بھرنا پڑا تھا مگر وہ بھی تہیہ کیے بیٹھی تھیں اس لڑکی کو تو وہ کبھی قبول نہیں کریں گی۔۔۔

" تم نے کیا کہا پھر نائل بھائی کو؟ وہ تو بہت غصہ ہوئے ہوں گے تمہارے
نہ جانے پر !!! "

نبیہا کچھ پریشان لگتی تھیں۔ آناًفاناً ثمر کے رشتے کا جو سلسلہ چل پڑا تھا
انہیں خود کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔
ابھی عافیہ کی زبانی کچھ کچھ حالات معلوم ہو چکے تھے۔

" طبیعت خرابی کا کہہ دیا تھا۔ ان کو بھی میرے خراب موڈ کا اندازہ تھا اس
لیے خاموش ہو گئے۔ اس پیچ لڑکی کے گھٹیا گھر میں تو میں مر کر بھی نہ جانا
چاہوں، ہنہ ان لڑکیوں کی فطرت خوب جانتی ہوں میں امیر لڑکوں کو
پھانس لیتی ہیں تاکہ ساری زندگی عیش کر سکیں۔۔۔ "

وہ زہر اگل رہی تھیں انہیں دیکھ کر نہیں لگ رہا تھا کہ وہ اپر کلاس سے تعلق رکھنے والی ویل ایجوکیٹڈ عورت ہیں۔۔۔

نبیہا نے خاموش رہنا بہتر سمجھا تھا۔ان کے ذہن میں مائر کا خیال آیا تو وہ اکسیوز کرتیں اسے کال کرنے کے ارادے سے اٹھ کھڑی ہوئیں جو بزنس کے سلسلے میں پاکستان میں آئے ایک ڈیلیگیشن سے ملنے گیا تھا۔
اسے گئے کافی وقت ہو چکا تھا۔وہ فکر مند ہوتیں اپنے کمرے کی جانب بڑھیں جہاں وہ فلحال مقیم تھیں۔

❤❤❤

"یہ کہاں گئے؟ "

کمرہ خالی پا کر وہ ادھر ادھر دیکھتی کبرڈ کی جانب بڑھی جسکے ادھ کھلے دروازے سے اسکا بگڑا ہوا حال وہ باآسانی دیکھ سکتی تھی۔ شاید وہ کچھ تلاش کر رہا تھا۔

وہ نفی میں سر ہلاتی پریس کی ہوئی اسکی ٹی شرٹ جا کر بیڈ پر رکھتی واپس آئی۔ دونوں پٹ کھول کر وہ پھرتی سے اسکی کبرڈ ٹھیک کرنے لگی۔

اسکی گرے رنگ کی شرٹ کو چند پل دیکھتی وہ چہرے کے قریب لے آئی۔ اسکا دل زور سے دھڑکنے لگا جو وہ کرنے جا رہی تھی اسکا خیال ہی دھڑکنیں بڑھا گیا۔
آنکھیں موندتے اس نے شرٹ کو مزید قریب کرتے اسکی مہک اندر اتاری۔

" یہ کیا کر رہی ہو؟ "

اسید کے ٹھنڈے لہجے پر وہ ڈر کر اچھلی۔ خوف سے اسکے ہاتھ پیر کانپنے لگے شرٹ فوراواپس رکھتی وہ کبرڈ بند کر کے پلٹی۔

" وہ۔۔۔۔آپکی شرٹ پریس کر دی،بیڈ پر۔۔۔۔ "

بے ربطگی سے سہم کر کہتی وہ تیزی سے دروازے کی جانب بڑھ گئی۔اسید نے لب بھینچتے اسکی پشت کو دیکھا۔اس نے سر جھٹکا۔

" گڑیا آج کل اتنا عجیب بی ہیو کیو کر رہی ہے؟ "

پر سوچ نظروں سے کبرڈ کو دیکھتا وہ اپنے ابلتے غصے پر قابو پاتا بیڈ کی جانب بڑھا۔بلیک وی گلے کی سادہ ٹی شرٹ بمعہ جینز اٹھاتا وہ واش روم کی جانب بڑھ گیا۔

❤❤❤

" آئنور۔۔۔۔؟ کب سے آوازیں دے رہی ہوں سن کیوں نہیں رہی؟ "

" !!! اس موبائل کو چھوڑو ورنہ مار کھاؤ گی آج مجھ سے

فرحین صاف ستھرے کپڑوں میں معمول سے کچھ زیادہ فریش لگ رہی

تھیں ان کی تیاری دیکھتے آئنور نے موبائل ایک طرف رکھتے ابرو اچکائے۔

" آپ کہیں جا رہی ہیں؟ "

" نہیں۔۔۔ کچھ مہمان آ رہے ہیں، تم فوراً تیار ہو۔۔۔ جو پچھلے مہینے نیا

سوٹ لائی تھی نہ پنک کلر کا وہ پہن لو، ساتھ ہلکا پھلکا میک اپ کر لینا۔۔ "

اسکے کمرے کو سمیٹتیں وہ نارمل سے انداز میں بولیں تو وہ حیرت زدہ سی اٹھ کھڑی ہوئی۔

" مہمان آرہے ہیں تو میں کیوں تیار ہوں امی؟ "
فرحین اسکی طرف آئیں۔ اسکا ہاتھ تھام کر بیڈ پر بیٹھتیں وہ اسے بھی ساتھ بٹھاتی خوشی سے لبریز انداز میں کہنے لگیں۔

" کل دردانہ کے والد آئے تھے تمہارے ابو سے ملنے۔۔۔ ہم حیران تھے کیونکہ پہلے کبھی نہیں آئے، تم سو رہی تھی تب۔۔ انہوں نے ایک رشتہ بتایا ہے تمہارے لیے، ان کے جاننے والے ہیں کوئی، بہت یقین دلایا ہے کہ آپکی بیٹی بہت خوش رہے گی۔۔۔ تم جانتی ہو نہ دردانہ کی فیملی بہت اچھی ہے، اچھے لوگ ہیں وہ انہوں نے تمہارے لیے کوئی برا رشتہ تو نہیں نہ بتانا، باقی ہم خود بھی جان پرکھ کرلیں گے۔ لڑکے کے گھر والے آنا چاہ

رہے تھے تو تمہارے ابو نے بلوالیا۔۔ سکندر بھائی نے تو پوری گارنٹی دی ہے، امید ہے اچھے لوگ ہوں، بہت امیر ہیں لڑکا بھی پڑھا لکھا ہے۔۔ ہم جیسے مڈل کلاس گھروں میں ایسے رشتے آنا کوئی معمولی بات نہیں ہے آئنور ۔۔ میں تو بہت خوش ہوں۔۔ اتنی پریشان تھی تمہارے لیے لیکن دیکھو اللہ نے کیسے آسانی پیدا کی۔۔۔ میری بچی اللہ تمہارے نصیب اچھے کرے۔۔۔ تم تیار ہو جاؤ۔۔۔ میرا دل کہہ رہا ہے بات بن جائے گی مہمان بس آنے والے ہیں۔۔۔ "

اس کی پیشانی چومتیں وہ مسرور سیں انتظامات دیکھنے باہر چلی گئیں۔ آئینور گم صم بیٹھی رہ گئی۔ اسکے الفاظ جیسے دم توڑ گئے تھے۔ اتنی اچانک ؟ اسکا ذہن قبول کرنے پر آمادہ نہ تھا۔

اللہ جی۔۔۔اب یہ کیا ہے ؟" اس نے کراہ کر آنکھیں میچیں۔ "

"مجھے تو ابھی بہت کچھ کرنا تھا، بڑی رائٹر بننا ہے، اپنی فیملی کو سپورٹ کرنا ہے۔۔۔ میرے کچھ خواب ہیں۔ اگر شادی ہو گئی تو میں کیسے کروں گی یہ سب؟"

یہ سب سوچتے اسکے ذہن میں پل بھر کے لیے بھی نمر کا خیال نہ آیا۔
ہاتھوں کو مسلتی وہ مرے مرے قدم اٹھاتی کبرڈ کی جانب بڑھی۔ نیا سوٹ نکال کر سست قدموں سے وہ واش روم کی جانب بڑھ گئی۔

❤❤❤

وہ گھبرائی گھبرائی سی ادھر ادھر ٹہل رہی تھی مہمان کچھ دیر پہلے ہی آئے تھے۔ فرحین اور جانِ عالم ان کے ساتھ ڈرائنگ روم میں موجود تھے۔

اسکے ہاتھ پیر پھول رہے تھے اسے بہن کی کمی شدت سے محسوس ہو رہی تھی،اور کون تھا اس کے پاس جو اس موقع پر ساتھ ہوتا لہٰذا وہ دردانہ کو بلا چکی تھی جو کچھ دیر میں پہنچ رہی تھی۔

اس بے چاری کو بھی سکندر نے کانوں کان خبر نہ ہونے دی۔۔۔وہ تو کچھ اور ہی سوچ بیٹھے تھے مگر نائل کی گزارش پر وہ آئنور کے والد سے بات کرنے پر راضی ہو گئے۔وہ نائل کو ناراض نہیں کر سکتے تھے۔۔۔

اس نے ایک نظر شیشے میں دیکھا۔بے بی پنک پنڈلیوں کو چھوتے خوبصورت فراک اور چوری دار پاجامے میں وہ بہت معصوم اور خوبصورت لگ رہی تھی۔

اس نے سلکی بھورے بالوں کی فرنچ چوٹی بنالی تھی البتہ میک اپ کو اس نے ہاتھ نہ لگایا تھا۔

باہر کی خبر لینے وہ پنک کھسہ پہن کر سر پر ہم رنگ دوپٹہ اوڑھتی باہر آئی۔ ڈرائنگ روم کا دروازہ نیم وا تھا اگر وہ وہاں سے گزرتی تو کسی کی نظروں میں نہ آتی۔

بغیر آہٹ پیدا کیے وہ آرام سے گزر گئی اور اندر نگاہ ڈالنا نہ بھولی۔ مگر بے سود !

وہ فرحین کو ہی دیکھ پائی تھی اسکا تجسس بڑھنے لگا جانے کون لوگ تھے وہ ---

وہ بیزار سی باہر صحن میں چلی آئی، سر اٹھا کر آسمان کو دیکھتی وہ خیالات میں الجھی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی یکدم تیزی سے آتے کسی مظبوط وجود سے ٹکرائی۔

گھبرا کر قدم پیچھے لیتے جونہی اس نے مقابل کو دیکھا اسکی آنکھیں پھیل گئیں۔ چہرہ یوں ہو گیا جیسے کوئی جن بھوت دیکھ لیا ہو۔۔۔

جبکہ مقابل سفید کاٹن کی شلوار قمیض میں بے حد وجیہہ لگتا محظوظ نظروں سے اسکے ہوائیاں اڑے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

" تمممم۔۔۔؟ تمم یہاں؟ "

وہ گھبراتی اسکا بازو کھینچ کر ایک طرف لے گئی۔

"کیا کر رہے ہو یہاں ؟ دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا ؟ اگر امی ابو نے دیکھ لیا۔۔اف اف تم انتہائی بد تمیز۔۔۔۔"

وہ دھیمی آواز میں الفاظ چبا کر کہتی گھبراہٹ میں پیچھے بھی دیکھتی جا رہی تھی جب نمر نے شہادت کی انگلی اسکے لبوں پر رکھ دی۔۔

"تم اب بھی نہیں سمجھی ؟ اندر میرے گھر والے موجود ہیں مس آئنور ! کہا تھا نہ وقت گزاری نہیں کر رہا، بیوی بنانا چاہتا ہوں۔۔۔"

اسے زبردست دھچکا لگا وہ حیران پریشان سی اسے دیکھے گئی۔

"میں نے بہت بد تمیزی کی تھی تم سے، تم بدلہ لے رہے ہو نہ ؟" وہ واہموں کا شکار ہونے لگی۔

ذہن ماننے پر آمادہ ہی نہیں تھا کہ نمر جبیل جیسا شاندار مرد اس جیسی عام سی مڈل کلاس لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے۔۔کم عقلی کے اس مظاہرے پر نمر نے دانت پیس کر اسے دیکھا۔۔

" ہاں ایسا ہی ہے اب دیکھیے رائٹر صاحبہ میں کیسے کیسے بدلے لیتا ہوں!!"
ٹھنڈے لہجے میں کہتا وہ ایک گہری نظر اس پر ڈال کر اندر چلا گیا۔

" اللہ جی۔۔۔یہ انسان مجھ سے بدلہ لینا چاہتا ہے، پلیز امی ابو انکار کر دیں اس رشتے سے۔۔۔ "
روہانسی ہوتی وہ تیزی سے اپنے کمرے کی اوڑھ بڑھ گئی۔

❤❤❤

" آؤ بیٹے !!! "

لوازمات سے بھری ٹرالی گھسیٹ کر لاتی وہ ڈرائنگ روم کے دروازے پر جھجھکتی رک گئی تو جانِ عالم نے پیار سے کہا جس پر سب کی نگاہ اسکی جانب اٹھی۔

اسید اگلے ہی لمحے نگاہ ہٹا گیا جبکہ عزہ دلچسپی سے آئینور کو دیکھنے لگی۔ شرمائی گھبرائی اپنی ہونے والی بھابھی اسے بہت پسند آئی تھی۔

نائل نے ستائش سے ابرو اچکاتے نمر کو دیکھا گویا اسکی پسند کی داد دی، نمر مسکراہٹ دباتا سر جھکا کر بیٹھ گیا وہ آئینور کو مزید اپنی نظروں سے زچ نہیں کرنا چاہتا تھا۔

جان عالم کچھ غیر آرام دہ سے تھے لڑکے کا خود آجانا غیر معمولی تھا مگر شاید بڑے لوگوں کے طور طریقے اور تھے۔

آئنور سلام کر کے فرحین کے ساتھ بیٹھ گئی تو نائل نے بلند آواز میں جواب دیتے اسکا حال احوال دریافت کیا۔ وہ اس لڑکی اور گھر والوں کے سلیقے کو دیکھ کر قدرے مطمئن ہو گیا تھا۔

عزہ دوپہر کی بات کو بھولی نمر کو کہنی مارتی چھیڑنے لگی تو وہ اپنی ہنسی کو بمشکل کنڑول کرتا سر مزید جھکا گیا۔

فرحین مہمانوں کو لوازمات سرو کرنے لگیں، بڑے اپنی گفتگو میں مصروف ہو گئے، کچھ سوال آئینور سے کیے جاتے کچھ نمر سے۔۔۔

نور نے ہمت کر کے ذرا کی ذرا نگاہ اٹھا کر دیکھا تو اسید پر نگاہ ٹھہری، وہ سنجیدہ سا بیٹھا تھا۔ اسکی شخصیت سے وہ خوب متاثر ہوئی۔

" !!! ہاؤ گریسفل "

ساتھ ہی اس نے نمر کی جانب دیکھا جو اتنا شریف بن کر بیٹھا تھا کہ اسکے اندر غصے سے ابال اٹھنے لگے۔

ہنہ ! گھنہ میسنا کہیں کا۔۔۔ کاش اس وقت ہم کہیں اور ہوتے تو میں " تمہارا کچومر بنا دیتی، ہائے اللہ جی، کیا بنے گا ہمارا؟ اگر امی ابو مان گئے تو میں " کیسے رہوں گی اس مونچھوں والے آلو کے ساتھ ؟

وہ سر جھکاتی پریشانی سے لب کاٹنے لگی۔ مقابل بیٹھی عزہ نے اچانک اسید کو مخاطب کیا تو وہ چونک کر اسکی جانب متوجہ ہوا۔

"نمر بھائی کو دیکھیں زرا شرم نہیں آتی ایک تو خود بھی ساتھ آ گئے دوسرا کیسے بتیسی نکال رہے ہیں۔۔۔"

مسکراہٹ دباتی وہ آنکھ سے نمر کی جانب اشارہ کرنے لگی تو اسید نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

"بری بات گڑیا! کانوں میں باتیں نہ کرو !!!"

دھیمی آواز میں سرزنش کرتا وہ جانِ عالم اور نائل کی گفتگو سننے لگا جو عافیہ کے نہ آنے کا جواز پوچھ رہے تھے۔

"چائنہ کی بندریا زیادہ ہی اچھل رہی ہے !!!"

عافیہ کے زکر پر اسکا حلق تک کڑوا ہو گیا۔

آئنور کب سے یہاں سے جانے کے لیے پر تول رہی تھی جو نہی فرحین نے اشارہ کیا وہ جیسے کسی قید سے رہا ہوتی فوراً اٹھ کر چلی گئی۔ نمر جبیل کی نظروں نے دروازے تک اسکا پیچھا کیا تھا۔۔۔۔!

❤❤❤

"آپکا میری زندگی میں آنا بہار جیسا تھا آپ کے جانے سے خزاں کیوں آ گئی؟ تین دن ہو گئے آپ کو گئے ہوئے، کیا آپ کو میں ایک بار بھی یاد نہ آئی! میجر جی آپ سے سخت خفا ہوں میں۔۔۔ "

وہ اداس سی کھڑکی کے پاس کھڑی تھی۔سانولے چہرے کے جاذب نظر نقوش میں اداسیاں گھلی ہوئی تھیں۔اسکا ایک ہاتھ گریل پر تھا جبکہ دوسرے ہاتھ میں تھامے موبائل کو وہ ہر تھوڑی دیر بعد دیکھ رہی تھی۔

اس نے یونہی موبائل والا ہاتھ اوپر کیا ہی تھا جب اچانک اسکی کال آنے لگی۔ہالہ کے ہاتھ سے موبائل گرتے گرتے بچا۔گڑبڑاتی وہ کھڑکی سے ہٹتی بیڈ پر آبیٹھی۔ہمت مجتمع کرتے اس نے بالاخر کال ریسیو کرلی۔

" اسلام علیکم!!!"نرم خو مہربان لہجہ !
وہ آنکھیں ایک پل کو موند کر اسکی آواز میں چھپے اک میٹھے احساس کو محسوس کرنے لگی۔

اسکے سلام کا جواب دل میں دیتی وہ خاموش ہی رہی، وہ خفا تھی اس سے ۔۔۔وہ چاہتی تھی اسے علم ہو کہ وہ خفا ہے !

دوسری جانب وہ اسکی خاموشی پر بے چین ہوا، کچھ سیکنڈ بعد اس نے کال کاٹ دی،اب کہ ویڈیو کال آنے لگی۔ہالہ نے کچھ سوچ کر کال اٹھالی۔

" اسلام علیکم !!! "

میجر عمر نے نگاہ اس پر جماتے نرمی سے کہا۔ہالہ سر جھکاتی زیر لب جواب دے گئی۔عمر کو احساس ہوا معملہ کچھ خراب ہے۔وہ گلا کھنکارتا محتاط لہجے میں بولا۔

" کیسی ہیں۔۔۔آپ؟ "

ناخن سے بیڈ کی چادر کھرچتی وہ غصہ ضبط کرنے لگی۔ خفگی نے اسکے الفاظ پر یک لخت ہی غصے کی چادر اوڑھی تھی۔

" جیسی بھی ہوں آپ کو کیا؟ "

وہ سر اٹھا کر اسکی آنکھوں میں دیکھتی سر جھٹک کر نگاہ پھیر گئی۔ عمر نے بے اختیار مسکراہٹ دبائی۔ یعنی معاملہ زیادہ گڑبڑ تھا !

" مجھ سے ہی تو متعلق ہے سب کچھ، آپ اس لیے خفا ہیں نہ کہ میں نے کال نہیں کی جلدی؟ یہ دیکھیں، چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔۔۔ زیادہ چوٹ نہیں لگی، پریشان نہیں ہونا آپ نے بس اتنی سی ہے !!! "

وہ اپنا بازو اوپر کرتا دکھانے لگا، اسکی کلائی سے کہنی تک پٹی بندھی تھی۔ ہالہ نے سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں اسکی طرف دیکھا، پٹی میں جکڑے بازو کو دیکھ کر اس کی آنکھیں بھر آئیں۔

" یہ اتنی سی چوٹ ہے؟ "

دوسرے شہر بیٹھے اس شخص کی تکلیف وہ اپنے سینے میں محسوس کر رہی تھی۔ نکاح کا وہ رشتہ جو حالات کی نزاکت نے جوڑا تھا اسے محبت اپنے پروں میں چھپائے پرواز بھرنے لگی تھی۔۔۔

خبردار، ایک آنسو نہ گرے! میں ان آنکھوں کو روتا نہیں دیکھ سکتا۔۔۔ "

"

وہ نرم مگر دوٹوک انداز میں بولا۔ ہالہ تیزی سے پلکیں جھپکتی انگلی کی پور سے آنکھ کے کنارے ٹھہری نمی صاف کرتی سیدھی ہوئی۔ لمبی سانس کھینچتی وہ اپنی بے ساختہ کیفیت پر قابو پانے لگی۔

" بیگم۔۔۔۔؟ "

محبت میں ڈوبی دھیمی گھمبیر پکار پر ہالہ نے دوپٹے کا پلو مٹھی میں بھینچا۔۔ یا اللہ یہ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟

" سنیں بیگم !!! "

وہ دوبارہ گویا ہوا، البتہ اب کہ لبوں پر محظوظ مسکراہٹ تھی۔

" جی میجر جی !!! "

وہ سٹپٹا کر گویا ہوئی، خفگی واداسی پر فطری حیااب غالب آنے لگی تھی، وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ اسکے دہکتے گالوں پر اڈتی گلابیاں دیکھ لے۔

سبحان اللہ!!!" وہ دل کھول کر ہنسا تھا۔ "

آپ مجھے عمر بھی کہہ سکتی ہیں، بیوی ہیں آپ میری؛ اتنا تو حق ہے آپ کو "

!!! "

وہ بڑی سہولت سے کہہ رہا تھا۔ ہالہ اسکے ہنسنے پر کنفیوز ہو رہی تھی پہلے جو اک آدھ نگاہ ڈال کر دلِ بے چین کو قرار بخشتا تھا، اب اس سے بھی گئی تھی۔

وہ اس شخص کی ہر ہر بات، ہر ہر انداز پر، ہر بار حیران ہوتی تھی۔ بظاہر سخت نظر آنے والا کتنا نرم لہجہ و دل رکھتا تھا۔ اسکی آنکھیں کتنی پاک تھیں جن

میں عزت و محبت جھلکتی تھی۔ کیا وہ اس سے اب کبھی خفا ہو پائے گی؟ کیا خفگی، محبت و احترام سے گندھے اس شخص کے خمر کے سامنے ٹھہر پائے گی ۔۔۔۔؟ "دل" نے آپ ہی نفی کی تھی ۔۔۔۔!

" نہیں ۔۔۔ مجھ سے نہیں بولا جائے گا !!! "

وہ لب کاٹتی دھیمے لہجے میں بولی۔ عمر نے سمجھتے سر ہلایا۔

" کوئی بات نہیں ابھی شروعات ہے، آہستہ آہستہ آپ سب کچھ سیکھ جائیں گی ۔۔۔ مشاہدہ یہ کہتا ہے بیویاں شروعات میں معصوم رہتی ہیں جبکہ شوہر کو شروع کے چند ایام چھوڑ کر ماندہ زندگی معصوم، شریف و مسکین رہنا پڑتا ہے !!! "

اسکا انداز چھیڑنے والا تھا۔ہالہ نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا، وہ معصوم بننے کی کوشش کرتا اسے کہیں سے بھی معصوم نہ لگا۔

" !!! بلکل غلط۔۔۔میں ایسی نہیں ہوں"

ناک سکیڑ کر کہتی وہ عمر کے لبوں پر مسکان بکھیر گئی۔چند منٹ وہ حال احوال، رسمی گفتگو کرتے رہے۔ہالہ کا موڈ قدرے بحال ہو چکا تھا۔اختتامی گفتگو پر عمر نے چند پل رک کر اسے دیکھتے دھیما سا مسکراتے کہنا شروع کیا

۔۔

" آپ حیران ہوتی ہیں نہ میرے انداز، میرے لب و لہجے پر۔۔۔کہ مجھ جیسا میچور مرد کس طرح ایک ٹین ایج عاشق کی طرح آپ سے پیش آتا ہے۔۔۔

باخدا میں پہلے کبھی بھی ایسا نہیں تھا نہ مجھے عورت ذات میں دلچسپی تھی لیکن جب سے آپ میرے نکاح میں آئی ہیں میرا دل کہتا ہے آپ سے اتنی محبت سے پیش آؤں کہ حق ادا ہو جائے۔۔ میں آپ کو اتنی عزت و احترام سے رکھنا چاہتا ہوں کہ اللہ راضی ہو جائے۔۔

میاں بیوی کو ایک دوسرے سے محبت بھرے کلمات ورویوں کا اظہار کرنا، کسی نامحرم سے ایسے پیش آنے سے ہر صورت بہتر ہے۔۔۔ آپ بھی جانتی ہوں گی حرام تعلق میں لوگ وہ محبتیں لٹاتے ہیں جو شادی شدہ لوگوں میں ہونی چاہیے۔۔۔

ہمارے تعلق میں جب آپ اپنی شرم وحیا کے باعث کسی بھی اظہار سے " کتراتی ہیں تو یہاں پہل کرنا میرا فرض ہے۔۔۔۔

ہالہ یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ کتنا پیارا بولتا تھا۔ گویا لفظوں کا حق ادا کرنا جانتا تھا۔ مسحور سی اسے دیکھتی وہ بھرپور انداز میں مسکرائی۔

" آپ واپس کب آئیں گے ؟ "

عمر نے پلٹ کر پیچھے دیکھا تھا کوئی اس سے ملنے آیا تھا، ہالہ نے کسی مرد کی آواز سنی تھی۔ چند سیکنڈ بعد وہ سیدھا ہوتا اٹھ کھڑا ہوا۔ موبائل چہرے کے سامنے لاتے وہ گویا ہوا۔

" کل یا پرسوں تک ۔۔۔ چلیں مجھے کام ہے میں پھر بات کروں گا۔۔اپنا اور عطوف کا خیال رکھیں ۔۔۔ کسی چیز کی ضرورت ہو تو بلال کو کہہ دیجیے گا۔۔۔فی امان اللہ !!! "

" فی امان اللہ !!!" ہالہ نے زیر لب جواب دیتے کال بند ہونے پر فون بیڈ پر رکھ دیا۔

❤❤❤

" امی۔۔۔۔ "

کھانے کی میز پر بیٹھے سب افراد نے یاسر کی پکار پر ایک نظر اسے پھر ایک نظر فرح کی جانب دیکھا جو کھانے سے ہاتھ روکتیں سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔انعم اور فروا نے آنکھوں میں ایک دوسرے کو اشارہ کیا۔۔

" ہالہ کیسی ہے؟ "

اب کہ فرح کے ذہن میں کچھ کھٹکا۔اتنے دن بعد اسے بہن کا خیال کیوں کر آیا؟

" !!! ٹھیک ہے۔۔۔بہتت خوش ہے "

انہوں نے سب پر سرسری نگاہ ڈالتے زور دے کر کہا۔ارمان نے یاسر کو اشارہ کیا تو وہ گلا کھنکارتا پھر بولا۔

" اچھی بات ہے۔۔خوش رہے ہمیشہ۔۔۔میں آپ سے ایک بات کرنا چاہتا تھا کچھ پریشان ہوں۔۔۔آپ جانتی ہیں نہ کاروبار گھاٹے میں جا رہا ہے مجھے کچھ پیسوں کی ضرورت تھی اگر آپ ہالہ سے کہیں وہ عمر سے ـــــ"

اسکی بات مکمل ہونے سے قبل فرح نے ہاتھ اٹھا کر اسے ٹوک دیا۔

" خبردار، سوچنا بھی مت۔۔۔۔ابھی اسکی شادی کو دن ہی کتنے ہوئے ہیں اور تم چاہتے ہو وہ اپنے شوہر سے ہمارے لیے پیسے مانگے۔۔کچھ شرم کر لو یاسر۔۔اتنے تم بھی بچے نہیں ہو جو ان رشتوں کی نزاکت نہ سمجھو

۔۔۔! اگر زیادہ ہی ضرورت ہے نہ تم دونوں کو تو اپنی بیویوں کے زیور بیچ دو جس طرح میرے بیچے تھے۔۔۔ "

بے تاثر لہجے میں کہتیں وہ اٹھ کر چلی گئیں۔ یاسر کچھ شرمندہ سا ہو گیا جبکہ ارمان نے نخوت سے سر جھٹکا۔

" ہمیں تو جیسے لے کر پالا ہے، ان کی سگی اولاد تو بس ہالہ ہے !!! "
انعم بھی خاموش نہ رہی، زیور والی بات پر اسکا کلیجہ تک جل گیا۔۔

" دیکھا آپ نے کیسے طعنہ دے کر گئی ہیں۔۔۔ کوئی احسان تو نہیں کیا تھا اپنا زیور دے کر۔۔۔ اور آگے سے کہہ رہی ہیں ہمارے زیور بیچ دیں، کیوں بھئی؟ کیسا مہنگائی کا دور چل رہا ہے، ایک بار بیچ دیے تو دوبارہ لینے کا خواب ہی رہ جائے گا۔۔۔ کل کلاں کو بچے ہوں گے ان کے کام آئیں گے !!! "

بچوں والی بات فروا کو تازیانے کی مانند لگی تھی۔انعم کو کوئی مسلہ نہیں تھا آج نہیں تو کل اسکی اولاد ہو ہی جاتی مگر وہ تو بانجھ تھی۔۔

وہ چپ چاپ کھانا ختم کرنے لگی۔۔
یاسر انعم کو نظرانداز کرتا گہری سوچ میں گم ہو گیا۔۔اسے اب سوچنا تھا وہ رقم کا انتظام کہاں سے کرے کیوں کہ ارمان تو کسی کام کا نہ تھا۔۔۔

❤❤❤

جبیل مینشن میں جھانکو تو برقی قمقموں سے سجے وسیع ہال میں خوش گپیوں کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔چہار سو خوشبوئیں بکھری ہوئی تھیں۔سب

مرد حضرات بلیک تھیم کے مطابق لباس زیب تن کیے موجود تھے جبکہ خواتین کی تھیم آف وائٹ تھی۔

ہال میں ایک طرف چھوٹا سا سٹیج بنایا گیا تھا جس کے پیچھے دیوار گیر سفید ریشمی پردوں پر جلی حروف میں " Happy Father's Day " لکھا ہوا تھا۔اطراف میں سیاہ سیاہ و سفید غباروں کا انبار تھا۔

یہ نمرا اور عزہ کی جانب سے نائل کے لیے ایک چھوٹی سی پارٹی منعقد کی گئی تھی۔چند قریبی عزیزوں اور احباب کو مدعو کیا گیا تھا۔بیرے مہمانوں کو مشروبات سرو کر رہے تھے۔

مہمانوں کے بیچ آف وائٹ جھلملاتی ساڑھی میں عافیہ جبیل شوخیاں بکھیرتی ادھر ادھر منڈلاتی پھر رہی تھیں۔گلے اور ہاتھوں میں ہیرے

جڑے زیورات پہن رکھے تھے۔ایسی محفلوں میں توان کی جان بستی تھی جہاں وہ اپنی جاہ ودولت کی نمائش کر سکیں۔

دفعتاًسب لائٹس بند ہو گئیں، تیز روشنی نے اچانک سٹیج پر اجالا کیا۔اس اجالے میں سب نے عزہ جبیل کو سٹیج پر چڑھتے دیکھا تھا۔آف وائٹ نیٹ کی پیروں تک آتی پھولی فراک میں وہ گڑیا لگ رہی تھی۔

سبز آنکھوں میں شرارت بھرے چاروں اوڑھ دیکھتی وہ فرنٹ رو میں کھڑے نمر کو دیکھ کر مسکراہٹ دبا گئی جو اسے دیکھ کر عجیب وغریب شکلیں بنا رہا تھا۔

نمر سے کچھ پیچھے اسید اور نائل کھڑے تھے۔بلیک تھری پیس پر اپنی شاندار شخصیت کے ساتھ وہ ماحول پر چھائے ہوئے تھے۔

ان سے کچھ فاصلے پر عافیہ، نبیہا کے کندھے پر ہاتھ رکھتیں مسرور سی اپنی پیاری بیٹی کو دیکھنے لگیں۔۔

یوں تو عزہ جبیل پر سب کی نگاہیں جمی تھیں مگر کوئی تھا جس کی سیاہ گہری آنکھوں میں بڑا دلفریب تاثر ابھرا تھا۔مائر دبیر کو یکایک سب حسین لگنے لگا تھا۔

" !!! اسلام علیکم ایوری ون "
نرمی سے کہتی وہ سب پر نگاہ دوڑانے لگی،اسکی نگاہ مائر پر پڑی جس نے سر کو خم دیا۔وہ سرعت سے نگاہ پھیر گئی۔اس نے نمر کو دیکھا جو جن بوجھ کر اسے ہنسا رہا تھا۔

مجھے سمجھ نہیں آرہا کہاں سے شروع کروں کیونکہ میں نے کوئی سپیچ تیار " نہیں کی۔۔۔انفیکٹ !! "

وہ سانس لینے کو رکی، وہ اب کچھ سنجیدہ سی نظر آتی تھی۔سب لوگ اسکے بولنے کے منتظر تھے جب اچانک عزہ کی ہنسی نکل گئی۔عین اسی وقت نمر نے منہ پر ہاتھ رکھتے اپنی ہنسی کا گلا گھونٹا۔۔ہال میں دبی دبی ہنسی گونجی۔۔

سوری۔۔۔۔۔"وہ ایک پل کو رکی۔۔۔ "

" آئی لو یو بابا، آئی لو یو سو مچ !!! آپ دنیا کے سب سے اچھے فادر ہیں۔۔۔ میں بیان نہیں کر پا رہی آپ میرے لیے کیا ہیں! آپ نے ہمیشہ ہمیں پروٹیکٹ کیا، سپیشلی مجھے اتنا پیار دیا۔۔اس لیے نمر بھائی جلتے ہیں مجھ سے

۔۔۔ہاہاہا!!! آپ نے ہمارے لیے اتنا کچھ کیا ہے کہ میں فخر سے سب کو کہہ سکتی ہوں میرے بابا جیسا کوئی نہیں۔۔۔۔یو آر مائے ہیرو !!! "

وہ نم آنکھوں سمیت مسکراتی نائل کو دیکھ رہی تھی جو نرمی سے مسکراتا اسکی طرف آرہا تھا۔

" ہیپی فادرز ڈے !!! "

وہ سٹیج سے اترتی اسکے سینے سے لگی تھی۔نائل نے اپنی ننھی گڑیا کو خود سے لگاتے اسکا سر چوما۔ہال تالیوں کی آواز سے گونجنے لگا۔۔

" بس بھی کرو ڈرامے باز،ابھی میری سپیچ باقی ہے !!! "

نمر عزہ کے کان کے قریب جھک کر بولا تو وہ خفگی سے پیچھے ہوتی اسکے بازو پر مکا جڑ گئی۔وہ اسے آنکھیں دکھاتا سٹیج کی جانب بڑھا۔

" ویلکم ویلکم !!! اسلام علیکم ایوری ون ! مجھے تو آپ سب جانتے ہی ہوں گے۔۔۔ بندے کو نمر جبیل کہتے ہیں !!! "

ایک ہاتھ میں مائک پکڑے دوسرے ہاتھ سے گھنی مونچھوں پر انگلی پھیر کر پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالتا وہ ایک سٹائل سے کھڑا ہو گیا۔

اسکا مغرور انداز دیکھ کر کئی آنکھوں میں ستائش ابھری تھی، بلاشبہ وہ وجاہت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ ہلکا سا مسکراتے اس نے بولنا شروع کیا۔۔

" I am luckiest میرے پاس دو باپ ہیں۔۔۔ "

آئی لو یو بابا، آئی لو یو چاچو!!! میرے بابا جیسا کوئی باپ نہیں اور میرے "
چاچو جیسا بھی کوئی نہیں ہے جنہوں نے مجھے ہمیشہ اپنا دوست اور بچہ سمجھا

۔۔۔

یہ دونوں میرے لئے اتنے ضروری ہیں کہ اگر ایک بھی مجھ سے دور ہوا
خدانخواستہ تو نمر جبیل کی دنیا اندھیر ہو جائے گی۔۔۔ میں ہمیشہ مطمئن رہتا
ہوں کیونکہ بابا ہیں نہ۔۔۔" وہ مسکرایا۔
اور مشکل کے وقت تو بس ایک بات ہی ذہن میں آتی ہے۔۔۔ "

So What ? Chachu dekh lengay ! "

اسید دھیما سا مسکرایا جبکہ نائل نے بھرپور مسکراتے فلائینگ کس کی۔۔۔

" !!! آئی ایم پراؤڈ آف یو بوتھ،، آئی لو یو بوتھ! ہیپی فادرز ڈے "

دونوں کی جانب فلاینگ کس اچھالتا وہ سٹیج سے اتر گیا۔۔اگلے چند منٹوں تک ہال تالیوں کی آواز سے گونجتا رہا تھا۔۔

♥♥♥

" !!! ہائے اللہ مر گئی "

سیڑھیوں سے تیزی سے اترتی وہ فراک میں پیر اٹکنے سے پھسلی،اس سے پہلے اوندھے منہ گرتی کسی نے سرعت سے اسے تھاما۔

عزہ نے سینے پر ہاتھ رکھتے مقابل کو دیکھا جسکا اپنا دل اسکے گر جانے کے ڈر سے تیز تیز دھڑک رہا تھا۔

" !!! سوری۔۔۔پتہ نہیں کیسے پاؤں اٹک گیا "

مائر سے دور ہوتی وہ شرمندہ سی بولی جو تفکر سے اسے دیکھ رہا تھا۔

" کوئی بات نہیں۔۔۔ تمہیں چوٹ تو نہیں لگی؟ "

وہ اسکے پیر کی جانب دیکھنے لگا جو سفید جوتوں میں مقید تھے۔

" !!! نہیں، آپ نے پکڑ لیا ورنہ بہت برا گرتی میں "

وہ سیڑھیوں کے دہانے کو دیکھتی جھرجھری لے کر رہ گئی۔

" ! بی کیئرفل باربی "

نرم نگاہوں سے اسے دیکھتا وہ اوپری منزل پر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا

۔۔

اسکے کمپلیمنٹ پر عزہ کے گال ہلکے گلابی پڑے۔ وہ پلٹتی اپنی پھولی فراک کو دونوں جانب سے چٹکیوں میں بھرتی احتیاط سے نیچے اترنے لگی۔ نیچے کھڑے نائل جبیل نے یہ پورا منظر پر سوچ نظروں سے دیکھا تھا۔

❤❤❤

" تم نے ابھی تک چینج نہیں کیا؟ "

جیسے ہی وہ دھپ سے اسید کے سامنے بیٹھی وہ سوال داغ گیا۔ وہ اور نمر مہمانوں کے جانے کے بعد فریش ہو کر لان میں چلے آئے تھے۔ انہیں کچھ دیر ہی ہوئی تھی جب عزہ ٹپک پڑی۔

" اسے لگ رہا ہے میں بڑی کوئی پرنسز لگ رہی ہوں، جبکہ اصل میں ایک جھاڑو کی کمی ہے بس ورنہ ماسی ہی لگ رہی ہے !!! "

نمر گھاس پر چت لیٹا دل جلانے والے انداز میں بولا۔ عزہ کے سر پر لگی تلووں پر بجی۔ وہ جنگلی بلی کی مانند اس پر پل پڑی۔

" خود کیا ہیں آپ؟ "

وہ اسکے بالوں پر حملہ کرنے کی ناکام کوشش کرتی دانت پیس کر چلائی۔ نمر ہنستا ہوا اسکے دونوں بازو ایک ہاتھ میں پکڑتا اسے چڑانے لگا۔

وہ روہانسی ہونے لگی تو اسید نے اسکی کلائیاں نمر سے چھڑاتے اسے کھینچ کر دور کر دیا۔

اس سلوک پر نمر صدمے سے اسے دیکھنے لگا۔ لاپرواہی سے اسے دیکھتا اگلے پل نظر انداز کر گیا جس پر وہ غش کھا کر رہ گیا.

" کتنے پیار سے آج سپیچ دی تھی میں نے آپ کے لیے !!! "

وہ صدمے سے اسے دیکھتا اٹھ بیٹھا۔ عزہ اسے منہ چڑاتی اسکی حالت پر ہنسنے لگی۔

"میں نے کہا تھا؟" اسید داڑھی کھجاتا بیزار سا بولا اب تو نمر کا دکھ دیکھنے لائق تھا۔

"چاچو یار چیٹنگ ہے یہ! اس چڑیل کی سائیڈ لیتے آپ مجھے جاوید شیخ لگتے ہیں!!! "

"استغفر اللہ!!!" اسید کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔

"میں جا رہا ہوں یہاں سے، بیٹھیں آپ عزہ باندری کے پاس! چاچو بے وفا ہو گیا یارو، میں دکھ کس نوں سناواں!!! "

وہ راگ الاپتا اٹھ کھڑا ہوا تو اسید نے اسکے ڈراموں پر دانت پیستے اسکا بازو کھینچ کر نیچے بٹھایا۔۔

" !!! آرام سے بیٹھ جاؤ ورنہ ایک لگاؤں گا "

کان کے نیچے !!!"عزہ نے فقرہ مکمل کیا تو نمر ہنس پڑا۔ "

جبکہ اسید نے اسے گھوری سے نوازا۔

" سچی سچی بتائیں، میں ڈول لگ رہی ہوں کیا؟ "

مائر کا کمپلیمنٹ کب سے اسکے ذہن میں کلبلا رہا تھا وہ اسید کے منہ سے یہی سننا چاہتی تھی۔ اسکے خوبرو چہرے کو دیکھتی وہ منتظر تھی۔

ہمم!!!" وہ مبہم سا مسکراتا اسکی دھڑکنیں منتشر کر گیا۔ اسکی سبز "
آنکھوں میں سرعت سے ایک انوکھا احساس اجاگر ہوا جسے نگاہ جھکا کر وہ
سرعت سے چھپا گئی۔

" !!! مائر بھائی نے آج مجھے ڈول کہا تھا "
وہ اپنی جانب سے ان کی معلومات میں اضافہ کرنے لگی۔ اسید چونکا تھا جبکہ
نمر پر سوچ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اسید اور نمر میں نظروں کا تبادلہ
ہوا۔

" !!! اچھا۔۔۔ تھک گئی ہو گی اپنے کمرے میں جاؤ شاباش "
وہ نمر سے اس بارے میں بات کرنا چاہتا تھا۔ عزہ الجھی نظروں سے اسے
دیکھتی اٹھ کر چلی گئی۔ تھک تو وہ ویسے بھی گئی تھی۔ اپنے کمرے کی اوڑھ
بڑھتے اچانک اسکی آنکھیں چمکیں۔

آج اپنے موبائل میں اس نے اسید کے ساتھ بہت ساری تصویریں بنائی تھیں۔وہ بلکل مغرور شاہزادہ لگ رہا تھا جس کے ساتھ وہ خود کو شہزادی تصور کر رہی تھی۔وہ ان تصویروں کو دیکھنے کے لیے جلدی سے اپنے کمرے کی جانب دوڑی۔۔۔

❤❤❤

" جلدی بتاؤ کیا ہوا؟ اتنی جلدی میں بلایا ہے تم نے مجھے میں تو ڈر گئی تھی

" !!! پتہ نہیں کیا ہوا

آئنور کے کمرے میں آکر دروازہ بند کرتی وہ دھپ سے اس کے سامنے بیڈ پر بیٹھی۔

" !!! تم اسٹاپ لگاؤ گی تو میں کچھ بولوں گی نہ "

آئنور پریشان سی کہتی ناخن چبانے لگی۔ دردانہ فورا منہ پر انگلی رکھتی اسے تجسس سے دیکھنے لگی۔

" امی ابو نے ہاں کر دی ہے !!! "

وہ ایک سانس میں بول گئی۔ دردانہ کا منہ کھل گیا۔ چند پل تو اسے یہ بات ہضم کرنے میں لگے اگلے ہی لمحے اسکی ہنسی نکل گئی۔

" اس آلو کے لیے ! مان گئے۔۔ہاہاہا۔۔۔ہاہا۔۔آ !!!! "

آئینور نے ایک زوردار مکا اسکے بازو پر دے مارا۔

" بد تمیز عورت، یہاں میرا ٹینشن سے برا حال ہے اور تمہاری ہنسی نکل رہی ہے۔۔۔۔میں کیا کروں یار؟ "

وہ واپس ناخن چباتی تکیے سے ٹیک لگا گئی۔

"سمپل ہے، تم انکل کو منع کردو کہ تم یہ شادی نہیں کرنا چاہتی ہو!!!"

اسکے لاپرواہ انداز پر آئنور کا دل کیا ماتھا پیٹ لے۔

"گئی تھی میں ان کے پاس!!!"

وہ ٹیک چھوڑ کر سیدھی ہو بیٹھی۔

"پھر؟" دردانہ نے ابرو اچکائے۔۔

"میری آواز ہی نہیں نکلی!!!"

دردانہ کا دل کیا ایک چماٹ لگائے اسے۔

"کتنی ڈرپوک ہو تم!!!"

آئنور نے سنجیدہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"بات ڈرپوک ہونے کی نہیں ہے، وہ بہت خوش ہیں، بہت دیر بعد میں نے انہیں اتنا خوش اور مطمئن دیکھا ہے۔ میرے اندر اتنا حوصلہ نہیں ہے کہ اپنے ماں باپ کی خوشی چھین لوں۔۔۔۔"

اوہ!!!"دردانہ بھی اب کچھ سنجیدہ ہوئی۔ "

"یار ایک بات کہوں؟ تم خوامخواہ اتنی وہمی ہو رہی ہو، اچھا خاصا سمجھدار لڑکا ہے نمر، ہاں مزاق مستی میں ہم نے ایک دوسرے کو بہت کچھ کہا ہے لیکن میں اسے پہلے سے جانتی ہوں۔ بابا اکثر بتاتے تھے اسکے بارے میں۔۔

ویسے دیکھا جائے تو وہ کسی بھی لڑکی کا آئیڈیل ہو سکتا ہے۔۔۔ تم اللہ پر یقین رکھ کر تسلیم کر لو اس رشتے کو جو بننے جا رہا ہے۔ تم میری دوست ہو اس لیے سمجھا رہی ہوں۔۔۔ "

آئینور حیرت زدہ سی اسے دیکھ رہی تھی، دردانہ نمر کی سائیڈ لے رہی تھی؟ اسے یقین نہ آیا۔

" اب اتنی حیرت سے نہ دیکھو مجھے، میں چاہتی ہوں تم خوش رہو اور وہ مجنوں یقیناً خوش رکھے گا تمہیں !!! "

آئنور نے سر ہلا دیا۔ اسے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔

" چائے تو۔۔۔۔" دردانہ بولنے ہی لگی تھی جبکہ اس نے بیچ میں بات کاٹ دی۔۔

" !!! ہاں ہاں لا رہی ہوں "

مسکراتی وہ اٹھ کر چلی گئی۔ دردانہ نے اسکی پشت کو دیکھا پھر جوتا اتارتی پیر اوپر کر کے بیٹھ گئی۔

کچھ تھا اُسکی آنکھوں میں جو ٹھٹھکا رہا تھا۔

❤❤❤

" !!! آجاؤ بھئی "

آواز پر لاؤنج میں بیٹھی ہالہ اور عطوف نے سر اٹھا کر دیکھا۔ عمر کو یوں اچانک گھر میں آتے دیکھ کر عطوف کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے جبکہ ہالہ کی آنکھیں جگمگا اٹھیں، دھڑکنیں معمول سے تیز ہوئیں، وہ اٹھ کھڑی ہوئی اس نے سرعت سے اپنے حلیے پر نگاہ ڈالی۔

تبھی عمر کے ہمراہ اسید اندر آتا دکھائی دیا۔اسکی نظریں جھکی ہوئی تھیں وہ مسکرا کر عمر سے مخاطب تھا جو اسکے کندھے پر ہاتھ رکھے اندر آرہا تھا۔

راستے میں اسے اسید مل گیا جو انہی کی طرف آرہا تھا۔اسید کو خوش گوار حیرت سے دیکھتے عطوف نے فوراً دوپٹے سے چہرے کو ڈھانپ لیا۔۔

اب عمر کی نگاہ ہالہ پر پڑی، کیسا نرم گرم سا تاثر تھا اس ایک نگاہ میں۔۔۔ ساتھ ہی وہ کچھ بے چین ہوا۔اس نے عطوف کو دیکھا تو وہ اسکا اشارہ سمجھتی ہالہ کے قریب جھکی۔کچھ سیکنڈ بعد وہ گڑبڑاتی منہ کو ڈھانپ گئی۔

" !!! السلام علیکم "

باری باری اسید اور عمر نے سلام کیا تو وہ دونوں زیر لب جواب دیتیں ایک طرف سے ہو کر کچن میں چلی گئیں۔ وہ دونوں لاؤنج میں رکھے صوفوں کی جانب بڑھے۔

اسید یوں بیٹھا کہ اسکی پشت کچن کی جانب تھی جبکہ عمر بالکل سامنے بیٹھ گیا۔ سفری بیگ اس نے قریب ہی رکھ دیا۔

" کیسے ہو اسید؟ بہت خوشی ہوئی تمہارے آنے سے !!! "

وہ بے حد نرمی سے بولا، لہجے میں خوش کن تاثر تھا، نہ گلہ نہ شکوہ۔۔۔ اسید کچھ شرمندہ ہوا۔ وہ بس اسی شخص کے سامنے شرمندہ ہو سکتا تھا۔

" ٹھیک ہوں! آپ کیسے ہیں؟ "

ہاتھ باہم ملا کر سرمئی آنکھیں اٹھاتا وہ نرمی سے بولا البتہ چہرے کے تاثرات سنجیدہ تھے۔

" الحمدللہ !!! "

کچھ دیر کو خاموشی چھا گئی۔اسی دوران ہالہ کچن کے دروازے پر نمودار ہوئی۔ عمر کی نگاہ پڑی تو اس نے ہاتھ میں تھامی ڈش کی جانب اشارہ کیا جس میں مشروب سے لبالب بھرے دو گلاس تھے وہ ڈش لے آیا۔
ایک گلاس اسکی جانب بڑھاتے دوسرا خود تھامتے وہ اسکی جانب دیکھنے لگا جو کچھ کہنے لگا تھا۔

" میں انوائٹ کرنے آیا تھا آپ کو۔۔۔ نمر کا نکاح ہے جمعے کو، ضرور آیئے گا !!! "

اس نے کارڈ ان کی جانب بڑھا دیا اور ایک گھونٹ میں گلاس خالی کرتا جانے کے لیے پر تولنے لگا۔

" تم کب شادی کرو گے ؟ "

وہ کارڈ ایک طرف رکھتا جانچتی نظروں سے اسید کو دیکھنے لگا جو اسی ٹاپک سے بچنا چاہ رہا تھا۔

" کبھی نہیں !!! "

اسکا لہجہ آپ ہی سنجیدہ ہو گیا۔ عمر نے اسے گھور کر دیکھا۔

" آدھی زندگی گزر گئی ہے باقی بھی گزر جائے گی، ویسے بھی زندگی کا کیا بھروسہ ؟ کب کس کی آ جائے ! دن گزارنے ہیں، گزر رہے ہیں ! "

بولتے ہوئے اسکی آنکھوں میں ہلکی سی نمی چمکی۔ خولہ کا خیال دل میں کسی تیر کی طرف پیوست ہوا تھا۔ آہ! موت کتنی ظالم ہے، نہ حسن دیکھتی ہے نہ عمر!

"اسید بیوقوفی کی باتیں مت کرو، اچھے بھلے تندرست آدمی ہو، زندگی موت کی باتیں کیوں کر رہے ہو؟ مجھ سے زیادہ عمر تو نہیں ہے تمہاری، میں نے بھی دیر سے ہی سہی شادی تو کرلی نہ!"

اسید ہولے سے ہنس دیا۔

"لوگ تو محض بخار سے بھی مر جاتے ہیں، یہ تندرستی کسی کام نہیں آتی جب حکم ہوتا ہے!!"

وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ عمر کو اسکا لہجہ بے حد عجیب لگا۔ اسے رنج ہوا تھا اسید کو یوں دیکھ کر۔۔۔

" !!! چلتا ہوں، ضرور آیئے گا "

عمر اٹھ کر اس سے بغل گیر ہوا۔ اسکا شانہ تھپتھپاتے اس نے نرمی سے کہا۔

" اپنے لیے بھی دعا کیا کرو، جیسے اللہ نے تمہیں ہدایت دی ویسے ہی تمہیں سکون اور خوشیاں نصیب کرے! ہدایت روشنی کی طرف لے جاتی ہے، تم خود کو اندھیرے میں محسوس نہ کرو، اپنے گرد خوشیاں تلاشو اور ہاں۔۔۔

" !!! شادی کر لو

اسید دھیرے سے مسکرایا پھر پلٹ کر دروازے کی سمت بڑھ گیا۔

❤❤❤

شہر کے سب سے بڑے شادی ہال کے برائیڈل روم میں بیٹھی وہ آئینے میں خود کو دیکھ رہی تھی۔ بالاخر وہ دن بھی آگیا جب وہ نمر جبیل کے ساتھ منسوب کی جانے والی تھی۔۔

ڈیپ مہرون رنگ کے کامدار بھاری لھنگے چولی پر اسی طرز کا بھاری دوپٹہ سر پر جمائے وہ اتنی حسین لگ رہی تھی کہ نگاہیں پلٹ پلٹ کر اسی کو دیکھ رہی تھیں۔

پیشانی پر مہرون نگینوں سے مزین ماتھا پٹی اور بھاری آویزے پہن رکھے تھے۔ ناک میں پہنی چوڑی کے سائز کی نتھ اسکے حسن کو چار چاند لگا رہی تھی۔

ہلکی بھوری آنکھوں کو کاجل کی لکیر سے خوب دہکایا گیا تھا۔ کٹاؤدار لبوں پر گہری مہرون لپ سٹک اور سرخ و سفید کلائیوں میں مہرون کانچ کی چوڑیاں !

اس پر ٹوٹ کر روپ آیا تھا۔ اسکے ساتھ موجود دردانہ اسکی تعریف کرتے نہیں تھک رہی تھی۔ اسے پہلی نظر دیکھتے ہی شاک لگا تھا، کوئی اتنا حسین بھی لگ سکتا ہے ؟ اسے آئنور پر بے حد پیار آرہا تھا۔

برائیڈل روم میں موجود ہر لڑکی نے اسکی خوب تعریف کی تھی جس پر وہ کنفیوز ہورہی تھی۔ دل الگ گھبرا رہا تھا۔ بھوک بھی بہت ستا رہی تھی ...

اس نے ساری جھجھک بھاڑ میں جھونکتے دردانہ سے کچھ کھانے کا کہا تو وہ جھٹ سے باہر چلی گئی۔جب واپس آئی تو اسکے ہاتھ میں گول گپوں کی پلیٹ تھی جسے دیکھ کر نور کے منہ میں پانی آ گیا۔

" یار کھانا لگنے میں ٹائم تھا ابھی، باہر سٹال لگا تھا تو میں یہی لے آئی۔۔۔ "

وہ اپنا سکن کا مدار گاؤن سنبھالتی اسکے پاس بیٹھ گئی۔آئینور پلیٹ پکڑتی جھٹ سے کھانے لگی۔وہ اپنے کام میں مصروف تھی جب فرحین دروازہ کھول کر اندر آئیں۔اسے دیکھ کر ان کا دل کیا ماتھا پیٹ لیں۔

" آئینور کچھ خدا کا خوف کرو۔۔۔ صبر نہیں ہوا تم سے؟ دیکھو لپ سٹک کا بیڑا غرق کر دیا، رکھو اسے واپس ورنہ تمہارے دلہن بنے کا لحاظ کیے بغیر تھپڑ لگاؤں گی !!! "

ان سے ستھری ہونے پر وہ روہانسی ہوتی پلیٹ پیچھے کھسکا گئی۔ دردانہ نے ہنسی چھپانے کو منہ پیچھے کرلیا۔ جیسے ہی فرحین گئیں وہ اس پر پل پڑی۔

" تمہارا منہ توڑ دوں گی میں بدتمیز عورت! امی بھی جہاں مرضی ڈانٹ لیتی ہیں بندہ پبلک پلیس کا ہی خیال کرلیتا ہے، دیکھو سب ہنس رہی ہیں مجھ پر !!! "

وہ منہ پھلا کر بیٹھ گئی۔

" اچھا اچھا سوری، موڈ نہیں خراب کرو اب بس نمر کے بارے میں سوچو ۔۔۔ اہم اہم، بندہ اپنے کہے کا پکا ہے !!! "

وہ اسے چھیڑنے لگی تو آئینور نے مسکراہٹ دباتے مکا اسکے بازو پر دے مارا۔

❤❤❤

ہال کی سج دھج دیکھنے لائک تھی جسے کسی دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔پیسے کی ریل پیل ہر طرف نظر آرہی تھی، سجاوٹ سے لے کر کھانے تک ہر چیز پر پیسہ پانی کی طرح بہایا گیا تھا اور ایسا ہوتا بھی کیوں نہ۔۔۔!
نائل جبیل کے اکلوتے بیٹے کی شادی تھی۔۔۔!

نمرمہرون تھری پیس میں نک سک سا تیار سٹیج پر بیٹھا تھا۔دوست اللہ حافظ احباب کزنز وقتاً فوقتاً اسے گھیر لیتے تھے۔وہ بے چینی سے آئنور کی آمد کا منتظر تھا جو کچھ دیر پہلے اس کے نکاح میں آچکی تھی۔

وہ لڑکی جس پر اسے سیکرٹ کرش تھا اور جس سے وہ محبت کرنے لگا تھا وہ واقعی آج اسکی بیوی کے رتبے پر فائز ہو چکی تھی یہ احساس ہی اسے سرشار کیے جا رہا تھا۔۔

" رائٹر جی دل تو کر رہا ہے آپ کے پیج پر جا کر آپ کے ریڈرز کو بتاؤں آپکی پیاری نور آپی پر اسی کے ایک ریڈر نے تاحیات قبضہ کرنے کا پرمٹ لے لیا ہے۔۔۔ "واللہ کیسی کھلبلی مچ جائے گی ان میں۔۔۔

اپنی سوچ پر اس نے دل ہی دل میں قہقہہ لگایا جبکہ لبوں پر موجود مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

اسی ہال میں قدرے کونے والی ٹیبل پر ہالہ دوسرے مہمانوں یا کہہ لیا جائے مردوں سے پیچھا کر کے بیٹھے تھی۔ عمر ابھی کچھ دیر پہلے اسے یہاں بٹھا کر اسید کے ساتھ گیا تھا۔

وہ ٹی پنک ٹشو کے خوبصورت کیپری شرٹ میں ملبوس تھی جس کا پھولا دوپٹہ سر پر ٹک ہی نہیں رہا تھا۔ وہ ایک ہاتھ سر پر رکھ کر دوسرے ٹھوڑی کے نیچے دوپٹہ کستی جھنجھلا سی گئی۔

تبھی ہال کی لائٹس بند ہو کر ایک جگہ فوکس ہو گئیں۔ دلہن کی اینٹری ہو گئی تھی اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو لوگ اپنی سیٹوں سے اٹھ کر ویڈیوز بنانے لگے تھے۔

وہ دلہن کی ذرا سی جھلک ہی دیکھ پائی تھی، وہ سیدھی ہوتی میز کی شیشے کی سطح پر ہلکا ہلکا ناخن مارنے لگی جب اسے عجیب سا احساس ہوا۔

اس نے سرعت سے مڑ کر دیکھا تو ایک دراز قد کا شخص اپنے ساتھ موجود خاتون سے بات کرتا سٹیج کی جانب جا رہا تھا۔ اسکی پشت دیکھتے ہالہ کے دل کی حالت عجیب ہونے لگی، ان کی شکل دیکھنے کے لیے وہ اٹھ کر آگے بڑھنے لگی۔

" کہاں جا رہی ہیں آپ؟ "

عمر اسکے پاس آتے مستفسر ہوا تو ہالہ نے اسی شخص کی جانب اشارہ کرتے پوچھا۔

" وہ کون ہیں؟ "

عمر نے نظروں کے تعاقب میں دیکھا پھر اسکا ہاتھ تھام کر اپنے ساتھ بٹھاتا نرمی سے بولا۔

" نمر کے سسر ہیں شاید، آپ کیوں پوچھ رہی ہیں؟ "
وہ تھوڑا حیران ہوا، ہالہ نے نفی میں سر ہلایا۔

آگے سٹیج کے پاس آئنور نیچے کھڑی تھی جبکہ نمر جھک کر اسکے سامنے ہاتھ پھیلائے ہوئے تھا، ہر اک پل کیمرے کی آنکھ میں مقید ہوتا جا رہا تھا۔
آئینور کے ایک جانب دردانہ تھی تو دوسری جانب عزہ آ کھڑی ہوئی تھی۔

سرخ رنگ کی ساڑھی میں سترہ سالہ عزہ کا دلکش سراپا صنف مخالف کا ایمان ڈگمگا دینے پر مائل تھا۔ وہ لگ ہی اتنی خوبصورت رہی تھی، ہری

آنکھوں میں شرارت اور تراشیدہ چھوٹے لبوں پر سرخ دھکتا رنگ۔۔۔
اس نے زندگی میں پہلی بار ساڑھی پہنی تھی۔

" !!! اب پکڑ بھی لیں بھائی "
عزہ نے نمر کو شرارت سے مخاطب کیا تو وہ مسکراہٹ دباتا آہستہ سے آئینور کو اپنی جانب کھینچ گیا۔ دردانہ نے سرعت سے اسکا لھنگا پاؤں سے اوپر سرکاتے اسے چڑھنے میں مدد دی۔

نوجوانوں کی زبردست ہوٹنگ شروع ہو چکی تھی مگر اب ہالہ نے پیچھے نہ دیکھا اگر دیکھ لیتی تو دلہن کی خود سے مشابہت پر حیران ضرور ہوتی۔۔۔

" کیا ہوا؟ "
اسے خود سے الجھتے دیکھ کر عمر نے بھنویں اچکائیں۔

"دوپٹہ نہیں ٹک رہا میں تنگ آگئی ہوں، اس سے اچھا تھا میں عبایا پہن کر آجاتی یا کوئی چادر لے لیتی اسکے ساتھ !!! "

اسکے چہرے کے تاثرات دیکھتے وہ دھیرے سے مسکرا دیا۔ اگلے پل وہ کچھ آگے ہوتا اسکی جانب جھکا۔

" کوئی پن ہو گی آپ کے پاس؟ "

ہالہ نے گڑبڑاتے پن اسکے حوالے کر دی۔ اب وہ بڑی توجہ سے دوپٹے کا پلو کندھے پر ٹھیک کرتا اس پر پن لگا رہا تھا۔

ہالہ یک ٹک سر اٹھائے اسکے صبیح چہرے کو دیکھے گئی۔ عمر نے ایک نظر اسکے چہرے کو دیکھا پھر پن کو سیٹ کرتا سیدھا ہوا۔

" !!! ایسے مت دیکھیں "

ارد گرد دیکھتا وہ آہستہ سے بولا۔ ہالہ نے گڑبڑاتے نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔

پھر اس نے اچانک اسکے بازو کو دیکھا۔

" درد تو نہیں ہو رہا نہ ؟ کب تک ٹھیک ہو گا یہ ؟ "

عمر نے ایک لمحے کو سوچا پھر معصومیت سے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" !!! بہت زیادہ درد ہے، اف "

اس نے مصنوعی تاثرات بنائے، ہالہ پریشان ہو گئی۔

" تو ہم گھر چلتے ہیں، میں دوبارہ بینڈاج کرتی ہوں پھر آپ کو دوائی دیتی

ہوں، لیکن پھر بھی ٹھیک نہ ہوا تو، ہم ایسا کرتے ہیں ڈاکٹر۔۔۔۔ "

"ششش!!!" عمر نے اسکے منہ پر انگلی رکھ دی، ہالہ وہیں ساکت ہو گئی۔

"کتنا پریشان ہوتی ہیں آپ، مذاق کر رہا تھا۔۔۔"

وہ اچانک مسکراہٹ دباتی اسکی جانب سے رخ موڑ گئی۔ عمر نے داڑھی کھجاتے کنکھیوں سے اسے دیکھا۔ کیا یہ مجھ سے شرما رہی ہیں؟

"بیگم کھانے کا کچھ ارادہ ہے آپ کا؟"

ٹیبل پر سجے کھانے کو دیکھ کر وہ وقت کا احساس کرتا ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہوا۔ جبکہ ہالہ کا دل تو اسکے بیگم کہنے پر ہی اٹک گیا۔

"!!! میں نہیں ڈالوں گی، مجھے شرم آتی ہے"

وہ اسکی جانب دیکھتی آہستگی سے بولی، وہ ہنس پڑا۔

" !!! تو میں کس لیے ہوں؟ یہ لیجیے "

" !!! شکریہ "

" !!! اونہوں ضرورت نہیں، شوہر بیوی کے لیے اتنا تو کر ہی سکتا ہے "

ایسے شوہروں کو زمانہ زن مرید کہتا ہے !!!" ہالہ ہنسی۔ "

زمانے کو چھوڑیں، زمانہ بڑا خراب ہے !!!" اسکی حاضر جوابی پر ہالہ "
بے حد محظوظ ہوئی۔

" میجر جی۔۔۔۔ "
عمر بے اختیار کھانسنے لگا۔

"غریب دل ہے ٹھیک۔ لگا دیکھنے سے اسے توجہ پوری وہ"!!! فرمائیں جی

کا چارے بے کرے خیال تو کچھ وہ مگر رہا نہیں جوان ویسا اب !

"ہیں بولتے پیارا کتنا آپ ،ہوں سکتی سن گھنٹوں کو آپ میں !! "

نرم مسکراہٹ سے کہتی وہ قریب پڑی شال اور بیگ اٹھانے لگی۔

عمر سر جھکا کر ہنس پڑا۔۔۔ یہ لڑکی آخر کیا تھی۔۔۔؟ کبھی اتنی ڈرپوک اور

خوفزدہ اور کبھی اتنی دلکش و دلربا !

"اچھا جی !!! "

تابعداری سے کہتا وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

♥♥♥

" توبہ ہے پھر لائٹ چلی گئی، ایک تو ان بجلی والوں کو سکون نہیں۔۔۔اوپر سے یہ لڑکا جو سکون لینے دے، دیکھوں کھانا کھایا بھی یا نہیں اس نمونے نے !!! "

زنیرہ ٹارچ پکڑے اپنے کمرے سے نکلتی صحن میں آئیں، آسمان کو ایک نظر دیکھ کر وہ بلال کے کمرے کی جانب بڑھیں، چوکھٹ میں کھڑے ہوتے ہی ان کا پارہ آسمان کو چھونے لگا۔

" ہائے او عشق تیرا بیڑا غرق ہووے !!! "

کھانا وہیں کا وہیں رکھا ٹھنڈہ ہو چکا تھا جبکہ وہ بالکنی میں کھڑا جانے کن خیالوں میں کھویا تھا۔

آواز پر گڑ بڑا کر وہ پلٹا تو انہیں غصے میں دیکھ کر ہنستا ہوا کمرے میں آیا۔

" وے بے غیر تا، کچھ شرم کر لے، روٹی کھالے پھر اپنی ڈیوٹی کر لئیں،
غضب خدا کا کیا حال ہو گیا ہے آج کل کی نسلوں کا، بوتھے تے ماس چڑے
نہ بے شک بس عشق دا رنگ چڑ جاوے !
لیکن اماں کے پاس ابھی چھتر ہے، وقت سے ہی سیدھا ہو جا ورنہ پاسے
سیک دینے میں نے تیرے۔۔۔ ہو جائے گا تیرا ابھی ویاہ، اتنا مجنوں بننے کی
کیا ضرورت ہے ! "

بلال مسکراہٹ دباتا چپ چاپ کھانا کھانے لگا اگر ایک لفظ بھی بولتا تو
فلاینگ چپل ضرور اسکا مقدر بنتی۔۔۔

❤❤❤

فنکشن اختتام کو پہنچا تو سب اپنے گھروں کو جانے لگے۔اسید ہال کے گیٹ میں کھڑا فون پر کسی سے بات کر رہا تھا جب اسکے عقب میں آواز ابھری۔

" !!! سرخ رنگ ،واللہ آفت ! بندہ تو برباد ہو گیااس حسینہ کے سامنے "

وہ کوئی امیر کبیر بگڑے لڑکوں کا گروپ تھا جو غالباً کسی لڑکی پر تبصرہ کر رہا تھا۔

اسید کی آنکھوں میں ناگواری آئی۔فون پر بات کرتے کرتے یونہی اس نے ان لڑکوں کی نظروں کا تعاقب کیا تو اسکا غصے کے مارے برا حال ہو گیا۔

وہ لوگ قدرے دور تن تنہا کھڑی عزہ کی جانب دیکھ رہے تھے جو باقیوں کے باہر آنے کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ اسید کو ڈھونڈتی پہلے ہی باہر آ چکی تھی، اسے فون کال پر مصروف دیکھ کر وہ وہیں کھڑی ہو گئی تھی۔

اسید کا چہرہ خطرناک حد تک سرد پڑ گیا۔ موبائل بند کر کے پاکٹ میں ڈالتے وہ ہاتھ کو زور سے بھینچتا اگلے ہی لمحے طوفان کی مانند ان پر ٹوٹ پڑا۔

" !!! کیا بولا سالے، برباد ہو گیا تو؟ اب کرتا ہوں تجھے برباد "

گھونسے مار مار کر اس نے لڑکے کا برا حال کر دیا۔ اسکے دوست ڈر کر پیچھے ہو چکے تھے۔ اس جگہ رش بڑھتے دیکھ کر نائل جلدی سے آیا۔

" !!! اسید چھوڑو اسے، اسید! مر جائے گا وہ "

نائل نے بہت مشکل سے اسے دور کیا، کئی سالوں بعد اس نے اسید کو اتنے غصے میں دیکھا تھا۔ وہ جانتا تھا ضرور کوئی بڑی بات ہے ورنہ وہ کسی سے یوں الجھتا نہیں تھا۔۔

بیچ بچاؤ کرواتے وہ اسے ایک طرف لے گیا۔ عزہ بھی تب تک ان کے پاس آگئی وہ بہت گھبرائی ہوئی تھی۔

" کام ڈاؤن یار، ریلیکس۔۔۔۔اب بتاؤ کیا ہوا ہے؟ "
نائل اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتا آرام سے پوچھنے لگا تو اسید کے جبڑے پھر سے بھینچ گئے۔۔

" وہ حرام ** عزہ کے بارے میں بکواس کر رہا تھا، تم نہ آتے تو میں اسے زمین میں گاڑ دیتا !!! "

نائل کی آنکھوں میں سرد تاثر ابھرا۔اس نے خود پر ضبط کرتے گہری سانس لی۔پھر مسکرا کر عزہ کی جانب پلٹا۔۔

" بیٹے آپ چاچو کے ساتھ گھر جاؤ، ہم سب بھی نکل رہے ہیں، ٹھیک ہے ۔۔۔؟"

عزہ اسید کے غصے اور اس لڑائی سے بے حد خوفزدہ ہو چکی تھی، اندر ایک خوشی کا احساس بھی جاگا تھا۔۔تو کیا وہ اس کے لیے اتنی اہم تھی؟؟

وہ سر ہلاتی اسید کے پیچھے بڑھی جو پہلے ہی گاڑی کی جانب جا چکا تھا۔نائل کے تاثرات پھر سرد ہو گئے۔اس نے پاکٹ سے موبائل نکال کر اپنے خاص آدمی کا نمبر ملایا۔

"میرے سامنے گرے پینٹ کوٹ میں ایک لڑکا کھڑا ہے، اسے اٹھوالو، اتنی مار مارنا کہ دوبارہ کسی لڑکی کو دیکھنے سے بھی ڈرے۔۔۔ کل اسے اسکے گھر کے سامنے پھینک آنا۔۔۔ گاٹ اٹ؟"

جواب سنے بغیر اس نے کال بند کر دی۔

♥♥♥

وہ چپ چاپ ڈرائیونگ کر رہا تھا اسکا غصہ قدرے کم ہو چکا تھا۔ عزہ انگلیاں چٹخاتی چور نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"اچھا سنیں تو۔۔۔ میں نے کیا کہا ہے آپ کو؟"

وہ منہ پھلاتی گویا ہوئی تو اسید نے ایک نظر اسے دیکھا۔۔

"بولو !!!"

اسے اندر ہی اندر عزہ پر بھی غصہ تھا بھلا کیا ضرورت تھی ساڑھی پہننے کی وہ بھی سرخ رنگ کی جو ہر کسی کی نظروں میں آئے۔۔۔

" میں کچھ الجھی ہوئی ہوں آج کل۔۔۔آپ۔۔۔آپ مجھے کوئی نصیحت کریں گے؟ یا آپ مجھے کسی غلطی سے منع کریں جو میں کبھی نہ کروں " ۔۔۔۔

اسے خود سمجھ نہیں آیا وہ کیا بول رہی تھی۔۔اسید نے گاڑی ایک طرف روکتے اسکی جانب رخ کیا۔۔

" ہاں میں بھی دیکھ رہا ہوں کچھ دن سے عجیب حرکتیں کر رہی ہو تم ۔۔۔۔رہی نصیحت تو۔۔۔۔ "
وہ اسے کھوجتی نظروں سے دیکھتا ایک پل کو ٹھہرا۔۔

" !!! کسی کی محبت میں اندھی نہ ہونا "

عزہ کا دل زور سے دھڑکا وہ نظریں جھکاتی کانپتی آوازیں بولی۔۔

"اگر۔۔۔ غلطی۔۔۔ ہو گئ ہو تو۔۔۔؟ "

اسید کا ماتھا ٹھنکا وہ پورا اسکی جانب مڑتا سنجید گی سے بولا۔

گڑیا کیا بات ہے؟ مجھے بتاؤ، کسی لڑکے کو پسند کرتی ہو؟ ادھر دیکھو ڈرو "

" نہیں میں کچھ نہیں کہوں گا۔۔۔

وہ اب نرمی سے اسے ڈیل کر رہا تھا وہ سمجھتا تھا ان جذبات کو، اس عمر میں بچے اکثر محبتوں کے چکروں میں پڑ جاتے ہیں، وہ بس چاہتا تھا اسکی گڑیا کسی غلط لڑکے کے ہاتھ نہ لگ جائے۔۔

میں۔۔۔"اسکی آنکھیں بھر آئیں۔۔ گود میں رکھے کانپتے ہاتھوں کو " بھینچتے اس نے کانپتے لہجے میں کہا۔۔

" !!! میں۔۔۔آپ سے۔۔ محبت کرتی ہوں "
اسید کا سانس ایک پل کو تھم سا گیا، سرمئی آنکھوں میں بے یقینی اتر آئی۔ ایک لمحہ بے یقینی کا سرکا تھا، اگلے لمحے چٹاخ کی آواز گاڑی میں گونجی تھی۔۔

عزہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی، جن گالوں کو کبھی وہ پیار سے تھپتھپاتا تھا آج وہ پھول سا گال اسکے تھپڑ سے سرخ پڑ چکا تھا۔

" تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے؟ "

وہ بلند آواز میں گرجا تھا۔ عزہ تھر تھر کانپنے لگی۔ اس نے منہ پر دونوں ہاتھ رکھ لیے۔ اسکے کانپتے وجود کو دیکھتے اسید نے مزید کچھ کہنے کا ارادہ ترک کرتے سٹیرنگ پر زوردار مکا مارا۔ اسکا دماغ غصے کی شدت سے پھٹ رہا تھا آخر سوچا بھی کیسے اس نے۔۔۔

" تم نے ایک بار بھی نہیں سوچا اپنے اور میرے رشتے کے بارے میں؟ چچا ہوں تمہارا، یہ گھٹیا سوچ سوچتے شرم نہیں آئی تمہیں۔۔۔؟ تمہارے باپ کو بتاتا ہوں تمہاری کرتوت اب اسی کے سامنے بات ہو گی۔۔۔ "

وہ ریش ڈرائیونگ کرنے لگا۔ عزہ نے نفی میں سر ہلاتے پھٹی آواز میں کہا۔

" نہیں پلیز۔۔۔ بابا کو مت بتائیے گا، میں آپ کے آگے ہاتھ۔۔۔ جوڑتی ہوں!!! "

وہ اسکے سامنے ہاتھ جوڑتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔ اگر اسے پتہ ہوتا وہ ایسا ردعمل دے گا تو وہ کبھی اظہار نہ کرتی مگر اب غلطی جو سرزد ہوئی تو وہ اس سے نظر ملانے کے قابل نہ رہی۔۔

اسکے جڑے ہاتھوں کو دیکھ کر اسید نے سختی سے لب بھینچ لئے۔۔ اسکی آنکھوں میں نمی چمکی۔۔ کیسی ازیت وہ اس وقت محسوس کر رہا تھا۔۔۔ کیا کر دیا تھا عزہ نے، رہا سہا تعلق بھی چھنا کے سے ٹوٹا تھا۔۔ کیا اب کبھی وہ پہلے جیسے ہو پائیں گے؟

عزہ جبیل کی ازیتوں کا آغاز ہو چکا تھا، اور ان ازیتوں میں اسید جبران برابر کا حصہ دار رہنے والا تھا۔۔۔!

" !!! اترو "

جبیل مینشن کے سامنے گاڑی روکتا وہ سرد لہجے میں بولا۔۔

وہ گومگو کی کیفیت میں اسے دیکھے گئی، یوں جیسے حواس ساتھ چھوڑ گئے ہوں !

" !!! گاڑی سے اترو "

وہ سرد لہجے میں چلایا تو وہ ہچکیاں بھرتی تیزی سے دروازہ کھول کر اندر بھاگ گئی۔اسید نے دروازہ بند کرتے ترش نظر اس پر ڈالی،اگلے لمحے وہ زن سے کار بھگا لے گیا۔۔

♥♥♥

وہ اپنے اور نمر کے مشترکہ کمرے میں موجود تھی۔۔۔سب اپنے کمروں میں جا چکے تھے وہ بیڈ پر بیٹھی نمر کا انتظار کر رہی تھی۔

اسے اس گھر کے لوگ بے حد عجیب لگے سوائے اپنے سسر کے، ہینڈسم سافٹ نیچر کے نائل انکل اسے پسند آئے تھے۔ جبکہ عزہ یعنی اسکی اکلوتی نند وہ اسے کہیں نظر نہ آئی تھی۔

اور جو نظر آئی تھی گھر آتے ہی، وہ اسکی ساس تھی جس کے تیور کچھ اچھے نہیں لگ رہے تھے۔۔

وہ گھبرائی سی بیٹھی کبھی کبھی کمرے میں نگاہ دوڑا لیتی تھی۔۔ذہن الجھا ہوا تھا کئی منفی سوچیں ذہن میں کلبلا رہی تھیں۔۔

" اسلام علیکم !!! "

سنجیدہ آواز پر اس نے فوراً دروازے کی سمت دیکھا، وہ کوٹ ہاتھ میں پکڑے سپاٹ چہرے کے ساتھ اسکی جانب بڑھا۔ اسکا انداز دیکھتے وہ خود میں سمٹ گئی۔

" وعلیکم السلام !!! "

محض لبوں نے حرکت کی، آواز جیسے حلق میں اٹک گئی ہو۔۔

" ٹھیک کہا تھا تم نے، میں نے بدلہ لینے کے لیے شادی کی ہے تم سے مس آئنور !!! "

وہ کوٹ اس کے برابر پھینکتا سپاٹ لہجے میں بولا۔ آئنور کا رنگ زرد پڑ گیا۔۔

" !!! تم جھوٹ بول رہے ہو میں جانتی ہوں "

اس نے اس سے زیادہ خود کو یقین دلایا۔ وہ طنزیہ نظروں سے اسے دیکھتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔

" تمہیں واقعی لگا محبت ہے مجھے تم سے ؟آخر ایسا ہے کیا تم میں۔۔۔؟ "

اسکے تلخ لہجے پر آئنور کی آنکھوں میں نمی تیر گئی، جسم ہلکا ہلکا کانپنے لگا۔۔ تکلیف تھی کہ سینے میں اترتی جا رہی تھی۔۔ وہ لھنگا سنبھالتی بیڈ سے اٹھی۔۔

اسکے سامنے سے گزرتی وہ آگے بڑھی جب اسکی سسکی بلند ہوئی، اگلے ہی پل وہ زارو قطار رونے لگی۔

" !!! مذاق کر رہا تھا میں "

اگلے ہی لمحے وہ اسکا رخ اپنی جانب کرتا نرمی سے بولا، اسے اپنی حرکت پر بے حد افسوس ہوا۔۔

" بھاڑ میں جاؤ تم !!! "

وہ اسکا ہاتھ جھٹکتی روئے جا رہی تھی۔۔ نمر نے اسے دونوں کندھوں سے تھامتے اپنے سامنے کیا۔۔

" 'تم نہیں 'آپ !!! "

اسکی نرم نگاہوں میں کچھ ایسا تاثر تھا کہ وہ خود میں سمٹتی سر جھکا گئی۔

" آئی ایم سوری !!! "

اسکے گال پر لب رکھتا وہ نرمی سے اسے اپنے حصار میں لے گیا۔ وہ آنکھیں میچے اسکے حصار میں ساکت کھڑی تھی۔

" !!! اتنی حسین بیوی کو رلانا تو ظلم ہے "

دھیمی سی سرگوشی کرتا وہ اسے خود میں سمٹنے پر مجبور کر گیا۔آئنور اسکے انداز بگڑتے دیکھ کر پل میں دور ہوئی۔۔

ظالم کو سزا بھی ملنی چاہیے،اتنی آسانی سے معاف نہیں کروں گی میں، " " !!! تمہیں۔۔۔۔آپ۔۔۔کو کیا پتہ کتنا ہرٹ ہوئی ہوں میں

آنکھیں بار بار جھپک کر نمی اندر دھکیلتی وہ ڈریسنگ ٹیبل کی جانب بڑھی، سٹول کھینچ کر بیٹھتی وہ غور سے شیشے میں خد کو دیکھتی پھر سے شوں شوں کرنے لگی۔۔ کبھی شیشے میں خود کو دیکھتی کبھی جیولری اتارنے لگتی۔۔

" یہ کیا کر رہی ہو؟ "

نمر حیرت زدہ سا بولا تو تڑخ سے جواب آیا۔۔

" !!! دیکھ رہی ہوں روتے ہوئے کیسی لگتی ہوں "

وہ مسکراہٹ دباتا اسکے پاس آ کھڑا ہوا۔اسکا ہاتھ تھام کر اٹھاتا وہ اسے واپس بیڈ تک لے آیا۔

اتنی جلدی اتار رہی ہو سب ،ابھی تو میں نے صحیح سے یہ بناؤ سنگھار دیکھا " " !!! بھی نہیں ہے جو تم نے میرے لیے کیا ہے

وہ اسکی منہ دکھائی کا تحفہ دیتا فرصت سے اسے دیکھنے لگا۔اسکی نظروں پر وہ پزل ہوتی ادھر ادھر دیکھنے لگی۔۔

" رائٹر صاحبہ ایک بات کہوں؟ میں تو تب ہی سے آپ سے محبت کرنے لگا تھا جب آپ کو دیکھا بھی نہیں تھا۔۔۔ آپ کے لکھے ناولز پڑھتا رہا ہے آپ کا یہ شوہر !!! "

وہ بے حد محظوظ سا کہہ رہا تھا، آئنور کو حیرت کا جھٹکا لگا۔۔

" کب۔۔۔؟ ایسے ہی باتیں بنا رہے ہیں نہ؟ کونسا ناول پڑھا ہے؟" اسے جیسے یقین نہیں آ رہا تھا۔۔

" سارے !!! خاصا اچھا لکھتی ہیں آپ! بندہ آپ کا فین ہے "

وہ کھلے دل سے اعتراف کر رہا تھا۔۔ وہ آہستہ سے مسکرا دی۔۔

" ویسے کیا اب بھی لکھا کرو گی؟ "

" !!! جی بلکل "

" !!! آہاں، پھر جلدی سے نیکسٹ ایپیسوڈ دے دو نا، انتظار نہیں ہو رہا "

وہ مسکینی شکل بناتا بولا، آئنور منہ کھولے اسے دیکھنے لگی۔ اپنی نئی نویلی دلہن سے محبت بھرے بول بولنے کی بجائے وہ ناولز کی باتیں کر رہا تھا۔۔ وہ منہ پھلاتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

" کہاں جا رہی ہو؟ " اسکی کلائی تھامتا وہ لودیتی نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

چینج کرنے جارہی ہوں!!!"پہلی بار اسکی دھڑکنیں منتشر ہوئیں، " نظریں جھکاتی وہ کمرے میں رکھے اپنے سوٹ کیس کی جانب بڑھ گئی۔۔

♥♥♥

وہ کروٹ پر کروٹ بدل رہا تھا مگر نیند کا شائبہ تک نہ تھا، ساری رات وہ خالی سڑکوں پر گاڑی دوڑاتا رہا تھا، فجر کی نماز کے بعد وہ واپس لوٹا تب سے سونے کی کوشش کر رہا تھا مگر بے سکونی جیسے پورے وجود میں سرائیت کرتی جارہی تھی۔۔

وہ اکتا کر اٹھ بیٹھا، اسے جسم میں ہلکا ہلکا سا درد اٹھتا محسوس ہوا، بے اختیار اس نے ہاتھ پیشانی پر رکھا جو دہک رہی تھی، وہ سر جھٹکتا بیزار سا اٹھ بیٹھا۔

صبح کے چھ بج رہے تھے۔ بیڈ سے اتر کر پیروں میں چپل اڑستا وہ واش روم میں گھس گیا، کچھ دیر بعد وہ باہر نکلا تو چہرے پر پانی کی بوندیں ٹپک رہی تھیں، چہرہ پہلے سے زیادہ سرخ دکھائی دیتا تھا۔

تولیے سے چہرہ تھپتھپا کر اس نے دروازے کی جانب رخ کیا، اپنے دھیان میں دروازہ کھولتا وہ باہر نکلنے ہی لگا تھا جب عین سامنے عزہ کو دیکھ کر اسکے قدم تھمے۔۔

" تم یہاں کیا کر رہی ہو؟ "

وہ نظریں پھیرتا سخت لہجے میں بولا۔ عزہ کا دل اسکے نگاہ پھیرنے پر چھنا کے سے ٹوٹا تھا۔ ایک رات میں اسکی کیا حالت ہو گئی تھی۔۔

سرخ نم آنکھیں، سوجھے لب، بکھرے بال، اسکی آنکھوں میں اس وقت

... کیا کیا نہ تھا

رحم کی درخواست، ٹھکرائے جانے کا درد، وہ ہری آنکھیں درد کی داستان

بیاں کر رہی تھیں جسے وہ سننا نہیں چاہتا تھا۔۔

ایک قیامت تھی جو دونوں پر آکر گزر چکی تھی مگر اسکے اثرات دونوں کے

دلوں کو مسخ کر گئے تھے۔۔

" میرا قصور کیا... ہے؟ "

وہ یوں تڑپ کر بولی کہ اسید کو دل میں درد سا اٹھتا محسوس ہوا۔ وہ سختی سے

جبڑے بھینچتا خود پر قابو پانے لگا، دماغ کہتا تھا اسے ایک اور تھپڑ لگائے مگر

دل جو شروع سے اس کے لیے نرم تھا۔۔! وہ شدید ازیت سے دوچار

تھا۔۔!

بتائیں نہ۔۔۔ میرا کیا قصور ہے؟ میں اس ازیت سے مر جاؤں گی، "

" !!! آپ کیوں نہیں سمجھ رہے

وہ دیوار کا سہارا لے کر گہرے سانس کھینچنے لگی۔ کل رات کے بعد اسے سانس لینے میں تھوڑی دقت کا سامنا تھا۔۔

اس وقتی بکواس کے لیے اپنے آپ کو میری نظروں میں مزید مت گراؤ " ۔۔۔ چلی جاؤ یہاں سے اس سے پہلے کہ میں کچھ بہت غلط کر دوں، میں تو " تمہیں اپنی بچی سمجھتا تھا اور تم کیا غلاظت پالتی رہی۔۔۔۔

اسکے الفاظ تیر کی مانند اسکے دل میں پیوست ہوتے اسکے جذبات کو لہو*لہان کر گئے۔۔

"بس کر دیں، میری محبت کو غلاظت کا نام نہ دیں، آپ تو مجھ سے اتنا پیار کرتے ہیں، پھر کیوں میری تکلیف نہیں سمجھ رہے؟ میں آپ کی گڑیا، آپکی عزہ ہوں۔۔۔ آپ میری تکلیف کیوں نہیں سمجھ رہے !!! "

وہ دیوار سے سر ٹکاتی بلند آواز میں رونے لگی۔۔ اسے یوں روتے دیکھ کر اسید کا دل کیا ہر چیز کو آگ لگا دے۔

اسکا دل چاہا وہ اسے چپ کروائے، جیسے پہلے وہ اسکی آنکھ میں آنسو نہیں آنے دیتا تھا مگر اب اگر وہ بڑھتا تو وہ کچھ اور اخذ کر لیتی۔۔۔

وہ جانتا تھا عزہ جبیل کے اسید جبران کے لیے ایسے احساسات جبیل خاندان کے رشتوں کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیں گے۔۔ وہ بچی تھی، جذبات میں بہہ نکلی تھی مگر وہ تو میچور تھا۔۔

" !!!! لعنت ہو ایسی محبت پر جو رشتوں کا تقدس بھول جائے "

دل پر پتھر رکھ کر جب وہ بولا تو لہجہ تلخی سے پر تھا۔۔ عزہ نے پتھرائی نظروں سے اسے دیکھا، دیوار کا سہارا چھوڑتی وہ اسکے مقابل آتی تلخی سے بولی۔۔

" ! کیوں لعنت ہو میری محبت پر ؟ اسے بہت پاک رکھا ہے میں نے "

وہ انگلی اپنے سینے پر رکھتی قدم پیچھے لینے لگی۔۔

" لعنت ہو اس وقت پر، لعنت ہو عزہ جبیل پر جو اسید جبران سے محبت کر بیٹھی۔۔۔ دوبارہ میری محبت پر لعنت مت بھیجیے گا۔۔۔۔۔۔۔

نم آنکھوں کو جھپکتی ٹوٹے لہجے میں کہتی وہ سسکیوں کا گلا گھونٹتی پلٹی اور دوڑتی ہوئی اپنے پورشن کا دروازہ کھولتی دوسری جانب غائب ہو گئی۔۔

وہ گہرے سانس لیتا دروازے کو دیکھے گیا، آنکھوں میں سرخ نمی سی چمک رہی تھی۔

اگلے پل وہ بجلی کی سی تیزی سے پلٹ کر کمرے میں آیا اور جو چیز سامنے آتی گئی وہ زمین پر پٹختا گیا۔۔ سائیڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس اٹھا کر اس نے زمین پر دے مارا۔

" کیوں کیا تم نے ایسا؟ "

وہ بیڈ کی چادر نوچتا پوری قوت سے دھاڑا۔۔

خولہ کے بعد تم تھیں میرے قریب، کسی اور کو اجازت نہیں دی میں" نے اپنے پاس آنے کی۔۔۔ تم نے مجھ سے یہ رشتہ بھی چھین لیا۔۔۔ "کیوں کیا؟؟؟

وہ زمین پر بیٹھتا ہاتھوں میں سر گرا گیا۔ اسکی ازیت حد سے زیادہ تھی اپنی جس گڑیا کو وہ کانٹا نہ چبھنے دیتا تھا آج اسے کتنا رلا یا تھا۔۔

سرمئی آنکھوں کے گوشے نم ہونے لگے تھے۔۔ نہ وہ اسے تھام سکتا تھا نہ دور کر سکتا تھا کیسی ازیت تھی جو اسکا احاطہ کئے ہوئے تھی۔۔

❤❤❤

اپنے کمرے کی جانب تیزی سے جاتی وہ سامنے سے آتی آئنور سے ٹکرائی جو نماز پڑھنے کے بعد لان میں چلی گئی تھی۔ اس نے حیرانی سے عزہ کی سرخ

آنکھوں کو دیکھا اس سے پہلے وہ کچھ کہتی وہ بھاگتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔

" یا اللّٰہ اسے کیا ہوا؟ کیا کروں اسکے پاس جاؤں ؟ "

وہ کچھ دیر سوچتی رہی پھر جانے کا فیصلہ کرتی اسکے کمرے کی طرف چلی آئی۔۔دروازہ ناک کر کے اس نے اندر قدم رکھا۔بیڈ پر اوندھی گری عزہ اپنے آنسو چھپاتی اٹھ بیٹھی۔۔

" کیا میں آسکتی ہوں ؟ "

آئینور نے وہیں رکتے دریافت کیا تو عزہ نے جانے کیوں سر اثبات میں ہلا دیا۔۔

وہ اسکے پاس بیٹھتی نرمی سے اسکے ہاتھ تھام گئی جو سر جھکائے آنسو پینے کی تکلیف دہ کوشش میں مصروف تھی۔۔۔

عزہ۔۔۔ تم مجھے بتا سکتی ہو، آئی سوئیر یو کین ٹرسٹ می، وہاٹ ہیپنڈ؟؟ "
"

آئنور نے اسکے ہاتھ نرمی سے تھپکے تو عزہ کا ضبط ٹوٹا، وہ فوراً اسکے گلے لگتی بلکنے لگی۔۔

آئنور ہکا بکا رہ گئی، کچھ سمجھ نہ آتے اس نے نرمی سے اسے خود سے لگاتے اسکی پشت سہلائی۔۔

آہستہ آہستہ وہ خاموش ہوتی گئی تب جا کر آئینور نے اسے خود سے الگ کرتے نرمی سے اسکے آنسو صاف کئے۔۔

وہ اسکے بولنے کی منتظر تھی جب عزہ نے آہستہ آہستہ اسے مختصراً سب بتا دیا۔۔

آئنور کے الفاظ جیسے غائب ہو گئے اتنی عجیب سچوایشن اس نے پہلی بار دیکھی تھی۔۔

"انہوں نے میرا بہت دل دکھایا ہے، مجھے بہت رلایا ہے، وہ تو مجھے رونے نہیں دیتے تھے۔۔۔"

وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھتی سسک اٹھی، گرم آنسو آنکھوں سے گرتے اسکی ہتھیلی پر پھسلتے گئے۔

"شش۔۔۔بچے نہ میں تمہیں غلط کہوں گی نہ انہیں، بے شک یہ تمہارے بس میں نہیں ہے جیسے ان کے بس میں بھی نہیں ہے۔۔ہم کسی کو خود سے محبت کرنے پر مجبور نہیں کر سکتے۔۔۔"

وہ اسکے بالوں کی الجھی لٹین کان کے پیچھے کرتی سنجیدگی مگر نرمی سے کہہ رہی تھی۔عزہ نم آنکھوں سے اسے دیکھے گئی۔

"کیا تم نے سوچا ہے وہ بھی کتنی ازیت میں ہوں گے؟تم نے بتایا نہ وہ تمہیں بچے کی طرح پیار کرتے تھے،ان کی سوچ ایسی نہیں ہے۔۔ان کو یہ سب جان کر بہت دکھ پہنچا ہو گا نہ؟"
وہ پیار سے اسے سمجھا رہی تھی۔

میں نے جان بوجھ کر تو نہیں کیا نہ ؟ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ "
فیلنگز ڈالی ہیں نہ ؟ "

بچوں کی طرح بولتے اس نے آنکھیں جھپکیں، دو آنسو ٹوٹ کر گال پر بکھرے۔۔

" ہاں ان فیلنگز پر انسان کا اختیار نہیں ہوتا، لیکن اگر انسان کو پتہ چل جائے اسے اسکی محبت نہیں مل سکتی تو دل کو خاموش کروا دینا چاہیے !!!
"

عزہ نے نم آنکھوں کو جھپکتے نفی میں سر ہلایا۔

" اگر انسان چاہے اسے وہ محبت مل جائے، وہ انسان مل جائے پھر کیا کرنا چاہیے ؟ "

" پھر دعا کرنی چاہئے، اگر بہتر ہوا تو مل جائے گا۔۔۔ "

عزہ کا دل جیسے مطمئن نہ ہوا۔۔

" اگر دعا سے بھی نہ ملے تو۔۔۔؟ "

" !!! آئینور نے گہری سانس لیتے نرمی سے کہا:"تو پھر صبر کرنا چاہئے

عزہ نے ہاتھ پیچھے کھینچ لیے۔۔

مجھے صبر نہیں آئے گا، میری ازیت ختم نہیں ہو گی۔۔ محبت ہوتی کیوں "
ہے جب ملنی نہیں ہوتی۔۔۔! میرا دل اس غم سے پھٹ جائے گا
" !۔۔۔

وہ گھٹنوں پر سر رکھتی جیسے خود سے کہہ رہی تھی۔۔

" ایسا لگ رہا ہے دنیا اندھیر ہو گئی ہے، کچھ بھی نظر نہیں آ رہا سوائے اس شخص کے، کچھ محسوس نہیں ہو رہا سوائے اس ازیت کے۔۔۔ میں کیا کروں گی؟ میں تو م*ر جاؤں گی۔۔۔ "

اس کی باتیں سن کر آئینور دہل گئی، کیسی عجیب باتیں کر رہی تھی وہ۔۔۔

" بچے تم سو جاؤ، شاباش آرام سے لیٹ جاؤ! باہر مت آنا، تمہاری حالت دیکھ کر سب سوال کریں گے۔۔۔ وہ سب جان جائیں گے، یہ تمہارے لیے ٹھیک نہیں ہے، محبت سے زیادہ تکلیف ذلت دیتی ہے۔۔۔ "

عزہ بغیر کچھ کہے چت لیٹ گئی، اس نے پیروں میں پڑی چادر سر تک کھینچ لی تھی۔۔ آئینور نے تفکر سے اسے دیکھا وہ دروازہ بند کر کے باہر آتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔۔

♥♥♥

دوپہر کا وقت تھا۔وہ کچھ دیر پہلے ہی آفس سے لوٹا تھا۔ایک ضروری میٹنگ آن پڑی تھی جس کے لیے اسے نائل کے ساتھ شادی کے اگلے دن ہی آفس جانا پڑا۔

کاؤچ پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا وہ موبائل پر دوستوں کی مبارکباد وصول کر رہا تھا۔اسکے سامنے کچھ فاصلے پر آئنور صوفے پر بیٹھی مسلسل ٹاپنگ کر رہی تھی۔

وہ گلاب کے پھول سی سرخ رنگ کی لمبی قمیض کے ہمراہ چوڑی پاجامہ زیب تن کئے ہوئے تھی۔۔ہم رنگ دوپٹہ کاندھے پر جمار کھا تھا۔نمر نے موبائل سے نظر ہٹاتے اپنی نئی نویلی بیوی کی جانب دیکھا۔۔

" کیا کر رہی ہو؟ "

وہ سینے پر ہاتھ باندھتا فرصت سے اسے دیکھنے لگا۔ڈسٹرب کیے جانے پر آئینور جھنجھلائی، بغیر سر اٹھائے اس نے مصروف سے انداز میں کہا۔۔

" ایپیسوڈ لکھ رہی ہوں۔۔۔پلیز تھوڑی دیر خاموشش۔۔۔۔۔۔ "

اسکے الفاظ حلق میں رہ گئے اگلے لمحے وہ اسکے ہاتھ سے موبائل کھینچ چکا تھا۔ وہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

" !!! یہ کیا بدتمیزی ہے۔۔۔واپس کرو میرا موبائل "

اس نے ہاتھ آگے بڑھایا تو نمر نے اچانک ہاتھ بلند کر لیا، آئینور نے اسکے چہرے کو دیکھا۔۔۔وہ محظوظ سا اسے دیکھ رہا تھا! پھر اسکے ہاتھ کو دیکھا۔۔۔جو اسکی پہنچ سے دور تھا!

" !!! میں بھی تو دیکھوں کیا لکھ رہی ہو "

وہ اسکا موبائل دیکھنے ہی لگا تھا جب آئنور نے اچک کر اسکا بازو تھام لیا۔

اگلے لمحے نمر نے پھرتی سے اسکا بازو موڑ کر کمر سے لگاتے موبائل صوفے پر پھینک دیا۔۔

تمم۔۔۔۔۔۔ "مزاحمت کرتی اس سے پہلے وہ کچھ سخت کہتی نمر نے "

" !!! تصیح کی۔۔۔ "آپ۔۔۔۔

اپنے چھ فٹ قد کی وجہ سے اسے قدرے جھک کر کہنا پڑا۔۔۔ وہ سرعت سے نگاہ پھیر گئی دل الگ لے پر دھڑکنے لگا۔۔۔

" !!! اردو کوئی بہت ہی غضب زبان ہے آئی مین جسٹ واؤ "

اسکی بے تکی بات پر آئنور نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔

"جیسے کہ ؟" وہ مسکراہٹ دباتا اسکے کان کے قریب جھکا۔ "

"تم" مطلب، جیسے کہ چاند !!! "

وہ اسکے سینے پر ہاتھ مارتی اپنی مسکراہٹ چھپاتی اسکے نیم حصار سے نکل آئی۔ وہ مسکرائی تو نمر جبیل کو یوں لگا جیسے ساری دنیا مہک اٹھی ہو، ایسی پھولوں سی حسین مسکان تھی۔۔ وہ دھیرے سے مسکراتا پیچھے ہٹ گیا۔

" مجھے ایسا فیل ہوا تم ان کمفرٹیبل ہو یہاں۔۔۔ "

اسکے بیٹھنے پر وہ بھی واپس کاؤچ پر بیٹھ گیا۔ دونوں کے مابین کچھ ہی فاصلہ تھا۔

" ہاں شاید اس لیے کہ میں کسی کو نہیں جانتی ابھی۔۔۔ "

وہ کھلے بالوں میں ہاتھ چلاتی اسے دیکھنے سے گریز کرنے لگی۔اسکی نظریں

!اف۔۔۔

" !!! لیکن میں سب کچھ جانتا ہوں تمہارے بارے میں "

وہ سر کے پیچھے ہاتھ باندھتا پیر ہلانے لگا۔۔آئینور نے ابرو اچکایا پھر اسکی جانب دیکھتی آگے ہو کر بیٹھتی گال تلے ہاتھ رکھ گئی۔

" اچھا۔۔۔جیسے کہ ؟ "

وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا مسمرائز سا کہنے لگا۔۔

" ! تمہارا دل۔۔۔۔ پھولوں سا ہے، نرم و حسین، شفاف "

اور میرا غصہ ؟" اسکی آنکھیں مسکرائیں۔۔۔"

" !!! بھڑکتی آگ "

" غصّے میں میری زبان؟ "

" !!! کڑکتی بجلی "

" وہ مسکراہٹ دباتی مستفسر ہوئی۔"اور۔۔۔۔؟

ثمر نے ہولے سے ہنستے سر جھکایا۔

" !!! میں تعریف کرنے پر آیا تو تم سہہ نہیں پاؤ گی لٹل گرل "

وہ کاؤچ سے اٹھتا اچک کر بیڈ پر نیم دراز ہو گیا۔ وہ جو ڈریسنگ پر پڑا اپنا سامان سمیٹ رہی تھی تیوری چڑھا کر پلٹی۔

" !!! آئی ایم ناٹ لٹل گرل "

نمر نے کروٹ بدلتے رخ اسکی جانب کیا۔ کہنی تکیے پر جما کر سینے پر ہاتھ باندھتا شریر انداز میں گویا ہوا۔۔

" تو کیا آنٹی ہو۔۔۔؟ "

اس کے بگڑتے تاثرات دیکھتا وہ سر پیچھے پھینکتا ہنس پڑا۔ اسکا چہرہ معمول سے زیادہ سرخ ہو گیا۔

آئنور نے پہلی بار اتنے غور سے کسی مرد کو ہنستے دیکھا تھا، مرد بھی وہ جو اسکا شوہر تھا، فل ٹائیم حسین و جمیل !

" حسین ہوں نہ ؟ "

اسے خود کو تکتے پا کر وہ بے حد محظوظ ہوا۔ آئنور نے کان کے پیچھے بال اڑستے مسکرا کر اسے دیکھا۔

" لڑکیوں جیسے خوبصورت ہو "

اس نے اسکے سرخ گالوں پر چوٹ کی۔۔۔

استغفر اللہ !!! " وہ بڑبڑا کر رہ گیا۔ "

آئنور نے آرام سے صوفے پر گرا موبائل اٹھایا اور ٹائپنگ کرنے لگی۔اب کچھ دیر سکون رہے گا۔۔!

♥♥♥

" ہالہ یہ لسٹ تو لیتی جائیں، میرا ابھی بہت دل تھا آپ دونوں کے ساتھ جانے کا مگر بچے آنے والے ہیں قرآن پڑھنے، آج ٹیسٹ ہے ان کا ورنہ چھٹی دے دیتی۔۔۔ "

عطوف قریباً دوڑ کر اسکی طرف آئی تھی۔ہالہ پیشانی پر ہاتھ مارتی اسکی جانب پلٹی۔۔

" لسٹ تو میں بھول ہی گئی تھی، چلو کوئی بات نہیں پھر چلی جانا نہ !!! "

وہ اسے بہلاتی مسکرا کر اسکا گال پیار سے چھوتی باہر نکل گئی جہاں عمر وائٹ شرٹ اور جینز میں ملبوس اسکا منتظر تھا۔

اسکے دراز قد کو ہمیشہ کی طرح نظروں میں سماتی وہ اسکے پاس چلی آئی۔۔

" موسم ذرا خراب ہو رہا ہے، بائیک پر نہ چلے جائیں؟ "

وہ سر ذرا جھکا کر سوالیہ انداز میں اسے دیکھنے لگا جو ڈارک براؤن چادر سے اچھی طرح خود کو ڈھانپے ہوئے تھی۔ نقاب سے جھلکتی بھوری آنکھیں اٹھی تھیں۔۔

" !!! پاس ہی تو گروسری سٹور ہے، پیدل چلتے ہیں نہ "

چند پل اسے دیکھتی وہ نظر جھکا کر بولی۔ عمر نے چند پل اسے دیکھا پھر سر ہلا گیا۔۔

" اچھا جی !!! "

وہ دونوں آگے بڑھنے لگے ہالہ کے لیے اسکی چال سے ملنا مشکل ہو گیا ایک پل کو وہ آگے نکل گیا تو وہ جلدی سے بولی۔۔

" آہستہ چلیں نہ !!! "

عمر نے گردن ذرا موڑ کر اسے دیکھا، اسکے لبوں پر خفیف مسکراہٹ آئی۔

" اتنی چھوٹی سی تو ہیں۔۔۔ "

وہ محض سوچ سکا، آنکھوں میں محظوظ سا تاثر تھا۔

موسم بڑا خوشگوار ہو رہا تھا ہالہ کے خیال میں، جسے میجر جی نے خراب کہہ دیا تھا۔

ٹھنڈی ہوا دل کو تتلیوں کی مانند اڑائے جا رہی تھی یہ موسم ایسا ہی کچھ دلفریب احساس بخش رہا تھا۔

ہالہ نے اسکے ساتھ چلتے آہستہ سے اسکا ہاتھ تھام لیا۔ عمر نے سر جھکا کر اپنے ہاتھ کو دیکھا جس میں موجود اسکا ہاتھ قدرے چھوٹا لگ رہا تھا۔

مسکراہٹ دباتے اس نے ہالہ کا ہاتھ تھام لیا جس پر ہالہ کا دل بلیوں مانند اچھلنے لگا۔

" آپ کچھ کہنا چاہتی ہیں ؟ "

وہ بار بار اسکی نظریں خود پر محسوس کر رہا تھا لہٰذا ناک کی سیدھ میں دیکھتا غیر محسوس انداز میں بولا۔

آگے جا کر ایک سڑک نکلتی تھی جس کے دوسرے پار وہ گروسری سٹور تھا جہاں انہیں جانا تھا۔

ہالہ نے اسکے ہاتھ میں مقید اپنے ہاتھ کو دیکھا پھر سر اٹھا کر ان کے مابین قد کے فرق کو، اسکے دل میں گدگدی سی ہوئی!

"آپ جانتے ہیں میں آپ کے سامنے خود کو چھوٹی سی بچی محسوس کرتی ہوں جو بس آپ سے لاڈ اٹھوانا چاہتی ہے، میں چاہتی ہوں آپ ہمیشہ میری ہر بات کا مان رکھیں۔۔۔"

اسکی انگلیوں کو مظبوطی سے تھامتی وہ تیز چلنے کی کوشش کرتی لاڈ سے بولی ۔۔یکایک آسمان پر چھائی گھٹائیں گرج اٹھی تھیں۔ گویا بارش کی آمد کا اعلان تھا۔۔

" !!! اچھا جی "

عمر نے مسکراتی نظر اس پر ڈالی۔ آگے خواتین کا ایک گروپ آ رہا تھا وہ نظر جھکاتا ہالہ کو لیے ایک سائیڈ پر چلنے لگا، جب تک وہ گزر نہ گئیں وہ نظر جھکائے چلتا رہا۔۔

" عورت کے نگاہ جھکانے پر تو غزلیں تک لکھی گئیں، کوئی مرد کے نگاہ جھکانے پر بات کیوں نہیں کرتا۔۔۔ مرد جب نگاہ جھکا کر چلتا ہے تو واللہ بے حد حسین لگتا ہے !!! "

وہ اپنی سوچ میں گم چلتی جا رہی تھی اس سوچ کا دھارا تب ٹوٹا جب وہ سڑک پار کرنے لگے، رش بہت زیادہ تھا ہر کسی کو پہلے جانے کی جلدی تھی۔

عمر نے اسکے کندھے کے گرد بازو پھیلاتے ارد گرد دیکھا پھر جگہ بناتا تیزی سے سڑک پار کرتا دوسری جانب آیا۔ہالہ کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا اسے سڑک پار کرنے سے بہت خوف آتا تھا۔۔

کچھ دیر بعد وہ سٹور سے مطلوبہ اشیا لے کر نکلے جب ہالہ کو لگا ایک پلاسٹک بیگ اندر رہ گیا ہے، عمر اسی وقت مڑ کر اندر چلا گیا۔

سٹور کی سیڑھیوں میں کھڑی ہالہ کی نظر سڑک کنارے کھڑے ایک شخص پر پڑی۔۔اسکے ہاتھ سے سارا سامان چھوٹ کر گرا۔اسکی آنکھیں جیسے پتھرا گئی تھیں۔یوں لگا سانس بس تھمنے کو تھی۔

بارش شروع ہو چکی تھی تیز دھار، ٹوٹ کر برستی۔۔۔آسمان سرمئی سے سرخ ہو رہا تھا جس میں کڑکتی بجلی اسے ہیبت ناک بنا رہی تھی۔

لوگوں میں افراتفری مچ چکی تھی مگر ہالہ جانِ عالم کی دنیا اسی نقطے پر مرکوز تھم گئی تھی۔۔

" ابو !!! "

اسکے لبوں سے آہ نکلی۔ وہ جن کو دیکھنے کو آنکھیں ترستی تھیں، دل جن کے سینے سے لگنے کو بے تاب رہتا تھا وہ اسکے سامنے تھے۔

اسکا دل پھوٹ پھوٹ کر رونے کو چاہا۔ وہ نظروں سے دور جا رہے تھے ہالہ کا دل ڈوبا، اس نے چیخنا چاہا۔۔۔

ابو۔۔۔۔۔ مگر آواز حلق میں دم توڑ گئی۔ وہ جا رہے تھے، وہ اب انہیں نہیں کھونا چاہتی تھی، وہ جانتی تھی وہ وہی تھے، اسکا دل چیخ رہا تھا۔۔

وہ اندھادھند ان کی جانب دوڑی تھی، تیز برستی بارش میں، لوگوں کی بھیڑ میں۔

عقب میں اس نے کوئی آواز سنی تھی، کوئی اسے پکار رہا تھا مگر اسے نہیں رکنا تھا، کم از کم ابھی نہیں۔۔۔ وہ رک جاتی تو آج دل بھی رک جاتا۔۔۔!

ابو۔۔۔۔ "وہ روتی ہوئی چلائی تھی۔ "

سڑک کے بیچوں بیچ وہ ٹھوکر کھا کر گری، اسکی چادر ایک جانب سے کندھے سے نیچے سرک گئی۔ وہ اگلے لمحے اٹھی تھی۔

وہ ان کی جانب بھاگی تھی جب ایک گاڑی تیزی سے اسے ٹکر مار کر آگے بڑھ گئی۔۔ جس میں بیٹھے عماد (ہالہ کے پہلے شوہر) نے زہریلی مسکراہٹ سے اسے سڑک پر گرتے دیکھا تھا۔۔

"ہالہ۔۔۔۔۔۔۔" عمر پوری قوت سے چلاتا پاگلوں کی طرح اسکی جانب دوڑا تھا۔ اسکے خون سے بھیگے چہرے کو دیکھتے اسکی سانس تھمی تھی۔۔۔

❤❤❤

" عزہ۔۔۔؟ "

عافیہ نے دروازہ کھٹکھٹایا مگر کوئی جواب نہ ملا، وہ فکر مند ہوتیں دروازہ دھکیل کر اندر چلی آئیں۔ اسے سوتے دیکھ کر وہ اس کے پاس آتیں غور سے دیکھنے لگیں جسکا چہرہ سوتے میں بھی ستا ہوا لگ رہا تھا۔

انہوں نے جھک کر اسکی پیشانی پر ہاتھ رکھا جو معمول سے زیادہ پر حرارت تھی۔

" عزہ بچے ؟ کب تک سو گی۔۔۔؟ "

انہوں نے پیار سے اسے پکارا مگر وہ بے خبری کی نیند سو رہی تھی۔ مسلسل رونے سے سر اس قدر بھاری ہو رہا تھا کہ آنکھیں موندتے ہی نیند نے اپنی آغوش میں بھر لیا تھا۔۔

کھانا بھی نہیں کھایا اس نے۔۔۔ اچانک اتنی طبیعت کیسے خراب ہو گئ "
" ابھی کل تو ٹھیک تھی۔۔۔
خود کلامی کرتیں وہ دروازہ بند کر کے باہر آئیں۔ لاؤنج میں انہیں نبیہا نے جا لیا۔ وہ کچھ سنجیدہ نظر آتی تھیں۔

" !!! عافی میرے ساتھ آؤ کچھ بات کرنی ہے "

وہ انہیں لیے اپنے کمرے میں آئیں جہاں وہ رہ رہی تھیں۔

" !!! ہاں اب بتاؤ کیا بات ہے "

عافیہ ان کے سامنے بیٹھتیں گویا ہوئیں تو نبیہا نے سنجیدگی سے کہا۔۔

" کچھ دن رہ گئے ہیں پھر ہم چلے جائیں گے مگر جانے سے پہلے میں چاہتی ہوں تم مجھے عزہ کے متعلق واضح کر دو۔۔۔میں مائر اور عزہ کی منگنی کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ "

عافیہ کے دل کی بات تھی جو انہوں نے کہہ دی تھی وہ ان پر نہال ہوتیں مسرور سی بولیں۔

"بلکل بلکل۔۔۔میں نائل سے بات کرتی ہوں تم بس تیاری کرو، میری بھی یہی خواہش ہے کہ تم لوگوں کے واپس جانے سے پہلے دونوں کے رشتے کو باقاعدہ اناؤنس کردیا جائے۔۔۔"

نبیہا مسکرادیں۔۔ان کے کمرے کے باہر کھڑا امائر اندر آتے رک گیا، اندر جانے کا ارادہ بدلتا وہ پلٹ کر اپنے کمرے کی اوڑھ بڑھ گیا، اسکے لبوں پر دھیمی سی مسکراہٹ تھی۔۔

❤❤❤

یہ ہسپتال کے ایک کمرے کا منظر تھا۔ کمرے کے بیچوں بیچ رکھے سنگل بیڈ کے پاس ایک مرد سر جھکائے بیٹھا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں میں بیڈ پر لیٹے وجود کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔ نرم، سانولا سا ہاتھ۔۔۔!

اس نے سر اٹھایا شہد رنگ آنکھوں میں لال ڈورے نمایاں تھے وہ شاید روتا رہا تھا۔ پچھلے ڈھائی گھنٹوں سے وہ اسکے پاس بیٹھا اسکے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہا تھا۔

اسی کمرے میں سامنے کی دیوار سے لگے بنچ پر عطوف بیٹھی تفکر سے ہالہ کو دیکھ رہی تھی جس کے سر پر پٹی بندھی تھی۔

ہالہ کے ایکسیڈنٹ کی خبر نے گویا اسکے پیروں تلے سے زمین کھینچ لی تھی۔۔۔

صد شکر چوٹ گہری نہیں تھی جسم پر جگہ جگہ خراشیں آئی تھیں ہتھیلیاں بھی چھلی ہوئی تھیں جن پر مرہم لگادیا گیا تھا۔۔۔۔

دفعتاً ہالہ کے ہاتھ میں جنبش ہوئی جس پر عمر نے سرعت سے سر اٹھایا وہ رفتہ رفتہ آنکھیں کھول رہی تھی۔ حواس بحال ہوئے تو سب سے پہلے جانِ عالم کا خیال اسکے ذہن میں آیا۔

اسکی آنکھیں سرعت سے نم ہوئی تھیں جس پر عمر تڑپ کر اسکے قریب ہوا۔۔

" شش......روئیں نہیں آپ بلکل ٹھیک ہو جائیں گی ! "

وہ دانستہ اس واقعے کو گول کر گیا جس کی وجہ سے اسکی ہالہ اس حال کو پہنچی تھی، وہ عماد کو یقیناً دیکھ چکا تھا۔

ہالہ نے نفی میں سر ہلاتے آنکھیں موندیں، سو جھی آنکھوں کے کناروں سے شفاف موتیوں کی قطار بہہ نکلی۔۔۔

" !!! اسکے لبوں سے سسکی نکلی۔۔۔"ابو

یہ کہتے ہی وہ بلند آواز میں رونے لگی۔ عطوف نے سرعت سے اسے خود سے لگایا تھا۔ وہ الجھی نظروں سے عمر کو دیکھنے لگی جو اسکے رونے پر تکلیف سے آنکھیں میچ گیا۔۔

ہالہ وہ اس دنیا میں نہیں ہیں نہ،، میں نے آپکی امی کو آگاہ کر دیا ہے وہ آتی "
"۔۔۔۔

ہالہ بیٹھنے کی کوشش کرتی اسکی بات کاٹ گئی۔

" !!! میں نے ابو کو دیکھا آج..... وہ ابو ہی تھے "

وہ عمر کا بازو تھامتی بچوں کی طرح روتے بولی۔

عمر نے فوراً اسے سینے سے لگایا اسکے گرد نرمی سے بازو پھیلاتے وہ پر سوچ نظروں سے عطوف کو دیکھنے لگا۔ اسے اب سمجھ آیا ہالہ یوں سڑک کی طرف کیوں دوڑی تھی۔

عطوف بچے لیڈی ڈاکٹر کو بتاؤ انہیں ہوش آگیا ہے اور دیکھو ہالہ کی والدہ نہیں آئیں؟ "

عطوف نقاب درست کرتی اٹھ کر باہر چلی گئی تو ہالہ نے عمر کی شرٹ مٹھی میں بھینچتے اسے پکارا۔۔

میجر جی۔۔۔" وہ سیدھی ہونے لگی مگر سر بھاری ہو رہا تھا وہ واپس اسکے " سینے پر سر رکھ گئی۔

"کہیں، میں سن رہا ہوں......؟ "

اسکی پشت نرمی سے سہلاتا وہ اسے ریلیکس کرنے لگا اندر سے وہ کسی حد تک پریشان تھا مگر اپنی پریشانی کسی پر ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

" آپ مجھے ابو کے پاس لے جائیں، آپ لے جائیں گے نہ؟ "

عمر نے آہستہ سے اسے خود سے الگ کرتے بیڈ پر لٹا دیا۔

اسکے ہاتھ کو ہاتھوں میں لیتے اس نے اثبات میں سر ہلا دیا اس وقت کچھ اور کہہ کر وہ ہالہ کو تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا۔۔

کچھ ہی دیر گزری تھی جب فرح گھبرائی سیں اندر داخل ہوئیں ان کے پیچھے لیڈی ڈاکٹر اور عطوف بھی تھیں۔۔

" کیا ہوا میری بچی کو۔۔۔؟ "
وہ اسکے پاس بیٹھتیں ہالہ کو سینے سے لگاتیں تفکر سے گویا ہوئیں۔ان کا مخاطب عمر تھا جس نے مختصراً انہیں سب بتا دیا۔

لیڈی ڈاکٹر نے ہالہ کا ہلکا پھلکا چیک اپ کیا، چند ادویات لکھ کر دیں اور ڈسچارج کر دیا۔۔

ڈاکٹر کے جانے کے بعد عمر غور سے فرح کو دیکھ رہا تھا جن کا رنگ زرد پڑ چکا تھا وہ لب سئے ہالہ کو دیکھ رہی تھیں جس کی آنکھیں بار بار نم ہو رہی تھیں
۔۔

" !!! ہالہ ٹھیک کہہ رہی ہے، جانِ عالم زندہ ہیں "

ان کی بات پر جہاں عمر کو شاک لگا وہیں ہالہ گو مگو کی کیفیت میں اپنی ماں کو یک ٹک تکے جا رہی تھی۔۔ وہ جانتی تھیں ابو زندہ ہیں...... وہ شروع سے جانتی تھیں !

" !!! تو پھر مجھ سے جھوٹ کیوں بولا کہ میرا باپ مر چکا ہے "

وہ چیخی تھی سر میں درد کی ٹیسیں اٹھیں وہ کراہ کر سر تھام گئی۔۔

" مجھے معاف کر دو ہالہ میں خود غرض ہو گئی تھی۔ "

وہ شکستہ سی سر جھکائے کہہ رہی تھیں۔ہالہ کی آنکھوں میں سرخی اتر آئی نمی انکھوں کو جلا رہی تھی۔۔

"معا۔۔۔اف کردوں امی۔۔۔؟ کس چیز کے لیے جب جب میں اپنے باپ کے لیے تڑپی....؟ کتنا ترسی ہوں میں باپ کی شفقت کے لیے آپ نے بڑا ظلم کیا مجھ پر۔۔۔باپ کے ہوتے ہوئے یتیموں کی زندگی گزاری میں نے !!! "

وہ بیڈ کی چادر مٹھیوں میں بھینچتی پھوٹ کر رونے لگی۔ عطوف نے تیزی سے آنکھیں جھپکتے نمی اندر دھکیلی۔روتو فرح بھی رہی تھیں اپنی خود غرضی پر۔۔۔!

"میں نے علیحدگی کرلی تھی جانِ عالم سے، کم عقل تھی میں۔۔۔طلاق کے بعد یاسر اور ارمان اپنے ابو کے پاس جانے کی ضد کرتے تھے، تم لوگ میرے پاس نہیں رہنا چاہتے تھے میں ڈر گئی تھی ایک دن تم لوگ مجھے چھوڑ دو گے۔۔۔

تمہارا باپ تو اکثر ملنے آتا تھا مگر پھر میں نے اپنی ممتا کا واسطہ دے کر ان سے یہ حق بھی چھین لیا۔۔۔

یاسر اور ارمان ان سے بد ظن ہو گئے مگر تم بہت چھوٹی تھیں تم حقیقت سے ناواقف تھی، اس ڈر سے کہ تم باشعور ہو کر سوال نہ کرنے لگو تمہیں یہی " بتایا گیا کہ تمہارا باپ اس دنیا میں نہیں ہے۔۔۔۔

وہ خاموش ہو گئیں۔ ہالہ لب سیئے یک ٹک انہیں دیکھے گئ، بھوری آنکھیں نیر بہار ہی تھیں، قطرہ در قطرہ !

کوئی ماں اتنی بے حس کیسے ہو سکتی ہے وہ سوال کرنا چاہتی تھی ان سے پوچھنا چاہتی تھی وہ ان سے نفرت کرنا چاہتی تھی مگر مجبور تھی دل کے ہاتھوں

۔۔۔۔

!لبوں سے نکلا تو فقط اک گلہ..... تکلیف میں ڈوبا، ازیت سے پر

" آپ دیکھتی تھیں نہ میں ابو کی تصویر کو دیکھ کر کتنا روتی تھی۔۔۔ "

فرح اسکی شکایتی نظریں سہہ نہ پائیں لہٰذا سر جھکائے بے آواز رونے لگیں

۔۔۔ عمر نے کنپٹی دباتے آنکھیں میچ کر کھولیں۔۔۔

میرا خیال ہے گھر چلنا چاہیے ہالہ کو آرام کی ضرورت ہے، آپ بھی آ "

" !!! جائیں ہماری طرف

وہ اٹھ کھڑا ہوتا فرح سے مخاطب ہوا تو وہ آنسو پونچھتیں اٹھیں۔۔

نہیں بیٹا میں تب آؤں گی جب ہالہ مجھے بلائے گی میں اسے تکلیف نہیں "

" دینا چاہتی۔۔۔

ہالہ نے آنکھیں موند لیں لب تھر تھرائے تھے جنھیں بھینچ کر اس نے دل پر پتھر رکھ لیا۔

فرح خاموشی سے وہاں سے چلی گئیں عمر اس صورتحال پر کچھ ڈیپریسڈ ہوا پریشان تو عطوف بھی تھی۔۔

" !!! ہالہ اٹھیں شاباش۔۔۔ عطوف چادر دو انہیں میں آتا ہوں "
وہ فرح کے پیچھے گیا تھا جانِ عالم کا پتہ پوچھنے۔۔۔

♥♥♥

ان دونوں کو گھر چھوڑ کر وہ اسید سے ملنے آیا تھا جو اسے اپنی

رہائش پر دیکھ کر قدرے حیران ہوا تھا۔ مصافحے کے بعد وہ باہر لان میں ہی بیٹھ گئے تھے تب عمر نے مدعا بیان کیا۔۔

" ایک بندے کو اٹھوانا ہے، مرمت کروا دینا مجھ تک لانے کی ضرورت نہیں !!! "

وہ سنجیدگی سے کہتا اسید کو حیرت میں مبتلا کر گیا، میجر عمر کے منہ سے ایسی بات کسی کو بھی حیرت میں ڈال دیتی۔۔

" کام ہو جائے گا، نام پتہ بتا دیں !!! "

وہ کنپٹی کھجاتا لاپرواہی سے بولا۔ عمر نے اسے گھور کر دیکھا اسکے لاپرواہ انداز پر اسے غصہ آیا۔

کیا؟؟"اسید ابرو اچکا گیا۔۔ "

"پتہ نہیں معلوم، نام عماد ہے، تصویر رات تک مل جائے گی۔۔۔ "

یہ اچھا ہے!!!"اسید بڑ بڑایا تو عمر نے اسے گھورا۔۔ "

" !!! میری بیوی کا پہلا شوہر تھا وہ "
اس نے چبا کر کہا، اسید سرعت سے سیدھا ہوا یعنی معاملہ واقعی گھمبیر تھا۔۔

اس نے ہالہ کا ایکسیڈنٹ کیا ہے!!!"مزید اضافہ کیا۔اسید غور سے سنتا " سر ہلا گیا یعنی چھینٹی لازم تھی۔

" !اوکے۔۔۔۔ پتہ نکلوا لوں گا ایک کام کا آدمی ہے میرے پاس "

وہ پورے اعتماد سے بولا مگر اسے ذرا بھی علم نہیں تھا کہ وہ کام کا آدمی اس وقت اسکے فون نہ اٹھانے پر اسے گالیاں نکال رہا ہے۔۔

" ٹھیک ہے۔۔۔۔ایک اور کام ہے !!! "
عمر پیچھے ہوتا کرسی پر پھیل کر بیٹھ گیا۔

" فرمایئے !!!" کھلے دل سے کہا گیا۔ عمر نے الفاظ ناپ تول کر اختصار سے کام لیتے اسے ہالہ کے والد کے بارے میں بتایا۔۔

" یار کچھ پریشان ہوں ہالہ کی امی بھی نہیں جانتیں وہ اب کہاں رہتے ہیں !!!" اسید داڑھی کھجاتا آسمان کی اوڑھ دیکھنے لگا انداز سوچنے والا تھا۔

سر بلند کیے اس نے موسم کا خوب جائزہ لیا بادلوں کے ٹکڑوں کو نظروں سے ناپا پھر سینے پر ہاتھ باندھتا کچھ سوچ کر بولا۔

" کیا نام ہے ان کا؟ "

" جانِ عالم !!! "

اس کا کہنا تھا کہ اسید بجلی کی سی تیزی سے سیدھا ہوا یہ نام تو وہ سن چکا تھا! اس نے تیزی سے دماغ کے گھوڑے دوڑائے۔

" نمر کے سسر کا بھی یہی نام ہے، آپکے پاس کوئی تصویر ہو گی ان کی ؟۔۔۔ "

عمر بری طرح چونکا اک کوندا سا ذہن میں لپکا۔ اس دن نمر کے نکاح پر ہالہ کسی شخص کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔

" میں پتہ کرتا ہوں !!! "

وہ سرعت سے اٹھ کر چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد اسید کو فون کا خیال آیا اس نے پاکٹ سے موبائل نکالا تو صالح یوسف کے ان گنت مسیجز تھے جس میں سرفہرست ایک سطر الفظ پڑھ کر وہ بے اختیار بڑبڑایا۔۔۔

" استغفر اللہ !!! "

❤❤❤

آج کتنے دن بعد وہ کالج جا رہی تھی دل اس حبس زدہ ماحول سے نکلنے کو بے چین تھا۔ صبح کے ساڑھے سات بج رہے تھے، بارش کے بعد کی سرد ہواؤں نے صبح کو مزید تر و تازہ کر دیا تھا۔

وہ اپنے کمرے میں ہی ہلکا پھلکا ناشتہ کرنے کے بعد سفید یونیفارم پہنے تیار ہو چکی تھی۔ گھنے سلکی بالوں کی چوٹی کمر پر جھول رہی تھی۔ دائیں طرف دیوار پر نصب گھڑی پر نگاہ ڈالتی وہ جھک کر شو لیسز باندھنے لگی۔

وہ سیدھی ہوئی تھی جب کھلے دروازے میں مائر نمودار ہوا۔ دونوں کی نگاہوں کا تصادم ہوا اسکے ہاتھ میں کچھ تھا مگر کیا؟

یہ سوچنا عزہ نے ضروری نہیں سمجھا۔ وہ بے تاثر چہرے کے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئی سبز آنکھوں کی جھوت بجھی ہوئی تھی۔

" اب کیسی ہو؟ "

وہ دو قدم اندر چلا آیا نرم نگاہیں اس ننھی لڑکی کے اداس حسن کا طواف کرنے لگیں، اسکی سیاہ گہری آنکھیں عزہ جبیل کو بے چین کر گئیں۔ وہ اسے پر اسرار لگتا تھا !

"ٹھیک ہوں !!!"اس نے یہ نہیں پوچھا اب سے کیا مطلب تھا؟ "

مائر نے سر کو خم دیتے ہاتھ آگے کیا جس میں خوبصورت پیکنگ میں کچھ تھا۔ اسکا سائز کافی بڑا تھا عزہ کے قد کے جتنا۔۔

" یہ میں تمہارے لیے لایا تھا !!! "

عزہ نے ہاتھ نہیں بڑھایا وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھے گئی، اس مہربانی کی وجہ......؟

کیوں.....؟"وہ متذبذب ہوئی۔ "

" !!! کیوں کہ یہ تمہارے لیے ہی تھا "

اسکے بڑھے ہوئے ہاتھ کو دیکھتے عزہ نے نہ چاہتے بھی وہ لمبوترا پیکٹ تھام لیا۔اس نے بیڈ پر پھیلاتے اسے کھولا تو آنکھوں میں حیرت در آئی۔

! وہ سفید چمکتا باربی گاؤن تھا..... پھولا ہوا، بیش قیمتی

" میں نہیں لے سکتی یہ بہت ایکسپنسو ہے۔۔۔ "
وہ نفی میں سر ہلا گئی مائر کی مسکراہٹ پھیکی پڑی۔

اس نے کلائی میں بندھی گھڑی پر نگاہ ڈالی، اسے دیر ہو رہی تھی۔ جو وقت خاص کر اس نے اپنی لٹل گرل کے لئے نکالا تھا وہ ضائع کیسے کر سکتا تھا۔

" !!! تمہارے لیے پوری دنیا خرید سکتا ہوں باربی "

وہ جھک کر اسکی آنکھوں میں دیکھتا زیر لب مسکرایا۔ اسکی مسکراہٹ بہت خوبصورت تھی۔

بالوں کو جیل سے پیچھے جمائے بلیک تھری پیس میں ملبوس وہ بلا کا ہینڈسم لگ رہا تھا۔

" اداسی تم پر نہیں جچتی،، مسکرایا کرو تاکہ پھول حسد کریں۔۔۔ "

اس پر گہری نظر ڈالتا وہ پلٹ کر جا چکا تھا۔

عزہ چپ چاپ کھڑی اس لباس کو دیکھ رہی تھی۔اسکا دل ڈوب کر ابھرا، کیا ایک اور دل ٹوٹنے والا تھا۔۔۔؟اس نے بے بسی سے اسکے دیے تحفے کو دیکھا۔

اگلے لمحے وہ بے ترتیبی سے اسے پیکٹ میں ڈال کر کبرڈ کی جانب بڑھی۔

کچھ دیر بعد وہ کاندھے پر بیگ ڈالے کمرے سے جاچکی تھی کبرڈ کے دروازے میں پھنسا وہ سفید لباس اپنی بے قدری پر حیراں تھا۔

❤❤❤

یہ میٹنگ روم کا منظر تھا، کوٹ سوٹ میں ملبوس کئی بزنس مین سلائیڈز چلاتے نمر جبیل کی جانب متوجہ تھے جو پروفیشنل انداز میں انہیں اپنے نئے پراجیکٹ کی ڈیٹیلز بتا رہا تھا۔

پہلی نشستوں پر نائل اور اسید موجود تھے جن کے مقابل سکندر اور دردانہ براجمان تھے۔ دردانہ کی آمد نے نائل سے زیادہ نمر کو حیران کیا تھا جس نے حال ہی میں بزنس کی دنیا میں قدم رکھا تھا۔۔۔

گھڑی نے وقت آگے دکھایا، منظر بدل چکا تھا اب وہاں صرف نائل جبیل، سکندر اور اسید موجود تھے۔ اسید کا چہرہ از حد سنجیدہ تھا جبکہ نائل کچھ پریشان نظر آتا تھا۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ ہمارے پراجیکٹس کیسے چوری ہو سکتے ہیں؟ ان بیلیوایبل، یہاں کام کرنے والا ہر بندہ بلکل آنیسٹ ہے آئی ایم ڈیم شور۔۔۔اس بلڈنگ میں صرف وہی لوگ کام کررہے ہیں جن کو سالوں پرکھا ہے میں نے !!! "

وہ نفی میں سر ہلاتا کنپٹی دبانے لگا۔اسید ہاتھ باہم ملاتا آگے ہو بیٹھا۔۔

"لیکن ایسا ہوا ہے اور ایک بار نہیں بلکہ کئی بار، ہمارے ڈیزائنز آوٹ ہونے سے پہلے بلکل ویسے ہی ڈیزائنز دوسری کمپنی چھاپ لیتی ہے۔۔۔ اور میرے آفس سے اچانک فائلز بھی غائب ہو جاتی ہیں۔۔۔ "

سکندر بھی اب کہ کچھ پریشان ہوئے۔پین کی نوک ہاتھ پر مارتے وہ پر سوچ نظروں سے دونوں کو دیکھنے لگے۔

" ہو سکتا ہے یہاں کوئی کالی بھیڑ چھپی ہو، کمپنی کو پچھلے مہینوں نقصان کا سامنا ہوا ہے اگر ایسا ہی چلتا رہا تو کاروبار ٹھپ ہونے میں وقت نہیں لگے گا۔۔ میں ایک دو فارنر پارٹیز کو تم دونوں سے ملواؤں گا، وہ انویسٹمنٹ کرنا چاہتے ہیں۔تب تک اپنے اندر کے معاملات ٹھیک کر لو ! "

وہ اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔نائل نے شکر گزار نظروں سے دیکھتے ان سے ہاتھ ملایا۔اسید نے پہل کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی جس پر سکندر مسکرا کر اسکا کندھا تھپتھپاتے دروازے کی اوڑھ بڑھ گئے۔

" شاید کوئی اندر کی معلومات بیچ رہا ہے !!! "

جب وہ دونوں رہ گئے تب اسید نے اسے غور سے دیکھتے کہا جسکے تاثرات نارمل تھے۔

چند سیکنڈ بعد اسید اپنے آفس کی جانب چلا گیا۔ نائل کے تاثرات اب عجیب تھے وہ غصے سے فون پر جھپٹا تھا۔

♥♥♥

" !!! کیا بات ہے لوگوں کے مزاج بدلے نظر آرہے ہیں "

دردانہ کو اپنے آفس میں دیکھ لکر وہ ابرو اچکا گیا۔ وہ بغیر برا منائے مسکراتی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

"کہہ لو کہ لو، برا نہیں مناؤں گی آفٹر آل اب سالی بہنوئی کا رشتہ جو بن چکا ہے !!! "

نمر مشکوک نظروں سے اسے دیکھتا آگے ہو کر بیٹھا۔

"پہلے تو محترمہ مجھے دیکھتے ہی مرچیں چبانے لگتی تھیں، ویل اچھی بات ہے اگر آپ کے مزاج بدل چکے ہیں۔۔۔ "

دردانہ ایک ادا سے بال جھٹکتی ٹانگ پر ٹانگ جما کر بیٹھ گئی۔

"ویل۔۔۔ میں نے سوچا اب شہد کا استعمال کرنا چاہیے، یو نو اب تم میری بہن جیسی دوست کے شوہر ہو تو میں نے سوچا اب لڑائی ختم کر کے دوستی کا ہاتھ بڑھا دینا چاہیے ورنہ بیچاری میری دوست ہم دونوں کے بیچ پستی رہے گی۔۔۔ "

وہ خوشگوار لہجے میں بولی تو نمر نے سر کو خم دیا۔

" ہائے داوے تم کیا آفس آکر بیٹھ گئے ہو، آئنور کے ساتھ گھومو پھرو

عیش کرو، یہی دن ہیں زندگی جینے کے !!! "

وہ اٹھ کر خراماں خراماں چلتی اسکے آفس کا جائزہ لینے لگی۔

" بلکل۔۔۔۔کل ہم جارہے ہیں ناردرن ایریاز !!! "

وہ قہقہہ لگاتی اسکی جانب پلٹی۔

" پیرس جاؤ، جاپان گھومو اور بہت سے کنٹریز ہیں !!! "

نمر نے اسکے ہنسنے کا کوئی اثر نہ لیا بلکہ بے حد پر سکون انداز میں بولا۔۔۔

میری بیوی کی خواہش ہے، مجھ پر فرض ہے اسکی ہر بات کا مان رکھنا!!! "

"دردانہ لاجواب ہوئی تھی اس پل اسے آئنور پر رشک آیا تھا۔

❤❤❤

فضا اذان کی آواز سے گونج رہی تھی۔ کئی لوگوں نے مسجد کا رخ کیا تھا جبکہ کچھ دنیاوی مشاغل میں مصروف رہے۔

ایسے میں وہ مسجد کے کھلے صحن میں بچھی صف پر نماز ادا کرتا دکھائی دے رہا تھا۔ خشوع و خضوع سے نماز ادا کرتے اسکے چہرے پر دنیا جہاں کا سکون تھا۔

اس نے سلام پھیرتے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے، سرمئی آنکھوں میں ہلکی سی نمی اتر آئی۔ اسکا سر قدرے جھکا ہوا تھا۔

" یااللہ بے شک تو ہی پاک ذات ہے، سب سے برتر !

اے میرے اللہ میری عبادت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما، میری کوتاہیوں کو معاف فرما۔۔۔

اے اللہ جن معاملات میں میں بے بس ہوں ان میں میری مدد فرما۔۔۔۔

اے اللہ مجھ سے ایسے دروازے پر دستک نہ دلوانا جو میرا نہیں ہے۔۔۔

یااللہ میری زندگی میں نامکمل محبت کو داخل نہ ہونے دینا، نہ کہ میری روح کو اس سے منسلک کرنا جو اسکا نہیں۔۔۔

اے اللہ غم کے بغیر خوشی عطا فرما۔۔۔۔! "

(آمین !!!)

چہرے پر ہاتھ پھیرتا وہ سر جھکائے بیٹھا رہا۔ عزہ کی باتیں وہ ذہن سے جھٹکنے میں ناکام ہو رہا تھا۔ اسکی آہیں، تکلیف میں ڈوبی سسکیاں اسکا دل دکھ سے بھر رہی تھیں۔۔

اللہ میرے اختیار میں نہیں یہ۔۔۔ ایسا کیسے ہو گیا؟ میں نے کبھی ایسا کچھ نہیں کیا کہ وہ مجھ سے محبت کر بیٹھے یا میرا ہی قصور ہے شاید، خون کا رشتہ تو نہیں تھا ہم میں۔۔۔

مجھے دور رہنا چاہئے تھا مگر اب کیا کروں، کتنا عجیب۔۔۔

بے حد عجیب لگ رہا ہے سب، میرا دل دکھ رہا ہے، یا اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے، اسکے دل سے یہ جذبات نکال دے! میرے رب ہم دونوں پر رحم فرما!

وہ ایک بار پھر سجدے میں جھکا تھا۔۔۔

اسکے لبوں سے صدا نکلی۔۔۔

یا رحمٰن یا رحیم یا کریم...... یا ارحم الرّاحمین

سجدے سے اٹھتا وہ بغیر ادھر ادھر دیکھے مسجد کے دروازے کی جانب بڑھ گیا۔قریب کھڑے ایک بزرگ اسے دیکھ کر مسکرائے۔

.... یا اللّٰہ تو سب جانتا ہے

.... دلوں کے حال بھی

.... خیالوں کے راز بھی

.... جسے تو چاہے

...... کھینچ لے اپنی اوڑھ

وہ ہو کتنا ہی دور......

پلٹ آتا ہے تیری اوڑھ......

روتا زار و قطار بھی.......

وہ آسمان کی جانب منہ کرتے بڑبڑائے تھے۔

❤❤❤

وہ جبیل مینشن کے گیٹ کے سامنے رک گیا اپنے پورشن میں جانے کی بجائے وہ دوسرے گیٹ سے اندر داخل ہو گیا۔

اسے نمر سے ملنا تھا وہ راہداری پر ہموار قدم اٹھانے لگا کبھی کبھی اطراف میں لگیے پھول بوٹوں پر نگاہ ڈال لیتا تھا جو اسکے استقبال میں جھکے ہوئے تھے۔

اندر وہ کچن میں موجود فریج کا دروازہ کھولے کھڑی تھی۔ پانی کی بوتل نکال کر دروازہ بند کرتی وہ سلیب تک آئی۔ وہ کالج کے یونیفارم میں ملبوس تھی، کچھ دیر پہلے ہی کالج سے لوٹی تھی۔

عزہ کا انداز کھویا کھویا سا تھا بے دھیانی میں شیشے کا گلاس پانی سے بھرتی وہ لبوں سے لگانے لگی جب گلاس چھوٹ کر فرش پر جا گرا۔

عزہ نے بے تاثر نظروں سے کرچی کرچی بکھرے گلاس کو دیکھا۔۔۔ پھر پیروں پر پڑی پانی کی چھینٹوں کو۔۔۔!

وہ جھکی اور لاپرواہی سے بکھرے کانچ سمیٹنے لگی جب اسید کی آواز اسکے کانوں میں پڑی۔ وہ باہر کسی سے مخاطب تھا۔۔ وہ گہرے سانس لیتی جلدی سے کانچ اٹھانے لگی۔

اسی افراتفری میں کئی کانچ کے ٹکڑے اسکے ہاتھوں میں کھب گئے۔ وہ سسکی لیتی سیدھی ہوئی۔ تکلیف اتنی تھی کہ ویران آنکھوں سے آنسو ابل پڑے وہ تیزی سے سرخ ہوتی ہتھیلی کو دیکھتی رونے لگی۔

کانپتے ہاتھ سے اس نے زخمی ہتھیلی میں چبھا کانچ نکالنا چاہا جب اسید تیزی سے اسکے پاس آیا۔

" یہ کیا کیا تم نے۔۔۔ دکھاؤ مجھے !!! "

بے حد پریشانی سے کہتا وہ ساتھ ہو جیب سے رومال نکال چکا تھا۔اس نے عزہ کا ہاتھ پکڑنا ہی چاہا تھا جب اس نے فوراً ہاتھ پیچھے کر لیا۔

" آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ۔۔۔۔ "
وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتی الفاظ چبا کر بولی۔"میری ازیت صرف میری ہے !!! "

اگلے ہی لمحے وہ اسکی جانب پیٹھ کر گئی اک سمندر سا تھا جو اسکی آنکھوں سے رواں ہوا تھا۔

اسید کی آنکھیں سرخ ہوئیں لب بھینچ کر اگلے ہی پل اس نے عزہ کا ہاتھ تھام کر اپنے سامنے کیا۔وہ مزاحمت کرنے لگی جب اسید کا پارہ بلند ہوا۔۔۔

" !!! چپ کر کے کھڑی ہو ورنہ ایک تھپڑ لگاؤں گا "

عزہ نے زور سے ہاتھ چھڑوایا جس سے اسکے ہاتھ سے نکلتا خو*ن اسید کے ہاتھ پر لگ چکا تھا۔ بغیر اپنی تکلیف کی پرواہ کئے وہ بدتمیزی سے چلائی۔۔۔

" مت کریں مجھے مارنے کا تکلف، آپ کے الفاظ ہی کافی ہیں میرے منہ پر تمانچے مارنے کے لیے۔۔۔ "

اگلے ہی پل اسید نے زناٹے دار تھپڑ اسکے منہ پر مارا۔ وہ بے یقینی سے اسے دیکھتی لڑکھڑائی۔

" بہت بکواس کرلی تم نے اور میں نے سن لی، آئندہ مجھ سے تمیز سے بات کرنا، چاچو ہوں تمہارا، اپنے دماغ میں بٹھا لو !!! "

انگلی اٹھا کر درشتگی سے کہتا وہ ایک سیکنڈ رکے بغیر جا چکا تھا۔۔

عزہ نے بلکتے ہوئے اپنے خو*ن سے سرخ ہوتے ہاتھ کو دیکھا، پھر اپنے گال پر ہاتھ رکھتی وہ سلیب پر جھکتی زور سے بلکنے لگی۔۔

" اللہ کرے مر جاؤں میں۔۔۔ مر جاؤں ! "

آدھی جھکی وہ تڑپ تڑپ کر رو رہی تھی۔ کس بات پر غم کرے اسکی پرواہ کا یا اسکی بے حسی کا۔۔۔

یہ دوسرا تھپڑ تھا جو اسکی روح پر پڑا تھا۔ مارنے والا بھی وہ جو اسے سوئی نہ چبھنے دیتا تھا۔

وہ کس کس بات پر روئے؟ اتنا قیمتی رشتہ چھن جانہ پر؟ یا محبت میں ٹھکرائے جانے پر۔۔۔

ٹھکرائے جانے کے بعد محبوب کی پرواہ جسم پر عذاب کی مانند گزرتی ہے۔۔۔

"آپ کیوں آئے تھے مجھے تکلیف میں دیکھ کر۔۔۔؟ وہ تکلیف کیوں نظر نہیں آتی جو میرے دل پر گزر رہی ہے !!! "

وہ سلیب پر زخمی ہاتھ مارتی بلک کر بولی تھی۔ اسی پل وہ واپس آیا تھا۔ اسکی حالت دیکھتے اسید جبران ساکت ہوا تھا۔

اک لمحہ سکوت کا تھا اگلے لمحے وہ اس کا بازو پکڑ کر لاؤنج میں لے آیا شکر گھر میں سوائے ملازموں کے کوئی نہیں تھا۔۔

" مجھے ازیت مت دو عزہ !!! "
صوفے پر اسکے پاس گھٹنا موڑ کر بیٹھا وہ اسکے ہاتھ سے کانچ نکالتا دھیمی آواز میں بولا۔

عزہ نے روتے ہوئے اسکی آنکھوں کو دیکھا جن میں نمی تھی۔۔۔وہ بے اختیار اسکے بازو پر پیشانی رکھتی پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔

" مت روئیں، میں اب کچھ نہیں کہوں گی خاموش ہو جاؤں گی بس آپ نہ روئیں۔۔۔" وہ بار بار یہی دہرا رہی تھی۔۔

اسید نے آنکھیں جھپکتے نمی اندر دھکیلی۔۔وہ تیزی سے قریب پڑے فرسٹ ایڈ باکس کی مدد سے اسکے ہاتھ پر پٹی کرنے لگا۔
اسکا ہاتھ چھوڑ کر نرمی سے اس نے عزہ کو خود سے دور کیا۔

" تمہارا رونا مجھے تکلیف دیتا ہے،اتنامت روکہ میرا دل تھم جائے۔۔۔ "

سر جھکا کر وہ تکلیف سے بولا تھا عزہ نے اسکے چہرے پر ازیت پھیلتی دیکھی تھی۔۔

" بعض چیزیں اپنے بس میں نہیں ہوتیں،انہیں اللہ پر چھوڑ دینا چاہئے !!! "

خاموش ہوتا کچھ دیر وہ اسے دیکھتا رہا جو ڈبڈبائی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ پھر وہ اٹھ گیا، جانے کے لیے۔۔۔

اسکی پشت دیکھتے عزہ کی نظر اسکے ہاتھ پر پڑی تھی، پٹی میں لپٹا ہاتھ....! وہ گم صم بیٹھی رہ گئی.....!

❤❤❤

❤❤❤

شام کا ملگجا اندھیرا پورے جہاں کو اپنی لپیٹ میں لے چکا تھا۔ گلی کوچوں میں بتیاں روشن کر دی گئی تھیں۔

ایسے میں جہاں ہر کوئی روزمرہ کے معاملات میں مصروف تھا جبیل مینشن کی بالائی منزل پر قدرے کھلی بالکنی میں وہ جائے نماز پر بیٹھی تسبیح کے دانے گرا رہی تھی۔

سبز آنکھیں خالی سی تھیں مگر دل نماز ادا کرنے کے بعد اب سکون میں آیا تھا۔اسکے مرجھائے لب آہستہ آہستہ حرکت کر رہے تھے۔

پہلے وہ باقاعدگی سے نماز نہیں پڑھتی تھی مگر جب سے دل کو محبت کی ضرب لگی تھی وہ ٹوٹے دل کے ٹکڑے اپنے رب کے سامنے پھیلا چکی تھی۔

اسکی نمازیں طویل ہونے لگی تھیں۔کیسی عجیب بات ہے نہ جب دل شاداں وخوشحال ہوتا ہے تب نماز پڑھنے میں جلد بازی اکثر نمبر لے جاتی ہے مگر جونہی غم روح کو جکڑ لیتے ہیں یہ روح آپ ہی جسم کو لمبی نمازوں پر قائل کر لیتی ہے۔۔

" !!! اکثر غم میں نماز طویل ہو جاتی ہے "

عزہ جبیل زندگی کے اس موڑ پر آ کھڑی ہوئی تھی جہاں آگاہیوں کے در وا ہوتے ہیں،انسان اللہ اور اپنے تعلق کو پہنچاننے لگتا ہے۔

" دنیاوی ٹھوکریں انسان کو اللہ کے در پر پہنچا دیتی ہیں "

یہی اصول ہے یہی طور ہے،

سونے کو کندن بننے کے لیے جلنا پڑتا ہے.......

دل کو اللّٰہ سے جڑنے کے لیے ٹوٹنا پڑتا ہے !!!

تسبیح کے دانے گرنا بند ہوئے تھے اسکی انگلیاں ساکت ہو گئیں، حجاب کے ہالے میں دمکتے معصوم چہرے پر عجیب سی چمک تھی کوئی عجیب سا احساس چھلکتا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ سجدے میں جھک رہی تھی، اسے جھکنا ہی تھا۔ بعض لوگ خود ہی جھک جاتے ہیں،، بعض کو جھکانا پڑتا ہے!

جھک جانا، جھکائے جانے سے بہتر ہوتا ہے!

اب وہ جائے نماز کی تہہ لگا رہی تھی قدم بالکنی کا دروازہ عبور کرتے کمرے میں آ کر رکے تھے۔

" اگر ہم جیسوں کے لیے سجدے نہ ہوتے تو ہمارے دل پھٹ جاتے "

زیر لب کہتے اسکی آنکھوں میں نمی جھلکی تھی۔ جائے نماز کو کبرڈ میں رکھتی وہ دوپٹہ کھول کر لیتی باہر چلی آئی۔

ریلنگ سے نیچے جھانک کر دیکھا تو سب لاؤنج میں موجود تھے وہ پیچھے ہٹنا چاہتی تھی مگر نائل اسے دیکھ چکا تھا۔

" !!! عزہ نیچے آؤ بیٹا "

اسکے اچانک بولنے پر سب نے چہرہ موڑ کر اوپر دیکھا۔ نائل کے علاوہ وہاں مائر نبیہا اور عافیہ موجود تھے۔ نمرا اور آئینور سیر و تفریح کے لیے جا چکے تھے۔۔

وہ سیڑھیاں اترتی لاؤنج میں چلی آئی تو نائل نے بازو پھیلا دیا۔ وہ دھیما سا مسکراتی اسکے ساتھ جا بیٹھی۔ غیر محسوس انداز میں وہ اپنا زخمی ہاتھ دوپٹے میں چھپا چکی تھی۔

" !!! میرا سب سے پیارا بچہ "

اسے اپنے ساتھ لگاتے وہ بے حد محبت سے اسکا سر چوم کر بولا۔ مائر نے مسکراتی نظروں سے اسے دیکھا دوپٹے اوڑھے وہ کتنی دلکش لگتی تھی۔

" کہاں غائب ہوتی ہو سارا دن؟ بابا مس کر رہے تھے اپنی بیٹی کو؟ "

وہ اسکی جانب رخ کرتا نرمی سے استفسار کرنے لگا۔ عزہ ایک پل کو ہچکچائی مگر اسکے بولنے سے پہلے عافیہ بول پڑیں۔

" ہاں جی پوچھیں اس سے اتنی خاموش کیوں ہو گئی ہے پہلے تو گھر سر پر اٹھایا ہوتا تھا اس نے۔۔۔۔ نہ کسی سے بات کرتی ہے بس کمرے میں پڑی رہتی ہے ایسے تو بیمار ہی ہو گی نہ !!! "

وہ اسکی آنکھوں کے گرد حلقے دیکھتیں تفکر سے بولیں۔ سب کی سوالیہ نظریں خود پر محسوس کرتے اسکی آنکھیں جھلملا گئیں۔

" خبردار بھئی جو میری بیٹی کو کسی نے کچھ کہا !!! "

وہ عزہ کو ساتھ لگاتا اسے بہلانے لگا تب جا کر وہ آہستہ سے بولی۔ " بابا سٹڈی کا برڈن ہے بس اور کوئی بات نہیں۔۔۔۔ "

" ایگزامز کب ہیں ؟ نائل نے مسکراتے اسکی ہمت بندھائی۔

" ابھی تو پانچ مہینے ہیں لیکن اسٹڈی بہت ٹف ہے۔ میری چھٹیاں بھی بہت ہو گئی ہیں اس لیے اب پچھلا بھی کور کر رہی ہوں ! "

وہ آہستہ آہستہ بتا رہی تھی۔

" ویری گڈ !!! "

مسکرا کر کہتا وہ مائر کی جانب متوجہ ہوا جو وائٹ ٹی شرٹ جینز میں بال پیچھے کو جمائے ہمیشہ کی طرح فریش سا بیٹھا موبائل پر مصروف تھا۔

" عافی بتا رہی تھی کچھ دن تک واپسی کا ارادہ ہے تم لوگوں کا۔۔۔۔ "

مائر نے اب کہ جھکا سر اٹھایا سیاہ آنکھوں میں ذہانت کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ سنجیدہ سا انداز !

" کتنے دن بزنس کسی کے حوالے کیا جا سکتا ہے۔ واپس تو جانا ہی ہے لیکن مستقبل میں پاکستان میں بھی بزنس ایسٹیبلش کرنے کا سوچ رہا ہوں۔ "

نائل کے چہرے پر خوشگوار حیرت آئی۔ کل رات عافیہ نے اس سے عزہ اور مائر کی بات کی تھی نائل کو یوں بھی کوئی اعتراض نہیں تھا سوائے اسکے کہ عزہ کی مرضی شامل ہو دوسرا وہ دونوں پاکستان میں رہیں !

عافیہ نے بڑی صفائی سے جھوٹ بول دیا تھا کہ عزّہ بلکل راضی ہے چاہے تو پوچھ لیں۔ اب وہ بس موقع دیکھ کر عزہ سے بات کرنا چاہتی تھیں عزہ اُنکے لیے کوئی مسئلہ نہیں تھی۔

" یہ تو بہت اچھی بات ہے میں تو کہتا ہوں نبیہا تم ماں بیٹا یہیں شفٹ ہو جاؤ باہر پیسے کے سوا کچھ نہیں ہے ! "

وہ خوشگوار لہجے میں بولا تو نبیہا مسکرا اٹھی۔۔

" نائل بھائی بات تو آپ کی بلکل ٹھیک ہے جو سکون اپنوں کے پاس رہنے میں ہے وہ باہر کہاں۔۔۔ "

ان کی باتوں میں عزہ بوریت محسوس کرنے لگی دوسرا مائر کی کبھی کبھی اٹھتی نظر اسے بے چین کر رہی تھی اسکی نظریں جو پیغام دیتی تھیں وہ عزہ سمجھنا نہیں چاہتی تھی تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔

وہ نائل سے اجازت لے کر اپنے کمرے کی اوڑھ بڑھ گئی۔ وہ نہیں جانتی تھی اپنی موجودگی سے وہ ایک تیس سال مرد کی دھڑکنیں کس قدر تیز کر دیتی تھی۔ وہ خود کو اس ننھی لڑکی کے سامنے ہارنے لگا تھا محبت پوری طرح اسکے دل کو جکڑ چکی تھی۔

❤❤❤

" !!! ویلکم می ناران "

جدید طرز کے ووڈن ہاؤس کی بالکنی میں باہیں پھیلائے کھڑی وہ ہواؤں سے مخاطب تھی۔ اسکا سر آسمان کی جانب اٹھا ہوا تھا آنکھیں بند تھیں، گلابی کٹاؤدار لبوں پر بھرپور مسکراہٹ پھرے ڈالے تھی۔

" !!! ویلکم اَس ناران "

اسکے عقب میں آتے نمر نے تصیح کی۔ آئنور نے محسوس کیا وہ اسکی پشت کی جانب آکھڑا ہوا ہے اگلے پل وہ اسکے پھیلائے بازوؤں کو تھامتا اپنے بازو بھی پھیلا چکا تھا۔

آئینور نے کترا کر ہٹنا چاہا جب وہ بازو نیچے کرتا اسکے کندھے پر ٹھوڑی رکھ گیا۔ ہوا کے دوش پر لہراتے آئنور کے بال نمر جبیل کے چہرے پر سایہ کر گئے۔

" It feels good ! "

بالوں کی نرمی اور مہک محسوس کرتا وہ دھیمے لہجے میں بولا۔ اگلے ہی پل وہ بال سمیٹتی اسکے دور ہو گئی اسکی دھڑکنیں منتشر ہو چکی تھیں۔

وہ ریلنگ سے لگتی سینے پر بازو باندھے خود کو بااعتماد ظاہر کرنے لگی مگر حقیقت تو یہ تھی کہ اسکا سارا کانفیڈنس اڑن چھو ہوا تھا۔

اس سے چند قدم دور کھڑا وہ جینز کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے اب مسکراتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔اس نے غور کیا تھا آئینور کو مہرون رنگ بہت پسند تھا۔

اب بھی اس نے مہرون گھٹنوں تک آتے پلین ٹاپ کے ساتھ بلیو جینز پہن رکھی تھی۔ناخنوں پر گہری مہرون نیل پالش چمک رہی تھی جبکہ پیروں میں جوگردز بھی اسی رنگ کے تھے۔براؤن سلکی بال کھلے چھوڑے وہ نمر جبیل کی آنکھوں کو خود سے باندھے ہوئے تھی۔

ٹھٹھکا تو وہ بھی رہا تھا آئینور کو اپنی وجاہت سے.....!بلیو جینز کے ساتھ بلیک شرٹ اور لیدر جیکٹ پہنے وہ ہمیشہ سے زیادہ حسین لگ رہا تھا۔خوبرو چہرے پر میدے جیسی رنگت اور اس پر لبوں کو ڈھانپتی گھنی سیاہ مونچھیں۔۔۔!

داڑھی وہ معمول کے مطابق اتروا چکا تھا جس سے شارپ "جالائن" اور بھی وضح تھی۔

آئنور کو کلین شیو میں لڑکے زہر لگتے تھے مگر اب اسے ماننے میں کوئی عار نہیں تھا کہ اسکا شوہر بغیر داڑھی کے بھی حسین ترین تھا۔۔یونہی تو وہ نہیں کہتا تھا کہ بے شمار لڑکیاں اسکی لکس پر مرتی تھیں۔

" میں پہلی بار یہاں آئی ہوں !!! "

بالوں کو چہرے سے ہٹا کر کان کے پیچھے کرتی وہ خوشگواریت سے بولی اسکی آنکھوں میں خوشی کا بے پایاں احساس باخوبی دیکھا جا سکتا تھا۔

" خوبصورت ہے نہ یہ جگہ ؟ "

ثمر نے پیشانی پر بکھرتے بالوں کو پیچھے جھٹک کر پوچھا۔ ہوا کا زور اتنا تیز تھا کہ بال بار بار پیشانی پر بکھر سے جاتے تھے۔

" حسن کوٹ کوٹ کر بھرا پڑا ہے یہاں ۔۔۔۔حسین !!! "

وہ اطراف میں بکھری شادابی دیکھنے لگی۔روح جیسے سرشار سی سرشار تھی۔

" حسین تو کچھ اور بھی ہے !!! "

وہ دو قدم آگے آیا تھا۔ آئنور نے غیر محسوس انداز میں ریلنگ کو تھامتے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

" تمہاری آنکھیں !!! "

وہ ان کانچ سی بھوری انکھوں کے سامنے جھکا آئنور نے مسکراہٹ دباتے سرعت سے رخ موڑا۔ نمر کے لبوں پر بھرپور مسکراہٹ آئی۔

سچ بتانا........ وہ چند سیکنڈ ٹھہرا۔ "

" تمہاری آنکھیں قیامت خیز ہیں واللہ، کہیں تم چرس تو نہیں پیتی ؟ "

آئنور کا منہ کھل گیا اگلے پل وہ اسکے سینے پر تھپڑ مارتی کمرے کی جانب چلی آئی وہ اسکی پشت دیکھتا قہقہہ لگا گیا۔

کمرے میں آتی وہ سفید نرم سے بیڈ پر پیر اوپر کیے بیٹھ گئی۔

" سنو تو !!! "

اسکے پھولے چہرے کو دیکھتا وہ صلح جو انداز میں بولا مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔ اس لمحے نمر کو اپنی ناراض بیوی پر بے حد پیار آیا۔

وہ اسکے پاس آیا اور نرمی سے اسکی کلائی تھام کر اپنے مقابل کھڑا کر دیا اس سے پہلے وہ احتجاج کرتی وہ اسے لیے کمرے میں رکھے واحد قد آور گول آئینے کے سامنے لے آیا۔

" نمر مت کرو میں ریسٹ کرنا۔۔۔۔۔ "

وہ منہ بسورے کہہ رہی تھی جب سفید پھولوں کا بکے اسکے سامنا کیا گیا۔

وہ بولتی بولتی ٹھہر گئی آنکھوں میں حیرت در آئی۔اس نے آئینے میں نمر کو دیکھا جو دلکشی سے مسکرا رہا تھا.....

پھر سفید پھولوں کے دستے کو جن کی مہک اسے ہمیشہ کی طرح مسحور کر رہی تھی۔اس نے نرمی سے پھول تھام لیے۔

" !!! جیسمین فار آروز "

(Jasemin for a Rose)

" !!! آپ کو کیسے پتہ مجھے جیسمین بہت پسند ہیں "

وہ انہیں چہرے کے قریب لاتی گہری سانس کھینچ گئی۔ نمر نے کوئی جواب نہ دیا وہ بس آئینے میں دونوں کے عکس کو دیکھ رہا تھا۔

!....... مغرور شہزادے سنگ کھڑی گلاب سی تروتازہ وہ

" !!! اچھے لگتے ہیں ہم ساتھ "

پشت سے اسکے سر کو نرمی سے چومتا وہ پلٹ گیا۔ وہ جانتا تھا وہ سرخ پڑی ہو گی اسکے لب مسکرا رہے تھے۔

سائیڈ ٹیبل سے والٹ اور کیز پکڑتا وہ بیڈ پر آ بیٹھا۔ نور پھولوں کو لکڑی کے ریک پر رکھ رہی تھی اسکے لب دھیمی مسکان میں ڈھلے ہوئے تھے۔ وہ اس سے محبت کرتا تھا اسکا ہر انداز آئنور جان عالم کو باور کروا چکا تھا۔

" !!! یار بہت بورنگ بیوی ہو تم ویسے "

وہ اسے زچ کرنے کو بولا مگر وہ اب اچھے موڈ میں تھی لہذا پلٹتی رسان سے بولی۔

" میں بلکل بورنگ بیوی نہیں بنوں گی، آتے جاتے آپ پر ہاتھ صاف کر لیا کروں گی۔۔۔۔ "

اسکا اشارہ خالص بیویوں والے تیور پر تھا۔ نمر نے جانے کیا اخذ کیا اگلے پل وہ سینے پر دونوں ہاتھوں کا کراس بنا چکا تھا۔

" میری عزت خطرے میں ہے !!! "

آئینور کی آنکھیں بڑی ہوئیں پھر وہ سر پیچھے گرائے لگاتار ہنستی چلی گئی۔ اف کتنا بد تمیز تھا وہ !

" اچھا میں کھانے کے لیے کچھ لینے جا رہا ہوں خیال سے رہنا، اوکے ؟ "

اسے تنبیہہ کرتا پیروں میں جوگرز پہن کر وہ والٹ کیز پکڑتا کمرے سے چلا گیا۔ اسکے جانے کے بعد وہ موبائل پکڑتی بیڈ پر نیم دراز ہو گئی۔

آج کل وہ اپنے فیس بک پیج اور یوٹیوب چینل پر خاص توجہ نہیں دے پا رہی تھی، پہلے شادی کی مصروفیت کے باعث اور اب ہنی مون کے باعث

۔۔۔یوں بھی سسرال میں وقت نکال کر لکھنا کچھ دشوار تھا اس کے لیے۔

جونہی اس نے فیس بک کھولی نوٹیفیکیشنز کی بھرمار تھی۔اس نے سرچ بار میں جا کر اپنا پیج سرچ کیا، آئینور جانِ عالم ناولز کے نام سے پیج شو ہوا جس پر دو لاکھ کے قریب فالورز تھے۔

وہ مسکراتی کمنٹس چیک کرنے لگی، تعریفی تبصرے، اگلی کہانی کو جاننے کی بے چینی، حال احوال۔۔۔

اس نے اگلی اپیسوڈ کی ٹائمنگ کے بارے میں ایک پوسٹ لگادی اور بیک کرتی دردانہ کا پیج چیک کرنے لگی جس پر پہلے سے زیادہ فالورز تھے رسپانس بھی اچھا تھا مگر کیا فائدہ ایسے فالورز اور چند لائکس کا جو بے حیائی لکھ کر بنائے جائیں۔

"کاش میں تمہیں سمجھا سکتی، جو کچھ آج تم لکھ رہی ہو کیا اثر ڈالتا ہو گا لوگوں کے ذہنوں پر...... کل کو تمہارا دل پلٹ بھی جائے پھر کیسے تم

اسے لوگوں کے ذہنوں سے مٹاؤ گی؟ کہاں کہاں سے ڈیلیٹ کرو گی یہ گلٹ کبھی ختم نہیں ہوتا دری، کاش رہ جاتا ہے۔ کاش میں نے یہ نہ کیا ہوتا۔ اللہ کرے تم سمجھ جاؤ ! "

دوست غلط راہ پر چل نکلے تو بہت دکھ ہوتا ہے۔ وہ اسے بارہا سمجھا کر دیکھ چکی تھی مگر بے سود...... !

اور زیادہ کا لالچ انسان کو اندھا کر دیتا ہے۔۔۔ !

آئنور اپنے لکھے سے مطمئن تھی۔ اسکا یوٹیوب چینل بھی بہت جلدی تو نہیں لیکن کچھ محنت کے بعد چل پڑا تھا۔ ہاں اس پر ویسا رسپانس نہیں تھا جیسا دوسری ولگیریٹی لکھنے والی رائٹرز کے چینلز پر تھا۔

وہ اسی پر شاکر تھی جو سیدھے راستے اسے مل رہا تھا وہ غلط راستہ نہیں اپنانا چاہتی تھی حالانکہ اختیار تو تھا اسکے پاس، چوائس تھی۔۔۔

وہ چن سکتی تھی غلط راستہ۔۔۔ ''انتخاب''......یہی وہ مقام ہے جہاں انسان اپنے لیے خیر یا شر چنتا ہے۔روشنی یا اندھیرے کا انتخاب کرتا ہے، اس دنیا کیے لیے نہیں! اپنی قبر کے لیے، اپنے انجام کے لیے!

وہ اکثر سوچتی تھی کہ برائی کرنے یا پھیلانے والوں کے دل پر سکون کیسے رہتے ہیں، کیا انہیں کوئی گلٹ محسوس نہیں ہوتا۔۔۔؟

مگر بات صرف اتنی ہے جب دل برائی پر پر سکون ہونے لگے تب ہدایت بے اثر کر دی جاتی ہے، دلوں پر مہر لگ جاتی ہے۔ایسے دل نہیں پلٹا کرتے!۔۔۔

❤❤❤

"عطوف باجی! سب نے سبق سنا دیا ہے۔آپ نے کل کہا تھا سبق کے بعد کوئی واقعہ سنائیں گی ہمیں۔۔۔"

صحن میں بچھی چٹائی پر قطاروں میں بیٹھے بچوں میں سے حیدر بلند آواز میں بولا۔ گویا یاددہانی کروائی۔ بلکل سامنے دیوار کے ساتھ کشن پر بیٹھی عطوف نے سر ہلایا۔

" ! باجی گرمی لگ رہی ہے، حامد پنکھا اپنی طرف کر لیتا ہے روز "

سفید سکارف اوڑھے ایک بچی نے اٹھ کر شکایت کی تو عطوف نے حامد کو گھورا جو روہانسا ہوتا سر جھکا گیا۔

" حامد...... دوبارہ شکایت ملی تو پٹائی کروں گی۔۔۔ کیا سکھایا تھا میں نے 'اپنے ساتھ دوسروں کے.......؟ "

وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

" !!! دوسروں کے آرام کا خیال رکھنا چاہئے "

حامد نے فقرہ مکمل کیا۔ کچھ دیر خاموشی چھائی رہی۔

" ام ربیعہ ایک خاتون تھیں بغداد میں رہتی تھیں، بہت نیک عورت تھیں ۔۔۔۔ "

اس نے کہنا شروع کیا سب بچے غور سے سننے لگے۔

"اللہ تعالیٰ نے بہت دولت عطا کی تھی انہیں ان کی شادی بھی ایک امیر آدمی سے ہوئی۔ ایک بار وہ چھت پر بیٹھی تھیں اپنے شوہر کے ساتھ۔

شوہر کو بڑا غرور تھا اپنی دولت پر۔۔۔ وہ کہتی ہیں ہم چھت پر تھے جب ایک مانگنے والا دروازے پر آیا۔ خاوند نے نیچے جھانک کر دیکھا تو کہا اسے کچھ نہ دینا یہ ان کا کام ہے جان بوجھ کر مانگتے ہیں۔

ام ربیعہ نے کہا میں اپنے میکے سے آئی چیزوں میں سے کچھ دینے کی اجازت چاہتی ہوں تو شوہر نے کہا، دینا ہی نہیں.....!

مانگنے والے کا انداز ایسا تھا جیسے کتنے دنوں کا بھوکا ہے اس جوان لڑکے کے چہرے پر بھوک صاف نظر آ رہی تھی۔

وہ نظر بچا کر نیچے آئیں اور اس مانگنے والے کو چند دینار دے دیے۔ جب وہ پلٹیں تو شوہر کھڑا تھا۔ اس نے کہا میری اجازت کے بغیر دیا جا تجھے تین طلاقیں۔۔۔۔

وہ طلاق لے کر اپنے گھر چلی گئیں جرم صرف اتنا کہ اللہ کی راہ میں خیرات کی ہے۔ والد بھی سخت پریشان کہ جرم کسی کا بھی ہو قصور بیٹیوں کا ہی مانا جاتا ہے لڑکے تو پاک کے پاک رہ جاتے ہیں۔

وہ کہتی ہیں ہم سب شدید پریشان تھے۔ دو سال بعد رشتہ آیا تو بڑے امیر آدمی کا۔۔۔ایک طلاق یافتہ کے لیے کنوارے کا رشتہ!

کہتی ہیں جب شادی ہو گئی میں پہلی بار خاوند کے سامنے گئی تو اس نے کہا جانتی ہو میں کون ہوں۔۔۔۔؟

میں وہی ہوں جسے تم نے خیرات دی تھی۔ جب میری وجہ سے تمہیں طلاق ہوئی تو میں گھر جا کر مصلے پر بیٹھ کر بہت رویا کہ اللہ میری وجہ سے اس بے چاری کو طلاق ہو گئی۔

پھر میں نے اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے محنت کی تمہیں عزت دینے کے لیے۔۔۔اب میں تمہیں بیوی نہیں مہارانی بنا کر رکھوں گا تم میری محسنہ ہو۔۔۔

ام ربیعہ کہتی ہیں ایک سال ہو گیا اللہ نے مجھے بیٹا بھی دیا میں چھت پر اپنے شوہر کے ساتھ بیٹھی تھی جب کوئی مانگنے والا آیا۔

ویسے تو میرا شوہر سارے کام خود کرتا تھا لیکن کہا جب کوئی مانگنے آئے تو خود دینا۔ میں نیچے گئی جب دیکھا تو چیخ نکل گئی۔

شوہر بھاگا بھاگا آیا کہ کیا ہوا ہے؟ میں نے کہا یہ میرا پہلا شوہر ہے جو مانگنے آیا ہے۔ وہ رونے لگیں۔۔۔"

عطوف خاموش ہوئی۔ سب بچے یک ٹک اسے دیکھ رہے تھے۔

"کیا سیکھا آپ نے اس واقعے سے۔۔۔۔؟"

وہ سوالیہ نظر سب پر ڈالتی نرمی سے بولی۔ ایک بچہ کھڑا ہوا۔

"باجی، انسان کو تکبر نہیں کرنا چاہیے، جو اپنی دولت یا کسی بھی چیز پر غرور کرتا ہے اسکا انجام اچھا نہیں ہوتا۔۔۔"

عطوف نے سر ہلایا۔

غرور کا سر ہمیشہ نیچا ہوتا ہے۔ایک اور سبق بھی ملتا ہے اس کہانی "
سے۔۔۔وہ پتہ کیا ہے ؟انسان جب اللہ ؔکی راہ میں نیک کام کرتا ہے تو اللہ ؔ
اسکے ساتھ کبھی غلط نہیں ہونے دیتا۔۔۔!

ٹھیک ہے ؟اب سب بچوں نے یہ واقعہ یاد کر لینا ہے، کل اس میں سے
سوال پوچھوں گی۔اور اپنے گھر میں بھی سب کو بتانا ہے۔کیونکہ اچھی بات
پھیلانا صدقہ جاریہ ہے۔"

کچھ دیر بعد باری باری سب بچے اپنے جوتے پہن کر دروازے کی اوڑھ
بڑھتے گئے۔

بے پروائی ویکھ سجن دی
جتھے کسے دی پیش نہ جاوے
جنّے تاجاں والے دردر رولے
تے منگتیاں تخت بٹھائے

♥♥♥

صحن میں بچھی چارپائی پر وہ زنیرہ کی گود میں سر رکھے لیٹا آسمان کو تک رہا تھا۔ دوپہر کا وقت تھا ہلکی ہلکی دھوپ تھی۔ ہوا بھی چل رہی تھی۔

" کیا سوچ رہا ہے تو؟ "

وہ اسکے بالوں کو سنوارتیں محبت سے گویا ہوئیں۔ بلال نے آسمان سے نگاہ ہٹائی، نظریں سامنے کی دیوار پر ٹھہریں جس پر قدرے بلندی پر لگائے گھونسلے میں چڑیا اپنے بچوں کو لیے بیٹھی تھی۔

" ....اماں کب بات کریں گی؟ اب تو پڑھائی بھی مکمل ہو گئی "

بالوں میں ان کے ہاتھ کے پر شفقت لمس کو محسوس کرتا وہ سکون سے آنکھیں موند گیا۔

" !!! کر لوں گی بے صبرا کیوں ہو رہا ہے "

وہ مسکرانے لگیں۔ بلال نے کروٹ بدل لی اب اسکی نگاہیں صاف ستھرے فرش پر تھیں۔ ذہن نگاہوں کے ارتکاز سے کوسوں دور کہیں کھویا سا تھا۔

" اب صبر نہیں ہوتا، دل جلتا ہے اب..... "

وہ کھویا کھویا سا کہہ رہا تھا۔

" آپ جانتی ہیں میں نے انہیں کبھی نہیں دیکھا۔ سوچتا تھا کہ محبت کے لیے کسی کو دیکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اب سمجھ آیا ہے دل ہی کافی ہوتا ہے محبت کے لیے، دیکھنا نہ دیکھنا بڑا دور رہ جاتا ہے۔

میں اس راہ پر بہت آگے نکل آیا ہوں، وہ آس پاس ہوں تو الہام ہونے لگتا ہے۔ اماں میرا اپنا آپ میرے بس میں نہیں رہتا، میرا دل میرے اختیار سے نکل جاتا ہے۔۔ "

زنیرہ نے اسکی مندی آنکھوں کو دیکھا۔ انہوں نے جھک کر اپنے خوبرو بیٹے کی پیشانی کو چوما۔

آپ جانتی ہیں میں آپ سے یہ سب باتیں کیوں کرتا ہوں؟ مجھے "
دوستوں میں بیٹھ کر ان کا ذکر کرنا اچھا نہیں لگتا۔ میں کسی سے وہ باتیں نہیں کہہ سکتا جو آپ سے کرتا ہوں۔ وہ اتنی نیک ہیں، پردہ کرتی ہیں۔ میں
" ان کا نام کسی نامحرم کے سامنے نہیں لے سکتا۔۔۔

زنیرہ کو اس پر بے ساختہ پیار آیا۔ وہ اسے دیکھ کر ہی تو جیتی تھیں۔ کتنا سلجھا اور سمجھدار تھا وہ۔ آج کل کے جوانوں سے بلکل مختلف، عورت کی عزت کرنا جانتا تھا۔۔۔

" پتر۔۔۔۔۔اگر وہ نہ مانی؟ "

انہوں نے ایک خدشے کے تحت کہا۔ بلال نے آنکھیں کھول دیں اک ویران سا تاثر جھلکا تھا ان آنکھوں میں۔۔

" ! پھر ان کی مرضی، جہاں وہ خوش رہیں "

اسکے لبوں پر دھیمی مسکراہٹ تھی آنکھوں کا کرب چھپ گیا تھا۔ زنیرہ نے تفکر سے اسے دیکھا۔ عشق کا رنگ چڑھ گیا تھا باولے کو۔۔۔۔

" جھلا ہو گیا ہے میرا پتر ! چل اٹھ نماز پڑھ لے جا کر، میں مناسب وقت دیکھ کر جاتی ہوں ان کے گھر، اللہ سوہنا خیر کا وقت لائے۔۔۔۔ "

وہ زیر لب آمین کہتا اٹھ گیا تو زنیرہ بھی پیروں میں چپل اڑستیں چارپائی دیوار کے ساتھ کھڑی کر کے وضو کرنے چل دیں۔

♥♥♥

وہ کالج جانے کے لیے تیار ہو رہی تھی یونیفارم زیب تن کر لیا تھا ابھی بال بنانے باقی تھے۔ وہ موبائل پکڑتی واٹس ایپ کھول کر کل کے میسجز چیک کرنے لگی۔

نیچے آتے اسکی نظر اسید کی پروفائل پکچر پر پڑی، اسکی چیٹ کھولے کئی دن گزر چکے تھے۔ جب سے دل کا راز آشکار ہوا تھا ایک ان دیکھی دیوار سی حائل ہو گئی تھی دونوں کے بیچ!

وہ لاشعوری طور پر اسکی تصویر دیکھے گئی اسکی انگلیوں نے حرکت کی اب وہ گیلری کھولے اسکی تصاویر نکالے دیکھ رہی تھی۔

اسکا دل اداسی کی چادر اوڑھے پڑا تھا۔ وہ اب زبردستی مسکرانے کی کوشش کرنے لگی تھی، دکھاوے کے لیے! ورنہ دل تو اجڑا پڑا تھا ہنسی روٹھ چکی تھی۔ خوشیاں خفا تھیں، سکون تباہ تھا۔

!.......ہاں یہ سب محبت کی کرامات تھیں

میں اس قبیلے سے ہوں جن کے چہرے تو مسکراتے ہیں مگر روحیں اداس رہتی ہیں۔ میں ایسے ہوں جیسے جدید دور کا قدیم انسان! جیسے شکستہ.....عمارتیں.... زرد اوراق..... مٹے الفاظ.... گرد سے اٹی کتاب

اسکی آنکھیں نم تھیں وہ ارد گرد کا ہوش بھلائے کھڑی تھی جب عافیہ کی آواز پر اس نے گھبرا کر فون بند کیا۔

" عزہ ایسے کیوں کھڑی ہو؟ "

وہ اسکے مقابل آتیں کھوجتی نظروں سے اسے دیکھنے لگیں۔

" !ک۔۔۔کچھ نہیں "

نگاہ چراتی وہ پلٹ کر بیگ ٹھیک کرنے لگی۔ مگر عافیہ کو کھٹکا لگ چکا تھا گزشتہ دنوں سے اسکا جو رویہ تھا ضرور وہ کسی چکر میں پڑ چکی تھی۔

" ہم نے تمہارے لیے ایک فیصلہ لیا ہے۔اس وقت بات کرنا کچھ مناسب نہیں ہے لیکن وقت کم ہے۔ تمہارے بابا اور میں چاہتے ہیں کہ مائر کے جانے سے پہلے تم دونوں کی منگنی کر دیں۔ "

عزہ کے ہاتھ سے بیگ چھوٹتے چھوٹتے بچا وہ بے یقینی سے انہیں دیکھنے لگی جو گہری نظروں سے اسکی اڑی رنگت دیکھ رہی تھیں۔

" ماما مجھے نہیں کرنی کوئی منگنی۔۔۔ "

وہ کانپتے ہاتھوں کو پشت پر کرتی صاف انکار کر گئی تب عافیہ اسے کہنی سے تھامتیں سختی سے بولیں۔

" اگر نائل نے تم سے پوچھا تو ہاں کہہ دینا ورنہ جو کچھ تم کرتی پھر رہی ہو آج کل وہ سب تمہارے باپ کو بتا دوں گی۔۔۔ "

"کیا۔۔۔مط۔۔لب ؟؟"اس کا سانس ایک لمحے کو تھم گیا وہ آنکھیں پھیلائے لڑکھڑاتی آواز میں بولی تو عافیہ نے اسکی کہنی چھوڑ دی۔ تو تیر نشانے پر لگا تھا۔

"میں سب کچھ جانتی ہوں،، سب کچھ! میری جان تمہارے لئے مائر سے بہتر کوئی لڑکا نہیں ہو سکتا اس لیے بابا پوچھیں تو ہاں کہہ دینا۔۔۔

اسکا گال تھپتھپا کر کہتیں وہ پلٹ گئیں۔ عزہ کا سانس پھولنے لگا حالت غیر ہو گئی۔ وہ بیڈ کی جانب لپکی، سائیڈ ٹیبل کے ڈرار سے ایک ٹیبلٹ نکال کر پانی کے ساتھ نگل گئی۔

کچھ دیر بعد اسکی حالت سنبھلی تو بالوں کو جلدی سے برش کر کے باندھتی وہ بیگ اٹھائے کالج کے لیے نکل گئی۔

♥♥♥

" اب کیسی ہیں آپ، درد تو محسوس نہیں ہو رہا؟؟؟ "

وہ چائے کا مگ اسکی طرف بڑھاتی نرمی سے بولی۔ نگاہ اسکے سر پر بندھی پٹی پر تھی۔

" .....میں ٹھیک ہوں۔ آپ دونوں خوامخواہ پریشان ہو رہے ہیں "

ہالہ چائے کا مگ لبوں سے لگا گئی آنکھوں کے حلقے قدرے کم ہو چکے تھے۔ عطوف نے جس طرح اسکا خیال رکھا تھا وہ اسکے دل میں اسکی عزت کئی گنا بڑھا گیا تھا۔

" ! آپ پہلے کی طرح ہو جائیں نہ پھر ہم بھی بے فکر رہیں "

وہ مسکراتی اسکا کمرہ سمیٹنے لگی۔ ہالہ پیر بیڈ سے نیچے لٹکا کر بیٹھ گئی۔ ہر چند سیکنڈ بعد وہ چھوٹا گھونٹ چائے کا بھرتی، ساتھ عطوف کی باتیں سن رہی تھی جو اسے روزمرہ کی روداد سنا رہی تھی۔

" ہالہ جب میں مدرسے گئی تھی آپکی امی آئیں تھی نہ؟ "

وہ یاد آنے پر بولی تو ہالہ نے سر ہلایا۔ خالی مگ سائیڈ ٹیبل پر رکھتی وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ کچھ دیر واک کرنا چاہتی تھی بیٹھے رہنے سے ٹانگیں شل ہو رہی تھیں۔

" ہاں۔۔۔۔ میجر جی لائے تھے تاکہ ناراضگی ختم کروا سکیں! "

عطوف نے دلچسپی سے اسے دیکھا پہلی بار اسکے منہ سے وہ "میجر جی" سن رہی تھی۔

" آہاں میجر جی۔۔۔۔! اچھا پھر؟ "

وہ شریر نظروں سے اسے دیکھتی بولی تو ہالہ سر جھکاتی مسکرانے لگی۔

" پھر ہماری صلح ہو گئی، میں امی سے زیادہ دیر ناراض نہیں رہ سکتی۔۔۔۔ "

وہ چھوٹے قدم اٹھاتی دائیں بائیں چکر لگانے لگی۔ عطوف نے اسکی کبرڈ سیٹ کرتے پلٹ کر دیکھا۔ وہ کچھ اور کہنے لگی تھی جب اسکے الجھے بالوں کو دیکھتی گویا ہوئی۔

" !!! ارے آپ نے بال نہیں بنائے ؟ کتنے رف لگ رہے ہیں "

اسکے لمبے گھٹنوں تک جاتے گھنے بال عطوف کو ہمیشہ ستائشی انداز میں خود کو دیکھنے پر مجبور کر دیتے تھے۔ اسکے اپنے بال بھی بہت پیارے تھے، کمر تک جاتے سلکی بال مگر ہالہ کے بالوں کی بات ہی الگ تھی۔

نہیں وہ۔۔۔ہاتھ تھک جاتے ہیں میرے! پتہ ہے شروع سے میری " امی بال بناتی تھیں میرے، پھر عماد سے شادی ہوئی تو میں نے بال کٹوا دیے کیونکہ تب نہ شوق رہا تھا اور نہ کوئی سنوارنے والا۔
اب پھر بال بڑھ گئے ہیں کافی ویسے تو اکثر میجر جی بھی بال بنا دیتے ہیں کبھی " میں خود۔ آج دل نہیں چاہ رہا تھا بس اسی لیے۔۔۔

اپنی لمبی چوڑی وضاحت پر وہ اندر ہی اندر خجل ہوئی۔ کچھ دیر وہ دونوں باتیں کرتی رہیں پھر بچے قرآن پڑھنے آ گئے تو عطوف چلی گئی۔ ہالہ بیڈ پر نیم دراز ہوتی عمر کی واپسی کا انتظار کرنے لگی۔

❤❤❤

وہ لیٹی لیٹی اکتا گئی تو اٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگی۔ کچھ دیر بعد وہ وارڈروب سے اپنا سوٹ نکال رہی تھی۔ اس نے سوچا عمر کے آنے سے پہلے حلیہ ٹھیک کر لے۔

اس نے اپنے لیے سیاہ رنگ کے شلوار قمیض کا انتخاب کیا تھا جسکی آستینیں جالی دار تھیں۔ دوپٹہ بھی نیٹ کا تھا۔

کچھ پل سرکے...... فریش ہو کر اب وہ آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔ یہ لباس اس پر بہت جچ رہا تھا۔ اس نے دوپٹہ سینے پر پھیلا لیا۔ اس نے احتیاط سے کنپٹی کے قریب بال کان کے پیچھے اڑسے۔ زخم کو گیلا کئے بغیر سر دھونا بہر حال ایک مشکل امر تھا۔

اس نے نم بالوں کو گول مول کر کے جوڑے میں باندھ لیا۔

اب اسکی نگاہیں ڈریسنگ ٹیبل پر کچھ تلاش رہی تھیں۔ مطلوبہ چیز ملی تو اس نے نیچرل پنک شیڈ کی لپ سٹک اٹھا کر لبوں پر بلکل ہلکی سی لگا کر لب آپس میں مس کئے۔

اپنی تیاری سے مطمئن ہوتی وہ پیچھے ہٹ کر خود کو ایک نظر دیکھنے لگی۔
بھوری آنکھوں کی چمک قابل دید تھی۔۔۔
چمکتی سفید نوز پن اس کے تیکھے ناک پر جچ رہی تھی وہ اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ عمر کا خیال آتے ہی شرما گئی، جانے اسکا تاثر کیسا ہو گا۔۔۔۔
یہی سوچتے وہ وقت گزاری کے لیے عمر کی آرمی یونیفارم میں لی گئی تصویروں والی البم دیکھنے کے لیے ایک بار پھر وارڈروب کے سامنے کھڑی تھی۔

سر اٹھا کر سب سے اوپر والا خانہ دیکھتی وہ دھیرے سے بڑبڑائی......"ان کی الماری بھی ان کی طرح لمبی ہے !!! "

وہ کمر پر ہاتھ ٹکائے سوچ ہی رہی تھی کہ کیسے البم نکالے جب وہ بنا آہٹ کے کمرے میں داخل ہوا۔ سیاہ شلوار قمیض زیب تن کئے بلا کا ہینڈسم دکھتا۔۔۔

اس پر نگاہ پڑی ہی تھی کہ وہ کچھ بولتا ٹھہر گیا قدم بھی تھم گئے بس دل تھا کہ اسے دیکھ کر زوروں سے دھڑکے جا رہا تھا۔

میجر عمر کی نگاہ اس کے سراپے سے گردن کو چھوتے جوڑے پر پڑی۔

" !!! یہ تو حسین ظلم ہے "

زیر لب کہتا وہ کمرے میں کچھ آگے آ کر کھنکارا۔ تب ہالہ نے چونک کر اسے دیکھا۔ وہ پشت پر ہاتھ باندھے گہری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

" آپ کب آئے ؟ "

دوپٹے کو خوامخواہ ٹھیک کرتی وہ دھیمی آواز میں بولی نگاہ کبھی اٹھتی تھی تو کبھی جھک جاتی تھی۔ وہ اسے کہنا چاہتی تھی اسکے دراز قد پر شلوار قمیض بہت جچ رہی تھی۔

" ابھی۔۔۔۔ "

وہ چند قدم اسکی جانب بڑھا تھا۔ اب وہ کمرے کے وسط میں تھا ان کے درمیان اب بھی چند قدموں کا فاصلہ تھا۔

" ....آپ جانتی ہیں میں کتنا ڈر گیا تھا "

!!! شہد رنگ آنکھوں میں اک خوف سا جھلکا تھا۔اسے کھونے کا خوف

" آئی ایم سوری میجر۔۔۔۔۔ "

وہ شرمندہ سی سر جھکا گئی،اسے یوں نہیں بھاگنا چاہیے تھا اسے اپنی جان خطرے میں نہیں ڈالنی چاہیے تھی۔۔

" ادھر آئیں۔۔۔۔ "

وہ چند قدم مزید بڑھا تھا۔ہالہ نے جھجھک کر اسے دیکھا پھر چھوٹے قدم اٹھاتی اس سے کچھ فاصلے پر ٹھہر گئی۔اسکی نگاہ جھکی ہوئی تھی۔

عمر نے درمیانی فاصلہ سمیٹتے نرمی سے اسے گرد بازو پھیلا دیے۔ٹھوڑے اسکے سر پر ٹکاتا وہ آسودگی سے آنکھیں موند گیا۔

ہالہ چند پل بت بنی کھڑی رہی،آنکھیں کھولے،اسکے کلون کی مہک کو قریب سے محسوس کرتی۔

چند پل خاموشی سے سرکے تھے.....ایسی خامشی جس میں احساسات بول رہے تھے، جذبات سرگوشیاں کررہے تھے۔

ہالہ نے گال اسکے سینے سے لگاتے اسکے گرد بازو لپیٹ لیے، اک شرمگیں مسکان نے اسکے لبوں پر بسیرا کیا۔

عمر نے چہرہ اسکے سر سے اٹھاتے نظر جھکا کر اپنی چھوٹی بیوی کو دیکھا جو اسکی دراز قامت کے سامنے بچی لگتی تھی۔ وہ زیر لب مسکرایا۔

کسی احساس کے تحت ہالہ نے چہرہ اٹھا کر دیکھا تو وہ اسی کو دیکھ رہا تھا۔اسکے گال پر واضح گلابیاں بکھریں جنھیں عمر نے نہایت دلچسپی سے دیکھا۔

وہ لجاتی اسکی گرفت سے نکلنے لگی جب وہ نرم گرفت کو مظبوط کر گیا۔ہالہ کا چہرہ کان کی لو تک سرخ پڑ گیا لرزتی پلکیں عارضوں پر بچھ بچھ گئیں۔

" آپ اتنا گھبرا کیوں رہی ہیں........؟ "

اسکے سر پر چوٹ کے نشان کو انگلی سے چھوتا وہ نارمل انداز میں بولا۔

" ہالہ...... کیا آپ مجھ سے شرما رہی ہیں؟ "

اسکی لرزتی پلکوں کو دیکھتا وہ نچلا لب دانت تلے دبا گیا۔

" جی۔۔۔۔۔۔۔۔؟ "

وہ چہرہ اٹھاتی گڑبڑا کر بولی اپنا جواب سمجھ آیا تو دل کیا دیوار میں سر مار دے

۔۔۔مگر نہیں! اپنی سوچ کی ہی نفی کی، اب دکھتے سر کو مزید کیا دکھانا۔

وہ چہرہ اٹھائے نگاہیں تو اس پر اٹھائے ہوئے تھی جبکہ تصور میں خود سے

مخاطب تھی۔اسکے تاثرات دیکھتا وہ ہلکا سا قہقہہ لگا گیا۔ہالہ نے اسکے سینے

میں چہرہ چھپالیا۔۔

وہ دلکشی سے مسکراتا اسکے کان کے قریب جھکا۔

" !!! ہر بات ایک طرف۔۔۔۔۔۔آپ کا 'جی' کہنا ایک طرف "

! بھاری لہجے کی دھیمی سرگوشی۔۔۔۔

" آ۔۔۔آپ تنگ کر رہے ہیں نہ مجھے؟ "

وہ اسکے ہاتھ ہٹاتی دور ہوئی۔عمر نے مزید اسے ستانے کا ارادہ ترک کر دیا

ورنہ اسکی معصومیت دیکھ کر اسے اور ستانے کو جی چاہتا تھا۔

" میں ایسی خطا کر سکتا ہوں؟ "

بولتا ہوا وہ ہالہ کو بہت معصوم لگا۔اسکے انداز پر وہ ہنس پڑی۔ عمر نے دلچسپی سے اسکی ہنسی کو دیکھا۔

آپ کے ابو کو ڈھونڈ لیا ہے میں نے!!! "عمر نے اچانک اُسکے سر پر بم " پھوڑا۔ہالہ کا دل زور سے دھڑ کا وہ پل میں اس تک آئی۔

" !!! سچ میں۔۔۔؟ کہاں ہیں وہ مجھے لے جائیں ان کے پاس "

اسکی خوشی دیکھنے لائق تھی۔

"!.....بہت جلد ملواؤں گا آپ کو.....اور ہاں،ایک اور سرپرائز ہے "

اسکے انداز میں کچھ خاص تھا۔ہالہ بے چین ہو اٹھی۔ کاندھے سے گرتا دوپٹہ واپس ٹکاتی وہ معصومیت سے اسے دیکھنے لگی۔

" بتادیں نہ۔۔۔ "

عمر نے دور ہٹتے اسے دیکھتے آنکھیں سکیڑیں۔"غلط بات ہے، آپ ایسے دیکھ کر مجھ سے کچھ نہیں اگلوا سکتیں۔۔۔ "

"ٹھیک ہے!!!" وہ سادگی سے بولی۔

" آپ فریش ہو کر باہر آجائیں میں کھانا لگاتی ہوں!! "

وہ وارڈروب سے اسکے استری شدہ کپڑے نکالتی اسکی جانب بڑھا گئی۔

" اچھا جی!!! "

فرمانبرداری سے کہتا وہ واش روم کی جانب بڑھ گیا تو ہالہ نے بھی دروازے کی سمت قدم بڑھائے۔۔۔

❤❤❤

جبیل مینشن میں جھانکو تو عافیہ اپنے کمرے سے باہر نکلتی دکھائی دیں ان کے چہرے سے پریشانی مترشح تھی۔

فون کان سے لگائے وہ مسلسل عزہ کا نمبر ٹرائے کر رہی تھیں جو بند جا رہا تھا۔

" یا خدا اب کیا کروں...... "

وہ لاؤنج سے ہوتیں لان کی جانب بڑھی تھیں جب نبیہا سے سامنا ہوا۔ وہ ہاتھ میں ڈھیروں شاپنگ بیگز پکڑے ابھی شاپنگ کر کے ہی لوٹی تھیں۔

" کیا ہوا سب ٹھیک ہے؟ "

عافیہ کو پریشانی میں دیکھتیں وہ پوچھے بنا نہ رہ سکیں۔

میرا دل گھبرا رہا ہے عزہ اب تک کالج سے نہیں آئی ٹائم دیکھو کیا ہو رہا " ہے اسکے کالج بھی فون کیا مگر وہ کہتے ہیں وہ تو کب کی جا چکی ہے۔۔۔ میں نائل کو فون کر رہی ہوں وہ نہیں اٹھا رہے، اسید بھی پتہ نہیں کہاں ہے مجھے "کچھ سمجھ نہیں آ رہا نبیہا۔۔ عجیب خیالات آ رہے ہیں۔۔۔

وہ دوبارہ اسکا نمبر ڈائل کرتیں بے حد پریشانی سے کہہ رہی تھیں۔ اب کہ عافیہ کو بھی تفکر نے آ گھیرا۔

" تم ایسا کرو مائر کو کال کرو۔۔۔ "

عافیہ نے چونک کر انہیں دیکھا، اسے تو وہ بھول ہی گئی تھیں۔ سر ہلاتیں وہ اسکا نمبر ڈائل کرنے لگیں۔۔۔

❤❤❤

وہ اس وقت کراچی کے ایک مشہور فٹنس کلب میں موجود پش اپس لگا رہا تھا۔ قمیض کی قید سے آزاد اسکا کسرتی جسم پسینے میں شرابور تھا۔

اسکی سیاہ گہری آنکھیں فرش پر جمی تھیں۔ اسکے لب حرکت کر رہے تھے وہ کان میں لگے ایئر پاڈز کے زریعے کینڈا میں اپنی سیکرٹری سے رابطے میں تھا۔

مائر ایک ہاتھ پر دباؤ بڑھا کر پش اپس لگاتا دوسرا ہاتھ پشت پر لے گیا۔ وہ اتنے آرام سے یہ کر رہا تھا جیسے وہ عادی تھا۔ نیا نیا جم جوائن کرنے والے دبلے پتلے لڑکے اس کی باڈی کو ستائشی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

" Leena! I'm coming back soon. Everything should be perfect, dont want any mess, Got it !!! "

بے تاثر لہجے میں کہتے اس نے رابطہ منطقہ کر دیا۔ اگلے لمحے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ پلٹ کر تولیہ پکڑتا وہ پسینہ پونچھنے لگا۔ بائیں ہاتھ سے اس نے پیشانی پر بکھرے سیاہ گھنے باوں کو پیچھے کی سمت موڑا۔

اچٹتی نظر ارد گرد لڑکوں پر ڈالتا وہ اپنے فون کی جانب بڑھا جو بج کر بند ہو چکا تھا۔ آنکھیں سکیڑتے اس نے سکرین کو دیکھا جس پر کافی مسڈ کالز تھیں۔

تیزی سے بلیک ٹی شرٹ پہنتا وہ فون اٹھا کر عافیہ کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔

رابطہ جڑتے ہی دوسری جانب سے جو کہا گیا وہ مائر دبیر کا دماغ بھک سے اڑا گیا۔۔

" !!! ڈونٹ وری میں اسے ڈھونڈ لوں گا "

سنجیدگی سے کہتا وہ اگلے پل آندھی طوفان بنا کلب کی عمارت سے نکلتا چلا گیا۔

❤❤❤

سلو سپیڈ پر کار چلاتا وہ اسکے کالج کا آس پاس کا علاقہ چھان رہا تھا۔کالج کے گیٹ کیپر کی اطلاع کے مطابق وہ پیدل گئی تھی جو غیر معمولی تھا کیونکہ وہ ڈرائیور کے ساتھ آتی تھی یا اسید، نمر کے ساتھ۔

سٹئرنگ گھماتے وہ ارد گرد دیکھتا جا رہا تھا اسکے لب سختی سے بھینچے ہوئے تھے جبکہ سیاہ آنکھوں کی سرد مہری ٹھٹھرا دینے والی تھی۔

ایک لمحے کو اس نے سوچا پولیس کو انفارم کرے مگر پھر اپنے ہی خیال کی نفی کی۔۔۔

وہ اسکے کالج سے کچھ دور آ گیا تھا یہاں آبادی کم تھی۔وہ کار ایک طرف روکتا باہر نکل آیا۔اس نے پینٹ کی پاکٹ سے موبائل نکالتے عزہ کا نمبر ڈائل کیا مگر بے سود۔۔۔

وہ ارد گرد غور سے دیکھتا پیدل ہی آگے بڑھ گیا ایک کھلی سی گلی کا دہانہ سامنے تھا وہ تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا گیا حتی کہ یہ گلی ختم ہوتی ایک تنگ سی گلی کی راہ دکھانے لگی۔

تبھی مائر کو کوئی آواز سنائی دی۔ چیخ گھٹ جانے کی!

اسکے کان کھڑے ہوئے وہ بے اختیار اس تنگ گلی کی جانب بڑھا۔جونہی وہ داخل ہوا سامنے کا منظر دیکھتے اسکا خون کھول گیا۔

وہ تیزی سے چلتا انکی جانب بڑھا قدموں کی آہٹ پر دو ہٹے کٹے آدمیوں نے گردن گھما کر دیکھا جن کی گرفت میں عزہ کی کلائیاں تھیں،ایک نے اسکے منہ پر ہاتھ جمار کھا تھا۔

عزہ کی سبز آنکھوں سرخ ہو چکی تھیں جن سے بھل بھل آنسو بہہ رہے تھے وہ خود کو چھڑوانے کی کوشش میں مچل رہی تھی۔دل خوف واندیشوں سے لرز رہا تھا۔

جونہی اسکی نگاہ مائر پر پڑی اسکے تڑپتے دل کو قرار ملا۔وہ اسکی جانب لپکنے کی کوشش کرتی ہاتھ پیر مارنے لگی جب اسکے منہ پر ہاتھ جمائے شخص نے اسکے منہ پر زناٹے دار تھپڑ مارا۔وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اسکے گال کی جلد پھٹ گئی تھی۔

مائر غصے سے پاگل ہوتا پوری قوت سے دوڑا۔ان تک پہنچتے اس نے مقابل آتے شخص کو اتنی زور سے گھونسا مارا کہ اسکے ناک سے خو*ن بہنے لگا۔

اسے پیچھے ہٹتا دیکھ کر دوسرے شخص نے عزہ کو پیچھے پھینکتے جیب سے گ*ن نکال کر مائر پر تان لی۔

عزہ کو اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی وہ پھٹی آنکھوں سے گ*ن کو دیکھ رہی تھی جب اگلے لمحے گو*لی کی آواز پر اس نے چیختے آنکھیں میچی تھیں۔

اسکے قدم لڑکھڑائے وہ دیوار سے ٹکرائی۔ جسم سیکنڈ میں پسینے میں شرابور ہوا اسکے ہاتھ پیر بری طرح کانپ رہے تھے۔

کراہنے کی آواز پر اس نے سرعت سے آنکھیں کھولیں یہ آواز مائر کی نہیں تھی۔۔

سیکنڈ کے ہزارویں حصّے میں مائر نے مقابل کے پسٹل تھامے ہاتھ پاؤں سے ہٹ کیا جس سے نشانہ خطا ہو گیا۔اب وہ بری طرح مقابل کو پیٹ رہا تھا۔

" وہ م*رجائے گا۔۔۔۔ "

وہ زمین پر گرے شخص کا منہ پر اپنے بھاری بوٹ تلے کچلنے ہی لگا تھا جب عزہ کی پھٹی پھٹی آواز اسکی سماعت سے ٹکرائی۔ وہ بازو سے پیشانی پر آئے بال پیچھے کرتا اسکی جانب بڑھا۔

اس سے پہلے وہ اس تک پہنچتا وہ ڈورتی ہوئی اتنی زور سے اس سے آلگی کہ وہ ایک قدم پیچھے لے گیا۔

سختی سے اسکی شرٹ مٹھیوں میں بھینچتی وہ بلکنے لگی۔ مائر نے محسوس کیا اسکا جسم کانپ رہا تھا۔ لب بھینچتے اس نے عزہ کے گرد بازو پھیلا لیا۔

وہ واپسی کے ارادے سے پلٹنے ہی لگا تھا جب بازو میں گرم سلاخ سی گھستی محسوس ہوئی۔ اگلے لمحے اسے محسوس ہوا وہ گرم سلاخ بازو میں کچھ چیرتی باہر نکلی تھی۔

وہ لڑکھڑایا تھا عزہ نے فوراً چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا اسکی پیشانی پسینے سے تر تھی رنگ زرد پڑ چکا تھا۔ سیاہ آنکھوں میں سرخ لکیریں نمایاں ہوئیں۔

"کک۔۔کیا۔۔۔ہوا؟ "

وہ کسی خوف کے زیر اثر بولی جب وہ سختی سے لب بھینچتا بازو پر ہاتھ رکھے پلٹا۔وہ دونوں غنڈے بائیک پر بیٹھ کر فرار ہو چکے تھے۔

عزہ کی نگاہ اسکے بازو پر پھسلتے سرخ مائع پر پڑی۔اسکا سانس تھم گیا۔۔پھیلی آنکھوں سے خو*ن دیکھتی وہ پھٹی آواز میں بولی۔

" !!! خ۔۔۔خو*ن "

مائر نے سرد نظروں سے اسے دیکھا اسکا دماغ گھوم رہا تھا تکلیف حد سے زیادہ تھی جس پر وہ ضبط کیے کھڑا تھا۔وہ اسکی کلائی تھامتا تیزی سے اپنی کار کی جانب بڑھا۔

" !!! آپکا خو*ن نکل رہا ہے "

اسکی رفتار سے ملنے کی کوشش میں تقریباً دوڑتی وہ روہانسی ہوتی بولی جب وہ اسکی جانب سر جھکاتا نچلے لہجے میں داڑھا۔

"......چپ "

اسکے سخت انداز پر وہ بازو آنکھوں پر رکھتی روپڑی۔ وہ روتی ہوئی اس کے ساتھ کھینچنے کے انداز میں چل رہی تھی۔ کار تک پہنچتے مائر نے دروازہ کھول کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

وہ گال رگڑتی بیٹھ گئی تو وہ بھی ڈرائیونگ سیٹ پر آبیٹھا۔ دروازہ بند کرتے وہ ہاتھ مار کر ڈیش بورڈ سے کچھ تلاشنے لگا۔

ڈھیر سارے ٹشو نکال کر اس نے بازو کے زخم پر رکھے۔ ترچھی نظر سے عزہ کو دیکھتے اس نے پاکٹ سے رومال نکال کر اسکی جانب بڑھایا۔

" باندھ دو !!! "

عزہ نے سوجھی آنکھوں سے اسے دیکھتے رومال تھام لیا۔ اسکی جانب رخ کرتی وہ اپنے آنسو روکتی کانپتے ہاتھوں سے رومال باندھنے لگی جو اسکے کسرتی بازو پر مشکل سے پورا آرہا تھا۔

مائر اپنی تکلیف بھلائے اسے یک ٹک دیکھ رہا تھا جس کی سبز آنکھیں سوجھ کر اور بھی پر کشش ہو گئی تھیں۔ گلابی چھوٹے سے لب آنسو روکنے کی کوشش میں ذرا ذرا کانپ رہے تھا۔

اسکی نگاہ عزہ کے گال پر پڑی جس میں سرخ لکیر واضح دکھ رہی تھی۔ مائر کی آنکھیں سرخ ہوئیں۔

" آئی ایم سوری !!! "

جب وہ رومال باندھ چکی تو وہ نرمی سے مخاطب ہوا۔ عزہ نے پیچھے ہوتے آنکھوں کے کنارے ٹھہرے آنسو انگلی کی پور سے صاف کیئے۔ وہ خاموشی سے ناک کی سیدھ میں دیکھنے لگی۔

" آئی ایم سوری تم پر چلانے کے لیے !!! "

وہ انگیشن میں چابی گھماتا دھیمے لہجے میں بولا۔ بازو میں اٹھتی تکلیف بڑھتی جا رہی تھی۔ گاڑی اب واپسی کے راستے پر رواں تھی۔

"کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔آپ مجھے چھوڑیں جلدی ہوسپٹل چلیں بہت زیادہ چوٹ لگی ہے !!! "

وہ گیلی سانس کھینچتی اب اسکی جانب دیکھتی گویا ہوئی۔مائر نے سڑک پر ٹرن لیتے اسکی جانب دیکھا۔

" تم کالج سے وہاں کیسے پہنچی؟ "

اس نے ذہن میں کلبلاتا سوال پوچھ ڈالا۔

" پتہ نہیں کیسے۔۔۔۔مجھے نہیں پتہ میں گیٹ سے باہر کیوں نکلی میں پاگل ہو رہی ہوں۔۔۔ "

وہ چہرے پر ہاتھ رکھتی سسک پڑی۔مائر کو وہ بہت اپ سیٹ لگی تھی اسکا دل بے چین ہوا۔

" شش باربی،،اٹس آل رائٹ، کبھی کبھی ایسا ہو جاتا ہے !!! "

عزہ نے چہرے سے ہاتھ ہٹاتے اسکی طرف دیکھا۔

"آپ گھر کیوں جا رہے ہیں ہاسپٹل چلیں، میری وجہ سے آپ کو چوٹ لگی اب آپ ڈریسنگ بھی نہیں کروا رہے، آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں میں پہلے ہی بہت دکھی۔۔۔۔۔"

وہ تیزی سے آنکھیں جھپکتی بولتی جا رہی تھی جب مائر نے اسکے لبوں پر انگلی رکھ دی۔ وہ خاموش ہوتی نگاہ چرا گئی۔

جبیل مینشن کے سامنے گاڑی روکتا وہ دروازہ کھول کر اترا تھا۔ عزہ نے بھی اسکی پیروی کی۔۔

❤❤❤

رات کا وقت تھا۔ کراچی کی سڑکیں بارش کی پھوار سے بھیگی ہوئی تھیں۔ جگہ جگہ روشن بتیاں سڑک پر پڑتی چمک پیدا کر رہی تھیں۔

آج رش پہلے سے کم تھا۔ اکادکا لوگ دکھائی دیتے تھے۔ چند راہ گزروں نے اس ہلکی پھوار سے بچنے کو چھتریاں تھام رکھی تھیں۔

وہ ہوٹل میٹروپول سے شمال کی جانب سڑک کنارے کار میں بیٹھا تھا۔ وہ بلیک لیدر کی جیکٹ اور جینز شرٹ میں ملبوس تھا سر پہ سفید پی کیپ پہن رکھی تھی۔

اسکی سرمئی آنکھیں سڑک پر کسی کو کھوج رہی تھیں۔ غالباً وہ کسی کا انتظار کر رہا تھا۔ کنپٹی مسلتے اس نے بیزار نظر سڑک پر دوڑائی۔ تبھی وہ کسی کو دیکھ کر چونکا۔

نائل کو ہوٹل سے نکلتے دیکھ کر اسے اچنبھا ہوا وہ موبائل کان سے لگائے برہمی سے کچھ کہہ رہا تھا۔ کوٹ جھٹک کر ٹھیک کرتا وہ اپنی کار کی جانب بڑھا۔

اندر بیٹھنے سے پہلے وہ ایک دم رکا جیسے کچھ یاد آیا ہو۔۔اس نے پلٹ کر سڑک پر نگاہ دوڑائی کچھ دور ہی ماسک والا ایک آدمی بائیک پر بیٹھا نظر آیا۔

وہ بھی اسے دیکھ چکا تھا۔ تبھی نائل لمبے ڈگ بھرتا اسکی طرف گیا اور غیر محسوس انداز میں ایک یو ایس بی لیتا پاکٹ میں ڈال گیا۔

اسکے فلیش ڈرائیو تھامتے ہی بائیک والا وہاں سے نکل گیا۔اسید آنکھیں سکیڑتا دروازہ کھول کر باہر نکلا نائل اسے دیکھ چکا تھا وہ اندر ہی اندر چونکا مگر ظاہر نہ کیا۔

" تم یہاں۔۔۔۔؟ "

اسید کے مقابل آتا وہ خوشگوار حیرت سے بولا۔ بارش کی ہلکی پھوار دونوں پر پڑنے لگی تھی۔اسید نے پی کیپ ذرا سرکاتے اسے کھوجتی نظروں سے دیکھا۔

" !!! ہاں کسی سے ملنے آیا تھا "

پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتا وہ سنجیدگی سے بولا مگر اسکا انداز نائل کو کھٹکا تھا۔

" اس وقت، سب خیریت تھی؟ "

وہ سادگی سے بولا تو اسید نے ایک پل کو سوچا اسے بتائے یا نہ مگر سر جھٹک گیا۔

انویسٹیگیشن کروا رہا ہوں۔۔۔۔کچھ معاملات میں گڑبڑ چل رہی ہے "

" !!!

اس نے ڈھکے چھپے انداز میں کہااب کہ نائل نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

وہ اسکا اشارہ سمجھ چکا تھا۔

محتاط رہو!!!"اسکا کندھا تھپتھپاتے وہ تفکر سے بولا۔ "

"تم یہاں کیسے؟اور وہ لڑکا کون تھا؟ "

اسید کے مشکوک انداز پر نائل نے اچنبھے سے اسے دیکھا۔گاڑی کا ہارن

سنائی دیا تو وہ اسے لیے چند قدم پیچھے ہو گیا۔

میں یہاں بزنس ڈنر پر انوائٹڈ تھا۔اور وہ لڑکا پتہ نہیں کون تھا میں بس "
نکل رہا تھا تب سکندر کی کال آگئی۔ کسی سے فائل ریسیو کرنے کا کہہ رہا تھا۔
" میں نے کرلی۔۔ کیا تم مجھ پر شک کر رہے ہو؟؟

اسکی آنکھوں میں دکھ ابھرا تھا۔اسید کشمکش کا شکار ہوا۔ گہری سانس لیتے
اس نے نفی میں سر ہلایا۔

" !!! بس پوچھ رہا تھا۔ سکندر سے محتاط رہو، مجھے گڑ بڑ لگتا ہے یہ بندہ "
اسے وارن کرتا وہ پلٹ گیا۔ جس کا انتظار وہ کر رہا تھا وہ نہیں آیا تھا۔

" !!! یہ فتنہ آیا کیوں نہیں، قبر میں پڑ گیا کیا "

بڑ بڑاتا وہ کار میں بیٹھا دروازہ بند کرتے اس کی نظر نائل پر پڑی جو اپنی کار کی سمت بڑھ رہا تھا۔ نگاہ پھیر کر انگیشن میں چابی گھماتا وہ اگلے لمحے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

♥♥♥

مائر اپنے کمرے میں نیم دراز تھا۔ ایک بازو آنکھوں پر تھا جبکہ دوسرا سینے پر دھرے وہ چت لیٹا ہوا تھا۔ بیڈ کے قریب نبیہا کھڑیں جھک کر سائیڈ ٹیبل پر رکھے گلاس میں پانی انڈیل رہی تھیں۔ جگ واپس رکھتے وہ سیدھی ہوئیں۔

" مائر دوائی کھالو !!! "

ٹیبلٹ اور پانی پکڑے وہ اسکے پاس ہی بیٹھ گئیں۔ مائر نے آنکھوں سے بازو ہٹایا۔ سیاہ گہری آنکھیں واضح ہوئیں وہ لیٹے سے اٹھ بیٹھا۔

" تم اتنے لاپرواہ تو نہیں تھے مائر، بازو پر گول *ی لگوا بیٹھے۔ایک بار نہیں سوچا مجھ پر کیا گزرے گی۔۔۔۔۔"

اسکے بازو پر بندھی پٹی کو دیکھتیں وہ شدید پریشان لگ رہی تھیں۔اپنے اکلوتے بیٹے کی تکلیف انہیں بیکل کئے جا رہی تھی۔

" مام میں ٹھیک ہوں !!! "
نرمی سے کہتے اس نے دوائی پانی کے ساتھ نگل لی۔۔

" بھئی پریشان نہ ہو مائر بہت سٹرونگ ہے جلدی ریکور کر لے گا !!!"

نائل کی آواز پر انہوں نے پلٹ کر دیکھا۔عافیہ اور نائل آگے پیچھے اندر داخل ہوئے۔اسے ابھی عافیہ نے آگاہ کیا تھا پیش آئے واقعے کے بارے میں۔

نائل عزہ سے ملنے کو بے چین ہوا مگر وہ دوائی کے زیر اثر سو رہی تھی اس لیے اسے ڈسٹرب نہ کیا۔وہ سیدھا یہیں چلا آیا تھا مائر کی خیریت دریافت کرنے۔

" انشاءاللہ انشاءاللہ !!! "

عافیہ مسکراتیں اسکے صدقے واری جانے لگیں۔نبیہا نے پیچھے ہٹتے نائل کو بیٹھنے کا راستہ دیا۔

"تھینک یو بیٹا، تم نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ عزہ مجھے اپنی جان سے بھی پیاری ہے تم نے اسکی حفاظت کر کے مجھے مقروض کر دیا ہے!!! "

مائر کے کندھے پر ہاتھ رکھتا وہ نرمی سے گویا ہوا۔ جواباً وہ مسکرا دیا عزہ کے ذکر پر سکی سیاہ گہری آنکھوں میں چمک آئی تھی۔

" میں نے وہی کیا جو مائر دبیر پر سوٹ کرتا ہے!!! "

اسکا لہجہ پر اعتماد تھا نبیہا نے فخر سے اپنے بیٹے کو دیکھا۔

" یو آر انٹرسٹنگ!!!" نائل کے چہرے پر محظوظ مسکراہٹ تھی یقیناً اسے مائر کا جواب پسند آیا تھا۔

" عزہ میری جان۔۔۔ "

دروازے میں عزہ کو کھڑے دیکھ کر عافیہ سرعت سے اسکی سمت بڑھیں جو نیم وا آنکھوں کو مسلتی بکھرے بالوں کے ساتھ دروازے پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی۔

وہ سوتے سوتے ڈر گئی تھی کمرے سے باہر نکلی تو کوئی نظر نہ آیا لاؤنج سے گزرتی وہ عافیہ کے کمرے کی طرف جانے لگی تھی جب مائر کے کمرے سے آتی نائل کی آواز پر اس جانب قدم بڑھا گئی۔

" بابا۔۔۔۔ "

اسکی آنکھیں لبالب پانی سے بھر گئیں اسے گال پر لگی خراش میں جلن محسوس ہوئی۔ وہ سرعت سے نائل کی جانب بڑھی جو کھڑا ہو چکا تھا۔ اس نے بے حد محبت سے اسے سینے سے لگایا تھا۔ وہ بار بار اسکے سر کو چومے جا رہا تھا۔

" !!! میرا بچہ آپ تو بہت بریو ہو "

وہ اسکے گرد بازو پھیلاتا اسے پچکارنے لگا۔ اسکے بکھرے بال پیچھے کرتے اس نے نرمی سے عزہ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

" !!! بابا میں بہت ڈر گئی تھی ان گندے لڑکوں نے مجھے مارا "

اس نے سر اٹھاتے روتے ہوئے کہا تو نائل نے جبڑے بھینچ لیے اسکی آنکھوں میں سرد تاثر ابھر کر معدوم ہوا۔

" !!! ان کو ضرور سزا ملے گی "

سنجیدگی سے کہتا وہ اسے لیے آف وائٹ کاؤچ پر آ بیٹھا۔ عزہ نے ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف کرتے کمرے میں نگاہ دوڑائی۔ تبھی اسید اندر داخل

ہوا اس نے ہاتھ میں موبائل تھام رکھا تھا جس پر نمر کی ویڈیو کال چل رہی تھی۔

اسکی موجودگی کے احساس سے عزہ کے جذبات میں ہلچل مچ گئی اگلے ہی پل وہ نگاہ جھکا گئی۔

اسید نے موبائل نائل کی جانب بڑھا دیا جو نمر سے گفتگو میں مصروف ہو گیا۔اسی دوران عافیہ کچھ کھانے پینے کا بندوبست کرنے چلی گئیں نبیہا بھی اٹھ کر چلی گئیں۔

اب وہاں اسکے علاوہ مائر، اسید اور نائل موجود تھے۔اسید مائر کا حال احوال دریافت کرنے لگا۔عزہ اسکی آواز سنتی ماربل کے چمکتے فرش کو تکے جا رہی

تھی۔ لاشعوری طور پر وہ اسکا انتظار کر رہی تھی کہ وہ اسکی خیریت دریافت کرے۔

کچھ پل یوں ہی سرک گئے۔ اسکا دل اچھل کر حلق کو آیا جب وہ کاؤچ پر اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا۔ اس کی ہمت نہ ہوئی کہ نظر اٹھا کر اسے دیکھ لے۔

اپنی بے بسی پر اسے رونا آیا تھا کبھی وہ بلا جھجھکے اس سے ہر بات کہہ لیا کرتی تھی اپنی چھوٹی سے چھوٹی تکلیف بھی اسے بتایا کرتی تھی مگر اب۔۔۔۔

!اب بہت کچھ بدل گیا تھا! یہ بدلاؤ تکلیف دہ تھا

" ٹھیک ہو؟ "

وہ اسکی جانب چہرہ کرتا دھیمے لہجے میں بولا۔ نگاہیں اسکے چہرے پر تھیں جن پر جگہ جگہ خراشیں تھیں۔ وہ لب بھینچ گیا۔

" جی !!! "

عزہ کے منہ سے صرف یہی نکلا اس نے ہمت کرتے نگاہ اٹھائی تھی۔جو نہی نگاہ اسکے چہرے پر پڑی تڑپتے دل کو جیسے قرار آنے لگا۔

یہ کیسا سحر تھا جو اسے دیکھتے ہی چہار سو چھانے لگا تھا۔ محبوب تو جادو گر ہوتے ہیں!

" تم اکیلی کیوں نکلی کالج سے؟ "

وہ مستفسر ہوا انداز پہلے سے سنجیدہ تھا اگر خدا نخواستہ کچھ ہو جاتا تو۔۔۔؟ وہ اس سے کچھ دور ضرور ہوا تھا مگر اس سے لاپرواہ نہیں!

" ڈرائیور نہیں آیا تھا تو......."

وہ جھجھک کر اسے دیکھتی نگاہ جھکا گئی۔اسید نے لب بھینچتے اسے انگلیاں مسلتے دیکھا۔

توتم نے سوچا خود چلی جاؤں، میں مر گیا تھا کیا؟"بے رحمی کی انتہا تھی۔ "

" !!! اللہ نہ کرے "
عزہ نے تڑپ کر اسے دیکھا سبز آنکھوں کے کناروں سے دو آنسو ٹوٹ کر گرے، اسکی آنکھوں میں درد ہی درد ہلکورے لے رہا تھا۔ایسی ازیت والی آنکھیں تھیں۔۔۔!

اسید جبڑے بھینچتا اچانک اٹھ کر چلا گیا۔ سسکی کا گھلا گھونٹتے عزہ نے غیر محسوس انداز میں آنسو صاف کر لیے۔

" !!! بچے یہ لو بھابھی سے بات کرو "

نائل نے اچانک اسے مخاطب کیا تو وہ بغیر انکی جانب دیکھے موبائل لیتی باہر چلی آئی۔لاؤنج سے گزر کر لان والی سائیڈ آتی وہ کھڑکی کے پاس کھڑی ہوگئی جہاں اسکے خیال میں کوئی نہیں تھا۔

اسلام علیکم کیسی ہیں آپ ؟"وہ پھیکا سا مسکرائی۔ "

" !!! وعلیکم اسلام میں تو ٹھیک ہوں تم ٹھیک نہیں لگ رہی "

وہ کچھ سنجیدہ ہوئی تھی عزہ کی سرخ آنکھیں اور بجھے انداز کو محسوس کرتے آئنور کا دل دکھا تھا۔وہ اتنی سی عمر میں کس ازیت سے گزر رہی تھی۔

میرا کیا ہے،نہ کسی کو میری تکلیف سے فرق پڑتا ہے اور نہ مجھے خود سے۔ "

"

اسکے "کسی" کے حوالے کو آئنور سمجھ گئی تھی۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھنے لگی۔

" تمہاری کوئی بات ہوئی ان سے دوبارہ؟ "
وہ دھیمے محتاط لہجے میں بولی وہ نہیں چاہتی تھی نمر اس بات سے آگاہ ہو۔

نہیں......! وہ مجھ سے بھاگتے ہیں اب اور میں ان کی راہ تکتی رہتی " ہوں۔اب مجھے خود پر اس بچے کا گمان ہوتا ہے جو کسی تتلی کے تعاقب میں لگا رہتا ہے مگر وہ تتلی اسکی پہنچ سے بہت دور ہوتی ہے !!! "

اسکے لہجے پر تلخ مسکراہٹ تھی گلے میں درد سا اٹھ رہا تھا جیسے آنسوؤں کا گولہ اٹک گیا ہو۔۔۔

" !!! میں بعد میں بات کرتی ہوں "

آئنور کے کچھ کہنے سے پہلے اس نے کال بند کر دی اسے لگا آس پاس کوئی

ہے۔۔۔

وہ نیم تاریک لان کی سیڑھیوں کی جانب بڑھی نیچے قدم رکھنے سے پہلے

اس نے بائیں جانب دیکھا جہاں وہ بند کھڑکی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ وہ اپنا

موبائل لینے آیا تھا مگر عزہ کو بات کرتے دیکھ کر رک گیا۔

اسکے متوجہ ہونے پر وہ اسکی جانب بڑھی۔ چھوٹے قدم اٹھاتی بے تاثر

نظروں سے اسے دیکھتی۔۔

" !!! میں موبائل لینے آیا تھا "

وہ ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہوا دانستہ اسکی جانب دیکھنے سے گریز کیا۔ عزہ آگے بڑھی اور موبائل اسکی جانب بڑھاتے تلخی سے بولی۔

" صفائیاں کیوں دے رہے ہیں؟ کہہ دیں کہ آپ میری باتیں سن چکے ہیں بہت اچھا لگ رہا ہو گا میری تکلیف دیکھ کر !!! "

اسکی بدتمیزی پر اسید نے جبڑے بھینچ لیے۔

" تم حد سے بڑھ رہی ہو !!! "

سپاٹ لہجے میں کہتے اس نے عزہ کی طرف دیکھے بغیر موبائل پکڑتے قدم بڑھائے ہی تھے جب اس نے اسید کا بازو پکڑ لیا۔

" میں حد سے بڑھ رہی ہوں ؟ میں ہی بری ہوں میں جان بوجھ کر یہ سب کر رہی ہوں نہ ؟ میں نے ہی تو چاہا تھا کہ مجھے آپ سے محبت ہو اور بدلے میں آپ کی دھتکار ملے !!! "

" عززہ !!!! "

اسکے بدتمیزی سے بازو کھینچ کر بولنے پر وہ ہاتھ اٹھاتا نچلے لہجے میں داڑھا تو وہ ڈر کر پیچھے ہوئی اسکا پیر سیڑھی پر پڑا جس سے اسکا توازن بگڑا۔

وہ آنکھیں پھیلائے پیچھے کی جانب گری۔ سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں اسید نے اسکا بازو پکڑتے اپنی طرف کھینچا۔ دونوں کے دل خوف کے زیر اثر بے ہنگم انداز میں دھڑک رہے تھے۔

اسید نے اسے خود سے دور کیا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا وہ آنسو بھری آنکھوں سے اسکی پشت کو دیکھتی رہی۔

❤❤❤

مقام؛ ہنزہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

“Heaven on Earth”

وادی ہنزہ، اپنے قدرتی مناظر کے لیے مشہور، برف سے ڈھکے فلک بوس پہاروں کی چوٹیوں کو سینے میں سموئے ایک ایسی وادی جسے ”دنیاوی جنت “کا نام تک دے دیا گیا۔

ایسی وادی جو اپنے قدرتی حسن اور خوشگوار فضاؤں کے باعث سیاحوں کے لیے ایک دلچسپ جگہ ہے۔ اکثر لوگ سیر و تفریح کے لیے ہنزہ کا رخ کرتے ہیں جہاں کا موسم سرد رہتا ہے۔

انکا اگلا پڑاؤ بھی یہیں تھا، ناران سے 317 کلومیٹر کی مسافت پر واقع وادی ہنزہ کے ''رومی داستان'' ہوٹل میں وہ فی الوقت مقیم تھے۔

ہوٹل کی شاندار عمارت رات کی تاریکی میں روشنیوں میں نہائی ہوئی تھی۔ وہ اس وقت لاؤنج ایریا میں قدرے آخر والی میز پر بیٹھے تھے۔

!کھانے سے انصاف کرتے، کھٹی میٹھی نوک جھونک کرتے

آئنور نے پیچ کلر کی شارٹ شرٹ اور کھلا ساٹراؤزر زیب تن کر رکھا تھا کاندھوں کے گرد ہم رنگ شال پھیلا رکھی تھی۔ براؤن رنگ کے سلکی بال کمر پر کھلے چھوڑے تھے۔

اسکے مقابل بیٹھا نمر سفید پینٹ شرٹ پر لیدر کی سیاہ جیکٹ زیب تن کیے بالوں کو میسی لک دیے پیشانی پر بکھیرے ہوئے تھا۔ آنکھوں پر بلیک فریمز والے سٹائیلش سے گلاسز ٹکا رکھے تھے۔ اپنی کسرتی جسامت کے باعث وہ بہت وجیہہ لگ رہا تھا۔

" کیا دیکھ رہے ہو؟ "

وہ کھانے سے فارغ ہوتا فرصت سے اسے تکنے لگا جسکا چہرہ ہر آرائش سے پاک تھا۔ نمر نے اعتراف کیا وہ سادگی میں زیادہ حسین لگتی تھی۔

" !!! اپنی بیوی کو دیکھ رہا ہوں "
گال تلے مٹھی رکھے وہ مسکراتے لہجے میں بولا تو آئنور نے ٹشو سے لب تھپتھپاتے آنکھیں سکیڑیں .

" !!! میں ہر گز ایپیسوڈ نہیں دوں گی "
نمر کا حلق تک کڑوا ہو گیا وہ آخر سمجھ کیا رہی تھی۔

تمہیں لگ رہا ہے میں اس لیے تمہیں دیکھ رہا ہوں ؟ بڑے افسوس کی "
" ! بات ہے
وہ خفگی سے کہتا چہرہ دائیں جانب پھیر کر آتے جاتے لوگوں کو دیکھنے لگا۔

" تو پھر کیوں دیکھ رہے تھے ؟ "

وہ نچلا لب دانت تلے دبائے اسکے خفا چہرے کو تکنے لگی۔ نمر نے ناراضگی سے اسے دیکھا۔

" بندے کو اپنی بیوی حسین بھی لگ سکتی ہے، اسکا دل کر سکتا ہے کہ وہ بغیر وجہ کے اسے دیکھے ! "

آئنور نے مسکراہٹ دباتے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

" تم سے پہلے میں نے کسی کو بھاؤ نہیں دیا ! "

وہ چہرہ ذرا ترچھا کرتا پیر جھلانے لگا نگاہیں اسی پر مرکوز تھیں جسے یقین نہ آیا تھا۔

" کم آن۔۔۔ ہر لڑکا یہی کہتا ہے ! "

وہ ابرو اچکا گیا۔

" !!! تمہارے سر کی قسم "

اسکی آنکھوں میں دیکھتا وہ اس طرح بولا کہ وہ کچھ بول نہ سکی۔ اسکی سیاہ آنکھوں کی کشش میں آئنور نے خود کو جکڑتے پایا۔

" !اوکے، روم میں چلتے ہیں میں بہت تھک گئی ہوں "

وہ اپنے منی بیگ کا سٹریپ پکڑتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

" !!! جو مادام کہیں

گہری سانس لیتا وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

❤❤❤

رات کے ساڑھے نو بج رہے تھے آرام دہ لباس پہن کر وہ کمبل میں گھسے لیپ ٹاپ پر اسید کو ویڈیو کال کر کے پر بات کرنے لگا تھا باقی سب سے اسکی کئی بار بات ہو چکی تھی مگر اسید جانے کہاں مصروف رہتا تھا۔

دوسری جانب آئنور ہینڈ کیری سے اپنے کپڑے نکال کر فریش ہونے واش روم میں جا چکی تھی۔

" کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی؟ "

اسید کی آواز ابھری ساتھ ہی کچھ کھڑ پڑ کی آوازیں آئیں جیسے وہ کچھ کھنگال رہا تھا۔ نمر نے لیپ ٹاپ کی سکرین کو دیکھا جہاں اسکی شکل غائب تھی محض اسید کے کمرے کی دیوار نظر آ رہی تھی۔

" کیا میں دیوار سے بات کر رہا ہوں چاچو؟ اگر آپ زیادہ ہی مصروف ہیں تو میں بعد میں بات کر لوں گا۔ "

وہ خفگی سے بولا تو اسید نے سیدھا ہوتے اسے گھور کر دیکھا۔

" زیادہ بک بک نہ کرو، واپس یہیں آنا ہے ! "

اسکے کھڑوس انداز پر نمر بجائے برا ماننے کے ہنس پڑا۔ یہ بندہ دھمکیاں دینے سے بعض نہیں آسکتا تھا۔

" ہاں آپ کو بس کان کے نیچے ہاتھ دھرنے کا موقع چاہیے نہ ! لیکن افسوس یہ موقع آپ کو ابھی تو مل نہیں سکتا ! "

وہ اسے چڑانے لگا تھا۔ اسید نے دیوار سے ٹیک لگاتے بیزاریت سے اسے دیکھا۔ اسکے یوں دیکھنے پر نمر سیدھا لائن پر آیا۔

" اچھا اب ایسے نہ دیکھیں میری بیوی کا حق تلف ہو رہا ہے! "

اسید نے دانت پیس کر کچھ سخت کہنا چاہا جب وہ معصومیت سے کہنے لگا۔

" سب ٹھیک ہے یہاں مگر میں آپ کو مس کر رہا ہوں چاچو! "

اسید نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔

" اگر اتنا ہی مس کر رہے ہو تو اپنی بیوی کی جگہ میرے ساتھ ہنی مون پر چلے جاتے۔۔۔ "

کمرے میں نمر کا فلک پھاڑ قہقہہ گونجا وہ سر تکیے پر گرائے لگاتار ہنستا جا رہا تھا۔ اسے ہنستے دیکھ کر اسید نے مسکراہٹ دباتے چہرہ پھیر لیا۔

" ! اچھا چلو مجھے کام ہے پھر بات کرتا ہوں "

اسید کے کہنے کے باوجود اس نے چند باتیں مزید کرنے کے بعد ہی کال بند کی۔ تب اسکی نگاہ آئنور پر پڑی جو بیڈ سے تکیا اٹھاتی کاؤچ کی طرف جانے لگی تھی۔

" میڈم، ہیلو۔۔۔۔ کیا ہو رہا ہے یہ ؟ "

وہ سرعت سے اٹھ بیٹھا اسے سمجھ نہ آیا وہ ایسا کیوں کر رہی ہے.

"!!! وہ میں کاؤچ پر سو جاتی ہوں اتنا بڑا تو ہے "

وہ کاؤچ کے بڑے سائز کی جانب توجہ دلاتی بڑے آرام سے بولی۔ نمر کا دماغ گھوم گیا۔

" کیوں بیڈ پر کیا تکلیف ہے ؟ "

وہ دانت پیس کر بولا۔ آئنور نے اسکے لہجے پر ناراضگی سے اسے دیکھا۔

"""بیڈ چھوٹا ہے ہم دونوں تنگ ہی ہوں گے اس لیے میں نے سوچا.......

نمر نے گھور کر اسے دیکھا۔

"تو تم نے سوچا میں خود کو ہیروئن سمجھ کر تکیہ اٹھاؤں اور شرماتی لجاتی

صوفے پر سو جاؤں۔۔۔ "

آئنور تکیہ بیڈ پر پٹختی دھپ سے بیٹھ گئی بالوں کو تیزی سے جوڑے میں

باندھتی وہ تراخ سے بولی۔

"ہاں ہوں میں ہیروئن !!! "

نمر نے اسکی جانب کروٹ بدلتے نرم گرم نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"وہ تو ہو........

غضب ناک، شعلہ جوالا، آفت، حسین ظلم، دلربا، حسنِ مجسم، جانِ جہاں، دلکش۔۔۔ہائے ایک دل پر اتنے وار، ظلم ہے یہ پھر بھی قبول ہے! "

اسکا لہجہ گھمبیر ہوتا گیا آئنور کے دل نے بیٹ مس کی۔ وہ اسکی جانب دیکھے بغیر ناراضگی ظاہر کرتی سیدھی لیٹ گئی۔ ساتھ ہی اس نے آنکھیں موند لیں۔

" قربِ جاں !!! "
نمر نے دھیمی آواز میں اسے پکارا مسکراتی نظریں اسکے خوبرو چہرے پر مرکوز تھیں۔

"میں نہیں ہوں....."

"......سمجھے آپ

خفگی سے جواب آیا۔

"......ادھر آؤ "

.....میں قربان جاؤں

" اپنے لباس پر.....اپنے ہم راز پر

اسے اپنی جانب کھینچتا وہ اسکے گرد بازو پھیلا گیا۔

" !!! قربِ جاں "

نمر نے دھیمی آواز میں اسے پکارا مسکراتی نظریں اسکے خوبرو چہرے پر مرکوز تھیں۔

"میں نہیں ہوں....."

"آپ سمجھے......

خفگی سے جواب آیا۔

"ادھر آؤ......"

میں قربان جاؤں.....

"اپنے لباس پر.....اپنے ہم راز پر

اسے اپنی جانب کھینچتا وہ اسکے گرد بازو پھیلا گیا۔آئنور کی خفگی پل میں اڑی وہ شرمگیں انداز میں مسکراتی آنکھیں موند گئی۔جانے کتنے پل سر کے وہ آنکھیں موندے پڑی رہی مگر سو نہ سکی۔

آخر اکتا کر آنکھیں کھول دیں اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہ آنکھیں موندے شاید سو رہا تھا۔وہ آہستہ سے اٹھ بیٹھی تب نمر نے کسمسا کر آنکھیں کھول دیں جن میں نیند کا خمار تھا۔

کیا ہوا؟"اسکی آواز بھاری ہو رہی تھی۔ "

" نیند نہیں آرہی۔۔۔" وہ منہ بنائے بولی۔ نمر نے جمائی روکتے اسے دیکھا جو بیڈ سے اتر رہی تھی۔

" باہر چلتے ہیں نہ، کچھ دیر واک کرنا چاہتی ہوں پلیز۔۔۔۔ "

وہ معصومیت سے اسے دیکھتی شال اوڑھنے لگی۔

" ہرگز نہیں بہت ٹھنڈ ہے باہر چپ کر کے لیٹ جاؤ، آجائے گی نیند ! "

وہ آنکھیں موندے دوٹوک انداز میں بولا، آئنور نے اسے گھور کر دیکھا۔

" توٹھیک ہے میں خود چلی جاتی ہوں !!! "

منہ پھلا کر کہتی وہ پیروں میں سلیپرز پہنتی دروازے کی سمت بڑھ گئی۔ نمر کی آنکھیں پٹ سے کھلیں۔۔

" آرہا ہوں !!! "

پیچھے سے ہانک لگاتا وہ گندے منہ بناتا کمبل پھینک کر اٹھ گیا۔

♥♥♥

وہ ہوٹل سے باہر نکلے تو تیز ہواؤں نے ان کا خیر مقدم کیا۔تا حد نگاہ پھیلے آسمان کی بلندیوں کو چھوتے درخت ہلتے سر سراہٹیں پیدا کر رہے تھے۔

ایسی سرد تاریک رات کی جامد خامشی کہ اللہ کی پناہ......!

آئنور کے جسم میں سرد لہریں اٹھنے لگیں اس نے شال کو اچھی طرح اپنے گرد لپیٹا۔اسکے برابر نمر چل رہا تھا جیکٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے تفکر سے اسکی جانب دیکھتا۔

اسکی ناک سرد ہوا کے تھپیڑوں سے سرخ پڑ چکی تھی آنکھوں میں ٹھنڈ کے باعث بار بار پانی آرہا تھا۔وہ ہرگز ایسی یخ بستہ ہواؤں میں نکلنے کی حماقت نہ کرتا اگر آئنور ضد نہ کرتی۔

"میں نے کہا تھا نہ باہر بہت سردی ہے، ہم واپس چلتے ہیں کل صبح آجائیں گے......؟"

اسے ٹھنڈ سے کانپتے دیکھ کر وہ فکر مند ہوا مگر وہ نفی میں سر ہلا گئی وہ خنک رات میں کچھ لمحات اپنے محرم سنگ جینا چاہتی تھی مگر یہ بات وہ اسے نہ کہہ سکی۔

نمر سر ہلاتا مسکرا دیا شاید وہ کچھ کچھ اسے سمجھ رہا تھا۔ وہ دونوں پیدل چلتے ہوٹل کی دائیں جانب اونچائی کو جاتے راستے پر بڑھنے لگے جہاں سے باآسانی روشنیوں میں نہائے ہوٹل کو دیکھا جا سکتا تھا اس مقام پر درختوں کی تعداد آگے جا کر اتنی بڑھتی جاتی تھی کہ آسمان دکھائی نہ دیتا تھا۔

ہوا کے زور سے ہلتے درخت عجب ماحول بنا رہے تھے آئنور کو لگا وہ کسی ہار فلم میں داخل ہو رہی ہے۔

" ساتھ کافی نہ پیتے جائیں کیا خیال ہے؟ "

نمر نے اسکے گرد بازو پھیلاتے آسمان کی جانب دیکھتے کہا۔ آئنور نے اسے ' یوں دیکھا ' نیکی اور پوچھ پوچھ

" !!! میں یہیں رکتی ہوں آپ لے آئیں "

بازو سینے پر لپیٹتی وہ ایک درخت سے لگ کر کھڑی ہو گئی نمر کو اسکا رکنا مناسب نہ لگا۔

تم بھی چلو ساتھ !!!"اس نے آس پاس دیکھا۔ "

کم آن نمر میں کوئی بچی تھوڑی ہوں جو گم ہو جاؤں گی، آپ جلدی سے " لے آئیں میں ویٹ کر رہی ہوں !!! "

اسے کھلی فضا میں رہنا اچھا لگ رہا تھا وہ کچھ دیر یہیں رہنا چاہتی تھی۔ وہ سر ہلاتا پلٹ گیا۔

آئینور نے دیکھا وہ محتاط قدم اٹھاتا نیچے اتر رہا تھا جب وہ ہوٹل کے دروازے کے پار گم ہو گیا تو اس نے چاروں جانب نگاہ دوڑائی کیسی کشش تھی اس جگہ میں، دل آپ ہی کھنچا چلا جاتا تھا۔

وہ چند قدم آگے بڑھی جب اسے لگا کوئی اسے دیکھ رہا ہے، اسکے وجود میں سرد لہریں اٹھیں۔ اس نے پلٹ کر دیکھا تو کوئی نہیں تھا اپنا وہم خیال کرتی وہ دوبارہ پہلے والی جگہ پر کھڑی ہوتی نمر کا انتظار کرنے لگی۔

کچھ پل ہی سر کے تھے کہ اسے کسی بلی کے رونے کی آواز آئی آواز اتنی درد ناک تھی کہ آئنور کے دل کو کچھ ہوا اس نے سوچا شاید وہ زخمی ہو، شاید وہ کسی تکلیف میں ہو۔۔۔

وہ دل کے ہاتھوں مجبور آواز کے تعاقب میں کچھ آگے آئی تو جھاڑیوں میں بلی پڑی نظر آئی۔ وہ مزید آگے بڑھی جب قریب سے اس نے بلی کو دیکھا تو اسکی چیخ نکل گئی۔ بلی کی اگلی دو ٹانگیں غائب تھیں۔

وہ گھبراہٹ کے مارے سرعت سے پلٹی جب اسکی آنکھیں پھیلیں سامنے ماسک پہنے کوئی شخص کھڑا تھا اسکی جسامت کافی بھاری تھی چاند کی روشنی میں اسکی کوئلے جیسی رنگت صاف نمایاں تھی۔

آئنور کو اسکی آنکھوں سے خوف محسوس ہوا وہ الٹے قدم لیتی اچانک پلٹ کر بھاگنے لگی۔ اس شخص کی آنکھوں میں مسکراتا تاثر ابھرا۔ وہ اسکے پیچھے بڑھا کچھ ہی دیر میں وہ اسے کہنی سے دبوچے چلا آ رہا تھا۔

" !!! چھوڑو مجھے...... پلیز مجھے جانے دو "

وہ اسے گن نکالتے دیکھ کر گڑ گڑانے لگی اسکی حالت غیر ہوتی جا رہی تھی۔

اس حبشی نے اثر لیے بنا اسے اسے ایک جانب دھکیلا تبھی اسے کوئی لڑکا اس جانب آتا دکھائی دیا وہ گن آئنور پر تانتا ایک درخت کی اوٹ میں ہو گیا۔

" میں تمہیں نہیں ماروں گا لیکن اگر کچھ بولا تو تمہارے ساتھ یہ بھی جان سے جائے گا۔۔۔ "

کھردرے لہجے میں کہتا وہ اس کا نشانہ لیے چھپ گیا اسکا دوسرا ہاتھ ٹانگ کی جانب گیا جہاں اس نے کچھ رسی لپیٹ رکھی تھی پہلے اسکا ارادہ آئنور کو باندھنے کا تھا مگر اب وہ ارادہ بدل چکا تھا۔

" آئنور.......؟ کہاں ہو یار !!! "

وہ اسے پکارتا آگے آ رہا تھا اس نے آئنور کو دیکھ لیا تو سکون کا سانس لیتا اسکی جانب بڑھا۔ وہ اندھیرے میں کھڑی تھی وہ اسکے تاثرات نہ دیکھ سکا۔

" یہ لیں مادام کی کافی !!! "

اس نے مسکراتے مگ اسکی جانب بڑھایا ہی تھا کہ عقب سے کسی نے اسکے سر پر وار کیا کافی کا مگ الٹا گرم کافی نمر کی گردن اور سینے پر گری۔

سر پر ہوئے وار اور گرم کافی کی جلن سے اسکی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا ابھی وہ کچھ سمجھ پاتا جب کسی نے اسے عقب سے قابو کرتے اسکے بازو دبوچ کر درخت کے تنے کی طرف پٹخا اور نہایت پھرتی سے اسے رسی کی مدد سے درخت کے ساتھ باندھنے لگا۔

نمر نے حواس بحال کرتے اسکے پیٹ میں گھٹنا مارا جس سے وہ ایک قدم پیچھے ضرور ہوا مگر اسے مکمل بے بس کیئے وہ باندھنے میں کامیاب ہو گیا۔

نمر بازو بار بار جھٹکتا آزاد ہونے کی کوشش کر رہا تھا اس خبیث کو آئنور کی جانب بڑھتے دیکھ کر وہ گالی بکتا چلایا۔ آئنور اپنی جگہ منجمد کھڑی تھی اسکی ہمت نہ ہوئی کہ وہ بھاگ کر کسی کو مدد کے لیے بلا پاتی۔ اگر وہ نمر کو نقصان پہنچا دیتا.....؟ وہ بے بسی سے رونے لگی۔

" !!! حرا*م زادے میری بیوی سے دور رہ "

وہ حلق کے بل چیخا اسکی آنکھیں خون چھلکانے لگیں گردن کی نسیں ابھر آئی تھیں۔

وہ حبشی اسکی طرف پلٹا اور زوردار تھپڑ اسکے منہ پر مارتا وہ غرایا۔

" تمہیں کچھ نہیں کہنا چاہتا، مجھے حکم عدولی پر مجبور نہ کرو۔۔۔ "

سرد مہری سے کہتا وہ آئینور کی جانب بڑھا جس کے جامد قدموں میں حرکت ہوئی وہ اسکے سامنے ہاتھ جوڑتی قدم پیچھے لینے لگی۔

پلیز ہمیں چھوڑ دو، ہم نے تمہارا کیا بگاڑا ہے، "

" اللہ کا واسطہ۔۔۔۔۔۔

وہ بات مکمل بھی نہ کر پائی کہ اس حبشی نے زناٹے دار تھپڑ اسکے منہ پر مارا۔

وہ زمین پر جا گری اسکی ہتھیلیاں بری طرح چھل گئیں۔

نمر آپے سے باہر ہوتا اسے گالیاں نکالتا بری طرح مچلنے لگا غصے کی شدت سے وہ کانپ رہا تھا اس نے زمین پر ارد گرد نگاہ دوڑائی تو کچھ دور ایک راڈ

گرا نظر آیا لوہے کا راڈ جو غالباً اس بے رحم شخص کا تھا۔اس نے پیر سے راڈ اپنی طرف کھسکانا شروع کر دیا۔

" پلیز جانے دو ہمیں۔۔۔۔ "

وہ زمین پر بیٹھی اسکے سامنے ہاتھ جوڑتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی مگر اس شخص کو اس پر رحم نہ آیا۔وہ جھکا اور اسے بالوں سے پکڑ کر کھڑا کیا وہ سنبھل پاتی اس سے پہلے اس نے اپنا گھٹنا آئنور کے پیٹ میں مارا۔

آئنور کے حلق سے دلخراش چیخیں نکلیں وہ دہری ہوتی بری طرح رونے لگی۔بے بسی سے اپنی بیوی کو یوں پٹتا دیکھ کر نمر کی آنکھ سے آنسو نکلتا کنپٹی میں جزب ہو گیا۔

" !!! چھوڑا اسے میں جان سے مار دوں گا تجھے کتے "

وہ حلق کے بل چیخا۔۔۔وہ پھرتی سے راڈ کے کنارے سے رسی کاٹنے لگا اسکے چہرے پر خون سمٹ آیا تھا۔

دوسری جانب وہ بلکتی ہوئی اس سے اپنا آپ چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی جب اس بے رحم شخص کا بھاری ہاتھ اسکے منہ پر پڑا۔ آئنور کو دماغ سن ہوتا محسوس ہوا۔

اس شخص کا ہاتھ اپنی شال کی جانب بڑھتے دیکھ کر وہ نفی میں سر ہلاتی پیچھے سرکنے لگی اسکی نم سرخ آنکھوں میں خوف اور بے بسی تھی اسے قدموں پر کھڑا رہنا دشوار لگا۔

" نمر۔۔۔۔ "

تھرتھراتے لبوں سے سرگوشی نکلی اس نے بھیگی کرب زدہ آنکھوں سے نمر کو دیکھا۔ مقابل شخص کا ہاتھ اسکے گریبان پر پڑا ہی تھا کہ نمر نے رسی دور پھینکتے پوری قوت سے راڈ اسکے سر پر دے مارا۔

وہ کراہ کر پلٹا اس نے جلدی سے بیلٹ میں پھنسائی پس*ٹل نکالنی چاہی مگر اس سے پہلے نمر نے اسکے ہاتھ پر زوردار ٹھوکر ماری وہ جنونی ہوتا پے در پے اس پر راڈ برسانے لگا۔

جب مقابل کا برا حال ہو چکا اور وہ زمین پر گر گیا تب جا کر نمر نے ہاتھ روکے۔ وہ سرعت سے آئنور کی جانب بڑھا اسے اپنی طرف کھینچتا وہ شدت سے سینے میں بھینچ گیا۔

آئنور کے منہ سے سسکی نکلی وہ نڈھال سی اسکے سینے سے لگی بے آواز رونے لگی۔

نمر نے جھک کر اسے بازوؤں میں بھرا اور بغیر ایک سیکنڈ رکے ہوٹل کی جانب بڑھنے لگا۔

زمین پر گرے وجود میں حرکت ہوئی اس نے پاکٹ سے موبائل نکال کر ایک نمبر ملایا کال اٹھاتے ہی وہ ہانپتا ہوا بولا۔

" !!! میڈم کام ہو گیا ہے "

انفارم کرتا وہ کال بند کر کے اٹھا اور لڑکھڑاتا ہوا ایک طرف چل دیا۔

❤❤❤

"سر پلیز آپ پولیس کو انفارم مت کریں ہمارے ہوٹل کی ریپوٹیشن خراب ہو جائے گی۔۔۔"

مینجر اسکے کمرے کے دروازے میں کھڑا گھبرایا ہوا کہہ رہا تھا اسکی پیشانی پر اتنی ٹھنڈ میں بھی پسینے کے قطرے تھے۔رومال سے پسینہ صاف کرتا وہ بے چینی سے نمر کی جانب دیکھنے لگا جس نے پلٹ کر بیڈ کی جانب دیکھا جہاں آئینور آنکھیں موندے چت لیٹی تھی اسکا جسم ہلکا ہلکا کانپ رہا تھا۔ اسکے پاس ایک لیڈی ڈاکٹر بیٹھی اسکا چیک اپ کر کے فارغ ہوئی تھی جو مینجر کی جاننے والی تھی ورنہ رات کے وقت وہاں ڈاکٹر کا ملنا ایک مشکل امر تھا۔

"تمہیں ریپوٹیشن کی پڑی ہے دیکھ نہیں رہے میری بیوی کس حال میں ہے۔۔۔؟"

وہ نچلے لہجے میں داڑھا اسکا بس نہ چل رہا تھا رکھ کر ایک تھپڑ اسے لگاتا۔مینجر گھگھیا گیا۔

سر ہم نے ڈھونڈا اس آدمی کو لیکن وہ وہاں نہیں تھا آپ پولیس کو انفارم بھی کر دیں تب بھی وہ کونسا مل جائے گا ایسے لوگ پوری تیاری سے آتے ہیں۔ اس سب سے صرف ہوٹل کی ریپوٹیشن پر اثر پڑے گا اگر ایسا ہوا تو ہوٹل کا مالک مجھے نوکری سے نکال دے گا۔ سر میری پانچ بیٹیاں ہیں میری نوکری چلی گئی تو ہم سڑک پر آجائیں گے۔ پلیز سر !!! "

وہ باقاعدہ رو دینے والا تھا۔ نمر نے جبڑے بھینچتے خود کو پرسکون کیا سر ہلاتا وہ پلٹ کر اندر آیا تو مینجر کی سانس میں سانس آئی۔

" میں نے میڈیسن لکھ دی ہے کچھ لائٹ سا کھلا کر انہیں دے دیں۔ وہ بہت خوفزدہ ہیں بظاہر کوئی گہری چوٹ نہیں آئی کچھ خراشیں تھی جن پر بینڈاتج کر دی ہے میں نے۔ ایک بات میں ضرور کہوں گی جس سچوایشن سے وہ گزری ہیں انہیں دوائیوں سے زیادہ آپ کی ضرورت ہے۔ یہ لیں میرا کارڈ، کوئی پریشانی ہوئی تو بلا لیجیے گا !!! "

لیڈی ڈاکٹر سنجیدگی سے کہتی اپنا کارڈ اسکی جانب بڑھاتی دروازے کی سمت بڑھی۔

نمر دروازے تک آیا مینجر کو دوائی والی پرچی تھماتا ساتھ سوپ بھیجنے کا کہہ کر اس نے دروازہ بند کیا اور پلٹ کر آئنور کے پاس آتا اسکے برابر بیٹھ گیا۔اس نے جھک کر اسکی پیشانی کو چوما۔

" آئنور۔۔۔۔؟ "

جھکے جھکے ہی اس نے نرمی سے پکارا تو اس نے آہستگی سے آنکھیں کھولیں۔ بھورے نین کٹورے نمکین پانی سے تر تھے۔وہ بے ساختہ جھک کر اسکی آنکھوں کو چومنے لگا۔

" !!! مجھے یہاں نہیں رہنا،واپس جانا ہے "

وہ سینے سے اسکی شرٹ مٹھی میں بھینچتی رھندے لہجے میں بولی آواز مسلسل چیخنے کے باعث بیٹھی بیٹھی سی تھی۔

" ہم کل صبح ہی یہاں سے نکل جائیں گے۔۔۔ "

وہ اس کے برابر نیم دراز ہوتا اسے خود سے لگا گیا آئنور نے اسکے سینے پر سر رکھتے آنکھیں موندلیں۔

"آئینور ابھی نہیں سونا، میں نے سوپ منگوایا ہے وہ پی کر میڈیسن لینی ہے۔۔۔"

آئینور نے جواب نہ دیا اسے اس وقت بولنا بھی مشکل لگ رہا تھا پیٹ میں اتنا درد تھا کہ اسکا دل دھاڑیں مار کر رونے کو چاہ رہا تھا مگر وہ لب سیے صبر کیے پڑی تھی۔

❤❤❤

"رخسانہ اماں آپ بلکل بے فکر رہیں، انشاءاللہ سب خیر خیریت سے ہو جائے گا، جی میں آجاؤں گا بلکل عطوف کو بھی لاؤں گا۔جی؟ آواز کٹ رہی ہے...... چلیں شام میں ملاقات ہوتی ہے، خداحافظ !!!"

وہ فون پر بات کرتا ہالہ کو نظروں سے تلاش کرتا عطوف کے کمرے کی چوکھٹ پر رک گیا۔ بات کرتے اس نے ان دونوں پر نظر دوڑائی تھی جو مسکراتی جانے کیا باتیں کر رہی تھیں۔

عمر کی موجودگی محسوس کر کے وہ اسکی جانب دیکھنے لگیں جب کال بند ہو چکی تو عطوف نے دریافت کیا۔

" بھائی جان آج رخسانہ اماں کی کال کیسے آگئی؟ "

وہ قدرے حیران تھی رخسانہ اماں، ابو کی کزن تھیں لیکن امی ابو کی وفات کے بعد انہوں نے آنا جانا کم کر دیا تھا اب تو وہ تین چار ماہ ہو چکے نہیں آئی تھیں عمر کے نکاح پر بھی وہ کسی گھریلو مسئلے کی وجہ سے نہ آسکیں۔

ہاں عمر کو ان کی کسی حد تک پروا تھی کیونکہ اسکے والد رخسانہ اماں سے ہمدردی رکھتے تھے جن کے شوہر شادی کے کچھ عرصے بعد ہی چل بسے تھے۔

ان کی بیٹی مہر کی انگیجمنٹ ہے آج، ہمیں خاص طور پر انوائٹ کیا ہے "

" !کوئی اتنے خلوص سے بلائے تو جانا چاہئے

وہ اسکے منہ بنانے پر سمجھاتا ہوا بولا۔ وہ سر ہلا گئی۔ ہالہ نے محسوس کیا عمر کچھ پریشان پریشان سا لگ رہا ہے، خواہ وہ ظاہر نہ کر رہا ہو مگر وہ اسکی رگ رگ سے واقف تھی۔

اور واقعی بات بھی کچھ ایسی تھی۔ عمر کے والد نے اسکے لیے ترکے میں کچھ زمینیں چھوڑی تھیں جن کی آمدن سے بہت اچھا گزر بسر ہو رہا تھا۔

علاوہ ازیں اس نے ایک ٹرسٹ بھی کھول رکھا تھا جس کا علم بہت کم لوگوں کو تھا۔ لاعلم لوگوں میں اسکی زوجہ محترمہ ہالہ بھی شامل تھی جس نے کبھی اتنی تفصیل میں گفتگو ہی نہ کی تھی اسکے کاروبار کے متعلق۔

اب زمینوں پر کچھ مسلہ در پیش آیا تھا جس وجہ سے عمر کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا تھا یہی وجہ تھی وہ پریشان تھا لیکن مایوس نہیں۔۔

"شام تک تیار رہیں آپ دونوں، ہمیں جلدی جانا چاہئے شاید انھیں کسی مدد کی ضرورت ہو، میں تاخیر برداشت نہیں کروں گا !!! "

سنجیدگی سے کہتا وہ چلا گیا۔

"انہیں کیا ہوا؟ "عطوف نے ہالہ کی جانب دیکھا۔

وہ کندھے اچکا گئی۔

♥♥♥

شام ہونے کو آئی تو وہ فریش ہوتا پانچ منٹ میں تیار ہو گیا۔ سفید کاٹن کی شلوار قمیض کے ہمراہ پشاوری چپل پہنے۔ اس نے خاکو رنگ کی ہلکی چادر گلے میں ڈال رکھی تھی۔

ان دونوں کو جلدی تیار ہونے کا کہتا وہ کسی کام سے باہر چلا گیا۔ اب وہ لوٹا تو کمرے کا رخ کیا اندر داخل ہوتے ہی اسکی نگاہ ہالہ پر پڑی جو سفید لمبی تاروں والی قمیض اور چوری دار پاجامہ زیب تن کئے آئینے کے سامنے کھڑی تیار

ہو رہی تھی۔اسکے نم بال پشت پر کھلے تھے جنہیں اس نے اب تک سنوارا

نہ تھا۔

اسکی نامکمل تیاری دیکھ کر عمر کو غصہ آگیا اس نے کتنی بار کہا تھا وقت سے
تیار ہو جانا مگر خواتین ان معاملوں میں کسی کی سنتی کہاں تھیں۔

ہالہ آنکھوں میں کاجل لگا رہی تھی جس سے براؤن آنکھیں دہک اٹھی
تھیں باقی ہلکا پھلکا میک اپ وہ کر چکی تھی لبوں پر براؤن لپ سٹک لگا رکھی
تھی گالوں پر ہلکی ہلکی لالی بکھیر رکھی تھی۔

" آپ اب تک تیار کیوں نہیں ہوئیں؟ "

وہ اسکی موجودگی سے بے نیاز احتیاط سے کاجل لگا رہی تھی جب وہ ایک دم
بولا، ہالہ ڈر گئی کاجل کی لکیر آنکھ کے کنارے پھیل گئی۔

" ج۔۔جی۔۔۔میں بس تیار ہوں، بال بنانے...... "

وہ پلٹتی جلدی سے آنکھ کے کنارے سے اندزے سے کاجل صاف کرتی
اسے بتانے لگی جب وہ اسکی بات کاٹ گیا۔

"ابھی بال بنانے ہیں، پھر کچھ اور کام رہ جائے گا میں جب کہہ کر گیا تھا ٹائم سے تیار ہو جائیں تو پھر ہوئیں کیوں نہیں۔۔۔"

اسے جانے کیوں غصہ آ رہا تھا وجہ اتنی بڑی نہیں تھی مگر پھر بھی وہ اس سے الجھ رہا تھا۔ ہالہ اسکے غصے سے ڈر گئی۔ بغیر ایک لفظ کہے جب وہ پلٹ کر گھبراہٹ میں چیزیں سمیٹنے لگی تو اسکی کاجل بھری آنکھوں میں نمی تھی۔

"اب جواب کیوں نہیں دے رہیں آپ، کیا میں پاگل ہوں جو خود سے بولے جا رہا ہوں۔۔۔"

وہ غصے سے کہتا اسکی کہنی تھام کر رخ اپنی جانب کر گیا جب اسکی بھیگی آنکھوں کو دیکھتا وہ خاموش ہوا۔ غصہ بھک سے اڑا۔

ہالہ نگاہ جھکائے ہی اسکے ہاتھ سے کہنی چھڑاتی سرعت سے پلٹتی واش روم کی طرف جانے لگی جب عمر نے سرعت سے اسکی کلائی تھام لی۔

اسے اپنے رویے پر بے حد افسوس ہوا وہ اسکے کلائی جھٹکنے کے باوجود چند قدم بڑھتا اسکی پشت کی جانب آ کھڑا ہوا۔

وہ اس سے رخ پھیرے تیزی سے پلکیں جھپکتی آنسو اندر دھکیلنے کی کوشش کر رہی تھی جب عمر نے جھک کر اسکے کندھے پر لب رکھے۔

" !!! آئی ایم سوری "

ہالہ کی سسکی بلند ہوئی یہ کیسا شخص تھا جو ستم کر کے مہربان ہو رہا تھا۔

"ہاتھ چھوڑیں۔۔۔ "

وہ کلائی جھٹکتی بھرائی آواز میں بولی۔

" !!! آئی ایم سوری "

اسکا ہاتھ بلند کرتے عمر نے نرمی سے بوس دیا۔ ہالہ ہاتھ چھڑا کر اسکی جانب رخ کرتی کاجل سے لبریز بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی جن کا کاجل پھیل چکا تھا۔

" !!! آپ بہت برے ہیں "

اسکے سینے پر ہاتھ مارتی وہ رو پڑی۔ عمر کے افسوس میں مزید اضافہ ہوا کیا تھا جو وہ اپنے غصے پر قابو پا لیتا۔ کہیں اور کی ٹینشن بیچاری ہالہ پر نکل گئی۔

" آئی ایم سوری !!! "

وہ اسکے گال سے نمی سمیٹتا نرمی سے بولا جو ہنوز روئے جا رہی تھی کتنے دل سے وہ تیار ہو رہی تھی مگر اسکی ڈانٹ نے موڈ کا بیڑا غرق کر دیا۔

" مجھے نہیں جانا کہیں ! "

روتے ہوئے کہا گیا۔ عمر نے گہری سانس لیتے اسے دیکھا۔

" کتنا روتی ہیں آپ...... "

" اتنا رونے والی آنکھیں میں نے آج تک نہیں دیکھیں !!! "

اسکے مدھم لہجے پر ہالہ نے بھیگی آنکھیں اٹھائیں۔ عمر کو یوں لگا اگر وہ یونہی دیکھتی رہی تو وہ ان آنکھوں میں ڈوب جائے گا۔ کیسی ساحر آنکھیں تھیں!

" مجھے افسوس ہے، بہت افسوس ہے ! "

وہ افسوس بھرے لہجے میں کہتا اسکی آنکھیں صاف کر رہا تھا۔ ہالہ گیلی سانس اندر کھینچتی چپ چاپ اسے دیکھتی رہی۔

" کوئی اپنی بیوی کو یوں بھی ڈانٹتا ہے، میں نے بہت غلط کیا۔۔ "

وہ سر ہلائے کہہ رہا تھا ہالہ نے تیز نظروں سے اسے دیکھا وہ خوب سمجھ رہی تھی وہ اسکا دھیان بھٹکانے کی کوشش کر رہا ہے۔

" !!! میں تیار نہیں ہوں گی "

اس سے دور ہوتی وہ خفگی سے بولی۔

" !!! عمر نے معصومیت سے اسے دیکھا۔"ایسا ظلم تو نہ کریں

وہ خفا نظر اس پر ڈالتی آئینے کے سامنے آتی آنکھیں صاف کرنے لگی جن کے گرد سیاہی پھیلی ہوئی تھی۔

عمر نے گہری سانس بھرتے اسکی پشت کو دیکھا اسکے دبلے سراپے پر یہ سفید لباس بج رہا تھا۔ معاً اسے گجروں کا خیال آیا جو وہ ہالہ کے لیے لایا تھا۔

عطوف کو وہ باہر ہی پکڑا چکا تھا مگر ہالہ کو دینا یاد نہ رہا۔

وہ بیڈ سے پیکٹ اٹھاتا اس میں سے گجرے نکال کر اسکی پشت کی جانب آ کھڑا ہوا۔ ہالہ نے کاجل لگاتے اسے دیکھا پھر نگاہ پھیر لی۔

وہ اسکی ناراضگی بھانپتا اسکی کلائی تھام کر گجرے پہنانے لگا۔اسکے بعد اس نے برش تھام کر اسکے بالوں کو سنوارنا شروع کیا۔ہالہ کے لمبے بال اسے بے حد پسند تھے۔

" !!! آپ بال باندھ لیں "

بالوں کو سیدھا کرنے کے بعد وہ پیچھے ہٹا۔ہالہ اس سب میں پہلی بار بولی۔ "

" !!! کیوں؟ ہم تو لڑکیوں والی سائیڈ ہوں گی

گجروں کو کلائی پر آگے کرتی وہ سر اٹھا کر بولی۔ عمر نے گہری نظروں سے اسے دیکھا تب ہالہ کا ہاتھ گلے پر گیا۔

اوہ دوپٹہ تو لیا ہی نہیں.......! وہ پلٹتی سٹول پر پڑا اسفید ریشمی تاروں بھرا دوپٹہ سینے پر پھیلا گئی۔

چلیں مرضی آپ کی! اچھا اگر اب آپ برا نہ مانیں تو پانچ منٹ تک "

" چادر لے کر باہر آجائیں......؟

وہ یوں ڈرتے ڈرتے بولا کہ ہالہ کو ہنسی آگئی لیکن اس نے چہرے کو سنجیدہ رکھا۔ "آتی ہوں !!! "

"اچھا جی !!!" وہ پلٹ کر کمرے سے چلا گیا۔ ہالہ کی تیاری مکمل تھی اس نے کچھ ضروری چیزیں ہینڈ بیگ میں ڈالیں اور چادر اوڑھنے لگی۔ معاً اسکا ہاتھ رکا....... اگلے پل وہ بالوں کا جوڑا بنا رہی تھی۔

♥♥♥

رخسانہ اماں کے درمیانے درجے کے گھر میں مہمانوں کا ہجوم تھا۔ باہر صحن میں مردوں کے بیٹھنے کا انتظام تھا جبکہ اندر خواتین کا۔۔

ان کے ہاں رواج تھا منگنی پر باقاعدہ سب کو بلانے کا ورنہ برادری باتیں کسنے سے بعض نہ آتی۔ گو کہ انہوں نے اپنی حیثیت کے مطابق بہت زیادہ لوگوں کو مدعو نہیں کیا تھا مگر جتنے قریبی لوگ بلائے گئے تھے وہ بھی کم نہ تھے۔

عمر انہیں اندر چھوڑ کر رخسانہ اماں سے مل کر انتظام دیکھنے مردوں والی سائیڈ چلا گیا۔ان کے گھر میں کوئی مرد نہ تھا اس لیے سارا انتظام رخسانہ اماں نے خود کروایا تھا۔

اندر عطوف ہالہ کو لیے ایک کمرے میں چلی آئی جہاں مہر کے علاوہ اور بھی لڑکیاں موجود تھیں۔مہر لائٹ پنک غرارا شرٹ میں بہت پیاری لگ رہی تھی۔

عطوف سب سے ملنے لگی جبکہ ہالہ مشترکہ سلام کرتی صوفے پر ٹک گئی۔
وہ دلچسپی سے مہر کو دیکھ رہی تھی جو عطوف سے مسکرا کر مل رہی تھی۔

" !!! ہالہ ادھر آئیں "

عطوف نے پلٹ کر اسکے پکارا تو سب لڑکیوں نے ہالہ کو دیکھا ان کی نگاہ میں ستائش ابھری۔ان کی نظروں سے وہ کنفیوز ہوتی عطوف کی جانب بڑھی۔

" !!! یہ ہالہ ہیں، بھائی جان کی دلہن یعنی میری بھابھی "

مہر نے نرمی سے ہالہ کو گلے لگایا جس پر وہ مسکرادی۔اب جن لڑکیوں کی آنکھوں میں ستائش تھی وہ یک دم حسد میں بدلی۔

میجر عمر کی وجاہت و کرداریوں بھی خاندان میں بہت مشہور تھا۔اسکی شادی کی خبر سے بھی کوئی کوئی ہی واقف تھا لہٰذا ایک امید قائم تھی مگر ہالہ کو دیکھ کر یہ امید بجھ گئی۔

" !!! آپ سے مل کر اچھا لگا "

ہالہ نرمی سے بولی تو مہر مسکرادی۔

" !!! چلو لڑکیوں دوسرے کمرے میں جاؤ "

ایک فربہہ خاتون اندر داخل ہوتی بولیں لڑکے والے آچکے تھے کسی بھی وقت خواتین مہر کو دیکھنے آسکتی تھیں۔

" مگر کیوں آنٹی۔۔۔۔؟ "

ایک لڑکی منہ بنا کر بولی تو وہ خاتون پیار سے بولیں۔

" !!! بیٹے مہر کے سسرال والے آگئے ہیں "

ان کا کہنا تھا کہ سب لڑکیاں خبر لینے باہر لپکیں آخر میں ہالہ اور عطوف بھی باہر چلی آئیں۔

انہوں نے ارد گرد دیکھا تو ایک کمرے میں کچھ مہمان بیٹھے نظر آئے جن میں خواتین اور کچھ لڑکیاں تھیں۔ وہ وہیں آ کر بیٹھ گئیں۔

عطوف ہالہ کو سب رشتے داروں کا بتاتی گئی۔ کچھ دیر بعد ایک لڑکی عطوف کو بلانے آئی تو وہ اٹھ کر چلی گئی۔

اسکے پاس خواتین کا ایک گروپ بیٹھا تھا جو اسے سر تا پیر دیکھ رہی تھیں۔

ان کے ساتھ ایک بائیس سال کی لڑکی بیٹھی تھی جو عجیب نظروں سے ہالہ کو گھور رہی تھی۔

" تم عمر کی دلہن ہو؟ "

معاً ایک عورت نے اسے مخاطب کیا جو اس لڑکی کی اماں تھی۔ ہالہ نے ان کی جانب دیکھتے سر ہلا یا۔

" کہیں گونگی تو نہیں؟؟ "

اسے بولتے نہ دیکھ کر انہوں نے مصنوعی پریشانی سے کہا۔ ہالہ کو گھبراہٹ ہونے لگی۔

" جی نہیں !!! "

مختصر کہتی وہ عطوف کے واپس آنے کی دعا کرنے لگی۔ وہ ان کی جانب دیکھنے سے گریز کر رہی تھی جن کی نگاہیں اسے تیر کی طرح چبھ رہی تھیں۔

" چچ۔۔۔ کیسا سوہنا منڈا ہے عمر، اتنا پڑھا لکھا امیر کبیر ! اسے ملی بھی تو یہ ؟ کالی کلوٹی..... پتہ نہیں عمر نے کیا دیکھا اس میں......"

وہ افسوس سے اپنے ساتھ بیٹھی عورت کو کہنے لگیں رخ ان کی جانب تھا لیکن وہ سنا ہالہ کو رہی تھیں۔

ہالہ کی آنکھوں میں نمی چمکی وہ لب کاٹتی دروازے کی سمت دیکھنے لگی بہت مشکل سے وہ خود پر ضبط کر رہی تھی ورنہ اس عورت کے الفاظ اسکا دل چیر گئے تھے۔

الفاظ کی کاٹ سے بے خبر، لوگ بڑی بے دردی سے لفظوں کے خنجر سینے میں اتار دیتے ہیں!

"تمھیں نہیں پتہ آج کل کی لڑکیاں کیسی شاطر ہیں.... ادائیں دکھا کر مردوں کو اپنے پیچھے لگا لیتی ہیں، اللہ توبہ جن کے ایسے لچھن ہوں وہ گھر نہیں بساتیں، پیسے بٹورے اور اڑ گئیں اگلے عاشق کے پاس !!! "

وہ اپنے دل کی بھڑاس نکال رہی تھیں وہ اپنی بیٹی کے لیے عمر کا سوچے ہوئے تھیں جو اس پر لٹو ہو چکی تھی مگر اسکی شادی کی خبر انہیں ہضم ہی نہیں ہو رہی تھی۔

کہاں ان کی انٹر پاس کریموں کے استعمال سے ہوئی گوری چٹی لڑکی اور کہاں وہ کالی کلوٹی۔۔۔

ہالہ کا دم گھٹنے لگا وہ اٹھی اور تیزی سے باہر نکل گئی۔اس نے تیزی سے آنکھوں کو جھپک کر خود کو نارمل کیا وہ عطوف کو تلاشنے لگی جو تھوڑی تگ و دو کے بعد ہی مل گئی۔

" عطوف اور کتنا ٹائم ہے؟ "

وہ سنجیدگی سے بولی تو عطوف کچھ پریشان ہوئی۔

" بس کچھ دیر اور، کیا ہوا آپکی طبیعت ٹھیک ہے؟ "

" ! ہالہ نے اثبات میں سر ہلایا۔ " تھوڑی گھبراہٹ ہو رہی ہے

آپ میرے ساتھ آجائیں، مہر کے پاس تھی میں، رخسانہ اماں نے بلایا "

"! تھا، آپ بھی وہیں آجائیں پھر کچھ دیر تک چلتے ہیں

وہ نرمی سے کہتی اسکا ہاتھ تھام کر مہر کے کمرے کی سمت بڑھ گئی۔

♥♥♥

وہ رات کے وقت جبیل مینشن پہنچے تھے۔ گاڑی کا ہارن سن کر گیٹ کیپر نے جالی سے باہر دیکھتے دروازہ کھول دیا۔

پورچ میں گاڑی کھڑی کرنے کے بعد نمر آئنور کا ہاتھ پکڑے اندرونی دروازے کی سمت بڑھ گیا جبکہ گیٹ کیپر گیٹ لاک کرنے کے بعد ان کا سامان ڈگی سے نکالتا ان کے پیچھے چلا گیا۔

اندر داخل ہوتے ہی ان کا سامنا عافیہ سے ہوا جو کچن کی جانب جا رہی تھیں مگر گاڑی کی آواز سن کر اس طرف چلی آئیں۔ انہیں اتنی جلدی واپس آتے دیکھ کر وہ حیران ہوئیں۔

" اسلام علیکم مما !!! "

نمر گرمجوشی سے ان سے ملا۔ عافیہ نے مسکراتے سلام کا جواب دے کر اسکی پیشانی چومی۔ اسکے پیچھے ہٹتے آئنور آگے بڑھنے لگی جب عافیہ سر سے اسے نظرانداز کرتیں نمر سے اپنی حیرت کا اظہار کرنے لگیں۔ آئنور کو ہتک کا احساس ہوا۔

"نمر تم تو کچھ دن ابھی وہیں رہنے والے تھے نہ پھر یوں اچانک....؟ "

وہ لاؤنج کی سمت بڑھنے لگیں۔ نمر نے آئنور کا ہاتھ تھامتے قدم بڑھا دیے۔ وہ سر جھٹکتی آرام سے چلنے لگی۔ لاؤنج میں نبیہا اور عزہ بھی موجود تھیں۔

نمر اور آئنور نے مشترکہ سلام کیا۔ عزہ نے جو نہی نمر کو دیکھا وہ تیزی سے اٹھتی اسکے سینے سے لگی۔ اسکے گرد بازو لپیٹتی وہ رو پڑی۔ ایسا لگتا تھا صرف وہی اپنا تھا باقی تو اپنے ہوتے بھی اجنبی لگنے لگے تھے۔

" ارے عزہ چڑیل کیا ہو گیا تمہیں؟ میں شہر سے باہر گیا تھا دنیا سے باہر تو نہیں۔۔۔۔ "

محبت سے اسکے گرد بازو پھیلاتا وہ ہنستا ہوا بولا تو عزہ نے اسکے بازو پر مکا مارا۔ آنکھیں صاف کرتی وہ آئنور سے بغل گیر ہوئی جو کچھ بیمار بیمار سی لگ رہی تھی۔

وہ تینوں صوفے پر ٹک گئے عزہ نمر کے ساتھ بیٹھتی اسکا بازو تھام گئی۔ وہ بتا نہیں سکتی تھی اس نے نمر کو کتنا مس کیا تھا۔

نمر شرارت سے اسکے بال خراب کرتا عافیہ کی جانب متوجہ ہوا۔

" ماما کل رات بہت عجیب واقعہ ہوا ہمارے ساتھ جس وجہ سے ہمیں واپس آنا ہی بہتر لگا۔۔ "

وہ نبیہا کے سامنے میز پر بکھرے قیمتی کامدار کپڑوں کو دیکھتا انہیں من و عن رات کی روداد سنانے لگا۔آئنور سر جھکائے بیٹھی خود پر ضبط کر رہی تھی جبکہ باقی حیران پریشان سے انہیں دیکھ رہے تھے۔

میرے اللہ کا شکر ہے نمر تم بلکل ٹھیک ہو۔میری سمجھ میں یہ نہیں آرہا " "آخر کس کی دشمنی تھی تم لوگوں سے۔۔۔

عافیہ نے نمر کے ٹھیک ہونے پر لاکھ شکر ادا کیا تھا جبکہ ان کے آئنور کو سرے سے نظر انداز کرنے کو سب نے محسوس کیا۔

عزہ آئنور سے حال احوال پوچھنے لگی وہ واقعی فکر مند لگ رہی تھی۔نبیہا بھی کپڑے سمیٹ کر اسکے پاس آبیٹھیں۔وہ خلوص سے اسکی طبیعت کا پوچھنے لگیں۔اسی دوران ملازم ریفریشمنٹ کے لیے جوس اور سنیکس لاتا سرو کرنے لگا۔

عافیہ تمسخر بھری نظروں سے آئنور کو دیکھ رہی تھیں۔ان کی آنکھوں میں تمسخر کے ساتھ نفرت بھی جھلکنے لگی۔

" !!! بہت اچھا ہوا تمہارے ساتھ، تم اسی قابل ہو "

نفرت سے سوچتیں وہ نمر کو دیکھنے لگیں۔ پھر ان کے چہرے پر بھرپور مسکراہٹ آئی۔ بات ہی کچھ ایسی تھی۔ وہ نائل کے لوٹنے کا انتظار کر رہی تھیں۔ یہ انتظار بھی تمام ہوا۔

وہ اسید کے ساتھ اندر آتا دکھائی دیا۔ بلیک تھری پیس میں ملبوس دونوں نے بریف کیس تھام رکھے تھے۔ نمر کو دیکھتے وہ خوشگوار حیرت سے اسکی جانب بڑھے۔

" !!! صاحب زادے نے تو سرپرائز کر دیا ہے ہمیں "

نمر سے بغل گیر ہو کر آئنور کے سر پر پیار دیتا وہ ان کے سامنے صوفے پر ٹک گیا۔ جبکہ اسید آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھتا کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا۔

" اتنی اچانک کیوں چلے آئے، سب ٹھیک ؟ "

کوٹ اتار کو صوفے پر رکھتا وہ کف لنکس کھول کر بازو اوپر کرنے لگا۔ اس نے سرسری نظر عزہ پر ڈالی جو سکائے بلیو کیپری شرٹ میں ہم رنگ دوپٹہ

سینے پر پھیلائے آئنور کے پاس بیٹھی تھی۔ وہ اسے دیکھنے سے گریز برت رہی تھی۔

" !!! کبھی کبھی بلائیں پیچھے لگ جاتی ہیں "

عافیہ نے آئنور کو دیکھتے طنز کیا جسے اس نے محسوس کر لیا۔ وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی آخر انہیں مسلہ کیا تھا اس سے۔

" !!! کونسی بلائیں؟ سیدھی بات کرو "

نائل سنجیدگی سے کہتا جوس کا گلاس لبوں سے لگا گیا۔ نمر نے اسید کو دیکھا پھر نائل کو، گہری سانس لیتے اس نے مختصراً گزری روداد سنادی۔ اسید نے جبڑے بھینچ لیے جبکہ نائل آگے ہو کر بیٹھا۔

ایسے کیسے کوئی تم پر حملہ کر سکتا ہے، اور ضرورت کیا تھی اتنی رات کو " جنگلوں کی خاک چھاننے کی، وہ علاقہ تو ویسے ہی کریمنلز سے بھرا پڑا ہے۔

" خیر جو ہوا سو ہوا آئندہ سیکیورٹی کے ساتھ باہر جانا۔

نائل اسے ڈپٹ کر بولا تو آئینور نے فوراً اسے دیکھا۔ اگر وہ ضد نہ کرتی تو یہ سب نہ ہوتا۔ وہ شرمندہ سی سر جھکا گئی۔ کچھ دیر بعد ماحول نارمل ہو گیا۔ سب خوش گپیوں میں مصروف ہو گئے۔

عزہ کب سے سر جھکائے بیٹھی تھی ڈرتے ڈرتے اس نے دل کے ہاتھوں مجبور نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا تو وہ اسی کو دیکھ رہا تھا۔ لبوں پر مسکراہٹ جمائے، ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھا۔ عزہ کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی وہ تیزی سے نگاہ جھکا گئی۔

کچھ دیر بعد عافیہ نے وہ بات چھیڑ دی جسے کہنے کے لیے وہ بے چین ہو رہی تھیں۔

"سب مل بیٹھے ہیں تو میں ایک بات اناؤنس کرنا چاہتی ہوں۔ ہم نے عزہ اور مائر کا رشتہ پکا کر دیا ہے۔ اس جمعے کو منگنی کا سوچ رہے ہیں۔ وہ نبیہا کو اپنائیت سے دیکھتیں بتانے لگیں۔

یہ بات صرف ایک وجود پر پہاڑ بن کر ٹوٹی تھی۔ عزہ نے بے یقین نظروں سے عافیہ کو دیکھا، اگلے پل وہ نظریں جھکاتی اٹھ کر چلی گئی۔

" شرما گئی میری بچی !!! "

عافیہ ہنستی ہوئیں بولیں نائل بھی مطمئن تھا جبکہ نمر کسی حد تک حیران تھا۔

" ماما اتنی جلدی؟ ابھی وہ پڑھ رہی ہے !!! "

نمر نے اعتراض کیا جسے وہ کسی خاطر میں نہ لائیں۔

تم ان معاملات کو نہیں سمجھتے۔ ہم نے کچھ سوچ کر ہی فیصلہ لیا ہے کیوں "

" اسید؟

ان کے اچانک پوچھنے پر وہ گہری سنجیدگی سے سر ہلا گیا۔

" اسکے لیے مائر سے بہتر کوئی نہیں ہو سکتا، وہ عزہ کو خوش رکھے گا !!! "

وہ دلی طور پر خوش ہوا تھا اس فیصلے سے، مائر کی آنکھوں میں عزہ کے لیے محبت اس سے مخفی تو نہیں تھی۔۔

❤❤❤

تیزی سے سیڑھیاں چڑھتی گرتی پڑتی وہ اپنے کمرے کی جانب دوڑی۔ اسکا دوپٹہ کندھے سے پھسل کر فرش کو چھو رہا تھا۔ وہ منہ پر ہاتھ رکھے اپنی آواز کا گلا گھونٹتی کمرے میں داخل ہوتے دروازہ بند کر گئی۔

دروازے سے پشت لگاتی وہ گھٹی گھٹی آواز میں رونے لگی۔ آنکھیں میچے شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچتی وہ نیچے بیٹھتی چلی گئی۔

" اللہ تعالیٰ کیوں ؟ "

زمین پر ہاتھ مارتی وہ پیشانی فرش سے لگا گئی۔ یوں لگ رہا تھا کوئی دل کو چیر رہا ہے۔ درد تھا کہ سہا نہیں جا رہا تھا۔

" !!! میں مر جاؤں گی۔۔۔۔ مجھ پر رحم کریں "

اسکی آواز بلند ہوتی گئی وہ اپنے دل کے مر جانے پر بین کر رہی تھی۔ تڑپ تڑپ کر روتی وہ وہیں ڈھے گئی۔ اسکے دل کی دھڑکن تیز ہو رہی تھی عجیب سی گھبراہٹ ہونے لگی۔

آپ نے بہت ظلم کیا مجھ پر، میری محبت بے رحمی سے میرے منہ پر "

" !!! دے ماری

زمین پر ہاتھوں سے دباؤ ڈال کر وہ اٹھ بیٹھی چہرہ آنسوؤں سے تر تھا جبکہ لبوں سے سسکیاں نکل رہی تھیں۔اسکی گھبراہٹ بڑھتی جارہی تھی وہ دیوار کا سہارا لے کر اٹھی دوپٹہ فرش پر گر گیا۔

اسے محسوس ہوا وہ ٹھیک سے سانس نہیں لے پارہی تھی۔سینے پر ہاتھ رکھتی وہ آگے بڑھی اسکی آنکھوں سے آنسو ابل رہے تھے قدم لڑکھڑا رہے تھے۔

گہری سانس لیتی وہ بالکنی کی سمت بڑھنے لگی اسے لگا اب وہ نہیں بچے گی، موت کا اندھیرا اسکی آنکھوں کے سامنے چھانے لگا۔

وہ چند قدم چلی اس نے قریب پڑے واز پر ہاتھ رکھتے سہارا لیا، منہ کھول کر سانس کھینچتی وہ اچانک پیچھے کی سمت گری، گلدان زمین پر گر کر چکنا چور ہوا۔

♥♥♥

" میں آتا ہوں !!! "

نائل سے کہتا وہ لاؤنج سے نکل کر سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ وہ جانتا تھا وہ تکلیف میں ہو گی وہ اس سے بات کرنا چاہتا تھا اسے سمجھانا چاہتا تھا کہ وہ اپنی ضد چھوڑ دے۔ مائر ایک اچھا لڑکا ہے وہ اس سے محبت کرتا ہے وہ اسکے ساتھ خوش رہے گی۔

یہی سب سوچتا وہ دوسری منزل پر چلتا قدرے کونے میں بنے عزہ کے کمرے کی جانب بڑھا۔ وہ ذہن میں الفاظ ترتیب دیتا سنجیدگی سے آگے بڑھ رہا تھا جب اسے کچھ گرنے کی آواز آئی، چھناکے کی آواز، جیسے کچھ ٹوٹا ہو۔۔۔

اسکے قدموں میں تیزی آئی کیوں کہ وہ آواز عزہ کے کمرے سے آئی تھی اسکے ذہن میں پہلا خیال جو آیا اس نے اسید جبران کا سانس ایک پل کو روک دیا...... وہ جزباتی تھی، کہیں اس نے اپنے ساتھ کچھ غلط تو نہیں

اس سے آگے وہ سوچ نہ سکا تقریباً دوڑ کر آتے اس نے اسکے کمرے کا دروازہ دھکیلا لیکن دروازہ بند تھا۔ اسکا دل کسی اندیشے کے تحت زور سے دھڑکنے لگا۔

" !!! عزہ۔۔۔۔۔؟دروازہ کھولو "

اپنی آواز دھیمی رکھتا وہ دروازہ کھٹکھٹانے لگا۔ لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ وہ ایک قدم پیچھے ہوا۔ کیا کرے؟ نائل کو بلائے؟

خود سے الجھتے اسکے ذہن میں ایک خیال آیا۔ وہ سرعت سے ساتھ والے کمرے کی بالکنی کی طرف بھاگا۔ وہاں سے عزہ کے کمرے کی بالکنی میں کودتا وہ تیزی سے اسکے کمرے میں داخل ہوا۔

اسے زمین پر گرے دیکھ کر وہ سرعت سے اسکی طرف لپکا اسکے سر تلے " ہاتھ رکھتے اسید نے اسکا گال تھپتھپایا۔ "عزہ؟؟

اسکے پکارنے پر عزہ نے آنکھیں نیم واکیں وہ اسکی سانس ہموار نہیں تھی۔ اس نے آنکھوں سے بالکنی کی جانب اشارہ کیا۔

"عزہ اٹھو، تم ٹھیک ہو؟ مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے۔ بلکہ..... میں تمہیں ہوسپٹل لے جاتا ہوں !!!"

وہ اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر بازوؤں میں بھرتا اٹھا جب وہ اسکی شرٹ کھینچتی نڈھال سی نفی میں سر ہلا گئی۔۔

"با۔۔۔ہر۔۔۔۔۔۔" اسکا اشارہ سمجھتا وہ اسے بالکنی میں لے آیا۔ کرسی پر اسے بٹھاتا وہ پنجوں کے بل اسکے سامنے بیٹھتا تفکر سے اسے دیکھنے لگا جو آنکھیں موندے گہری سانسیں لے رہی تھی۔ کچھ دیر بعد سانس ہموار ہوئی تو وہ سیدھی ہو کر بیٹھی جسم ہلکا ہلکا کانپ رہا تھا۔

معاً اسید کے ذہن میں کوئی خیال آیا وہ اندر چلا گیا جب واپس آیا تو اسکے ہاتھ میں دوپٹہ تھا۔ اسے عزہ پر پھیلاتے وہ نرمی سے گویا ہوا۔

"ابھی نیچے تو ٹھیک تھی تم !!!"

وہ سینے پر بازو لپیٹتا سنجیدگی سے اسے دیکھنے لگا۔ جبکہ وہ آنسو بھری آنکھوں سے اسے دیکھے جا رہی تھی۔ اسید نگاہ چرا گیا۔ اسے تکلیف ہوئی تھی۔

کبھی کبھی۔۔۔۔"وہ آہستہ آہستہ بولنے لگی۔ "

سانس رک جاتا ہے، دل میں درد اٹھتا رہتا ہے، کبھی کبھی اپنے تکلیف " دے دیتے ہیں، کبھی ہو جاتا ہے ایسا، موت کی خبر سنا دی جاتی ہے، کبھی کبھی دم گھٹ جاتا ہے۔ کوئی خاص بات نہیں ہے کبھی کبھی ایسا ہو جاتا

" ہے۔۔۔

وہ مسلسل اسے دیکھ رہی تھی اور وہ۔۔۔اسکے علاوہ ہر چیز کو دیکھ رہا تھا۔۔

مت کرو!!!"اسید کی آنکھیں سرخ ہوئیں وہ نیچے خالی لان کو دیکھنے " لگا۔ وہ اٹھتی اسکے مقابل کھڑی ہوئی، چہرہ اٹھائے اسے ڈبڈبائی نظروں سے دیکھتی۔۔

" !!! میری سزا کم کر دیں، میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا "

اسکا ہاتھ تھامتی وہ روتی ہوئی بولتی اسید کا دل چیر گئی۔ وہ آنکھیں میچ گیا۔ وہ اسکا ہاتھ پکڑے بچوں کی طرح روتی اسکے سامنے کھڑی تھی۔

چند پل یوں ہی سر کے جب اسید نے نرمی سے اپنا ہاتھ اس سے چھڑایا۔ چند قدم دور ہوتا وہ اسے دیکھتا الفاظ ترتیب دینے لگا۔

" گڑیا تم ایک بار سوچ کر دیکھو، یہ اتنا مشکل نہیں ہوگا یہ عمر ایسی ہے میں سمجھ سکتا ہوں لیکن وقت کے ساتھ جذبات بھی بدل جائیں گے۔ تم جو چاہتی ہو وہ نہیں ہو سکتا، اس لیے جو ہو رہا ہے اسے قبول کر لو۔ مائر مجھ سے کہیں زیادہ بہتر ہے...... "

وہ نرمی سے اسے سمجھا رہا تھا۔ وہ نفی میں سر ہلانے لگی۔

" کوئی آپ جیسا نہیں ہو سکتا، کوئی عزہ کے رونے پر یوں نہیں آتا۔ میرے لیے کوئی بھی اسید نہیں بن سکتا۔ "

وہ روتی ہوئی بولی تھی اسکی ہٹ دھرمی دیکھتے اسید نے لب بھینچ لیے۔

" اگر تم چاہتی ہو میں اس گھر کو چھوڑ کر نہ جاؤں تو مائر سے منگنی کر لو۔ ایک بار یہ ہو جائے پھر تم بھول جاؤ گی کوئی اسید بھی تھا۔۔۔ "

سنگ دلی سے کہتا وہ پلٹا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا چلا گیا۔ وہ گال پر پھسلتے آنسو صاف کرتی تلخی سے ہنس پڑی۔

" !!! میں آپ کو بھول جاؤں مذاق تھوڑی ہے "

❤❤❤

"!!! دردانہ وہاٹ آ پلیزنٹ سرپرائز، شکر تمہیں ہماری یاد آئی "

پورچ میں کھڑی اپنی گاڑی کی جانب بڑھتیں عافیہ یکدم رکیں دردانہ کو گیٹ سے اندر آتا دیکھ کر وہ خوشگواریت سے کہتیں اسکی طرف چلی آئیں۔

بس آنٹی جب سے بزنس جوائن کیا ہے سر کھجانے کی فرصت نہیں " " !!! ملتی۔ آج سوچا بس منہ دکھا ہی دوں

ہنس کر کہتی وہ ان سے بغل گیر ہوئی۔

بہت اچھا کیا۔ سوری ہنی میں اس وقت تمہیں ٹائم نہیں دے سکتی میں " " ! کام سے جا رہی تھی۔ تم اندر جاؤ نمرہ وہیں ہو گا

مسکرا کر کہتیں وہ اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گئیں فلحال وہ اسے یہ نہیں بتا سکتی تھیں یہ کام عزہ کی منگنی کی شاپنگ تھی۔

دردانہ نے نخوت بھرے انداز میں ان کی پشت کو دیکھا پھر اپنی ہائی ہیل سے ٹک ٹک کی آواز پیدا کرتی مغرور چال چلتی اندر آئی۔ وہ آئنور سے ملنے آئی تھی جس نے کل رات ہی اپنی واپسی اور پیش آئے واقعے کے بارے میں بتایا تھا۔

اسکا سامنا ایک ملازم سے ہوا جس سے آئنور کا پوچھتی وہ اسے بلانے کہ کہتی لاؤنج میں بیٹھ گئی۔ کچھ دیر بعد وہ آتی دکھائی دی تو دردانہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

اسکی جانب بڑھتی وہ گرمجوشی سے اسکے گلے لگی۔

" کیسی ہو یار! تم جانتی نہیں ہو میں نے تمہیں کتنا مس کیا "

اسکا ہاتھ تھامے وہ آئینور کے ساتھ کاؤچ پر بیٹھ گئی۔۔

" میں نے بھی مس کیا تمہیں۔ تم بتاؤ کیسی ہو کیا چل رہا آج کل؟ جب سے شادی ہوئی ہے ہم ٹھیک سے بات تک نہیں کر سکے۔۔۔ "

وہ اسکی طرف رخ کرتی پرجوش سی بولی۔ دردانہ کو سامنے دیکھ کر اسے کتنا اچھا لگ رہا تھا وہ بتا نہیں سکتی تھی۔

" یار ڈیڈی کا بزنس جوائن کرلیا ہے بس اسی میں سر کھپائی لگی رہتی ہے۔ ایک مزے کی بات بتاؤں میرا فیس بک پیج بہت گرو کرنے لگا ہے دنوں میں فالورز بڑھ رہے ہیں اور رسپانس کا تو پوچھو ہی مت۔۔۔"

وہ ایکسائٹڈ سی بتا رہی تھی آئنور کا دل کیا اس سے بات کرے، اسے ایک بار پھر سمجھائے کہ ایسا کچھ نہ لکھے جو کسی کا ایمان خراب کرے لیکن وہ کہتی کہتی رک گئی۔ وہ اپنا اور اسکا موڈ خراب نہیں کرنا چاہتی تھی۔

" ماشاءاللہ اچھی بات ہے۔۔۔ مجھے اتنا ٹائم نہیں مل رہا ابھی، تھوڑا تھوڑا لکھ لیتی ہوں جب کبھی فرصت ہو۔۔ مزے کی بات یہ ہے کہ نمر بھی پڑھتے ہیں۔۔"

اسکے مزے سے کہنے پر دردانہ ہنس پڑی۔

" یہ بات واقعی دلچسپ ہے! "

ملازم ان کے سامنے لوازمات سے بھری ٹرالی رکھ گیا تھا۔ دردانہ نے اسے گھور کر دیکھا۔

"یار اتنے تکلف کی کیا ضرورت تھی یاد نہیں جب پہلے تمہارے گھر آتی تھی تو بس ایک چائے کا کپ ہی کافی ہوتا تھا میرے لیے، آہا کتنی مزے کی چائے بنتی تھی تم لوگوں کے گھر۔"

وہ اسے گزرا وقت یاد کرانے لگی تو آئنور اداس ہو گئی۔

"میں پہلے والی لائف کو بہت مس کرتی ہوں، ایسا نہیں ہے کہ نمر میرا خیال نہیں رکھتے لیکن پھر بھی۔۔۔ اپنی اس روٹین کو مس کرتی ہوں اس آزادی کو جب میں تمہارے ساتھ کہیں بھی چلی جاتی تھی۔ ہم اکثر ملا کرتے تھے۔ امی کی ڈانٹ، ابو کا پیار سب بہت مس کرتی ہوں۔۔۔"

دردانہ نے پیار سے اسے ساتھ لگا لیا وہ سمجھ سکتی تھی وہ کیسا محسوس کر رہی ہے۔

" میری جان تو کیا ہوا تمہاری شادی ہو گئی تو۔۔ تم ٹینشن نہ لو میں ہر دو دن بعد یہاں ٹپک پڑوں گی ہم باہر بھی چلے جایا کریں گے تم پر کونسا کوئی پابندیاں لگا رہا ہے اگر ایسا ہے تو بتاؤ میں خود سیٹ کر لوں گی اسے۔۔۔ انکل آنٹی کی بات رہی تو مل آؤ ان سے یار ہ لو وہاں کچھ دن۔۔۔۔ "

اس نے چٹکیوں میں حل بتایا تو آئنور مسکرا دی۔

" ہاں جاؤں گی امی کی طرف ابھی تو ہم واپس آئے ہیں ویسے کس نے سوچا تھا وہاں یہ سب ہو جائے گا ایک پل کے لیے بھی اس رات کو سوچوں تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔۔۔ "

وہ جھرجھری لیتی کہہ رہی تھی۔

" کچھ پتہ چلا اس شخص کا؟ یار کوئی بھی راہ چلتا آپ کو یوں ما*ر تو نہیں سکتا نہ جب تک کوئی دشمنی نہ ہو تمہیں شک ہے کسی پر؟ "

وہ فکر مندی سے پوچھ رہی تھی۔ آئنور نے ایک پل کو سوچا پھر سرگوشی میں بولی۔

"میری ساس بڑی عجیب لگتی ہیں مجھے۔ مطلب ابھی ہمارا اتنا سامنا بھی نہیں ہوا نہ کوئی بات چیت لیکن مجھے ایسا لگتا ہے وہ مجھے پسند نہیں کرتیں ۔۔۔"

اس نے آخر یہ بات شیئر کر ہی لی۔ وہ امی ابو سے تو نہیں کہہ سکتی تھی وہ خوامخواہ پریشان ہوتے۔

"میرا نہیں خیال وہ اس حد تک جائیں گی۔۔۔ خیر اگر وہ تمہیں پسند نہیں کرتیں تو کیا ہوا تمہیں تمہارے شوہر نے پسند کر لیا ہے یہ کافی نہیں؟"

وہ شرارت سے بولی تو آئنور نے اسے چپت لگائی۔

"میم آپ کو سر بلا رہے ہیں !!!"

ایک ملازمہ نے آئینور کو مطلع کیا تو دردانہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"چلو میں چلتی ہوں تم اس چھلے آلو کو ٹائم دو۔۔۔"

دردانہ آنکھ مار کر کہتی کھڑی ہوئی تو وہ اسے آنکھیں دکھانے لگی۔

"بعض آجاؤ اب وہ بہنوئی ہے تمہارا !!!"

! دردانہ نے ابرو اچکایا جیسے کہہ رہی ہو واٹ ایور

" تم کبھی نہیں بدلو گی رائٹ ؟ "

وہ اسکے ساتھ لاؤنج سے باہر نکلتی نفی میں سر ہلا گئی۔

آفکورس !!! دردانہ کسی کے لیے اپنے آپ کو نہیں بدلے گی...... آئی "

" ......ایم ڈھیٹ، مور ڈھیٹ، موسٹ ڈھیٹ

آنکھ مارتی وہ مغرور چال چلتی باہر نکل گئی تو آئنور بھی مسکراتی پلٹ گئی۔

♥♥♥

وہ عام سے گھریلو حلیے میں کمر پر دوپٹہ باندھے کام میں جتی ہوئی تھی۔ آج اس نے سوچا کمرے کو اچھے سے صاف کر لے۔

اس وقت وہ وارڈروب کے سامنے سٹول رکھے اس پر چڑھی جھاڑن سے وارڈروب کے اوپرے حصے کو صاف کر رہی تھی۔ ڈسٹ اڑنے سے اسے بے اختیار کھانسی آئی۔ اسی اثنا میں وہ عجلت میں کمرے میں داخل ہوا۔

" !!! ہالہ میرے ساتھ آئیں "

وہ اسکے پشت پر کھڑا عجلت میں لگتا تھا وہ حیران سی پلٹی۔۔

" میں کام کر رہی ہوں !!! "

اس نے اپنی بات پر زور دیتے جھاڑن اسکے سامنے لہرایا۔ عمر نے سر اٹھائے اسے جھلا کر دیکھا۔

" بعد میں کر لیجیے گا، ابھی چلیں میرے ساتھ ایک مسلہ ہو گیا ہے....... "

وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر نیچے اتارنے لگا جب ہالہ اس غیر متوقع حرکت پر گڑ بڑائی سٹول ٹیڑھا ہوا نتیجتاً وہ اسکے اوپر آ گری۔ عمر کا قدم پیچھے پڑا اس نے سرعت سے اسے تھامتے سیدھا کھڑا کیا۔

" جانا کہاں ہے میرا حلیہ دیکھیں ! "

وہ اپنے گرد آلود ملگجے لباس کو دیکھتی کہنے لگی عمر کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے۔

" آپ اس حلیے میں بھی مجھے خوبصورت لگ رہی ہیں۔ اب آئیں گی میرے ساتھ؟ "

اس کے چہرے کے سامنے اچانک جھکتا وہ گھمبیر لہجے میں بولا۔ہالہ نے گھبرا کر نظریں جھکا لیں۔ وہ مسکراتا پلٹ گیا۔

" یااللہ خیر ہو !!! "

وہ دل ہی دل میں پریشان ہوتی کمر پر بندھا دوپٹہ کھول کر سر پر لیتی اسکے پیچھے باہر آئی۔

" تو کچھ ہے کیا ہوا........"

وہ چند قدم مزید چلتی اپنے دھیان میں بول رہی تھی جب جانِ عالم کو سامنے کھڑے دیکھ کر وہ اپنی جگہ بت بن گئی۔ وہ یک ٹک انہیں دیکھ رہی تھی آنکھیں سرعت سے گیلی ہونے لگیں۔

جانِ عالم نم آنکھوں سے پر شفقت مسکراہٹ سے اسے دیکھتے بازو پھیلا گئے ان کی بوڑھی آنکھیں آنسو چھلکانے لگیں۔

" ہالہ میرے بچے !!! "

ان کی بھرائی آواز نے بت میں دراڑ ڈالی تھی ہالہ کے ساکت وجود میں حرکت ہوئی اگلے لمحے وہ اندھا دھند دوڑتی ان کے سینے سے لگی تھی۔

" ہالہ میری بچی !!! "

وہ اسے سینے سے لگائے اسکا سر بار بار چوم رہے تھے ان کا جسم فرط جزبات سے ہولے ہولے لرز رہا تھا۔ جبکہ وہ ان کے گرد سختی سے بازو لپیٹے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

اسکے رونے میں ایسی تڑپ تھی کہ عمر نے چہرہ پھیر لیا۔ عطوف اپنے کمرے کے دروازے میں کھڑی نم آنکھوں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

" ابو مجھے یقین نہیں آرہا آپ میرے سامنے ہیں ! مجھے یقین نہیں آرہا !!! "

ان کے سینے میں چہرہ چھپاتی وہ روتی ہوئی بولی۔ جانِ عالم اسکے یوں رونے پر خود بھی رونے لگے۔

"آپ کو نہیں پتہ آپ کے بغیر میں نے کیسی زندگی گزاری، آپ کے نہ ہونے سے سب نے ہالہ کو پیروں کی دھول بنادیا۔امی نے آپ سے دور کر کے مجھ پر بہت ظلم کیا ہے۔میں زندگی کے وہ سال کیسے واپس لاؤں جو آپ کے بغیر گزارے؟ "

جانِ عالم کو یوں لگا کوئی رفتہ رفتہ ان کا دل مٹھی میں بھینچ رہا تھا ان کی اولاد کتنی تکلیف میں تھی۔کتنے بد بخت باپ تھے وہ۔۔۔اپنی اولاد کو خود سے دور جانے دیا۔اس ظلم میں وہ خود کو بھی شریک سمجھ رہے تھے۔

"مجھے معاف کردو ہالہ......میں نے تمہیں بے قدروں میں چھوڑ دیا، مجھے معاف کردو...... "

وہ غمزدہ سے کہہ رہے تھے۔عمر نے جب دیکھا دونوں میں سے کوئی چپ نہیں ہو رہا تو وہ آگے بڑھا۔اسے ڈر تھا ان کی طبیعت نہ بگڑ جائے۔

"ہالہ بس کریں، پہلی دفع آپکے ابو آپ کے گھر آئے ہیں انہیں بٹھائیں گی بھی نہیں؟ "

وہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتا از حد نرمی سے بولا تو وہ گیلی سانس اندر کھینچتی پیچھے ہٹی۔ جانِ عالم کا ہاتھ تھامے وہ انہیں لاؤنج میں لے آئی۔ انہیں بٹھا کر وہ ان کے پاس بیٹھتی اپنے دوپٹے سے ان کے بوڑھے چہرے سے آنسو صاف کرنے لگی۔

اسی دوران عطوف ان کی آؤ بھگت کے لیے کچن میں چلی گئی اس کا دل ہالہ کے لیے خوشی سے پھولے نہ سما رہا تھا۔

لاؤنج کی صورتحال اب یوں تھی کہ ہالہ جانِ عالم سے لگ کر بیٹھی تھی جبکہ وہ عمر کا مختصر انٹرویو لے رہے تھے۔ وہ جاننا چاہ رہے تھے ان کی شادی کس طرح ہوئی کیا معاملات ہوئے۔

عمر کورٹ والا معاملہ گول کر کے مناسب طریقے سے انہیں بتانے لگا۔

اس نے ہالہ کو یہ روداد بھی سنا ڈالی کہ اس نے کس طرح جانِ عالم کو ڈھونڈا۔

"دراصل آپ کی بیٹی آئنور کی جہاں شادی ہوئی ہے وہ میرے جاننے والے ہیں۔۔"

اس نے ان کی معلومات میں اضافہ کیا۔ہالہ حیرت سے کبھی عمر کو دیکھتی تو کبھی جان عالم کو۔

"آپ کی ایک اور بیٹی بھی ہے؟"

وہ خود کو کہنے سے روک نہ سکی۔جان عالم نے سر ہلایا۔

"تم سے چھوٹی ہے۔تمہیں اس سے مل کر اچھا لگے گا!"

وہ نرمی سے بولے۔ہالہ کو سمجھ نہ آیا کیسا ردعمل دے۔

یہی وہ سرپرائز تھا۔اسید کے بھتیجے کی شادی آپ کی بہن سے ہوئی ہے۔"ہم دونوں گئے تھے نہ۔۔۔دیکھیں اللہ کے کام! آپ اپنی بہن کی شادی میں شامل بھی ہوئیں اور آپ کو خبر تک نہیں تھی۔۔"

اب کہ جان عالم حیران ہوئے ہالہ بھی شریک ہوئی تھی۔کاش وہ پہلے مل جاتے لیکن انسان کے سوچنے سے کیا ہوتا ہے۔ہوتا تو وہی ہے جو ہونا ہوتا

ہے۔ کاش، اگر مگر کہیں دور رہ جاتے ہیں۔ قسمت اپنے کھیل ترتیب دیتی ہے اور انسان کسی کٹھ پتلی کی طرح کھیلتا چلا جاتا ہے۔

کھانے کے بعد جب وہ چلے گئے تو ہالہ کمرے میں آئی وہ خاموشی سے عمر کو دیکھ رہی تھی جو کمرے کے وسط میں کھڑا موبائل پر ٹائپنگ کر رہا تھا۔

وہ اسکے سامنے کھڑی ہوتی اسے دیکھے جا رہی تھی عمر نے چونک کر اسے دیکھا۔ وہ آگے بڑھتی آہستہ سے اسکے سینے سے لگتی آنکھیں موند گئی۔

" شکریہ کیسے ادا کروں !!! "

اس نے سرگوشی کی۔ عمر نے مسکراتے اسکے گرد بازو پھیلا لیے۔

" آپ سے شکریہ سن کر میں کیا کروں گا۔ آپ مجھے خود پر حاکم اچھی لگتی ہیں۔ آپ کہتیں میرا حق تھا کہ عمر میرے لیے یہ سب کرتا۔ اور جانتی ہیں آپ کے یوں کہنے سے عمر کیا کرتا؟ وہ ہالہ پر خود کو قربان کر دیتا۔۔۔ "

وہ آسودگی سے مسکرا دی۔

❤❤❤

صبح کے وقت جب سب سو رہے تھے وہ لان میں چلی آئی۔ دل بوجھل سا تھا اسی تو یوں بھی اب اسکے دل میں مستقل بسیرا کر چکی تھی۔ اب تو یوں محسوس ہوتا تھا وہ دل کی جگہ درد لیے پھرتی تھی۔

اپنی ناکام محبت کے بارے میں سوچتی وہ چہل قدمی کر رہی تھی۔ سبز آنکھیں کسی غیر مرئی نقطے پر مرکوز تھیں۔ اسکے بال چوٹی سے نکلے جا بجا گردن اور پشت پر بکھرے ہوئے تھے۔

چھوٹے قدم اٹھاتی وہ پلٹی اور پھر سے واک کرنے لگی یاسیت کا سایہ ہر گزرتے پل کے ساتھ اس پر پھیلا جا رہا تھا۔ وہ سر اٹھائے اسید کے کمرے کی بالکنی کو دیکھنے لگی جو ویران پڑی تھی۔

وہ جانتی تھی وہ اس وقت قرآن پڑھ رہا ہوگا۔ کتنا خوش قسمت تھا وہ کہ اسے عارضی سہاروں کی ضرورت نہیں تھی۔ اس نے ایک ہی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا تھا جو اسے گرنے نہیں دیتی تھی۔ عزہ کو اس پر رشک آیا۔

وہ اپنے اندر خالی پن محسوس کر رہی تھی یوں جیسے کچھ نہیں بچا تھا اس کے پاس، جیسے سب کھو گیا تھا، زندگی کے رنگ، محبتوں کی کھلکھلاہٹیں، رشتوں کی مہربانیاں، دل کا سکون! سب کچھ کہیں کھو گیا تھا۔ بچے تھے تو حسرتوں کے نشتر جو روح کو زخمی کیے جا رہے تھے ہر زخم پہلے سے گہرا تھا۔ وہ بت بنی جانے کب تک کھڑی رہتی جب مائر کی آواز پر اسکی سوچوں کا ارتکاز ٹوٹا وہ اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا تھا جہاں سے وہ اسکا نیم رخ ہی دیکھ پا رہا تھا۔

وہ دھیرے سے پلٹی اب ساکت ہونے کی باری مائر کی تھی اداس سبز آنکھیں، آپس میں پیوست گلابی لب، ڈھیلی چوٹی سے نکلیں لٹیں اور اس پر مشرقی لباس!

خاموش پر سکون صبح کے اجالے میں ایسا پاکیزہ حسن اسے سحر زدہ کر گیا۔ وہ مسحور ہوا تھا۔ وہ مرقع حسن تھی۔

وہ آگے بڑھتا اس سے کچھ فاصلے پر ٹھہر گیا۔ نگاہ اسی پر ٹھہری رہی جبکہ عزہ اسکے سوا عقب میں ہر چیز دیکھتی رہی وہ اس سے نگاہ نہیں ملا پا رہی تھی۔

" گڈ مارننگ باربی !!! "

وہ سفید ٹریک سوٹ میں ملبوس جاگنگ سے واپس لوٹا تھا گھنے سیاہ بال پیچھے کو جما رکھے تھے۔ اسکی کالی گہری آنکھوں میں عزہ کو دیکھتے ہی نرمی جھلکنے لگی۔

" صبح بخیر !!! "

وہ سینے پر ہاتھ باندھتی آسمان کی طرف دیکھنے لگی۔ وہ چپ رہا وہ اسکے چہرے پر وہ خوشی کھوجنا چاہ رہا تھا جو ان کا رشتہ پکا ہونے کے بعد سے وہ محسوس کر رہا تھا۔

" تم خوش نہیں ہو؟ "

وہ سنجیدہ مگر نرم لہجے میں بولا۔ اب عزہ نے اسکی جانب دیکھا۔

" میں اداس ہوں بس !!! "

چند سیکنڈ اسے دیکھتی وہ نظر جھکا گئی۔ مائر کو اسکی اداسی اچھی نہ لگی۔ وہ ہزاروں لاکھوں خوشیوں کی حقدار، اداس اچھی نہیں لگتی تھی۔

آئی ایم سوری میں نہیں سمجھ سکتا اس سٹیج پر لڑکیاں کیا محسوس کرتی "
ہیں۔۔۔بٹ آئی پرامس ہماری شادی کے بعد میں تمہیں کبھی اداس نہیں ہونے دوں گا۔۔ "

مائر نے اس پر مسکراتی نظر ڈالی۔ عزہ کو یہاں کھڑا رہنا دشوار لگا اسکی لو دیتی نگاہیں وہ سہہ نہیں پارہی تھی۔ یہ سب تو وہ کسی اور سے چاہتی تھی۔

" میں اندر جاؤں؟ "

وہ اجازت طلب نظروں سے اسے دیکھنے لگی وہ بغیر کچھ کہے یوں اچانک نہیں جانا چاہتی تھی۔ جانے وہ کیا سمجھتا۔ وہ بس کسی کو دکھ نہیں دینا چاہتی تھی لیکن چاہنے سے کیا ہوتا ہے!

ضرور!!!" وہ سر کو جنبش دے گیا۔ اسے عزہ کا اجازت لینا اچھا لگا تھا۔ "

اگلے لمحے وہ پلٹتی سر جھکائے اندر چلی گئی تو وہ بھی مسکراتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

♥♥♥

رات کا وقت تھا وہ بالکنی میں چلی آئی اطراف میں رکھے گملوں میں لگے پھول رات کے وقت اتنے مہکنے لگتے تھے کہ وہ بے ساختہ یہاں چلی آتی تھی۔ صرف کچھ دیر کے لیے!

گو کہ گلی میں کسی کہ نام ونشان نہ تھا ہر سو سناٹا تھا مگر وہ پھر بھی اپنے چہرے پر دو انگلیوں سے دوپٹے کا کونہ ٹکائے ہوئے تھی۔

آنکھیں چند پل موند کر وہ پھولوں کی دلفریب خوشبو کو خود میں اتارنے لگی۔ ہلکی ہلکی چلتی ٹھنڈی ہوا میں کھڑے رہنا بہت اچھا لگ رہا تھا۔

وہ آنکھیں کھولتی جھک کر پھولوں کو چھو کر دیکھنے لگی کچھ پل سرک گئے تب وہ سیدھی ہوئی۔ سیدھے ہوتے ہی اسکی نگاہ اچانک بلال پر پڑی جو اپنے کمرے کی بالکنی میں کھڑا جانے کب سے اسے دیکھ رہا تھا۔

عطوف کو اسکی نگاہیں سے جھجھک محسوس ہوئی وہ یک ٹک اسے دیکھے جا رہا تھا۔ جانے کیا ہوا تھا آج نگاہ نہ جھکی تھی وہ چاہ کر بھی نہیں ہٹا پا رہا تھا۔

ٹھنڈی چاندنی رات میں اسکا سامنا عجیب سا احساس بخش رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے دل کی سرزمیں میں شگوفے کھل رہے ہوں۔ کوئی مترنم گیت سنائی دے رہا تھا...... لفظوں کی قید سے پرے!

عطوف فوراً پیچھے ہوئی اسکی دھڑکنیں منتشر ہو چکی تھیں گھبرائی سی وہ نیچے چلی آئی۔ اسکا خیال ذہن سے جھٹکتی وہ اپنے دھیان میں کچن کی جانب جا رہی تھی اسکا دل چاہ رہا تھا چائے پینے کا۔۔۔ سوچا باقیوں کے لیے بھی بنا لے۔۔

"عطوف !!! "

عمر کی پکار پر اسکے قدم تھمے وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتی اسکے پاس چلی آئی۔ "جی بھائی جان؟"

وہ پر سوچ نظروں سے اسے دیکھنے لگا جس سے اسے گھبراہٹ ہونے لگی

اسے لگا وہ کچھ دیر پہلے کا منظر دیکھ چکا تھا۔۔۔

" آج زنیرہ آنٹی آئی تھیں۔۔۔ "

وہ الجھتی اسے دیکھنے لگی۔

" !!! جی میں جانتی ہوں "

" !!! وہ بلال کے لیے تمہارا رشتہ مانگ رہی ہیں "

عمر نے گہری سانس لے کر کہا یہ بات اتنی غیر متوقع تھی کہ کچھ پل تو وہ بھی کچھ نہ کہہ پایا تھا۔ کافی سوچ بچار کے بعد اس نے عطوف سے اسکی مرضی پوچھنے کا فیصلہ کیا۔

عطوف کو گہرا جھٹکا لگا وہ حیرت سے اسے دیکھتی نظر جھکا گئی۔ وہ خاموش تھی۔

تمہاری مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہو گا، وہ جلدی جواب چاہ رہی ہیں تم "

" .... سوچ لو پھر

اسکی بات مکمل ہونے سے قبل عطوف نے کہا۔

"بھائی جان آپ کو مجھ سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے آپ میرے لیے مجھ سے بہتر فیصلہ لیں گے۔ جیسا آپ کو ٹھیک لگے آپ جواب دے دیں......"

وہ نرمی سے بولی تو عمر مبہم سا مسکرایا۔

"خوش رہو ہمیشہ! میری دعا ہے تمہیں بہت اچھا لائف پارٹنر ملے جو تمہاری قدر کرے...."

وہ اسے ساتھ لگاتا اسکا سر چوم کر بولا۔ عطوف آبدیدہ ہو گئی ماں بابا بڑی شدت سے یاد آئے تھے۔ وہ نمی اندر دھکیلتی اسکے گرد بازو حائل کر گئی۔

"بھائی جان مجھے آپ سے دور نہیں جانا، آپ نے ماں بابا دونوں کا پیار دیا ہے مجھے، کبھی کوئی کمی نہیں ہونے دی۔ میں نے آپ سے کبھی نہیں کہا آپ دنیا کے سب سے اچھے بھائی ہیں میرا دل نہیں چاہتا آپ سے دور جانے کو...."

عمر نے نرمی سے مسکراتے ایک بار پھر اسکا سر چوما۔ وہ اسے بہت پیاری تھی جس کی خوشیوں کے لیے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔

" !!! چلو اب رونا نہ شروع کر دینا، میرا بیٹا تو بہت سٹرونگ ہے "

وہ ہلکے پھلکے لہجے میں بولا تو وہ مسکراتی پیچھے ہٹی۔

" چائے پیئیں گے ؟ "

وہ کچن کی جانب پلٹتی پلٹتی رک گئی۔ وہ سر ہلاتا گویا ہوا۔

یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے ؟ جلدی بنا کر میرے کمرے میں ہی لے " آؤ۔ "

وہ مسکراتی پلٹ گئی۔ عمر کے ذہن میں جانے کیا آیا وہ دروازے کی جانب بڑھا باہر نکل کر دروازہ تھوڑا سا کھلا رکھتا وہ بلال کی خبر لینے کے لیے چند قدموں کا فاصلہ طے کر کے اسکے گھر کے سامنے آیا۔

بیل بجانے پر کچھ سیکنڈ بعد دروازہ کھل گیا بلال عمر کو دیکھ کر کچھ کھسیانہ ہوا۔

" !!! باہر آؤ ذرا "

عمر نے اسے گھور کر دیکھا وہ حلق تر کرتا باہر نکل آیا۔

" تو تم میری ناک کے نیچے یہ کرتے پھر رہے تھے ؟ "

اسکی گردن کے گرد ن بازو رکھتا وہ سنجیدگی سے بولا البتہ آنکھیں ترچھی کیے وہ اسکے اڑے رنگ کو دیکھ کر محظوظ ہو رہا تھا۔ نوابزادے نے اسے بھنک نہ پڑنے دی تھی اسکی کچھ سزا تو بنتی تھی۔

" ! نن نہیں عمر بھائی۔۔۔ آپ مجھے غلط سمجھ رہے ہیں "

وہ اسکے ساتھ آہستہ آہستہ چلتا ڈرتے ڈرتے بولا۔ عمر نے سر ہلایا۔

" اچھا میں غلط سمجھ رہا ہوں ؟ تمہیں میں نے اکثر گھر کی ذمہ داری سونپی تم پر اعتبار کیا اور تم۔۔۔ "

اس نے بلال کو سامنے کرتے ایک دم ہاتھ اٹھایا۔ اسکے تھپڑ کے ڈر سے وہ آنکھیں میچ گیا۔ عمر نے مسکراہٹ دباتے اس ڈرپوک کو دیکھا جس نے

اسکی بہن کے لیے رشتہ تو بڑے دھڑلے سے بھیجا تھا مگر سامنا کرتے ہی اسکا دم خم نکل گیا تھا۔

"عمر بھائی آپ چاہیں مار لیں مجھے لیکن مجھے جو ٹھیک راستہ لگا میں نے چن لیا۔ایک درخواست ہے بس آپ چاہیں جو بھی جواب دیں بس مجھ سے خفا نہ ہوں۔۔۔"

وہ آنکھیں میچے ہی بولتا گیا جواب نہ پا کر اس نے آنکھیں کھولیں تو عمر کے نارمل تاثرات دیکھ کر اسکی جان میں جان آئی۔

" بے غیرت !!! "

بلال کو چپت لگاتا وہ واپس ہو لیا۔

" شکریہ !!! "

بلال مسکراتا اسکے پیچھے بڑھا۔عمر نے اچانک پلٹ کر اسے گھورا جو اسکے ساتھ چلتا جا رہا تھا اسکا گھر پیچھے رہ گیا۔

اسکی گھوری کی وجہ سمجھ میں آتے وہ گڑبڑاتا اپنے گھر کی جانب بڑھ گیا۔

♥♥♥

دوپہر کا وقت تھا وہ اپنے کمرے میں ٹہلتی نوٹ پیڈ میں تیزی سے ٹائپنگ کرتی آج کی ایپیسوڈ لکھ رہی تھی۔ بہت مشکل سے ذہن لکھنے پر آمادہ ہوا تھا۔

صبح نمر کے آفس جانے کے بعد عافیہ سے سامنا ہوا جو بے وجہ اسے سنا کر چلی گئی تھیں آئنور کو سمجھ نہیں آرہا تھا آخر اس نے ان کا کیا بگاڑ دیا تھا۔ اس نے انکے بیٹے کو پیچھے تھوڑی لگایا تھا۔

موڈ کو ٹھیک کرتی اپنا کمرہ درست کرنے کے بعد اچھا سا تیار ہو کر وہ اب ٹہلتی ایپیسوڈ لکھتی جا رہی تھی۔

آج تو اسے امی کی طرف بھی جانا تھا۔ ایک تو عزہ کی منگنی کا بلاوا دینا تھا جس کی تیاریاں جبیل مینشن میں شروع ہو چکی تھیں۔ دوسرا ابو نے بھی چکر لگانے کا کہا تھا وہ کسی سے ملوانے والے تھے۔

عزہ کے لیے وہ اداس تھی وہ اسے دلاسہ دینے گئی تھی جو روتی رہی تھی۔ وہ اسکے لیے کچھ نہیں کر سکتی تھی اور اس پر آئنور کو افسوس تھا۔

ہاں یہ بات اسے اور بھی بری لگی کہ منگنی اتنی جلدی کیوں کی جا رہی تھی۔

اچانک سر پر بم پھوڑ دو اور کہو اپنے لہولہان وجود کو سنبھالو !

عزہ بے چاری کو سنبھلنے کا موقع ہی نہ دیا گیا تھا۔ ایک وجہ تو یہ تھی کہ مائر کو واپس کینیڈا جانا تھا دوسرا رمضان آرہا تھا۔ بس آنا فانا سب طے کر دیا گیا۔

نیچے پہلی منزل پر جھانکو تو نمر دردانہ کے ساتھ چلتا اندرونی دروازے کی سمت آرہا تھا دونوں فارمل ڈریسنگ میں تھے۔ میٹنگ کے بعد دردانہ آئنور کو سرپرائز کرنے نمر کے ساتھ ہی چلی آئی تھی۔

وہ اندر آئے تو نمر اسے بیٹھنے کا کہتا کچن میں چلا آیا۔ ملازم یہاں نہیں تھا تو وہ خود ہی گلاس پکڑتا اس میں پانی انڈیلنے لگا۔ وہ تھکا تھکا لگ رہا تھا۔

دردانہ بیٹھنے کے بجائے کچن میں چلی آئی اسے پیاس لگ رہی تھی۔ آہٹ پر نمر نے پلٹ کر دیکھا تو وہ مسکرا دی۔

" بڑے بے مروت ہو، پانی بھی نہیں پوچھا؟ "

وہ طائرانہ نگاہ کچن میں ڈالتی لاپرواہی سے بولی۔ نمر نے نارمل انداز میں گھونٹ گھونٹ پانی پیتا خالی گلاس ٹیبل پر رکھا۔

" !!! ہیلپ یور سیلف "

اسکے بے نیازی سے کہنے پر وہ ہنس دی۔ بے دھیانی میں اس نے سہارا لینے کو سلیب پر ہاتھ رکھا اگلے ہی پل سی کی آواز کے ساتھ وہ ہاتھ واپس کھینچ گئی۔

کیا ہوا؟" وہ چونک کر دیکھنے لگا۔ "

" ! مجھے پتہ نہیں چلا۔۔۔ سس ! یہاں چھری رکھی تھی، لگ گئی "

اسکے ہاتھ پر سرخ لکیر سی ابھر آئی۔ نمر فکر مند سا اس تک آیا۔

" !!! دکھاؤ "

اسکا ہاتھ تھام کر غور سے دیکھتا وہ جیب تھپتھپا کر ٹشو نکالتا زخم پر رکھ گیا۔

دردانہ کے چہرے پر تکلیف ابھری۔

" یہ کیا ہو رہا ہے؟ "

آئنور کی آواز پر دردانہ نے گھبرا کر ہاتھ پیچھے کیا۔ گھبراہٹ کی وجہ اسکی نظریں اور تیکھا لہجہ تھا۔

" چوٹ لگ گئ اسے، وہی دیکھ رہا تھا۔ دردانہ تم چلو، آئنور بٹھاؤ اسے میں بینڈاتج لے کر آتا ہوں۔۔۔ "

وہ بلکل نارمل لگ رہا تھا۔ ہونا بھی چاہیے تھا۔ مگر آئنور کا دل اسے کسی اور کے قریب دیکھ کر جل رہا تھا۔ وہ کسی چاہے اسکی بیسٹ فرینڈ ہی ہو۔۔۔

" آپ کریں جیسے پہلے کر رہے تھے، میں چلی جاتی ہوں ! "

تیکھے لہجے میں کہتی وہ جا چکی تھی۔ نمر نے ماتھے کو انگوٹھے سے مسلا۔ اسے آئنور کے ری ایکشن پر غصہ آیا۔ اب ایسا بھی کیا کر دیا تھا۔

" آ۔۔۔ نمر میں چلتی ہوں ! "

دردانہ نم آنکھوں کو جھپک کر نگاہ چراتی تیزی سے باہر نکل گئی۔ نمر کو اسکی نم آنکھیں دیکھ کر بے حد افسوس ہوا۔ وہ لب بھینچتا اپنے کمرے کی جانب بڑھا۔

" یہ کیا تھا؟ "

کمرے میں آتے ہی وہ آئنور کو کہنی سے تھام کر سختی سے بولا۔ وہ جو پہلے ہی غصے سے پاگل ہو رہی تھی اسکے انداز پر تپ گئی۔

" یہ تو آپ سے پوچھنا چاہیے، کونسی چوٹ لگ گئی تھی جس پر آپ ہی کا مرہم رکھنا ضروری تھا۔۔۔ گھر میں ملازم ہیں، میں ہوں مجھے بلا لیتے۔ وہ آئی کب ہے مجھے یہ بھی نہیں پتہ۔۔۔ دوست وہ میری ہے لیکن پائی آپ کے ساتھ۔۔۔۔ "

وہ غصے سے بولتی جا رہی تھی جب وہ اسکی کہنی جھٹکتا گرجا۔ " شٹ اپ جسٹ شٹ یور ماؤتھ۔۔۔۔۔ "

آئنور کی آنکھیں میں نمی تیر گئی۔اس نے پہلی بار اس لہجے میں بات کی تھی۔۔

نمر خود کو کام ڈاؤن کرتا اب کہ آرام سے بولا۔

"کیا اول فول بولے جا رہی ہو وہ میرے ساتھ ایک پراجیکٹ پر کام کر رہی ہے وہ صرف تمہاری دوست نہیں ہے اب اوکے ؟ وہ ڈیڈ کے بزنس پارٹنر کی بیٹی بھی ہے گاٹ اٹ ؟اور تم اتنا فضول کیسے سوچ رہی ہو ؟ میں اسکا زخم دیکھ رہا تھا بس اور تم کتنا غلط ری ایکشن دے رہی ہو۔۔بتاؤ کیا تم کو میں ایسا لگتا ہوں ؟"

اسکی آنکھوں میں اب دور دور تک نرمی تھی۔اس عورت کے آنسو اسے پل میں پگھلا گئے تھے۔

آئنور نے کچھ نہیں کہا۔وہ اسے نہیں بتا سکی وہ اسے کسی اور کے ساتھ نہیں دیکھ سکی۔وہ اسے یہ بھی کہنا چاہتی تھی اسے اسکے رویے سے بہت دکھ پہنچا ہے۔

وہ خاموشی سے باہر چلی گئی۔ نمر نے بے اختیار کنپٹی مسلی۔ وہ لب بھینچتا وارڈروب سے کپڑے نکالتا چینج کرنے چلا گیا۔

♥♥♥

پچھلا پہر پڑ چکا تھا مگر وہ کمرے میں نہ آئی اسکی ناراضگی بڑھ چکی تھی وہ اس وقت لاؤنج میں بیٹھی تھی۔ نبیہا اور نائل بھی وہیں تھے۔ وہ نائل کو بیش قیمتی لباس دکھا رہی تھیں جو انہوں نے عزہ کے لئے خریدا تھا۔

آئنور بھی کبھی کبھی باتوں میں حصہ ڈال لیتی تھی اسے اپنی ساس کے برعکس یہ سویٹ آنٹی بہت اچھی لگی تھیں۔

اوپر کمرے میں نمر بے چینی سے ٹہل رہا تھا اس نے ملازم کے ہاتھ پیغام بھی بھیجا مگر وہ نہ آئی۔ اسے بھی تو پتہ چلے کتنا غلط کیا تھا اس نے۔ وہ خود کو بلکل بھی دوش نہیں دے رہی تھی۔

بالآخر اسکا ضبط جواب دے گیا وہ کمرے سے باہر نکلتا ریلنگ سے نیچے جھانکنے لگا۔ غصہ ضبط کرتے اس نے آئنور کو بلایا۔

" !!! آئنور کمرے میں آؤ، میری فائل نہیں مل رہی "

وہ ایک پل کو گھبرا گئی اس نے چور نظروں سے نائل اور نبیہا کو دیکھا جو ان دونوں کی جانب متوجہ ہو چکے تھے۔

" !!! آتی ہو کچھ دیر تک "

پلٹ کر اس نے منہ بناتے کہا وہ اسے بڑوں کے سامنے ٹال رہی تھی ورنہ تڑخ کر جواب دیتی۔

" !!! ابھی اوپر آؤ ورنہ اٹھا کر لے جاؤں گا "

وہ دانت پیس کر بولا تو وہ گڑبڑاتی اٹھ کھڑی ہوئی اسکا چہرہ خفت سے سرخ پڑا۔ نظریں جھکاتی وہ تیزی سے سیڑھیوں کی جانب بڑھی۔

غصے میں بھری وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی نمر نے اسکے کچھ کہنے سے پہلے ہی اسے خود سے لگاتے اسکے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔

" !!! آئی ایم سوری نور "

اسکے کندھے پر لب رکھتا وہ نرمی سے بولا۔ آئنور کی بولتی بند ہو گئی وہ مزاحمت بھی نہ کر سکی۔ اسکا غصہ جھاگ کی مانند بیٹھ چکا تھا۔

" مجھے ڈانٹا کیوں؟ "

پیچھے ہٹتے وہ روہانسی ہونے لگی۔ جس شخص نے اسے سر چڑھا رکھا تھا اسکا ذرا سا غصہ بھی وہ برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

" ! بڑی خطا ہوئی "

وہ جھک کر اسکی پیشانی چوم گیا۔ آئنور نے آنکھیں موند لیں سکون سا سکون رگ و پے میں سرایت کرنے لگا۔

" آئندہ غصہ کیا پھر؟ "

وہ اسکے سینے سے لگتی لاڈ سے بولی۔ اس کے انداز پر وہ مسکرا دیا۔

" !!! نہیں کروں گا، تمہارے سر کی قسم "

اسے حصار میں لیتا وہ سکون سے آنکھیں موند گیا۔چند پل یوں ہی سرک گئے۔آئنور کو یاد آیا اسے امی کی طرف جانا تھا اپنی لڑائی میں وہ تو بھول ہی چکی تھی۔

" ! نمر میں نے آپ کو بتایا تھا امی کی طرف جانے کا "

پیچھے ہوتی وہ یاد دہانی کروانے لگی۔نمر نے ایک پل کو سوچا اسے آفس کا کچھ کام کرنا تھا۔

" !!! تیار ہو جاؤ پھر چلتے ہیں "

اسکا گال تھپتھپاتا وہ نرمی سے بولا جس پر وہ بے اختیار خوش ہوتی چینج کرنے کو پلٹ گئی۔

❤❤❤

گاڑی سڑک پر رواں دواں تھی۔وہ سٹیر نگ کو کنٹرول کئے سامنے دیکھتا ڈرائیو کر رہا تھا۔اسکے برابر کی سیٹ پر ہالہ بیٹھی تھی آج صبح ہی جانِ عالم

نے فون کر کے ان دونوں کو اپنے ہاں کھانے پر بلایا تھا لہٰذا وہ ان کی طرف

جا رہے تھے۔

" میں نے آپ سے عطوف کے سلسلے میں ایک بات کی تھی ! "

وہ سڑک پر ٹرن لیتا سامنے دیکھتا بولا۔ ہالہ اسکی جانب متوجہ ہوتی سر ہلا گئی۔

" جی بتایا تھا پھر کیا سوچا آپ نے ؟ "

وہ دل سے چاہتی تھی عمر اس رشتے کے لیے ہاں کر دے کیوں کہ بلال کی

آنکھوں میں عطوف کے لیے محبت وہ دیکھ چکی تھی۔

" بلال اچھا لڑکا ہے۔ اچھی عادات کا مالک ہے میں بہت دیر سے اسے جانتا

ہوں مجھے زیادہ سوچنا نہیں پڑا ! "

اس نے ہالہ کی طرف دیکھا جو گہرے سبز سٹائلش سے ٹراؤزر شرٹ میں

ہم رنگ دوپٹہ سر پر اوڑھے اسکی توجہ بھٹکا رہی تھی۔

" تو مطلب آپ نے ہاں کر دی ؟ "

وہ بے اختیار خوش ہوئی۔ عمر نے اسے دیکھتے آنکھیں سکیڑیں وہ بھلا اتنی خوش ہو رہی تھی۔

" جی کردی! آپ کچھ زیادہ خوش نہیں ہوئیں اس خبر سے؟ "

ہالہ کی بتیسی اندر گئی وہ مسکراہٹ دباتی ونڈو سے باہر دیکھنے لگی۔

اب کیا بتاؤں آپ کو آپ کی بہن پر وہ لٹو ہوا پڑا ہے، خوامخواہ بے چارہ " پٹ جائے گا۔۔۔ "

وہ ہولے سے بڑبڑائی مگر اسکی آواز عمر کے کانوں تک بخوبی پہنچ گئی۔ وہ سر جھٹکتا مسکرا دیا۔ اسے کیا بتاتا رات کو وہ اسکی کلاس لگا چکا ہے۔

باتوں باتوں میں وہ مطلوبہ لوکیشن پر پہنچ گئے۔ گاڑی سے اترتے ہالہ نے عمر کی جانب دیکھا وہ کنفیوز ہو رہی تھی۔ اس گھر میں وہ بھی تو ہوں گی اسکی سوتیلی ماں۔۔۔!

عمر اسکا ہاتھ تھام کر ریلیکس کرتا ساتھ لائے کچھ تحائف لیے دروازے کی جانب بڑھا۔ بیل بجانے کے بعد انہیں زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا۔

جانِ عالم دروازہ کھولتے گرمجوشی سے اس سے بغل گیر ہوئے۔ان دونوں کو راستہ دے کر دروازہ بند کرتے انہوں نے ہالہ کو گلے لگایا۔اسکی پیشانی شفقت سے چومتے وہ اسے حصار میں لیے عمر کے ہمراہ اندر داخل ہوئے۔

لاؤنج میں پہلے ہی رونق لگی تھی۔نمر مسکینی شکل بنائے فرحین کو آئنور کی شکایتیں لگا رہا تھا جی دانت پیستی اپنے دفاع میں بول رہی تھی۔فرحین دونوں کو دیکھتیں ہنس رہی تھی جو بچوں کی طرح چونچیں لڑا رہے تھے۔

" اسلام علیکم !!! "

عمر کی بھاری آواز گونجی۔آئنور کی نگاہ سب سے پہلے ان پر پڑی۔ابو کے ساتھ ایک لڑکی کو دیکھ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی اسکی آنکھوں میں الجھن تھی۔

دوسری طرف نمر نے چہرہ موڑ کر پیچھے دیکھا ہی تھا جب عمر کو دیکھ کر اسکا منہ کھل گیا۔وہ بھلا یہاں کیا کر رہے تھے۔

اس سب میں فرحین تھیں جو بلکل نارمل انداز میں بیٹھی تھیں۔وہ اٹھ کر ہالہ کی جانب بڑھیں ان کی آنکھوں میں نرمی تھی۔

" !!! ماشاءاللہ میری بیٹی تو بہت پیاری ہے "

وہ اسکے پر کشش چہرے کو دیکھتیں اس سے گلے ملیں۔ ہالہ کو سمجھ نہیں آ رہی تھی ان کی محبت کا جواب کیسے دے۔ وہ اپنی سوتن کی بیٹی سے اتنے پیار سے کیسے مل رہی تھیں۔۔

وہ بس مسکرا دی۔ فرحین نے عمر کو پیار دیا اس سے وہ مانوس ہو چکی تھیں جو دو بار پہلے بھی آ چکا تھا۔

ہالہ کی نظر اب خود کو دیکھتی لڑکی پر پڑی وہ سمجھ گئی یہ یقیناً اسکی بہن ہو گی۔ دونوں عجیب احساس میں گھری تھیں انہیں یوں ایک دوسرے کو دیکھتے پا کر جانِ عالم نے تعارف کروایا۔

" !!! آئنور یہ تمہاری بہن ہے ہالہ "

اور اسکے بعد انہیں کچھ کہنے کی ضرورت نہ پڑی۔ آئنور آگے نہ بڑھی یہ اس عورت کی بیٹی تھی جس نے اسکے باپ کو بہت دکھ دیے تھے۔

دماغ اسے منفی طرز عمل پر اکسا رہا تھا مگر دل۔۔۔۔ وہ چاہ رہا تھا وہ آگے بڑھ کر اس سے ملے، آخر اسکا تو کوئی قصور نہیں اس میں۔۔۔۔

کچھ دیر بعد اس نے ہالہ کو خود کی جانب بڑھتے پایا وہ معصومیت سے اسے دیکھ رہی تھی اسکے انداز میں جھجھک بھی تھی۔ چند قدموں کا فاصلہ ٹھہرا جسے آئنور نے آگے بڑھتے سمیٹ لیا۔

جان عالم بے ساختہ مسکرائے انہیں آئنور سے یہی امید تھی۔ وہ اب ہالہ کے گلے لگتی اسکا حال پوچھ رہی تھی جبکہ نمر نا سمجھی سے سارا منظر دیکھ رہا تھا۔ جہاں تک اسے پتہ تھا نور کی کوئی بہن نہیں تھی۔

اسکی الجھن عمر نے دور کر دی۔ وہ نمر سے ملتا اسکے برابر بیٹھ گیا تب نمر اسکی جانب رخ کرتا آنکھیں سکیڑ کر بولا۔

" آپ یہاں کیسے ؟ میرے سسرال میں ؟ "

عمر ٹانگ پر ٹانگ رکھتا پھیل کر بیٹھ گیا۔

"یہ میرا بھی سسرال ہے!!!" وہ مسکراہٹ دبا کر بولا۔ نمر کا منہ کھل گیا آخر یہ ہو کیا رہا تھا۔۔۔

"دماغ پر زیادہ زور نہ ڈالو لڑکے! ہمارے مشترکہ سسر نے دو شادیاں کی ہیں!!!"

اب کہ نمر نے اوہ کے انداز میں ہونٹ گول کئے۔ اسے بات سمجھ آگئی وہ باقیوں کی جانب متوجہ ہو گیا۔

آئنور اور ہالہ ہلکی آواز میں کبھی کبھی کوئی بات کر لیتی تھیں جبکہ فرحین مہمانوں کی آؤ بھگت کے لیے کچن کا رخ کر چکی تھیں۔

❤❤❤

رات اپنے پر پھیلا چکی تھی آج آسمان صاف تھا..... گہری نیلاہٹوں بھرا آسمان..... آسمان کے سینے میں ستاروں کے جھرمٹ میں گھرا چاند چمک رہا تھا۔

وہ دونوں کھلی ہوا میں لان میں رکھی کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ نمر سر ہلاتا افسوس سے اسے دیکھ رہا تھا جس نے اسکے ناٹنکی انداز پر ابرو اچکا رکھے تھے۔

" یار چاچو اب میری شادی ہو چکی ہے رائٹ ؟ "

وہ سینے پر ہاتھ باندھے سنجیدگی سے بولا تھا۔ لان میں جلی لائٹ میں اسکا اجلا چہرہ واضح تھا۔ گھنی مونچھوں پر چمک سی پڑ رہی تھی۔

"اچھا پھر ؟؟ "

اسید نے بیزاری سے اسے دیکھا وہ سر کے پیچھے دونوں ہاتھ ملا کر رکھے ہوئے تھا آرام دہ حالت میں بیٹھا وہ سامنے پڑی کرسی پر پیر رکھے ہوئے تھا۔ لائٹ کی طرف پشت ہونے کے سبب اسکا چہرہ صاف نظر نہیں آرہا تھا۔

" میں جانتا ہوں آپ میرے ساتھ ٹائم سپینڈ کرنا چاہتے ہیں کیونکہ آپکی پہلی اور آخری محبت میں ہوں۔۔۔

وہ بے ساختہ امڈ آنے والی مسکراہٹ روکنے لگا۔

اسید کا ہاتھ جوتے تک جاتا جاتا رکا۔

" !!! استغفراللہ لڑکوں والے شوق نہیں ہیں مجھے "

اسکا حلق تک کڑوا ہو چکا تھا نمر کی ہنسی نکل گئی وہ کرسی سے ٹیک لگاتا اسکے تاثرات دیکھتا ہنستا جا رہا تھا۔ چاچو کے سڑے تاثرات سے وہ ہمیشہ محظوظ ہوتا تھا۔

" اچھا میں کچھ اور کہنے جا رہا تھا۔ تو میں کہہ رہا تھا کہ بابا ابھی مجھے بچہ سمجھتے ہیں لائک کہ مجھے ابھی اتنی سمجھ نہیں بزنس کی مجھے زیادہ وقت دینا چاہیے !!! اور بھی پتہ نہیں کیا کیا۔۔۔ مجھے ایسا لگنے لگا ہے بلکل بیکار ہوں میں "

وہ افسوس سے سر ہلاتا کہہ رہا تھا۔ اسید نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا سر کے پیچھے سے ہاتھ ہٹاتا وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ نمر نے سر اٹھا کر اسے دیکھا وہ اسکے ہمدردانہ الفاظ کا منتظر تھا۔۔

" !!! خود کو بیکار نہ سمجھو، تم ہو........ لیکن مت سمجھو "

وہ نہایت سنجیدگی سے بولا البتہ سرمئی آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔ نمر نے صدمے سے اسے دیکھا جو اس جواب کی توقع نہیں کر رہا تھا۔ وہ اسید کو گھورتا اٹھا۔

دو نمبر چاچو!!!" وہ بڑبڑایا۔ "

" !!! جا رہا ہوں میں اپنی ایک نمبر بیوی کے پاس "

پیروں میں جوتا پہنتا وہ خفگی سے کرسیوں کی قطار سے گھوم کر آگے بڑھا۔

جب اسید کی آواز سماعتوں سے ٹکرائی۔

جب ایک نمبر بیوی کمرے سے نکال دے تب بھی دو نمبر چاچو کے پاس "

"نہ آنا۔۔۔

وہ وہیں کھڑا اسے خفگی سے دیکھنے لگا تو اسید نے بیزار نظر اس پر ڈالتے کنپٹی کھجائی۔

" !!! بیبیوں کی طرح نہ دیکھو "

نمر کو اسکی بے وفائی کا گہرا صدمہ لگ چکا تھا وہ قدم قدم چلتا اسید کے سامنے رکا۔ اسید نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا تبھی نمر اچانک جھک کر اسکے سر پر لب رکھتا اسکے چہرے کے گرد ہاتھ رکھ گیا۔

" میری پہلی بیوی آپ ہی ہیں !!! "

جلدی سے پیچھے ہٹتے اسے آنکھ مار کر نمر نے اندر کی طرف دوڑ لگا دی۔۔۔

اگلے ہی لمحے جوتے کا نشان اسکی کمر پر چھپ چکا تھا۔ وہ ہنستا ہوا چلا گیا۔

" استغفر اللہ !!!" اسید سیدھا ہوتا بڑبڑایا اگلے پل وہ اٹھ کر اپنے پورشن کی جانب بڑھ گیا۔

❤❤❤

رات کا جانے کونسا پہر تھا جب اسکی آنکھ کھل گئی۔ نیند اسکی آنکھوں سے اڑ چکی تھی۔ کچھ دیر پہلے ہی تو وہ اتنی مشکل سے سوئی تھی۔

وہ اٹھ بیٹھی اسکے ہاتھ بالوں تک گئے جو کھل چکے تھے۔اب وہ بالوں کا جوڑا بنارہی تھی اسکی آنکھیں سوجھی ہوئی تھیں جیسے وہ بہت دیر تک روتی رہی ہو۔۔۔

عزہ نے وقت دیکھا ابھی فجر کی نماز میں وقت تھا۔وہ بیڈ سے نیچے اترتی پیروں میں سلیپرز پہنتی واش روم کی جانب بڑھی۔کچھ دیر بعد وہ باہر نکلی تو چہرے سے پانی کے قطرے گر رہے تھے۔بازو کہنیوں تک مڑے تھے جو بھیگی ہوئی تھیں۔

وقت نے کچھ پل مزید سمیٹے۔اب وہ جائے نماز پر کھڑی تہجد کے لیے نیت باندھ چکی تھی بڑی سی چادر کو اچھی طرح حجاب کی طرح اوڑھ رکھا تھا۔ اسکے لب آہستہ آہستہ حرکت کر رہے تھے۔

اسی پہر ساتھ والے پورشن میں اسید اپنے لان میں کھلے آسمان تلے جائے نماز بچھائے سجدے میں جھک رہا تھا۔

وہ سیدھا ہوتا تشہد میں بیٹھ گیا اسکے چہرے پر سکون بکھرا تھا۔ نہایت آہستگی سے اسکے لب حرکت کر رہے تھے۔

عزہ کے کمرے میں جھانکو تو وہ دو رکعات پڑھنے کے بعد دعا کے لیے ہاتھ اٹھا چکی تھی۔ آنسو بڑی خاموشی سے اسکی آنکھوں سے بہنے لگے۔

وہ کچھ نہیں مانگ رہی تھی وہ بس خاموش تھی۔ زندگی میں کبھی ایسا وقت بھی آتا ہے جب درد اتنا بڑھ جاتا ہے کہ الفاظ چھن جاتے ہیں۔ آواز ختم ہو جاتی ہے! وہاں بس خاموشی ہوتی ہے اور بہتے آنسو!

جانے وہ کب تک یونہی بیٹھی رہی، یک ٹک خالی ہاتھوں کو دیکھتی۔۔۔

کچھ گھڑیاں سرکیں، وہ چہرے پر ہاتھ پھیرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ جائے نماز تہہ کر کے رکھتی وہ ہاتھ کی پشت سے بھیگے گال صاف کرتی بالکنی میں چلی آئی۔

گیلی سانس کھینچتے اس نے تاریک آسمان کو دیکھا، اسے بے اختیار رونا آیا ریلنگ پر ہاتھوں کی گرفت مظبوط ہوئی۔

اللہ تعالیٰ آپ وہاں ہیں نہ ؟آپ مجھے دیکھ رہے ہیں نہ !اللہ تعالیٰ دیکھیں " " نہ میرا دل ٹوٹ گیا۔۔

ڈبڈبائی نظروں سے افق کو دیکھتی وہ سسک پڑی۔اسکا سر ریکنگ پر جھکتا چلا گیا ہاتھوں پر پیشانی رکھے وہ منہ کھولے گہری سانس کھینچنے لگی۔

وہ کچھ دیر یونہی کھڑی رہی پھر اس نے سر اٹھایا۔اس نے دائیں جانب دیکھا تو اسکا دل دھک سے رہ گیا۔وہ لان میں تہجد کی نماز پڑھ رہا تھا۔لمبی اور پرسکون !

وہ یک ٹک اسے دیکھے گئی۔دھیمی سانسیں بھرتیں،سبز آنکھوں میں درد کا جہاں لیے۔۔وہ اس منظر سے نظر نہیں ہٹا پا رہی تھی کچھ دیر پہلے کی کیفیت زائل ہونے لگی۔

وہ رشک سے اسے دیکھ رہی تھی وہ جانے کب سے تہجد کی نماز پڑھتا تھا وہ نمازوں کا پابند تھا۔عزہ کو یاد نہیں پڑتا تھا اس نے کب باقاعدگی سے نمازیں پڑھی تھیں۔وہ تو قرآن بھی کبھی کبھی پڑھتی تھی لیکن وہ جب سے بڑی

ہوئی تھی اسید کو قرآن پڑھتا دیکھتی رہی تھی وہ نمازیں پڑھتا تھا۔وہ عورتوں سے بیزار تھا۔۔۔

اس لمحے عزہ کو سمجھ آیا وہ نفس کے بت پر پیر رکھ کر آگے بڑھ چکا تھا۔وہ اپنی خواہشات کو اللہ کے تابع کر چکا تھا۔۔

نفس کو روندنا آسان نہیں ہوتا۔اپنے نفس کو شر سے بچانے کے لیے خیر میں مصروف کرنا پڑتا ہے!

اسے اپنا آپ بہت چھوٹا لگا۔دنیا میں لوگ اپنا اچھا مقام بنانے کے لیے بڑی تگ ودو کرتے ہیں مگر اللہ کی نظر میں مقام بلند کرنے کی جدوجہد کون کرتا ہے۔

ایسے مادہ پرست دور میں بھی اگر آپ دین کی طرف پلٹ رہے ہیں تو یقیناً آپ خوش نصیب ہیں!!

وہ اسے تب تک دیکھتی رہی جب تک وہ نماز پڑھتا رہا۔

اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ حسن کیا ہے تو میں کہوں گی "فجر کی تاریکی میں مصلے پر سجدہ کرتا مرد، نامحرم عورت کی بھٹکتی نگاہ پر اللہ کی پناہ مانگنے والا مرد"

کہاں ہوتے ہیں ایسے مرد......

پھر مجھے کیوں آپ سے محبت نہ ہوتی!

وہ سلام پھیر رہا تھا اسکی نظروں میں آنے سے پہلے وہ پلٹ گئی۔ اسید نے انگلیوں پر چند تسبیحات پڑھنے کے بعد دعا کے لیے ہاتھ اٹھا لیے۔

"یا اللہ بے شک آپ رحمٰن ہیں، آپ ہی سب سے رحیم ہیں۔ سب کے دل کے حال جانتے ہیں۔ میری خطاؤں سے درگزر فرمائیں جیسا کہ آپکی شان ہے۔ مجھے ہدایت پر قائم رکھیں کہ میرا دل پلٹ نہ سکے، بے شک یہ آپ کے اختیار میں ہے۔

یا اللہ آپ سب جانتے ہیں جس کرب سے میں گزر رہا ہوں، میں بے بس ہوں! میرے دل کو پلٹ دیں اسکی طرف یا اسکے دل سے میرا خیال نکال

دیں۔ اللہ میں تو آپ سے مانگ رہا ہوں جسکے اختیار میں سب کچھ ہے۔ میں کسی اور سے نہیں مانگتا۔

اللہ آپ جانتے ہیں وہ مجھے بہت عزیز ہے، اسکی ازیت میرے دل کو تکلیف دیتی ہے۔ عزہ کو اتنی خوشیاں عطا کردیں کہ کبھی اسکی آنکھ میں آنسو نہ آئے۔ میری زندگی اسے عطا کر دیں! اسے اپنے حفظ وامان میں رکھیں۔

" آمین! یا ارحم الراحمین !!!

چہرے پر ہاتھ پھیرتا وہ جائے نماز اٹھا کر زیر لب آیت الکرسی پڑھتا اندر چلا گیا۔۔

باہر اب سناٹا تھا۔ موت سا سناٹا! اس تاریک رات میں دعا کی گئی تھی۔ تہجد کے وقت میں! کیسے نہ قبول ہوتی!

❤❤❤

جبیل مینشن میں صبح سویرے ہی افرا تفری نظر آرہی تھی۔ ملازمین کبھی کسی کام سے ادھر کو جاتے کبھی ادھر کو۔ نائل نے گھر کی سجاوٹ کے لیے کچھ لوگوں کو بلا رکھا تھا۔

عافیہ فون کان سے لگائے باہر لان کی طرف آرہی تھیں ساتھ وہ ارد گرد طائرانہ نگاہ ڈال رہی تھیں۔

وہ اپنی سہیلیوں کو خاص کر عزہ کی منگنی پر مدعو کررہی تھیں تاکہ انہیں اپنی دولت سے مرعوب کر سکیں۔ وہ ہر چیز پرفیکٹ چاہتی تھیں۔ آخر کو ان کی "عافیہ جبیل" کی بیٹی کی منگنی تھی وہ بھی ان کے بھانجے سے!

" جان میں بتا رہی ہوں نہ سب آناً فاناً طے پایا۔ تم ضرور آنا مجھے خوشی ہوگی !! "

آنکھیں گھما کر کہتیں وہ باہر جا رہی تھیں جب آئنور کو اندر آتے دیکھ کر ان کے رگ و پے میں ناگواری کی لہر دوڑ گئی۔

" کہاں سے آرہی ہو؟ "

ان کے قریب سے گزرتی وہ ٹھہر گئی۔اس نے نارمل انداز میں انھیں دیکھا جو کم کم ہی اس سے مخاطب ہوتی تھیں۔

" آپی کی طرف گئی تھی، نمر نے آپ کو بتایا ہوگا! "

اسکے جواب دینے پر ان کی پیشانی شکن زدہ ہوئی۔کال بند کرتیں وہ تیکھی نظروں سے اسے دیکھنے لگیں۔

" ہاں بتایا تھا۔پہلے تو کوئی بہن نہیں تھی تمہاری،اچانک سے دریافت ہوگئی۔خیر کہیں آنا جانا ہو تو مجھ سے پوچھ کر جایا کرو۔اب سیر سپاٹوں سے فرصت مل گئی ہو تو عزہ کو دیکھو جاکر اسے پارلر لے جاؤ،اسکا موڈ فریش کرو! "

آرڈر دیتیں وہ آگے بڑھیں جب آئنور کی آواز پر ان کے قدم تھمے۔

" جب آپ اپنا فیصلہ اس پر تھوپ ہی چکی ہیں تو اب اسکے موڈ سے آپ کو فرق نہیں پڑنا چاہیے! "

وہ چپ نہ رہ سکی تھی دل چاہ رہا تھا چیخ چیخ کر سب کو بتائے اس گھر میں اک معصوم جان پر کیسا ظلم ڈھایا جا رہا تھا۔ وہ کہہ گزرتی اگر اسید راضی ہوتا۔ لیکن سارا مسلہ بھی تو یہی تھا کہ وہ مانتا نہیں تھا۔

عافیہ طیش سے اسکی جانب پلٹیں ان کا ہاتھ اٹھا تھا، آئنور نے ڈر کر آنکھیں موندیں جب اگلے ہی پل نمر کی آواز پر وہ آنکھیں کھول گئی۔

" !!! آئی کانٹ بیلیو مام "

وہ ان کا اٹھا ہاتھ بر وقت تھام گیا تھا۔ اس نے افسوس سے انہیں دیکھا۔ عافیہ کا غصہ مزید بڑھا جبکہ آئنور اس صورتحال سے پریشان نظر آ رہی تھی۔

" !تم میرے معاملے میں مت بولو نمر "

وہ انگلی اٹھائے درشتگی سے بولیں۔ اس حقیر لڑکی کے سامنے ان کا بیٹا ان سے اس طرح بات کر رہا تھا یہ انہیں غصے سے پاگل کرنے کے لیے کافی تھا۔

" !یہ میری بیوی کا معاملہ ہے "

وہ آئنور کے آگے ڈھال بن کر کھڑا ہو گیا۔ آئنور کی آنکھوں میں نمی آئی وہ ڈبڈبائی نظروں سے اسکی چوڑی پشت دیکھنے لگی۔ اسکے باپ کے بعد آج اسکا شوہر اسکا محافظ بنا کھڑا تھا۔

" تو اپنی بیوی سے کہو کہیں بھی منہ اٹھا کر چلی نہ جایا کرے اور میرے سامنے اپنی زبان بند رکھا کرے ! "

تنفر سے کہتیں وہ اسکی کوئی بات سنے بغیر مغرور چال چلتیں باہر چلی گئیں۔

نمر آئنور کی جانب پلٹا جو نم آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ اسکا ہاتھ تھامے کمرے میں لے آیا۔

" مت روؤ !!! "

وہ اسکی آنکھوں کو نرمی سے صاف کر رہا تھا۔ آئنور اچانک اسکے سینے سے لگی۔ نمر کا ایک قدم پیچھے پڑا۔

" میں ہمیشہ سوچتی تھی اس دنیا میں میرے بابا کے بعد کوئی مجھے ویسا تحفظ نہیں دے پائے گا لیکن آج آپ نے جس طرح میرے لیے اسٹینڈ لیا میں مان گئی ہوں..... "

" کیا؟؟" نمر نے اسے حصار میں لیتے نرمی سے پوچھا۔

" باپ کے بعد وفا کا دوسرا نام شوہر ہے !!! "

وہ بے ساختہ مسکرایا۔

" اس پر کیا کہوں ؟ "

وہ واقعی نہیں جانتا تھا۔ آئنور آہستہ سے اس سے الگ ہوئی۔

" کچھ نہ کہیں ! "

وہ اس سے نگاہ چرا رہی تھی کیونکہ جب جب وہ خود اسکی جانب بڑھتی تھی اسکی نگاہوں کی وارفتگی اس سے سہی نہیں جاتی تھی۔

"آج کیا پہن رہی ہو پھر؟ "

وہ سینے پر ہاتھ باندھتا نرم گرم نگاہوں سے اسے تکنے لگا۔ وہ بے ساختہ پلٹی۔ نمر کے لبوں پر دلکش مسکراہٹ آٹھری بہت کم ایسا ہوتا تھا جب وہ اس سے شرماتی تھی۔

" !! ابھی دیکھوں گی کیا پہنوں "

وہ وارڈروب کی جانب بڑھی اس نے واقعی ہی نہیں سوچا تھا۔ نمر اسے ہی دیکھ رہا تھا وارڈ کھلتے ہی ایک رنگ پر اسکی آنکھیں ٹھہر گئیں۔ سیاہ جھلملاتا رنگ !

" !!! بلیک ساڑھی پہننا "

فرمائش کرتا وہ کمرے سے جا چکا تھا۔ آئنور نے پلٹ کر دیکھا وہ نہیں تھا۔ وہ مسکراتی وہی ساڑھی نکال کر دیکھنے لگی۔

❤❤❤

" سالی صاحبہ خیر سے آئی تھیں؟ "

وہ پانی کا گلاس ایک سانس میں خالی کرتا اس سے مخاطب ہوا۔ عطوف کا سامان پیک کرتی ہالہ نے جھکا چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا وہ فرش پر بڑا سا اٹیچی کیس کھولے اس میں عمر کا لایا سامان رکھ رہی تھی جو وہ عطوف کے لیے وقتاً فوقتاً لاتا رہا تھا۔

" جی وہ نکاح پر آنے سے معذرت کر رہی تھی اصل میں اسکی نند کی بھی منگنی ہے نہ ! "

وہ سر واپس جھکا چکی تھی وہ کل سے کام میں جتی تھی۔ عطوف کا سامان رکھنا، اسکی ضرورت کی سب چیزیں۔ صبح وہ عطوف کے ساتھ شاپنگ کے لیے گئی ہوئی تھی۔ گھر میں کوئی بڑا نہیں تھا تو سب انہی کو کرنا تھا۔

ہالہ سب سے زیادہ بوکھلائی ہوئی تھی یہ پہلا موقع تھا جب اتنی بڑی ذمہداری اس پر پڑی تھی۔ وہ پوری کوشش کر رہی تھی سب احسن طریقے سے انجام پا جائے۔

"اسید کی بھتیجی کی ؟ اچھا مجھے تو نہیں بتایا اس نے۔ خیر اللہ دونوں بچیوں کے نصیب اچھے کرے ! "

وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ شام میں بلال اور عطوف کا نکاح تھا۔ جہیز کا کچھ سامان وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی بلال کے گھر پہنچا کر آیا تھا جس نے سخت اعتراض کیا تھا جواباً عمر کا ایک ہاتھ ہی اس پر کافی پڑا تھا۔

پہلا بہنوئی تھا جو اپنے سالے سے ڈرتا تھا !

" آمین !!! اچھا سنیں مجھے ایک دو چیزیں منگوانی ہیں صبح بازار گئے تھے تب بھول گئی میں۔۔۔ سب اتنا جلدی ہو رہا ہے کہ مجھے تو کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہا۔ چھ بجے ہال پہنچنا ہے پانچ بجے عطوف کو تیار کرنا ہے کہا بھی تھا پارلر چلی جاؤ لیکن نہیں وہ کہتی ہے میں تیار کر دوں۔۔۔ ابھی میرے کپڑے بھی پریس ہو کر آنے ہیں۔۔۔ اللہ اللہ !!! "

وہ کھڑی ہوتی سر پر ہاتھ رکھے نان اسٹاپ بولتی جا رہی تھی جب عمر اسکے سامنے آتا جھک کر اسکا گال چوم گیا۔

" میں کس لیے ہوں؟ "

اسکی مسکراتی دھیمی آواز پر ہالہ کی بولتی بند ہوئی وہ نظریں جھکاتی انگلیاں مسلنے لگی۔

" بتادیں کیا منگوانا ہے۔ آتے وقت آپ کے کپڑے بھی لے آؤں گا اور کچھ؟ "

اس کے انگلیاں مسلتے ہاتھوں کو نرمی سے جدا کرتا وہ پشت پر ہاتھ لے جاتا اسکے سامنے جھک کر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔ ہالہ نے نفی میں سر ہلایا۔

وہ سائیڈ ٹیبل تک گئی اور ایک پیج اٹھا کر اسے تھما دیا۔ وہ پلٹی تو اسکے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ وہ اسے نہیں بتا سکی کہ جب جب وہ اسکے سامنے جھکتا تھا اسکا دل گدگدا جاتا تھا۔

" ہم مہرباں ہو جائیں تو وہ ستم کرنے لگتے ہیں !!! "

گہری سانس لے کر زیر لب بڑبڑاتا وہ دروازے کی جانب بڑھ گیا۔ وہ اسکی چھپتی مسکراہٹ دیکھ چکا تھا۔

♥♥♥

وقت تیزی سے گزر رہا تھا۔ پتہ بھی نہ چلا کیسے دن شام میں ڈھلا اور نکاح کی تقریب انجام پا گئی۔ رخصتی کا وقت ہوا تو عطوف عمر کے گلے لگتی رو پڑی۔

اس نے عروسی جوڑے کے ساتھ حجاب اور نقاب کر رکھا تھا وہ اتنی منفرد اور دلکش لگ رہی تھی کہ بلال کی نگاہیں بار بار اس پر اٹھ رہی تھیں۔ اسے لگا آج تو دل گیا۔۔۔ بس گیا ہی گیا!

عمر کے تسلی دینے پر بھی عطوف چپ نہ ہوئی تو ہالہ آگے بڑھتی اسے ساتھ لگا گئی۔

میری بہن اتنامت رو میکپ خراب ہو جائے گا، چند گھروں کا ہی تو فاصلہ "
ہے بس جب مرضی آجانا۔ دیکھو تو بے چارے کو کس طرح تمہیں دیکھ رہا
" ! ہے بار بار، اس کی حالت پر رحم کرو

وہ اسکے کان میں سرگوشی کرتی پیچھے ہٹی تو عطوف کو چہرے سے حدت نکلتی محسوس ہوئی۔ وہ گیلی آنکھیں جھپکتی گاڑی کی جانب بڑھی جسکا دروازہ عمر کھولے کھڑا تھا۔

ہالہ نے اسے بیٹھنے میں مدد دی۔ دروازہ بند کرتے وہ اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گئے یوں سب واپسی کے لیے روانہ ہو گئے۔

❤❤❤

انہیں گھر آئے کچھ وقت ہی ہوا تھا ہالہ آئینے کے سامنے کھڑی جیولری اتار رہی تھی۔ سر پر پڑا دوپٹہ اب اتر کر ایک کندھے پر پڑا ہوا تھا۔ اسکے لمبے بال کھلے ہوئے تھے گھٹنوں تک جاتے گھنے بال!

اسی کمرے میں وہ بھی بیڈ پر چت لیٹا ہوا تھا۔ کپڑے تبدیل کئے بغیر وہ تھکا ہارا آنکھیں موندے لیٹا تھا۔

ہالہ جلدی جلدی جیولری اتارتی آئینے میں اسے دیکھ رہی تھی اسکا ارادہ تھا جلدی کپڑے بدل کر عمر کے لیے چائے بنا لے بلاشبہ آج کا دن بہت تھکا دینے والا تھا۔

وہ سر پر ہاتھ رکھے ہولے ہولے دبانے لگا۔ہالہ سے اب رہا نہ گیا وہ ہاتھ سے چوڑیاں اتار کر ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتی اسکے پاس آئی۔

" آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟ "

وہ جھکی پوچھ رہی تھی اس نے ہاتھ اسکی پیشانی کی طرف بڑھایا تھا عمر نے آنکھیں کھول دیں۔

" سر میں درد ہے، ٹھیک ہو جائے گا۔ "

وہ آہستہ سے بولا۔ہالہ نے دیکھا اسکی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔وہ اس کے سرہانے بیٹھ گئی۔بغیر کچھ کہے وہ اسکا ہاتھ ہٹاتی نرمی سے اسکا سر دبانے لگی۔

" !آپ چینج کرلیں، تھک گئی ہوں گی "

وہ آنکھیں موندے بولا ضرور لیکن وہ چاہتا تھا وہ نہ جائے۔اسکے ہاتھ کے لمس سے اسے سکون سارگ وپے میں اترتا محسوس ہوا۔

" !!! بلکل نہیں تھکی "

وہ غور سے اسکے نقوش کو دیکھ رہی تھی۔اسے یہ کرنا اچھا لگ رہا تھا۔عمر نے آنکھیں کھولیں تو وہ سٹپٹاتی نگاہ پھیر گئی۔عمر کے لبوں پر ہلکی مسکان آئی۔

اگلے پل وہ اسکی گود میں سر رکھ چکا تھا۔

ہالہ کے چہرے پر شرم وحیا کے رنگ بکھر بکھر سے گئے اس نے نرمی سے ایک ہاتھ اسکی داڑھی پر رکھا جبکہ دوسرے سے وہ اسکا سر دبانے لگی۔

" !!! آپ جادو گر لگتی ہیں "

اسکی بوجھل آواز ابھری۔

" ہالہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔"وہ کیسے ؟

آپ کے ہاتھ لگاتے ہی سر درد جانے لگا ہے۔"اسکی آنکھیں بند تھیں۔ "

مگر یہ تو دبانے کی وجہ سے جا رہا ہے !!!"وہ مسکرائی۔ "

او نہوں !اس احساس کی وجہ سے جو آپ منتقل کر رہی ہیں۔اس سکون " کی وجہ سے جو آپکی موجودگی مجھے بخش رہی ہے !!!"اسکی آواز ہلکی ہو رہی تھی وہ نیند کی وادیوں میں اتر رہا تھا۔

ہالہ کو محسوس ہوا اسکی سانسیں بھاری ہو رہی ہیں یقیناً وہ سو چکا تھا۔

" !!! پھر تو آپ سے بڑا جادو گر کوئی نہیں "

اس نے سرگوشی کی۔وہ دیکھ نہیں سکی عمر دھیرے سے مسکرایا تھا۔

❤❤❤

بلال کے کمرے میں جھانکو تو کمرہ گلاب کے پھولوں سے مہک رہا تھا۔

کمرے کو اچھے سے سجایا گیا تھا جگہ جگہ پھول بکھرے تھے۔

زنیرہ عطوف کو لئے کمرے میں آئیں وہ اسکی بلائیں لیتیں نہ تھک رہی تھیں۔ان کی خوشی چھپائے نہ چھپ رہی تھی۔

" !! میری بیٹی ادھر بیٹھو، بلال بس آتا ہوگا "

وہ اسے بیڈ تک لے آئیں تو وہ خاموشی سے بیٹھ گئی اس نے نگاہیں جھکا رکھیں تھیں۔

" !!! بیٹا اتار دو یہ نقاب، گھر میں اور بلال ہی تو ہیں بس "

وہ اسکے ڈھکے چہرے کو دیکھتیں متانت سے بولیں تو عطوف جھجھک گئی ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو بلال نے گھر داخل ہوتے کہا تھا وہ ابھی نقاب نہ اتارے۔۔۔

" !!! جی اچھا "

اس کے فرمانبرداری سے کہنے پر وہ مسکراتیں پلٹ کر باہر چلی گئیں۔

عطوف نے اب کہ نگاہ اٹھا کر کمرے کا جائزہ لیا ہر چیز پر پھول بکھرے ہوئے تھے۔

وہ مبہوت ہونے لگی۔اتنے زیادہ پھول؟

وہ اپنی سوچوں میں غلطاں تھی کہ وہ کھنکارتا اندر داخل ہوا۔وہ سرعت سے نگاہ جھکا گئی تھی۔دل کی کیفیت عجیب تھی۔

وہ جو ہر بار اسکے سامنے آنے پر نگاہ جھکا لیتا تھا آج وارفتگی سے اسے دیکھے جا رہا تھا۔اسکی نگاہ ایک پل بھی نہ اس سے ہٹی تھی۔

" اسلام علیکم !!! "

اسکی بھاری آواز کمرے میں گونجی۔عطوف نے زیر لب جواب دیا وہ اسے اپنی جانب بڑھتا محسوس کر رہی تھی۔جوں جوں وہ قریب آرہا تھا اس کی دھڑکنیں منتشر ہوتی جا رہی تھیں۔

ایسا احساس اس نے کبھی کسی کے لیے محسوس نہ کیا تھا وہ اپنی کیفیت پر گھبرائی۔

بلال اسکے سامنے بیٹھ چکا تھا۔اسکی آنکھوں میں تشکر تھا،دیوانگی تھی، وارفتگی تھی۔۔۔وہ عشق کا مارا اسے یوں دیکھ رہا تھا جیسے وہ کوئی معجزہ ہو!

اس نے آہستہ سے ہاتھ بڑھا کر اسکا نقاب اتار دیا۔ اگلے پل وہ ساکت ہوا تھا۔ وہ آنکھیں جھکائے بیٹھی تھی۔ سرخ لپ سٹک سے رنگے تراشیدہ لب جن کے اوپرے کونے پر سیاہ تل تھا۔ تیکھے نین نقش...... وہ خووبصورت تھی! بے حد خوبصورت!

وہ خاموشی سے اسے تکے گیا نرم نگاہوں کا حصار عطوف کی پلکیں لرزا رہا تھا۔ وہ گود میں دھرے ہاتھوں کو بھینچ گئی وہ کچھ کہہ کیوں نہیں رہا تھا، بس دیوانہ وار دیکھے جا رہا تھا۔

بلال کا اگلا عمل اسکی جان پر بھاری پڑا تھا۔ وہ اسکا حنائی نرم گرم ہاتھ پکڑ کر اپنے سینے پر رکھ گیا۔ اسکی دھڑکنیں عطوف کو اپنی ہتھیلی پر محسوس ہونے لگیں۔

" میرا دل میرے اختیار سے نکل رہا ہے !!! "

اسکی بوجھل مدھم آواز ابھری۔ عطوف کا چہرہ حیا سے سرخ پڑنے لگا بلال کی مظبوط گرفت میں اسکا ہاتھ کانپ اٹھا۔

" آپ نقاب میں میرا دل لے گئی تھیں، بنا نقاب کے میری جان لے رہی ہیں !!! "

وہ اسکا ہاتھ لبوں تک لے آیا تھا۔ اسکا ہاتھ سیدھا کرتا وہ اسکی ہتھیلی کو چوم گیا۔ نرمی سے، محبت سے، عقیدت سے!

وہ خود میں سمٹ گئی۔ وہ کہہ رہا تھا اسکا دل اسکے اختیار سے نکل رہا ہے۔ وہ ٹھیک کہہ رہا تھا.....

"میں نے ہر بار سوچا، جب آپ کا چہرہ بے حجاب ہو گا، میرے دل کا کیا حال ہو گا۔۔۔

میرا دل پاگل ہو رہا ہے، میں خود بھی.....! "

وہ اب اسکی ٹھوڑی کو چوم رہا تھا۔

عطوف نے آنکھیں موندی تھیں، اسے سانسوں پر قابو پانا دنیا کا سب سے مشکل کام لگا۔

" آپ سے ایک بات کہوں؟ "

وہ پیچھے ہٹتا نرمی سے پوچھنے لگا۔ عطوف نے نگاہیں جھکائے ہی سر ہلایا۔

" آپ سے خوبصورت عورت میں نے آج تک نہیں دیکھی ! واجب المحبت لوگ اتنے حسین کیوں ہوتے ہیں ؟ "

وہ دلکشی سے مسکرایا۔ عطوف نے پہلی بار نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ گھنا میسنا کہیں کا، شادی سے پہلے پتہ چل جاتا کہ تم مجھ پر ایسی نظر رکھے ہوئے ہو تو واللہ منہ توڑ دیتی !!!

وہ بس سوچ سکی۔

" کتنی عورتوں کو دیکھا ہے آپ نے ؟ "

وہ خود کو کہنے سے روک نہ سکی۔ وہ پہلے پہل تو حیران ہوا پھر سر جھکاتا ہنس پڑا۔ عطوف نے دل میں اعتراف کیا وہ بہت پیارا ہنستا تھا۔ وہ نگاہ جھکا گئی۔

" بہت سی عورتوں کو دیکھا ہے لیکن ویسے کبھی نہیں دیکھا جیسے آپ کو دیکھتا ہوں ! "

عطوف کا چہرہ کان کی لو تک دہک اٹھا وہ دلچسپی سے اسکے بدلتے رنگ کو دیکھنے لگا۔

کچھ دیر بعد وہ اٹھا اور وارڈروب کی جانب بڑھا اسکے لیے لایا تحفہ نکال کر وہ پلٹا۔

وہ جو چہرہ اٹھائے اسکی مظبوط پشت کو دیکھ رہی تھی اسکے پلٹنے پر گڑبڑاتی سر جھکا گئی۔ وہ مسکراہٹ دباتا اسکی جانب بڑھا۔

" آپ مجھے دیکھ سکتی ہیں، میں برا نہیں مناتا۔۔ "

عطوف کا دل کیا چلو بھر پانی میں ڈوب مرے، بھلا کیا ضرورت تھی اسے یوں تاڑنے کی!

وہ خود نہیں سمجھ پا رہی تھی نگاہ کیوں بار بار اس پر اٹھنے کو بے تاب ہو رہی تھی۔

کچھ دیر بعد اس نے ایک خوبصورت شیشے کی ڈبی کھول کر اس سے رنگ نکالی تھی۔۔ ڈائمنڈ رنگ!

بلال نے اسکے سامنے ہتھیلی پھیلائی تو وہ جھجھکتی اسکی ہتھیلی پر اپنا ہاتھ رکھ گئی۔ وہ اپنے ہاتھ میں اسکے ہاتھ کو چند پل دیکھے گیا۔ دل چاہتا تھا یہ پل تھم جائے، وہ یقین کر لے واقعی اسے نواز دیا گیا ہے!

اب وہ اسکی انگلی میں رنگ پہنا رہا تھا جسکا نگ بہت چمک رہا تھا۔ وہ مبہوت سی اپنے ہاتھ کو دیکھے گئی جسکی رنگ فنگر میں ہیرے کی انگوٹھی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

" آپ کو اچھی لگی؟ "

وہ سر اٹھائے اس سے پوچھ رہا تھا۔ عطوف نے بے اختیار اثبات میں سر ہلایا۔

" خوبصورت!!!" وہ رنگ کو دیکھ رہی تھی۔

" بے حد خوبصورت!!!" بلال اسے دیکھ رہا تھا۔

" میں چینج کرنا چاہتی ہوں!!! "

وہ اسکی نگاہوں پر پزل ہوتی آہستہ سے بولی۔ وہ اسکا ہاتھ چھوڑتا اٹھ کھڑا ہوا۔

" آپ کے کپڑے امی نے وارڈروب میں سیٹ کر دیے تھے۔ "

وہ آگاہ کر رہا تھا۔ وہ خاموشی سے اٹھتی وارڈروب کی جانب بڑھی۔ بلال اسے دیکھتا رہا حتی کہ وہ واش روم کا دروازہ کھول کر نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔۔

❤❤❤

وہ جیسے ہی جبیل مینشن میں داخل ہوئی اسکے ابروستائش سے اٹھے۔ ہر سو جگمگاتے برقی قمقمے، خوشبو کی بہتات! خوشگور قہقہے، گویا خوشیوں کی بھرمار تھی۔

وہ راہ میں ملتے جاننے والوں کے سلام پر سر کی جنبش سے جواب دیتی اندر چلی آئی۔ اندر کی تو چھب ہی نرالی تھی!

پورے گھر کو کسی دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔ وہ مسکراتی آگے بڑھی اسکی نگاہیں کسی کو تلاش رہی تھیں۔ اسکا سامنا نائل سے ہوا جو نرمی سے مسکراتا اس سے مخاطب ہوا۔

" کیسی ہو دردانہ ؟ "

وہ نرمی سے مسکرائی وہ اتنا نرم دل تھا کہ اس سے انسیت ہونے لگتی تھی۔

" ٹھیک ہوں انکل ! آپ کیسے ہیں ؟ "

وہ بھی اسی نرمی سے گویا ہوئی۔

" !!! نائل نے سر کو خم دیا۔ "ہینڈ سم

!یک لفظی جواب پر وہ ہنس پڑی۔ بلاشبہ وہ ہینڈ سم تھا

سوری انکل بابا نہیں آسکے، کوئی ضروری کام تھا انہیں معذرت کر رہے "

" ! تھے

نائل ویسا ہی مسکراتا رہا۔ دردانہ کو لگا وہ کچھ خفا ہو گا مگر خفگی جیسا احساس

!اسکی سرشت میں شامل ہی نہ تھا جیسے

وہ پینٹ کوٹ میں ملبوس، دونوں ہاتھ جیبوں میں اڑسے مسکرا رہا تھا۔

عرب کہا کرتے تھے اپنا دل مجھے تھما دو..... ملاقات جب مرضی کر "

"لینا..... یعنی تعلق میں اخلاصِ قلب معتبر ہے، کثرتِ ملاقات نہیں۔۔

دردانہ نے مسکراتے سر کو جنبش دی تھی کچھ دیر بعد وہ آئنور کے سامنے کھڑی تھی جو سیاہ جھلملاتی ساڑھی میں بالوں کو کھلا چھوڑے اسے پورے دل سے خوش آمدید کہہ رہی تھی۔ وہ پرانی بات بھول چکی تھی، وہ یاد نہیں کرنا چاہتی تھی۔

دردانہ نے بھی یوں ظاہر کیا جیسے کچھ نہ ہوا ہو۔ وہ اگلے پل نمر کو عزہ کی منگنی کی مبارکباد دے رہی تھی۔۔ وہ آئنور کے ساتھ آ کھڑا ہوا تھا، سیاہ تھری پیس میں ملبوس، وجیہہ سا نمر جبیل!

کچھ پل مزید سرکے وہ ادھر ادھر بکھر چکے تھے۔

عافیہ نبیہا کے ہمراہ لاؤنج سے گزرتی دکھائی دے رہی تھیں وہ کچھ بات کر رہی تھیں۔

گھر میں گہما گہمی تھی خوشگوار قہقہے بکھر رہے تھے ایک دوسرے سے کافی دیر بعد ملے جانے پر میٹھے سے گلے کیے جا رہے تھے۔ کوئی مشروبات سے لطف اٹھا رہا تھا تو کوئی ہجوم کی جان بنا ہوا تھا۔

مائر کے کمرے میں جھانکو تو وہ آئینے کے سامنے کھڑا وائٹ شرٹ کے بٹن بند کر رہا تھا اسکی سیاہ آنکھوں کی چمک چندھیا دینے والی تھی۔ لب ہلکی مسکراہٹ میں ڈھلے ہوئے تھے۔

اب اوپری منزل پر جھانکو تو وہ آئینے کے سامنے بت بنی بیٹھی تھی وہاں اور کوئی نہیں تھا۔ بے بی پنک پیروں کو چھوتی کامدار پھولی میکسی میں وہ گڑیا لگ رہی تھی۔

! بلکل گڑیا کی طرح ! بے جان ساکت مجسمہ

اسکی سبز آنکھوں سے آنسو بہتے جا رہے تھے لب سختی سے آپس میں پیوست تھے۔

وہ خاموش تھی..... دل چیخ رہا تھا؛

کوئی اس کے دل کو تیز دھاری سے چیر رہا تھا، ازیت ایسی ہی تھی!

گھڑی نے سوئیاں آگے بڑھائیں وہ اب کشادہ ہال میں بیٹھی تھی، مائر کے ہمراہ! آئنور اسے لے آئی تھی نائل کی ہدایت پر۔ وہ اسکے لیے دکھی تھی اسے عزہ کو یوں دیکھ کر تکلیف ہو رہی تھی۔

مائر کا دل اپنے پہلو میں بیٹھی لڑکی کی موجودگی پر زوروں سے دھڑک رہا تھا۔ وہ اسے جی بھر کر دیکھنا چاہتا تھا۔

سب لوگ خوش تھے اسکا دل مر گیا تھا، لوگ جمع تھے دل کی میت پر! عافیہ نبیہا کے ہمراہ ہیرے کی دو انگوٹھیاں لیے ان کی جانب بڑھیں۔

عزہ نے نظر جھکا لی سانس الجھ رہا تھا۔ جنازے کا وقت آ گیا تھا دل کو دفنایا جانے والا تھا۔

وہ اسے ڈھونڈ رہی تھی وہ کہیں نہیں تھا! اس نے بے بس نظروں سے آئنور کو دیکھا تھا اور پھر وہ اسے انگوٹھی پہنا رہا تھا۔ تالیوں کا شور گونجنے لگا۔ لوگ دل کی قبر کے سامنے کھڑے تالیاں بجا رہے تھے۔

اس نے کانپتے ہاتھوں سے مائر کو انگوٹھی پہنائی تھی۔اسکے ہاتھوں میں واضح لرزش تھی۔اس نے بھرا حلق تر کرتے نگاہ اٹھائی تھی۔وہ لمحہ ساکن تھا۔

وہ سیاہ تھری پیس میں پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا اسی کو دیکھتا مسکرا رہا تھا۔

مہمان چھٹتے جا رہے تھے لان میں کھانے کا بندوبست تھا سب وہیں جا رہے تھے۔نائل آیا تھا اور پھر وہ مائر کو اپنے ساتھ حلقہ احباب سے متعارف کروانے لے گیا۔

وہاں اب وہی تھے آئینورا نہیں اکیلا چھوڑتی باہر کی جانب بڑھ گئی وہ اس امر کو یقینی بنا رہی تھی کچھ دیر تک کوئی اندر نہ جائے۔

عزہ کو لگا فضا میں آکسیجن کم پڑ رہی ہے۔اس کے لب پھڑپھڑائے آنکھیں نمی سے بھر گئیں اگلے پل وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھے پھوٹ کر رونے لگی۔

وہ مسکراتا اسکی جانب بڑھ رہا تھا۔ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے، مطمئن سا! وہ کبھی کسی فنکشن کے لیے اتنا تیار نہیں ہوتا تھا۔ آج ہوا تھا۔ وہ اسکے دل پر کاری وار کر رہا تھا۔

" عزہ !!! "

اسکی نرم پکار عزہ کے دل پر پڑی۔ کوئی بیک وقت اتنا ظلم اور نرم دل کیسے ہو سکتا ہے۔۔

وہ اب ہچکیوں سے رو رہی تھی وہ اپنے دل کے اجڑنے پر ماتم کناں تھیں۔ وہ کس طرح اسے مسکرا کر دیکھ سکتا ہے۔ وہ کیسے اسکی ازیت پر مسکرا سکتا ہے۔۔

" مت رو ! "

وہ نرمی سے کہتا اسکے سامنے پنجوں کے بل بیٹھ گیا۔ عزہ نے آنکھوں سے ہاتھ ہٹا کر اسے دیکھا۔ آنسوؤں بھری سرخ آنکھیں !

اسید کے دل کو کچھ ہوا۔۔

"!!! سب ٹھیک ہو جائے گا عزہ "

وہ سر اٹھائے اسے دیکھ رہا تھا۔ عزہ نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

" اب کچھ بھی ٹھیک نہیں ہو گا۔ آپ نے جانتے بوجھتے مجھے اس جہنم میں دھکیل دیا۔ میرے دل پر ایسا بوجھ پڑ گیا ہے جو میری جان لے لے گا۔ میں مر جاؤں گی تب خوش ہو جائیں گے نہ آپ؟ "

وہ گہری سانسیں کھینچنے لگی اسکا جسم کانپ رہا تھا۔

اسید نے دکھ سے اسے دیکھا۔ کیا وہ سمجھتی تھی اسکی تکلیف پر وہ خوش ہو گا؟

وہ دکھی سا اٹھ کھڑا ہوا۔

" !!! ایسا مت کہو، مجھے تکلیف ہو رہی ہے "

عزہ نے زخمی نظروں سے اسے دیکھا اگلے پل وہ اٹھتی اسکے مقابل کھڑی ہو گئی۔ چہرہ اٹھائے اسے سرخ نم آنکھوں سے دیکھتی ......

"اگر آپ کو میری ازیت سے تکلیف ہوتی تو آج میں اس حال میں نہ ہوتی، آپ نے..... آپ نے تو اپنی گڑیا کو بلکل تنہا کر دیا ہے۔ مجھے یقین نہیں آتا آپ میرے ساتھ ایسا کر سکتے ہیں، مجھے یقین نہیں آتا ! "

سسکتی ہوئی اگلے پل وہ بھاگتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔ اسید نے لب بھینچتے اسکی پشت کو دیکھا۔ اگلے پل وہ سپاٹ چہرہ لیے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

♥♥♥

" مے آئی کم ان سر؟ "

آواز پر سکندر نے سر اٹھایا۔ مقابل کو دیکھتے انہوں نے سر کو خفیف سی جنبش دی۔۔

" سر کچھ بتانا چاہتا تھا ! "

رئیس اندر آتا قدرے سنجید گی سے بولا۔ وہ سکندر کا خاص آدمی تھا۔ وہ اس وقت سکندر کے آفس میں تھے۔

" بولو !!! "

سکندر نے فائل پیچھے سرکاتے دونوں ہاتھ باہم ملائے۔ وہ اسکی جانب پوری طرح متوجہ تھے۔

" سر کوئی ہمیں سٹاک کر رہا ہے۔۔ "

سکندر نے چونک کر اسے دیکھا۔

" وہاٹ ؟ کون ؟ "

رئیس ایک قدم آگے آیا اسکے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔

میں نہیں جانتا وہ کون ہے۔ لیکن کوئی ہے جو ہمارے پیچھے ہے۔ آپ " کے آفس اور گھر کے آس پاس ایک مشکوک آدمی کو دیکھا گیا ہے۔ ہمارے " آدمی اس تک نہیں پہنچ سکے وہ جانے کس طرح غائب ہو جاتا ہے۔

سکندر نے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی ان کی پیشانی شکن زدہ ہو چکی تھی۔

کان کھول کر سن لو رئیس، جو بھی ہے اسے جلد پکڑو۔ میں کوئی بکھیرا " " نہیں چاہتا۔ اور ہاں اگر کوئی معاملہ گڑبڑ ہو سب نائل پر ڈال دینا۔۔

رئیس نے سر ہلایا۔ وہ اگلے لمحے پلٹا اور لمبے ڈگ بھرتا چلا گیا۔ سکندر فائل بند کرتے کرسی سے پشت لگا گئے۔ وہ گہری سوچ میں نظر آتے تھے۔۔

♥♥♥

اگلی صبح زرد سی طلوع ہوئی تھی۔ موسم جیسے دل کی کیفیات کی عکاسی کر رہا تھا۔ فضا میں گھٹن تھی، ایسی حبس زدہ سی صبح تھی۔

ایسے میں جب سب اپنے گھروں میں موجود تھے وہ دونوں ایک گھر کے سامنے آ ٹھہریں۔ وہ بوڑھی خاتون تھی جس کے ساتھ چادر اوڑھے ایک لڑکی کھڑی تھی۔

اگلے لمحے وہ عورت زور زور سے دروازہ دھڑ دھڑانے لگی۔ گھر کے اندر جھانکو تو ہالہ اور عمر اپنے کمرے میں بے خبر سو رہے تھے۔ دروازہ بجنے کی آواز پر عمر کی آنکھ کھل گئی۔ وہ آنکھیں جھپکتا اٹھ بیٹھا۔

اس نے پہلو میں دیکھا تو وہ اسکی جانب کروٹ لیے سو رہی تھی۔ وہ نیند میں بے چین لگ رہی تھی۔ کانوں میں پڑتا شور گراں گزر رہا تھا۔ وہ اٹھ کر باہر چلا گیا۔ ہالہ کی بھی آنکھ کھل گئی۔

کئی پل وہ غائب دماغی سے چھت کو دیکھتی رہی اسکے حواس مکمل بحال تب ہوئے جب باہر سے کسی کے رونے کی آواز آئی۔

وہ سرعت سے اٹھ بیٹھی۔ دل عجیب وسوسوں کا شکار ہوا۔ وہ بال سمیٹتی دوپٹہ اوڑھ کر نیچے اتری۔ پیروں میں چپل پہن کر وہ باہر آئی تو رخسانہ اماں اور مہر کو دیکھ کر چونکی۔

" !!! عمر بیٹا ہم تو لٹ گئے، برباد ہو گئے "

وہ عمر سے لگیں رو رہی تھیں جبکہ مہر نم آنکھیں لیے کھڑی تھی۔ ہالہ پریشان ہوتی آگے بڑھ آئی۔

" !! رخسانہ اماں ہوا کیا ہے پلیز بتائیے "

وہ انہیں لیے لاؤنج میں چلا آیا۔ ہالہ ان سے کچھ فاصلے پر ٹھہر گئی۔ اس نے اشارے سے عمر سے پوچھا تو وہ کندھے اچکاتا لاعلمی ظاہر کر گیا۔

"بیٹا کیا بتاؤں قیامت ٹوٹ پڑی ہمارے سر پر۔ کرائے داروں نے راتوں رات ہمیں گھر سے نکال دیا۔ محلے والے جانے کیوں میرے اور میری بچی کے پیچھے پڑے ہیں۔ پتہ نہیں مالک مکان کو کیا کیا کہتے رہے کہ اس نے کل ہمیں گھر سے نکال دیا۔ اور غضب یہ کہ مہر کی منگنی ٹوٹ گئی۔"

وہ منہ پر دوپٹہ رکھتیں رونے لگیں۔ عمر نے بے اختیار پیشانی پر ہاتھ رکھا۔

"کیوں اماں منگنی کیسے ٹوٹ گئی؟"

ہالہ پریشان ہوتی ان کے سامنے آ بیٹھی۔ اماں نے بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھا۔ ہالہ کو دکھ ہوا۔

"جہیز کی لسٹ تھما گئے تھے منگنی کے دو روز بعد، میں بیوہ عورت کہاں سے لاتی اتنا جہیز؟ میں نے بہت کوشش کی انہیں سمجھانے کی مگر وہ نہ مانے

اور جب انہیں پتہ چلا گھر بھی ہمارا انہیں تو منگنی توڑ گئے۔اللہ کا قہر نازل ہو

ان پر۔ "

وہ روتی ہوئیں بد دعائیں دینے لگیں۔ہالہ نے ترحم سے مہر کو دیکھا جو آنسو

پینے کی کوشش کر رہی تھی۔

"اچھا آپ پریشان نہ ہوں! فلحال آپ لوگ یہیں رہیں پھر دیکھتے ہیں کیا

کرنا ہے۔۔۔ "

وہ انہیں تسلی دیتا اٹھ کھڑا ہوا۔

" ہالہ انہیں عطوف کے کمرے میں لے جائیں۔میں آتا ہوں ! "

وہ اسے کہتا کمرے میں فریش ہونے چلا گیا۔اسکے بعد وہ ان کے ناشتے کے

لیے کچھ لینے جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

" آئیں !!! "

ہالہ انہیں لیے عطوف کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

❤❤❤

وہ نیلے رنگ کی ایک فائل پکڑے جبیل مینشن میں داخل ہوا۔ وہ سیاہ تھری پیس میں ملبوس آفس کے لیے تیار تھا۔ آج نائل دیر سے آفس جانے والا تھا اس لیے اس نے سوچا وہ کچھ پوائنٹس ڈسکس کر لے۔

اس نے چلتے چلتے ارد گرد نگاہ دوڑائی، کل کے فنکشن کے کچھ آثار باقی تھے۔ وہ نگاہ پھیرتا سنجیدہ سا چلنے لگا۔

اس نے سرسری سی نگاہ اونچائی پر ڈالی تو اسکا دل دھک سے رہ گیا۔ وہ سب سے اوپر والی منزل پر دیوار کے کنارے کھڑی تھی۔ بے حسی اسکے چہرے سے عیاں تھی۔ دیوار اتنی چھوٹی تھی کہ اسکی پنڈلیوں تک آتی تھی۔

اسید کا دل خوف سے دھڑکا وہ تیزی سے لان کی جانب آیا۔ اس نے سر اٹھا رکھا تھا۔

" عزہ نیچے اترو ! "

وہ بلند آواز میں بولا اسکا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

اوپر بلندی پر کھڑی عزہ نے اسے دیکھا تک نہیں وہ رات کے سفید لباس میں ملبوس تھی۔دوپٹہ کہیں پیچھے گر گیا تھا۔

اسکی آنکھیں عجیب تھیں،یا ان میں دکھتا تاثر! وہ حواسوں میں نہیں تھی۔

اس نے پیر آگے بڑھایا تھا۔

" نیچے اترو !!! "

وہ چلاتا پاگلوں کی طرح اندر دوڑا تھا۔راہ چلتے ملازم سے ٹکراتا وہ اندھا دھند سیڑھیوں کی جانب بھاگا۔نیلی فائل تصادم سے نیچے گر چکی تھی۔

ایک ساتھ کئی سیڑھیاں پھلانگتا وہ چھت کا دروازہ کھول کر تیزی سے آگے آیا۔اسکی سانس پھول رہی تھی۔چہرہ حد درجہ سرخ ہو رہا تھا۔عزہ کا ایک پیر ہوا میں معلق تھا اچانک گال پر دو آنسو گرے تھے۔

وہ ایک سیکنڈ کے بغیر اسکی جانب تیزی سے بڑھتا اسے بازو سے پکڑ کر اپنی اوڑھ کھینچ گیا۔وہ گہرے سانس لیتا اسے بے یقین نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

" کیا کرنے جا رہی تھی تم؟ "

وہ اسکا ہاتھ چھوڑتا سرد مہری سے بولا بس نہ چل رہا تھا ایک ہاتھ جڑ دیتا۔ وہ دم سادھے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس نے چہرہ پھیر کر نیچے دیکھا۔ ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہر اٹھی۔

اسید کے پیچھے باقی سب بھی اوپر آ چکے تھے۔ وہ عزہ کو دیوار پر کھڑا دیکھ چکے تھے۔ عافیہ کے دل پر ہاتھ پڑا۔ نائل فوراً آگے بڑھا۔

" عزہ بابا کی جان ادھر آؤ !!! "

اسے عزہ کے اس اقدام پر جھٹکا لگا تھا وہ اس حد تک کیوں گئی تھی۔ وہ اپنی جگہ کھڑی رہی، بیگانگی سے نائل کو دیکھتی۔

مائر نے چھت پر قدم رکھا تھا وہ نمر کے ساتھ آ کھڑا ہوا جو خود بھی بے یقین کھڑا تھا۔

اسید پیچھے ہٹ گیا وہ دعا کر رہا تھا وہ خاموش رہے وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا وہ خود کو ختم کرنے کی کوشش کرے گی۔ اس نے نائل کو دیکھا۔ وہ تیزی سے سوچنے لگا کیا جواز پیش کرے عزہ کے اس قدم کا۔

" !!! میں مائر سے شادی نہیں کرنا چاہتی "

وہ بے خوفی سے بولی۔

عافیہ کا دل کیا اسکا منہ تھپڑوں سے لال کر دے۔

" کیوں نہیں کرنا چاہتی؟ "

نائل حیرت زدہ سا آگے بڑھا اس نے چہرہ گھما کر عافیہ کو ایک نظر دیکھا ضرور تھا۔

" !!! میں ان سے محبت کرتی ہوں، شادی کرنا چاہتی ہوں "

اس نے اسید کی جانب دیکھتے کہا جس نے ایک پل کو آنکھیں میچ کر کھولیں۔

اسکے جبڑے بھینچ گئے تھے۔

ایک پہاڑ تھا جو وہاں کھڑے ہر شخص کے سر پہ ٹوٹا پڑا۔ وہ شاک کی کیفیت میں عزہ کو دیکھنے لگے۔

آئینور نے بے ساختہ آیت کریمہ کا ورد شروع کیا جبکہ نمر صدمے کی کیفیت میں تھا۔وہ عزہ کو کہنا چاہتا تھا کیا بکواس کر رہی ہو لیکن آواز نکلنے سے انکاری تھی۔اسکے انکشاف نے کسی کو بولنے لائک نہ چھوڑا تھا۔

دفعتاً نائل آگے بڑھا تھا اسکا رخ اسید کی جانب تھا اسے سمجھنے کا موقع دیے بغیر وہ اسکا گریبان جکڑ کر داڑھا۔

"تم نے میری بیٹی کو ورغلایا !!! "

اگلے لمحے اسید نے جبڑے بھینچتے پوری قوت سے اسے دور دھکیلا۔نائل گرتا گرتا بچا۔نمر بے ساختہ اسے سنبھالنے کو آگے بڑھا تھا۔

" تم گھٹیا انسان میں نے تمہیں بھائی سمجھا اور تم میری بیٹی کے ساتھ ---"

وہ زبان پر آئے کسی غلط لفظ کو روکتا اس پر جھپٹتا پھر اسکا گریبان تھام گیا۔

اسید نے اگلے پر اسکے سینے پر ہاتھ مارتے سرد لہجے میں کہا۔

"اپنے الفاظ پر غور کرو نائل۔۔۔میں نے کروایا تو اچھا نہیں ہو گا !!! "

نائل نے چند پل اسے دیکھا وہ اسکا گریبان جھٹکتا پیچھے ہٹا۔اگلے لمحے اس نے زوردار مکا اسید کے منہ پر مارا۔

پیچھے ہٹتے اسید نے بے یقینی سے لبوں کو چھوا۔بس بہت ہوا تھا۔اگلے پل وہ ایک مکا اسکے جبڑے پر مار چکا تھا۔نائل کی آنکھیں خطرناک حد تک سرد ہوئیں۔

مائر اور نمر بیک وقت آگے بڑھے تھے۔نمر اسید کے آگے کھڑا ہوتا اسے دور کرنے لگا جبکہ مائر نائل کو کندھوں سے تھام گیا جو سرد نظروں سے اسید کو دیکھ رہا تھا۔

" !!! بابا ان کی کوئی غلطی نہیں ہے "

عزہ اسید کی حمایت میں تڑپ کر آگے بڑھی تھی اپنی زندگی کے دو اہم ترین مردوں کو اپنی وجہ سے لڑتا دیکھ کر اسکا دل کیا وہ مر جائے۔

" !!! تم بکواس بند کرو اپنی "

نائل کا ہاتھ اٹھا تھا۔اگلے لمحے اسید عزہ کے آگے ڈھال بن کر کھڑا ہو چکا تھا۔

" کسی نے بھی عزہ کو ہاتھ لگایا تو ہاتھ توڑ دوں گا ..... "

وہ انگلی اٹھائے اس قدر درشتگی سے بولا کہ نائل ہاتھ نیچے کرتا سر جھٹک گیا۔

اس نے ناراض نظر عزہ پر ڈالی وہ یقین نہیں کر پا رہا تھا اسکی سترہ سالہ معصوم بیٹی اسکے سینتیس سالہ کزن سے محبت میں مبتلا ہے۔

چند پل وہ دونوں کو گھورتا رہا۔اسید نے چہرہ گھما کر اپنے پیچھے دبکی عزہ کو دیکھا جو اسکے کوٹ کو سختی سے ہاتھ میں بھینچے کھڑی بے آواز رو رہی تھی۔

" کمرے میں جاؤ !!! "

وہ سنجیدگی سے بولا تو وہ بھاگتی ہوئی چلی گئی۔اسکے بعد وہ خود بھی لمبے ڈگ بھرتا سیڑھیاں اترنے لگا۔اسکے چہرے پر صرف اور صرف سرد مہری تھی۔

پیچھے وہ کھڑے رہ گئے تھے۔ مائر نے آنکھیں جھپک کر نمی اندر دھکیلی پھر وہ قدم اٹھاتا نیچے چلا آیا۔

" !!! آج تم نے میرا دل توڑ دیا "

اسکا گلا بھاری ہو رہا تھا۔ اسکا رخ اپنے کمرے کی جانب تھا۔

❤❤❤

کچھ دیر بعد وہ اپنے کمرے میں موجود سامان پیک کر رہا تھا۔ وہ یہاں سے جا رہا تھا۔ کہاں؟ فلوقت اس نے نہیں سوچا تھا۔ اسکا دماغ گرم ہو رہا تھا وہ اسکی اسی بے وقوفی سے ڈرتا تھا اور عزہ نے کر دکھایا۔

وہ سب سے دور چلا جانا چاہتا تھا۔ نمر کی بے یقین نظریں اسے چبھ رہی تھیں اپنے بھائی جیسے کزن کا جارحانہ انداز اسکے دل میں شعلے بھڑکا رہا تھا۔ غم وغصے کی حالت میں وہ بیگ میں کپڑے ٹھونستا زپ بند کرنے لگا۔ سیدھا ہوتے اس نے پاکٹ سے فون نکال کر کسی کو پیغام بھیجا اور پھر ضروری چیزیں لیتا کمرہ لاک کرکے باہر نکل گیا۔

وہ گیٹ کی جانب بڑھ رہا تھا جب ٹیرس پر کھڑی آئنور نے اسے دیکھ لیا۔ وہ لباس تبدیل کر چکا تھا۔ ازلی حلیے وی گلے کی ٹی شرٹ اور جینز میں ملبوس، بیگ تھامے ہوئے۔

وہ سرعت سے کمرے میں آئی جہاں نمر سر پکڑے بیٹھا تھا۔

" نمر، اسید چاچو گھر چھوڑ کر جا رہے ہیں !!! "

وہ چندپل غائب دماغی سے اسے دیکھتا رہا پھر سرعت سے اٹھ کے ٹیرس پر آیا۔ وہ جا چکا تھا۔

اس نے اگلے پل اسکا نمبر ملا کر فون کان سے لگایا۔ وہ کمرے میں آتا بے چینی سے ٹہلنے لگا۔ وہ یقین ہی نہیں کر سکتا تھا کہ چاچو نے کچھ غلط کیا ہے۔ وہ انہیں سب سے زیادہ جانتا تھا۔

کچھ دیر کی کوشش کے بعد کال کٹ گئی ساتھ ہی ایک میسج سکرین پر چمکا۔

" میرے پیچھے مت آنا، اکیلا رہنا چاہتا ہوں۔۔۔ "

وہ گہری سانس لے کر رہ گیا۔

" کیا ہوا؟ "

آئنور جاننے کے لیے بے تاب تھی۔ وہ نفی میں سر ہلاتا بیڈ کی جانب بڑھ گیا۔ اسکے سر میں بہت درد تھا۔ چت لیٹتے اس نے آنکھوں پر بازو رکھ لیا۔

آئنور نے کچھ دیر اسے اکیلا چھوڑنا ہی مناسب سمجھا۔ وہ عزہ کے پاس جانے کے ارادے سے باہر چلی گئی۔

آہٹ پر عزہ نے روتے ہوئے سر اٹھا کر دیکھا تو آئنور کو دیکھتی اٹھ بیٹھی۔

وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

آئنور دروازہ بند کرتی اسکے پاس آ بیٹھی اس نے نرمی سے عزہ کے چہرے سے آنسو صاف کیے۔

" میرا کیا قصور ہے؟ "

وہ بلکنے لگی اسکی تکلیف کم نہیں ہو رہی تھی۔ اس نے ایسا تو نہیں چاہا تھا کبھی۔

"میری محبت میرے لئے عذاب بن گئی ہے۔کوئی مجھے کیوں نہیں

سمجھتا؟ "

اسکی ہچکیوں میں اضافہ ہونے لگا نور نے بے ساختہ اسے خود سے لگایا۔وہ

اسکی پشت سہلانے لگی۔

"عزہ بچے تمہیں یہ قدم نہیں اٹھانا چاہیے تھا، تم نے اپنے ساتھ ان کو بھی

رسوا کر دیا۔"

وہ نرمی سے اسے سمجھا رہی تھی۔

"جذبات میں اٹھائے اقدام زندگی بھر کے لیے اثرات چھوڑ جاتے

ہیں!"

وہ اسے حقیقت کا سامنا کروا رہی تھی۔عزہ الگ ہوتی اسے بھیگی آنکھوں

سے دیکھنے لگی۔

"مجھے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔"

وہ بے بسی سے گویا ہوئی۔آئنور نے خاموشی سے اسے دیکھا۔

" !!! وہ گھر چھوڑ کر جا چکے ہیں "

عزہ بے یقین سی اٹھ کھڑی ہوئی۔ ذہن میں اسید کے الفاظ گونجے۔ اگر تم نے منگنی نہ کی تو میں گھر چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔

" نہیں۔۔۔ آپ غلط کہہ رہی ہیں۔۔۔ وہ۔۔ وہ نہیں جا سکتے۔۔ "

وہ نفی میں سر ہلاتی بے یقین سی دروازے کی سمت بڑھی جب آئینور نے اسکا بازو پکڑا۔

" اب کچھ مت کرو۔ تم چاہتی ہو سب ان سے نفرت کریں؟ تم اس طرح ان کے لیے واویلا کرو گی تو سب ان سے مزید بدظن ہو جائیں گے۔"

عزہ بے بسی سے اسے دیکھتی واپس بیٹھ گئی۔ اسے چکر آنے لگے تھے۔ دماغ تکلیف کی شدت سے پھٹ رہا تھا۔

" اب مت رونا، وہ کہہ کر گئے ہیں عزہ سے کہنا مت روئے ورنہ کبھی واپس نہیں آؤں گا۔۔۔ "

عزہ نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔

کیا۔۔۔ کیا واقعی وہ یہ کہہ کر گئے ہیں؟"دل میں خوشی کی رمق "

ابھری۔اس سب کے بعد بھی وہ اس کے لیے فکر مند تھا۔

" ہاں بلکل،اب تم ریسٹ کرو۔رونا بلکل نہیں۔میں تھوڑی دیر تک

ناشتہ لاتی ہوں آنٹی تو بہت غصے میں ہیں۔ "

وہ نیچے جانے کا سوچتی جھرجھری لے گئی بس ساس سے سامنا نہ ہو ورنہ ان

کا سارا غصہ اسی پر اترے گا۔۔

عزہ چپ چاپ لیٹ گئی تو وہ بھی سکون کا سانس لیتی کمرے سے چلی گئی۔

❤❤❤

" اف کیا مصیبت ہے نوکروں کی طرح سارا دن لگے رہو، بڑھیا تو سارا

دن کمرے میں پڑی رہتی ہے مجھے نوکر بنا رکھا ہے گھر کا۔۔"

انعم دن بھر کے جمع برتنوں کو سنک میں پٹختی ناگواری سے بڑبڑائی۔ابھی

چند روز ہی تو ہوئے تھے جب ارمان کے فرح پر دو تین بار ہاتھ اٹھانے کی

وجہ سے وہ اسے چھوڑ کر اپنے میکے جا بیٹھی تھی جس کا ارمان کو ذرا افسوس نہ تھا۔

گھر کے حالات عجیب تھے ساری جمع پونجی ختم ہو رہی تھی کاروبار خسارے میں تھا۔ یاسر سخت پریشان تھا پریشان تو ارمان بھی تھا اس نے کتنوں کے پیسے جو لوٹانے تھے۔

انہی حالات کی وجہ سے سب چڑچڑے رہنے لگے تھے۔ انعم تو یاسر کی لعنت ملامت چپ کر کے سن لیتی تھی مگر فروا کو یہ گوارا نہ تھا۔

جب سے وہ گئی تھی گھر کی ذمہ داری انعم کے سر آن پڑی تھی جس وجہ سے وہ اکثر اپنی ساس (فرح) کے ساتھ بدتمیزی کرنے لگی تھی۔

فرح تو اپنے کمرے میں پڑے جیسے زندگی کے دن گن گن کر گزار رہی تھیں۔ وہ بیمار رہنے لگی تھیں۔ ماضی کی غلطیاں کس طرح ان کے آشیانے کو تباہ کر گئی تھیں کاش انہیں اس وقت اندازہ ہوتا تو حالات مختلف ہوتے۔

انعم نے برتن دھو کر سٹینڈ میں لگائے تبھی یاسر کام سے واپس لوٹا تھا۔۔

" انعم.........؟؟؟ "

اس نے کمرے سے پکارا تو وہ ناگواری سے پلٹ کر دیکھتی دوپٹہ ٹھیک کرنے لگی۔

" !!! آرہی ہوں "

ہانک لگاتے اس نے دوپٹے سے ہاتھ پونچھ کر باہر کی سمت قدم بڑھائے۔۔

♥♥♥

وہ ابھی ابھی کھانا کھا کر کمرے میں آئے تھے۔وہ تینوں وقت کا کھانا زنیرہ کے ساتھ کھاتے تھے۔بلال نہیں چاہتا تھا کہ اسکی ماں بیوی کے آنے کے بعد خود کو تنہا محسوس کرے۔

بلال جاب کرنے لگا تھا جب تک وہ باہر ہوتا عطوف زنیرہ کے ساتھ ہی رہتی زیادہ تر۔۔۔ان کی خدمت کرتی،ان سے پرانے وقتوں کی باتیں بڑی دلچسپی سے سنتی۔

ہاں جب وہ واپس آتا تھا تو وہ شرمائی لجائی سی نظر آتی تھی۔اسکی آنکھیں اف

!۔۔۔!وہ کیسے دیکھتا تھا

اور بلال کو ہر وقت کانفیڈنٹ رہنے والی عطوف کا یہ روپ بڑا بھاتا تھا۔وہ

اسکے خود سے چھپنے پر محظوظ ہوتا تھا۔

اب بھی وہ کمرے میں آئے تو عطوف بیڈ پر کشنز ٹھیک طرح رکھنے لگی۔

کمرے کی ترتیب بلکل ٹھیک تھی ہر شے اپنی جگہ پر تھی لیکن پھر بھی وہ خود

کو مصروف ظاہر کرنے لگی۔

بظاہر اسکے تاثرات نارمل تھے لیکن اندر کا حال تو وہی جانتی تھی۔

وہ بے باک نہیں تھا کبھی کبھی اسے دیکھ کر نگاہ جھکا لیتا تھا لیکن دل کے

ہاتھوں مجبور وہ کبھی ایسی میٹھی سرگوشیاں کردیتا تھا کہ وہ پہروں سرخ

گالوں کو دونوں ہاتھوں سے تھپتھپاتی رہتی تھی۔

" !!! سنیں "

وہ بیڈ پر چت لیٹا سر تلے ہاتھ رکھے چہرہ موڑے اسے دیکھ رہا تھا جو سرخ شلوار قمیض میں دوپٹہ سینے پر پھیلائے مصروف سے انداز میں بال جھٹک کر سیدھے کرتی جوڑے میں باندھ رہی تھی۔

" بلال کی آواز پر اس نے اسکی جانب دیکھا۔"جی؟

محبت کیسی ہوتی ہے؟"وہ دھیرے سے مسکرایا۔ "

یہ کیسا سوال تھا بھلا؟ عطوف نے چندپل اسے دیکھا۔ وہ اب بیڈ کی جانب بڑھ رہی تھی دوسری سائیڈ سے اپنی جگہ بیٹھتی وہ پیر اوپر کھینچ گئی۔

بلال اسے ہی دیکھ رہا تھا اس کے بیٹھتے ہی وہ نہایت آہستگی سے اسکی گود میں سر رکھتا آنکھیں موند گیا۔

عطوف نے ٹھہر کر اسے دیکھا تھا۔ بولنے کو پر تولتے الفاظ یک لخت غائب ہوئے۔

چندپل خاموشی کی نذر ہوئے۔

ایک مرتبہ حضرت فاطمہ (رض) قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھیں "

کچھ دور ہی حضرت علی (رض) بیٹھے تھے۔

بیچ میں ایک آیت آئی جو حضرت فاطمہ (رض) نے آہستہ پڑھی جس کا

ترجمہ ہے: "ہر مرد چار شادیاں کر سکتا ہے ! "

جب انہوں نے آہستہ آواز میں پڑھا تو حضرت علی (رض) مسکرا دیے اور

بولے۔

فاطمہ فکر مت کرو میں صرف تم سے محبت کرتا ہوں اور تم ہی میری زندگی

میں رہو گی۔۔ "

کہہ کر وہ خاموش ہوئی تھی۔

" ایسی ہوتی ہے محبت !!! "

اس نے بلال کی جانب دیکھا جو آنکھیں موندے دھیما سا مسکرا رہا تھا۔

عطوف کے لب بھی مسکراہٹ میں ڈھلے۔

" پھر تو ایسی محبت مجھے ہو چکی ہے۔۔۔ "

وہ آنکھیں موندے ہی بولا تھا۔ وہ خاموش رہی۔

" اور آپکو؟ "

وہ آنکھیں کھولتا سیدھا ہوا نگاہیں عطوف سے ملیں جو ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

" میں نے اپنے دل کو اپنے محرم کے لیے سنبھال رکھا تھا۔ پہلے کبھی ایسے جزبات دل میں نہیں ابھرے لیکن اب لگتا ہے کہ ۔۔۔ "

وہ اسکے پیچھے ہٹتے ہی نیم دراز ہو گئی۔ بلال اسکی اگلی بات جاننے کو بے چین ہوا۔

" ہوتے ہوتے محبت ہو ہی جائے گی۔۔۔۔۔ ! "

وہ کروٹ لیتی مسکرانے لگی۔ بلال نے بے ساختہ آنکھیں موندیں لبوں پر مسکراہٹ رقصاں تھی۔

" آئی ایم بلیسڈ !!! "

نرمی سے اسے حصار میں لیتے بلال نے سرگوشی کی تھی۔

❤❤❤

" کیا بکواس کی تھی تم نے کہ عزہ خوش ہے اس رشتے سے ؟ "

کمرے میں آتا وہ درشتگی سے بولا کوٹ اتار کر اس نے صوفے پر پٹخ دیا۔

" نائل میری بات سنیں..... "

عافیہ ان کا بازو تھامتیں لجاجت سے بولیں تو نائل نے ان کا ہاتھ جھٹک دیا۔

" تم پہلے سے جانتی تھیں نہ سب ؟ "

وہ بولا نہیں دھاڑا تھا غصے سے اسکی کنپٹی پر رگیں ابھر آئی تھیں۔ عافیہ دانت پیستیں پلٹیں۔ دروازہ بند کرنے کے بعد وہ ان کے مقابل آئیں۔

" نہیں جانتی تھی میں کہ وہ آپ کے اس۔۔۔ اس گھٹیا کزن میں انوالو ہے۔۔۔ میں ساری زندگی کہتی رہی اسے خود سے اور میرے بچوں سے دور رکھیں دیکھ لی آپ نے اپنے نام نہاد بھائی کی اصلیت۔۔۔۔ ؟ "

وہ بھی تڑخ کر بولیں تو نائل نے مٹھیاں بھینچ لیں۔

" جسٹ شٹ اپ، میں اسید کی بات نہیں کر رہا، تم عزہ کے بارے میں ضرور کچھ جانتی تھی کتنے دن سے وہ چپ چپ تھی وہ راضی ہی نہیں تھی

اس رشتے سے مگر تم جیسی عورت کیا سمجھے گی کسی کے جذبات۔۔۔میں نے کہا تھا میری بیٹی کے ساتھ زبردستی مت کرنا۔اگر پہلے مجھے بتادیتی تو بات اتنی آگے نہ بڑھتی۔۔۔"

وہ ناگواری سے کہتا شرٹ کے اوپر کے دو بٹن کھولتا کنپٹی دبانے لگا۔عافیہ نے نخوت سے انہیں دیکھا اس انسان سے کچھ بھی کہنا بیکار ہے۔۔۔

"میری بیٹی اتنی چھوٹی ہے وہ نا سمجھ ہے میں اسے سمجھالوں گا۔۔۔مگر جو بھی ہوا ٹھیک نہیں ہوا مجھے اسید پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا میں غصے میں تھا میں اسے جانتا ہوں سالوں سے وہ ایسا نہیں ہے۔۔۔میں اس سے بات کر لیتا اور عزہ۔۔۔وہ بھی تو کہہ رہی تھی یہ یک طرفہ ہے۔اتنا تماشا صرف تمہاری وجہ سے ہوا۔اگر میری بیٹی کو کچھ ہو جاتا تو میں تمہاری جان نکال دیتا۔۔"

وہ تلخی سے کہتا وارڈروب کی جانب بڑھا تھا۔عافیہ کا ضبط جواب دے گیا۔

" آپ ابھی بھی اسید کی سائیڈ لے رہے ہیں مجھے یقین نہیں آ رہا۔ عزہ اس ! کے لیے اس حد تک چلی گئی اب بھی آپ کو لگتا ہے کہ وہ بے قصور ہے
"

ان کا لہجہ تلخ اور آواز بلند تھی انہیں تو ابھی نبیہا اور مائر کا واپس چلے جانا کھل رہا تھا اور اب اس اسید کی حمایت نے غصے کا گراف کہیں زیادہ بڑھا دیا تھا۔

نائل ان کی جانب پلٹا جب بولا تو لہجہ سرد تھا۔

" مبارک ہو، وہ گھر چھوڑ کر جا چکا ہے۔ "

عافیہ کو ششدر چھوڑ کر وہ چینجنگ روم میں چلا گیا۔

چند سیکنڈ وہ یونہی کھڑی رہیں پھر اچانک ان کے چہرے پر بھرپور مسکراہٹ آئی۔

" گڈ ویری گڈ !!! "

❤❤❤

ٹرن ٹرن کی آواز پر وہ نمر کے فون کی طرف متوجہ ہوئی۔ ہاتھ میں پکڑے تہہ شدہ کپڑے اس نے آئرن اسٹینڈ پر رکھے اور لبوں کو دائیں جانب ذرا موڑتی وہ بیڈ کے پاس آکر رکی۔

اس نے جھک کر نمر کا موبائل پکڑ لیا پچھلے دو منٹوں میں ہر چند سیکنڈ کے وقفے سے یہ آواز ابھرتی رہی تھی۔ وہ متجسس ہوتی اسکا موبائل ان لاک کرنے لگی۔ باتھ روم سے پانی گرنے کی آواز برابر آرہی تھی۔

آئنور کی بھنویں سکڑیں دردانہ کے میسجز دیکھ کر وہ سختی سے لب بھینچ گئی۔ میسج کچھ خاص نہیں تھے۔ کسی میٹنگ کی بابت، لنچ آورز میں اسے فائل دینے سے متعلق، نمر کی کسی بات کے جواب میں ہنسنے والے اموجیز ! وہ تیکھی نظروں سے موبائل سکرین کو دیکھ رہی تھی جب باتھ روم کا دروازہ کھول کر وہ باہر نکلا۔ سیاہ ٹراؤزر شرٹ میں فریش سا، بال تولیے سے رگڑتا۔۔

آئنور کے ہاتھ میں اپنا موبائل دیکھ کر وہ چونکا۔

" کیا ہوا؟ "

تولیے سے بال رگڑتا وہ اسکی جانب بڑھا آئنور نے پلٹ کر اسے گھورا تو نمر کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔

" یہ کیوں میسج کرتی ہے آپ کو؟ "

اسکا لہجہ چبھتا ہوا تھا۔

نمر نے اسکے ہاتھ سے موبائل لیتے دیکھا تو دردانہ کی چیٹ کھلی دیکھ کر بے اختیار گہری سانس بھری۔

" ! کام ہو تو کر دیتی ہے۔اٹس اوکے نور "

وہ اسکے لبوں پر تلخ مسکراہٹ دیکھ کر مصالحتی انداز اپناتا اسکے گرد ہاتھ پھیلانے لگا جب وہ اس سے دور ہو گئی۔

ایسے کونسے کام ہیں جو آفس میں نہیں ہو پاتے جن کے لیے آپ دونوں " " کو خاص کر گھر آ کر بات کرنی پڑتی ہے؟

اسکا سر پہلے ہی دکھ رہا تھا مزید اسکا شکی انداز! نمر نے بے اختیار کنپٹی دبائی۔

آئنور میں تمہارے علاوہ کسی اور میں انٹرسٹڈ نہیں ہوں، تم سے محبت "
" کرتا ہوں یار، تمہارے سر کی قسم میں۔۔۔۔

وہ نرمی سے کہہ رہا تھا جب آئینور نے اسکی بات کاٹ دی۔

میرے سر کی جھوٹی قسمیں کھانا بند کرو، گنجی ہوتی جا رہی ہوں"
" میں۔۔۔۔

اس نے اس انداز میں کہا کہ اس سیریس سچوایشن میں بھی نمر کو ہنسی آ گئی۔

اگلے پل وہ اسکی مزاحمت نظرانداز کرتا اسے خود سے لگا گیا۔

بس کرو نور، خود کو ازیت مت دو، میں بس تمہارا ہوں کوئی مجھے تم سے "
" دور نہیں کر سکتا۔۔۔

الفاظ تھے یا کوئی ٹھنڈی پھوار جو اسکے جلتے دل پر برسنے لگی تھی۔ وہ تھک ہار کر اسی کے سینے پر سر رکھتی آنکھیں موند گئی۔ نمر نے بے اختیار شکر کا سانس بھرا۔

❤❤❤

دن گویا پر لگا کر اڑ رہے تھے آج رمضان کا پہلا روزہ تھا۔ سحری کے بعد ہالہ نماز ادا کر کے جو سوئی تو اب آنکھ کھلی۔

اس نے ارد گرد دیکھا تو عمر نہیں تھا وہ جلدی سے اٹھ کر منہ ہاتھ دھوتی باہر آئی۔

کچن سے کھٹر پٹر کی آوازیں آرہی تھیں اس نے اندر جھانکا تو رخسانہ اماں کرسی پر بیٹھیں اپنے سامنے براجمان عمر کو کوئی پرانا قصہ سنا رہی تھیں۔

ان کے پاس مہر چولہے کے پاس کھڑی رخسانہ اماں کے لیے چائے بنا رہی تھی۔ طبیعت کے باعث وہ روزے نہیں رکھتی تھیں۔

" آپ کیوں کر رہی ہیں مجھے بلا لیا ہوتا۔۔۔ "

ہالہ اندر آتی چولہے کی جانب بڑھی۔ مہر کے نہ نہ کرنے کے باوجود وہ اسے ایک طرف کرتی خود چائے بنانے لگی۔ اسے جیسے کچھ بہت برا لگا تھا۔

عمر نے ہالہ کو دیکھا جسکا موڈ سخت آف تھا۔ وہ اٹھ کر اسکے پاس آیا۔

" !آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟ دیر تک سوتی رہیں "

وہ دھیمی آواز میں اس سے مخاطب ہوا تھا ہالہ نے خفا نظر اس پر ڈالی اور بغیر جواب دیے چائے کپ میں انڈیلنے لگی۔ وہ بے چارے شوہروں کی طرح اسے دیکھنے لگا پھر اسے کمرے میں آنے کا کہتا کچن سے چلا گیا۔

اب رخسانہ اماں غور سے ہالہ کو دیکھ رہی تھیں جو ایک ڈش میں چائے کے ساتھ کیک رسک اور بسکٹس رکھتی ان کی جانب بڑھی۔

"مہر آپ کو کچھ چاہیے ہو تو مجھے بتایئے گا، مجھے اچھا نہیں لگتا مہمانوں سے کام کروانا۔۔"

ڈش ٹیبل پر رکھتی وہ مہر کو دیکھتی عام سے لہجے میں بولتی انہیں باور کروا گئی کہ وہ بس چند دن کے مہمان ہیں لہٰذا اپنی حد میں رہیں۔۔

مہر خاموش رہی۔ ہالہ نے اچٹتی نظر اس پر ڈالی اور کمرے میں آئی جہاں وہ اسکا منتظر تھا۔

"کس بات پر خفا ہیں؟"

وہ اس کے پاس سے گزر کر جانے لگی تو عمر نے اسکا ہاتھ تھام کر روک لیا۔

ہالہ نے براہ راست ان شہد رنگ آنکھوں میں دیکھا جن میں اسکے لیے محبت اور نرمی تھی۔

آپ نے مجھے اٹھایا کیوں نہیں؟ مہر کیوں چائے بنا رہی تھی ایسا لگ رہا تھا " وہ مہمان نہیں بلکہ اسی گھر کے رہنے والے ہیں۔۔۔ میجر میں آپ کو بتا رہی ہوں مجھے مہمانوں کا اتنا فری ہونا نہیں پسند۔ وہ چند دن کے لیے آئے ہیں خوشی سے رہیں مجھے کوئی مسلہ نہیں لیکن اپنی حدود کا خیال رکھیں وہ ۔۔۔ کسی کے گھر میں بغیر پوچھے کون ان کی چیزیں اتنے دھڑلے سے استعمال کرتا ہے۔۔۔؟ "

وہ کہہ نہیں پا رہی تھی جو وہ محسوس کر رہی تھی ایسا لگ رہا تھا وہ اسکی جگہ لینا چاہتی ہے۔

عمر نے اسکی جیلسی محسوس کرتے دھیرے سے مسکراتے اسے خود سے لگایا۔ اسکے سر پر ٹھوڑی رکھتا وہ مدھم آواز میں بولا۔

" آپ کا گھر ہے یہ، آپ جو چاہیں کریں میں کچھ نہیں بولوں گا۔ ویسے

"۔۔۔۔۔

اسکے ٹھہرنے پر وہ چہرہ پیچھے کرتی آنکھیں اٹھاتی اسے دیکھنے لگی۔ اسی پل عمر

نے نگاہ جھکاتے اسے دیکھا تھا۔

" !!! مجھے نہیں پتہ تھا آپ جیلس بھی ہوتی ہیں "

وہ لب دبا گیا۔ ہالہ اسکے سینے پر مکا مارتی دور ہو گئی۔ اسکے تاثرات دیکھتے عمر

نے منہ پر ہاتھ رکھتے قہقہے کا گلا گھونٹا تھا۔

" اچھا بتائیں شام کو افطاری میں کیا بنا رہی ہیں؟ "

وہ اسکا دھیان بھٹکانے میں کامیاب ہو چکا تھا۔

" اوہ۔۔ کچھ چیزیں منگوانی ہیں میں لکھ دیتی ہوں آپ جلدی لا دیں تاکہ

" تیاری شروع کروں۔۔۔

وہ پیشانی پر ہاتھ مارتی دراز سے رائٹنگ پیڈ اور پین نکالنے لگی۔

♥♥♥

♥♥♥

کوئٹہ کی ایک تنگ وتاریک گلی میں نکر والے مکان کی چھت پر وہ چار پائی ڈالے دونوں پیر نیچے لٹکائے چت لیٹا ہوا تھا اسکے دونوں ہاتھ سر تلے تھے۔

گردن موڑے وہ اسید کو دیکھ رہا تھا جو اس کے برابر بیٹھا ٹمٹماتے تاروں بھرے آسمان کو تک رہا تھا۔

اسے یہاں آئے کچھ گھنٹے ہو چکے تھے۔ کھانے کے بعد وہ دونوں چھت پر چلے آئے تھے۔

خاموشی کا دورانیہ طویل ہونے لگا تو صالح نے رخ اسکی جانب کیا ایسا کرنے سے اسکے بازو کے مسلز ابھر آئے تھے۔

وہ چند لمحے آنکھیں سکیڑے اسید کو گھورتا رہا جو ازلی حلیے سے ہٹ کر ہاف سلیوز کی سیاہ ٹی شرٹ اور سیاہ دھاری والے سفید ٹراؤزر میں ملبوس تھا۔

ٹی شرٹ سے جھانکتے اسکے چوڑے مظبوط بازو دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا وہ باقاعدگی سے کسرت کرتا تھا۔

" !!! اب پھوٹ بھی پڑو کیا مسلہ ہے "

صالح نے اسکی خاموشی سے تنگ آتے جھلا کر کہا تو اسید نے خفگی سے اسے دیکھا۔

" بتایا تو ہے اب اور کیا بتاؤں۔۔۔۔ "

سنجیدگی سے کہتا وہ بھی اس کے انداز میں لیٹ گیا۔

صالح نے مسکراتے لیٹے لیٹے ہی سگریٹ سلگا لیا۔اسکے مسکرانے پر اسید نے ترچھی نظر سے دیکھا۔

" اب تمہارے منہ شریف پر مسکراہٹ کیوں پھوٹ رہی ہے ؟ "

صالح کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

" یونہی سوچ رہا تھا کچھ۔ تمہاری بھابھی کو الہام ہو جاتا ہے کوئی بھی میرے قریب ہو۔۔۔ عورتوں کو چھوڑو مردوں کو بھی میرے پاس برداشت نہیں کرتی۔۔۔ "

اپنی بات سے محظوظ ہوتا وہ قہقہہ لگا گیا۔اس سب میں اسید کے چہرے پر پہلی بار مدھم سی مسکراہٹ آئی۔

" تم بھی کیوں نہیں شادی کر لیتے...... "

گہرا کش لے کر دھواں چھوڑتا وہ اٹھ بیٹھا۔چاند کی روشنی میں اسکا مظبوط سراپا واضح تھا۔

" کیا کروں گا شادی کر کے؟ "

اسے گھورتے اسید نے بازو سر تلے رکھا۔اسکا سر چارپائی کے کنارے تھا جبکہ پیر زمین کو چھو رہے تھے۔

" بیوی سے محبت !!! "

صالح نے ایک اور کش بھرتے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔اسید کی مندی آنکھیں پٹ سے کھلیں۔

" بکومت !!! "

وہ بڑبڑاتا اٹھ بیٹھا۔جس موضوع سے وہ بھاگ رہا تھا وہ بار بار اسکے سامنے آ جاتا تھا۔

" اگر وہ اتنا چاہتی ہے تو مان کیوں نہیں جاتے۔۔۔ "

اسکے کہنے پر اسید نے اسے یوں دیکھا جیسے اسکا دماغ خراب ہو گیا ہو۔۔

" تم جانتے بھی ہو وہ سترہ سال کی ہے۔۔۔ "

اس نے غصہ ضبط کرتے کہا۔پیشانی شکن زدہ ہو چکی تھی۔

" عمر سے فرق نہیں پڑتا !!! "

صالح نے بڑے آرام سے اعتراض رد کر دیا۔

" میں نے اسے کبھی اس نظر سے نہیں دیکھا۔میں اسے بچی سمجھتا ہوں بس !"۔۔۔۔ جھنجھلا کر کہا گیا آخر وہ اسکی بات کیوں نہیں سمجھ رہا تھا۔

" دل میں گنجائش پیدا کرو، نظر بھی بدل جائے گی۔۔۔ "

وہ بڑے سکون سے سگریٹ کے کش لگاتا اسید کو دیکھ رہا تھا۔

" تم سمجھ کیوں نہیں رہے آخر؟ "

!اسکا دل کیا بال نوچ لے۔اپنے نہیں، سامنے بیٹھے ڈھیٹ بندے کے۔۔۔

سمجھ تم نہیں رہے میرے دوست !تم نے خود بتایا وہ کس قدر پاگل ہے "
تمہارے پیچھے۔میں یہ بھی جانتا ہوں وہ اس دنیا میں تمہیں سب سے عزیز ہے، پرواہ کرتے ہو تم اسکی۔پھر اسکی خواہش پوری کیوں نہیں کر دیتے؟
"

اب کہ اسید نے کوئی جواب نہ دیا بس خاموشی سے دور اندھیرے میں گھورتا رہا۔

" !!! اس میں کوئی حرج نہیں ہے "

صالح نے ایک اور کوشش کرنی چاہی۔

" میں اُس سے شادی نہیں کر سکتا۔۔ "

اس نے ضبط سے کہا۔

تمہارا احساس ہے اس لیے مخلص مشورہ دے رہا ہوں تم دونوں ہی ایک "

دوسرے سے محبت۔۔۔۔

" !!! احساس کرو بکواس نہیں "

اسید نے دانت پیس کر کہتے اسکے شانے پر ہاتھ مارا۔ صالح نے سگریٹ دور

پھینکا اگلے پل وہ اسکے دونوں بازو پکڑ کر پیچھے جھٹکتا اس پر جھکا۔

"سالے تیرا احساس کر رہا ہوں اور تو مجھے تیور دکھا رہا ہے۔۔۔ "

وہ اپنی طاقت کا بھرپور استعمال کر رہا تھا۔ اسید نے اگلے پل پورا زور لگاتے

اسے پیچھے جھٹکا اب وہ اس پر غالب آچکا تھا۔

" تو مت کر میں نے تجھے کہا احساس کرنے کو۔۔۔ "

صالح نے زیر لب اسے گالی سے نوازا۔ دونوں کی کھینچا تانی اب بھی جاری

تھی۔

" ! ہاں نہیں کر رہا۔ مرنے دے اپنی محبوبہ کو، تو عیش کر "

صالح آدھا چارپائی سے نیچے لڑھک گیا اس نے تیزی سے اسید کی شرٹ دبوچی جو مظبوط پکڑ کے باعث چرر کی آواز سے پھٹتی چلی گئی۔

" اسکا نام نہ لے ورنہ۔۔۔۔ "

اسید نے اسکا گریبان کھینچا تھا۔ جواباً صالح نے اسکی کمر میں گھٹنا مارتے اسے دور دھکیلا۔

" تجھے کیوں آگ لگ رہی ہے تجھے تو فرق نہیں پڑتا اس سے۔۔۔ "

دانت پیس کر کہتا وہ اٹھتا اس سے پہلے اسید اس پر جھپٹا۔ دونوں کا توازن گڑ بڑایا اور وہ دھڑام کی آواز سے زمین بوس ہوئے۔ صالح نیچے جبکہ اسید اس کے اوپر تھا۔

" !!! دور ہٹ سالے، میری بیوی پہلے ہی شک کرتی ہے "

اسید کو ہاتھ سے دور دھکیلتا وہ خفگی سے بڑبڑایا۔ دونوں کے چہرے سرخ ہو رہے تھے سانس پھول رہا تھا جبکہ بال بکھرے ہوئے تھے۔

اسید اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھتا اٹھا۔ چاند کی روشنی اس پر پڑی اس نے سر جھکا کر سینے سے پھٹی شرٹ کو دیکھا جس سے کسرتی جسم جھانک رہا تھا۔

اگلے لمحے وہ شرٹ اتار کر صالح کے منہ پر مارتا سیڑھیوں کی اوڑھ بڑھ گیا۔

" بے غیرت !!! "

منہ سے شرٹ ہٹا کر دور پھینکتے وہ ہاتھوں پر دباؤ ڈالتا ایک جھٹکے سے اٹھا۔

" او کسی سڑیل کی اولاد۔۔۔۔

اسے مزید ہرٹ مت کرنا، کل کلاں کو مر مرا گئی تو روتے رہنا ساری زندگی !!! "

اس نے پیچھے سے ہانک لگائی۔ اسید کے چلتے قدم پتھر ہو گئے۔ گلے میں گلٹی ڈوب کر ابھری۔ اگلے پل وہ سر جھٹکتا سیڑھیاں اترتا گیا۔

" بھلائی کا تو زمانہ ہی نہیں، مشی جی کہاں پھنسا دیا مجھے، آپ کی سفارش نہ ہوتی تو کبھی اس بد دماغ سے سر نہ کھپاتا۔ کھوتا کہیں کا !!! "

ہاتھ اٹھا کر بھرپور انگڑائی لیتا وہ سونے کے ارادے سے قدم بڑھا گیا۔

ہوا کچھ یوں تھا کہ جب اسید اچانک آن ٹپکا تھا تو صالح مشی سے فون پر بات کر رہا تھا۔ کال کاٹے بغیر اس نے یہاں آٹپکنے کی وجہ پوچھی تو کچھ کچھ مشائم کے کانوں میں بھی پڑ گئی۔

بعد میں اس کے پوچھنے پر صالح نے تفصیل کہہ سنائی۔ مشی کا چڑیا سا نرم دل عزہ کے لیے کلبلا یا بھلا اتنی سی جان پر اتنا ظلم کیسے کیا جا سکتا ہے۔ اس نے صالح سے کہا کہ ہر حال میں اپنے دوست کو اس لڑکی کے لیے آمادہ کرے۔

لیکن اتنا دماغ کھپانے کے بعد بھی صالح کو اپنے الفاظ ضائع ہوتے محسوس ہوئے تھے۔۔

❤❤❤

جبیل مینشن کا ماحول کھنچا کھنچا سا تھا۔ ہر کوئی ایک دوسرے سے کتراتا پھر رہا تھا۔ خوشیوں سے مہکتے جبیل مینشن کو جیسے کسی کی نظر لگ چکی تھی۔

وہ کافی وقت کے بعد کمرے سے باہر نکلی تھی اسکی آنکھوں کے گرد حلقے نمایاں تھے۔ سبز نینوں کی جوت بجھی سی تھی۔

اسے بھوک لگ رہی تھی وہ کچن کی جانب آئی تبھی اسکا سامنا نمر سے ہوا جو اسے سامنے دیکھ کر ٹھٹھکا تھا۔ یہ اسکی بہن تو نہیں تھی۔ عزہ ایسی تو نہیں تھی۔ بے رنگ، کمزور، حالات کی ستم ظریفیوں سے نالاں۔

دیکھتے دیکھتے عزہ کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی وہ اس کے قریب سے گزر کر جانے لگی جب نمر نے لب بھینچ کر اسے دیکھا۔ اگلے پل وہ اسے بازو سے کھینچ کر خود سے لگا چکا تھا۔

اسکے گرد نرم حصار باندھے، اسکا سر چومتا۔

مہربان سہارا پاتے ہی وہ یوں ٹوٹ کر بکھری کہ نمر کو حواس باختہ کر گئی۔

اسکے گرد سختی سے بازو لپیٹتی وہ تڑپ تڑپ کر رو رہی تھی۔ اسکی آواز بلند ہونے لگی تو نمر اسے کچن میں لے آیا۔

" ! اوئے چڑیل، مجھے ڈراؤ تو نہ "

اسکی پیٹھ تھپتھپاتا وہ ہلکے پھلکے لہجے میں بولا لیکن اسکا اندر اپنی بہن کی تکلیف پر تڑپ اٹھا تھا۔

" نمر بھائی مجھے لگا میں نے آپ کو کھو دیا۔۔۔ "

اسکے سینے میں چہرہ چھپاتی وہ ہچکیاں بھرتی بولی۔ نمر نے اسے کونے میں رکھی کرسی پر بٹھایا۔ پلٹ کر پانی کا گلاس لیے وہ اسکے سامنے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

" پیو !!! "

پانی کا گلاس اسکی جانب بڑھایا تو وہ کپکپاتے ہاتھوں سے تھام گئی۔ نمر چپ چاپ اسے پانی پیتا دیکھنے لگا۔ عزہ نے گلاس ٹیبل پر رکھا تو وہ نرمی سے بولا۔

" ساری دنیا بھی تمہارے خلاف ہو جائے تب بھی تمہارا بھائی تمہارے ساتھ رہے گا۔۔۔ "

عزہ بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھتی مسکرا دی۔ کتنے دن بعد لگا تھا کہ اسکا بھائی واپس مل گیا ہے۔

" اب اس طرح مسکرا کر مجھے ڈراؤ تو نہ، جانتا ہوں پہلے سے ہی چڑیل ہو

مگر۔۔۔۔ "

اسکی بات مکمل ہونے سے قبل عزہ نے مکا اسکے بازو پر دے مارا۔اب وہ ہنس رہی تھی۔ بھیگی آنکھیں صاف کرتی اسکی کسی بات کا جواب دیتی۔

❤❤❤

ملازم نے آس پاس احتیاط سے دیکھا کسی کو نہ پا کر اس نے دوانچ کے پیکٹ سے سفید سفوف دوسرے ہاتھ میں موجود جوس کے گلاس میں انڈیل دیا۔ چمچ سے مکس کرتے اس نے خالی پیکٹ جیب میں اڑسا اور آئنور کے کمرے کی جانب چل پڑا۔

دروازہ ناک کرنے پر آئنور کی آواز ابھری۔ وہ دروازہ کھول کر اندر آیا۔ آئنور نے موبائل سے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔اسکی آنکھوں میں استعجاب ابھرا۔

" میں نے جوس نہیں منگوایا !!! "

ملازم نے حلق تر کرتے اسے دیکھا۔

" میڈم نے بھیجا ہے پلیز پی لیں، میں واپس لے کر گیا تو مجھ پر غصہ ہوں گی۔۔۔ "

اس نے چھوٹے سائز کی ڈش سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی۔ آئینور کچھ بول نہ سکی۔ وہ اس سے پوچھنا چاہتی تھی کونسی میڈم نے اور کیوں بھیجا ہے لیکن اس سے پہلے وہ جا چکا تھا۔

" میری ساس کو میری اتنی فکر کب سے ہونے لگی؟ "

وہ موبائل گھماتی سوچ میں پڑ گئی۔ ایک کوندا سا ذہن میں لپکا۔

" اوہ!!! .... عزہ نے بھیجا ہو گا "

اب وہ مطمئن نظر آتی تھی اس نے جوس کا گلاس پکڑا، دوسرے ہاتھ سے وہ اپنے فیس بک پیج کی نوٹیفیکیشنز چیک کرتی جا رہی تھی۔

اس نے جوس کا گلاس لبوں سے لگایا۔

پیج پر کچھ چمکا تھا۔۔۔ وہ گلاس لبوں سے دور لے گئی۔

کسی اچیومنٹ ایوارڈ کی نوٹیفیکیشن تھی۔وہ بے اختیار خوش ہوئی۔اسکا پیج اور چینل بہت تیزی سے گرو کر رہے تھے۔اسکا نام بہت سے لوگ جاننے لگے تھے۔

موبائل میں مگن اس نے اندازے سے جوس کا گلاس سائیڈ ٹیبل پر رکھا مگر یہ کیا۔۔۔

غلط اندازے کے سبب گلاس زمین بوس ہو چکا تھا۔

وہ جھنجھلاتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

" !!! کیا مصیبت ہے یہ "

خود سے بڑبڑاتی وہ کسی ملازم کو بلانے دروازے کی جانب بڑھ گئی وہ نہیں جانتی تھی یہ مصیبت نہیں تھی...... مصیبت تو ٹل چکی تھی۔

♥♥♥

" امی کتنی کمزور ہو گئی ہیں آپ، اپنا خیال کیوں نہیں رکھتیں؟ "

وہ کچھ دیر پہلے ہی فرح سے ملنے آئی تھی عمر اسے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔اسے کچھ کام تھا۔

" ٹھیک تو ہوں، بلکہ اپنی بیٹی کو اتنا خوش دیکھ کر اور بھی ٹھیک ہو گئی ہوں۔۔ میری بچی تمہاری ماں بس تمہیں دیکھ دیکھ جیتی ہے ورنہ کیا رہ گیا ہے اس دنیا میں میرے لیے۔۔۔ "

خوش دلی سے کہتیں آخر میں وہ نا چاہتے بھی افسردہ ہو گئیں۔

" امی ایسی باتیں نہ کریں۔۔۔ "

اسکا دل دکھ سے بھر گیا تھا۔اپنی ماں کو اس حال میں دیکھنا آسان نہ تھا۔

" میں ابو سے ملی تھی۔۔۔ "

اس نے ان کی گود میں سر رکھتے ہلکی آواز میں کہا۔فرح خاموشی سے اسکے بالوں میں انگلیاں چلانے لگیں۔

" ان کی دوسری بیوی اور بیٹی سے بھی ملی۔بہت اچھی ہیں وہ دونوں۔۔۔ "

فرح کا ہاتھ ایک پل کو رکا پھر اسی انداز میں حرکت کرنے لگا۔

" ! جانتی ہوں..... عمر بیٹے نے بتایا تھا "

درمیانی وقفہ مختصر تھا۔

اچھا۔۔۔کب؟؟"وہ حیران ہوئی تھی۔ "

تمہیں تمہارے ابو سے ملوانے سے ایک دن پہلے۔۔۔وہ بس مجھے آگاہ " رکھنا چاہتا تھا تمہارے متعلق۔۔۔ہالہ؟ مجھے ایک بات بہت سکون دیتی ہے کہ میں نے تمہیں اچھے ہاتھوں میں سونپ دیا۔ عمر تمہارے صبر کا صلہ " ہے۔۔

وہ اب نرمی سے مسکرا رہی تھیں۔ہالہ کے لبوں پر بڑی دلکش مسکراہٹ آئی۔

جی امی آپ ٹھیک کہتی ہیں۔۔۔ان جیسا مرد میں نے آج تک نہیں دیکھا " "۔۔۔

وہ اٹھ بیٹھی تھی۔

" چلیں امی میں چلتی ہوں، گھر جا کر افطار کی تیاری بھی کرنی ہے۔ آپ کو بتایا تھا نہ مہمان بھی آئے ہیں رہنے، زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتی۔۔۔ "

وہ چادر ٹھیک کرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

" خیر سے جاؤ، گھر جا کر فون کر دینا۔ یاسر نہیں ہے ورنہ اسے کہتی چھوڑ آتا تمہیں۔۔۔ "

وہ اسکا منہ چومتیں محبت سے گویا ہوئیں۔

" کوئی بات نہیں، میں چلی جاؤں گی۔۔۔ "

وہ ہولے سے مسکراتی دروازے کی سمت بڑھ گئی۔

❤❤❤

شام کا وقت قریب تھا۔ وہ صحن میں کٹنگ والا کچھ سامان لیے بیٹھی کٹنگ بورڈ پر سبزیاں تیزی سے کاٹ رہی تھی۔ آج کھانے میں وہ وتیج رائس بنانے والی تھی۔

قریب ہی کرسی پر رخسانہ اماں بیٹھیں فروٹس کاٹ کر ایک باؤل میں ڈالتی جا رہی تھیں۔ وہیں ہالہ کے بلکل سامنے مہر پکوڑوں کا سامان تیار کر رہی تھی۔

اسے دیکھتے ہالہ کو اپنی سوچ پر شرمندگی ہوئی۔ اتنی اچھی تو تھیں وہ دونوں۔ بے ضرر سی!

مہر اسے اپنے کالج کا ایک قصہ سنا رہی تھی جسے ہالہ مسکرا کر سن رہی تھی۔

"کیا باتیں ہو رہی ہیں بھئی؟"

عمر کھنکار کر کہتا ان کی طرف چلا آیا۔ کچھ دور رکھے صوفے پر بیٹھتا وہ ان کی جانب متوجہ ہو گیا۔ ہالہ نے نظر بھر کر اسے دیکھا سفید شلوار قمیض میں وہ بلا کا وجیہہ لگ رہا تھا۔

"مہر بچی کو اپنے کالج کے قصے سنا رہی تھی۔ میری مہر نے کبھی شکایت نہیں آنے دی گھر تک، اپنے دھیان سے آتی جاتی تھی۔ نہ کوئی آج کی

لڑکیوں جیسے فیشن کیے۔ پڑھائی میں بھی بہت اچھی رہی ہمیشہ میری بچی

"۔۔۔

رخسانہ اماں محبت سے اپنی اکلوتی بیٹی کو دیکھ رہی تھیں بس صدقے واری جانے کی کمی باقی تھی۔

واہ بھئی مہر، کیا بات ہے۔ مائیں تعریف کر دیں تو بڑی بات ہوتی ہے "

"ورنہ ہماری اماں تو ہر وقت کان کھینچنے کو تیار رہتی تھیں۔

وہ مسکرا رہا تھا۔ مہر کھل کھلا کر ہنس دی۔

ہالہ اپنا کام مکمل کر چکی تھی لہٰذا چیزیں سمیٹتی کچن کی جانب بڑھ گئی۔ اس کے تاثرات نارمل تھے۔

وہ اپنے دھیان میں سبزیوں والا باؤل سلیب پر رکھتی کٹنگ بورڈ پر موجود چھوٹے ٹکڑے ایک طرف کرنے لگی۔

بڑی آہستگی سے عمر اس کے پیچھے آ کھڑا ہوا۔ اسکے ہاتھوں پر ہاتھ رکھتا نرمی سے کٹنگ بورڈ صاف کرنے لگا۔

" میں کچھ مدد کرواؤں ؟ "

ہالہ نے سٹپٹا کر کچن سے باہر دیکھا۔

" آپ باہر جائیں نہ، وہ کیا سوچیں گی ؟ "

عمر نے اسکے کندھے پر ٹھوڑی رکھ دی۔

" یہی کہ شوہر اپنی بیوی کے ساتھ کچھ ٹائم سپینڈ کرنا چاہتا ہے۔۔۔ "

وہ لب دبائے مسکراہٹ روک رہا تھا۔ہالہ اسکے حصار سے نکلتی اسے گھورنے لگی۔

" ! شرم کرلیں۔۔۔روزہ ہے ہمارا "

آنکھیں گھما کر کہتی وہ جلدی جلدی ہاتھ چلاتی سامان سمیٹنے لگی۔اب وہ ایک بڑا سا دیگچہ چولہے پر رکھ رہی تھی۔ ساتھ ہی سلیب پر پیاز اور دوسری چیزیں رکھی تھیں۔

وہ بڑی فرصت سے اسے کام کرتا دیکھنے لگا۔

" ! چلیں روزے کے بعد یہیں سے کنٹینیو کریں گے پھر "

اسے باور کرواتا وہ جا چکا تھا۔ہالہ نے پلٹ کر دیکھا۔اسکا چہرہ خوامخواہ سرخ ہونے لگا۔

سر جھٹکتی وہ اپنا دھیان کوکنگ پر مرکوز کر گئی۔

❤❤❤

رات گہری ہو چکی تھی ہر کوئی بستروں میں دبکا سویا پڑا تھا مگر وہ کروٹ پر کروٹ بدل رہا تھا۔

نیند اسکی آنکھوں سے کوسوں دور تھی آج کتنے دن بعد پھر بخار نے اسے آ پکڑا تھا۔اسکا جسم دکھ رہا تھا بے چینی حد سے زیادہ تھی۔

مگر یہ جسمانی تکلیف نہ تھی جو اسے بے چین کیے ہوئے تھی۔یہ ذہنی بوجھ تھا جو بڑھتا چلا جا رہا تھا۔صالح کی باتیں دماغ پر ہتھوڑوں کی مانند برس رہی تھیں۔

وہ تو کچھ دن سب سے دور رہنا چاہتا تھا۔ان کی یاد سے ،ان کے ذکر سے ۔۔۔! مگر ہر کوشش رائیگاں گئی۔اسکا ذکر ،اسکی یاد کہیں نہ کہیں سے اسکی جانب راستہ نکال لیتی تھی۔

میں نے پلٹ کر پوچھا بھی نہ ،جانے وہ کیسی ہو گی۔تف ہے تم پر اسید "جبران جسکا ایک آنسو تم سے برداشت نہیں ہوتا تھا اسے روتا ہوا چھوڑ آئے ہو۔۔۔"

وہ خود سے لڑ رہا تھا۔

خود سے لڑی گئی جنگیں انسان کو ہرا دیتی ہیں۔انسان خود سے جنگ کرتا بالآخر تھک جاتا ہے یہ تھکن انسان کو یوں ریزہ ریزہ دیتی ہے کہ خود کو سمیٹنے کا جی بھی نہیں چاہتا۔

رات مزید گہری ہوتی جا رہی تھی مگر وہ جاگ رہا تھا۔آنکھوں میں سرخی واضح ہونے لگی تھی بخار زور پکڑ رہا تھا۔

اس نے سرمئی آنکھیں جھپکیں، دھندلاتا منظر واضح ہو گیا۔وہ کروٹ بدلتا پیروں کے قریب پڑی چادر کھینچ کر اوڑھ گیا۔

یونہی اسکی نگاہ دروازے پر پڑی، وہ گم صم سا دیکھے گیا۔ایسا لگتا تھا ابھی وہ دوڑتی ہوئی آئے گی اور خفگی سے کہے گی "آپ اپنا خیال کیوں نہیں رکھتے آپ کے پاس عزہ ہے اس لیے آپ اتنے لاپرواہ ہیں، جب میں نہیں ہوں گی تب یاد کریں گے۔۔۔"اور یونہی خفگی سے بولتی وہ اسکے لیے دوا لے آئے گی۔۔

دور یادوں کی راہوں پر بھٹکا ذہن حال کی تلخیوں میں لوٹ آیا۔اسید نے تمام خیالات کو ذہن سے جھٹکا اسکا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔

اس نے آنکھیں موندلیں وہ بس سونا چاہتا تھا۔

دوسری جانب وہ بھی بخار میں تپ رہی تھی بستر پر اوندھی پڑی وہ مدھم سانسیں لے رہی تھی۔سبز آنکھوں میں لال ڈورے بڑے نمایاں تھے۔

اسکے بال تکیے اور پشت پر بکھرے ہوئے تھے۔ وہ اسی کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ وہ خود کو اسکی یاد سے آزاد نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔! کر ہی نہیں سکتی تھی۔۔۔!

اس لمحے عزہ جبیل پر تکلیف دہ انکشاف ہوا۔

کسی کو خود سے اتنا قریب نہیں کرنا چاہئے کہ جب وہ چھوڑ جائے تو اسکی "یادیں جینے نہ دیں کیونکہ "یادیں عذاب ہوتی ہیں

" آپ واپس آجائیں کہاں ہیں آپ؟ "

سوچتے ہوئے وہ رو پڑی تھی گرم آنسو آنکھوں کے کناروں سے پھسلتے گئے۔ آنکھیں اتنی سوجھ چکی تھیں کہ نم ہوتے ہی جلن ہونے لگی تھی۔

پتہ نہیں کس حال میں ہوں گے، مجھ سے نہیں رہا جا رہا آپ کے بغیر"

" واپس آجائیں۔۔۔

تکیے میں منہ چھپاتی وہ اپنی بے بسی پر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ بخار کی حدت میں تپتی بھی وہ اس ستم گر کی یاد میں تڑپ رہی تھی جو اسے دردِ محبت سونپ کر جا چکا تھا۔

عشق کی جس آگ میں وہ جھلس رہی تھی اسکے آگے تو یہ تپش ذرہ برابر نہیں تھی۔

بے خبری میں وہ عشق کے جس تپتے صحرا میں قدم رکھ چکی تھی وہاں دل کا جھلسنا تو یقینی تھا۔

ایک عذاب تھا جو اس پر مسلط تھا۔ عذاب ہی تو تھا۔

پیاس کی شدت سے نڈھال کھانا اور سونا ترک کرنا عذاب ہی تو ہے۔ عشق صحرا تھا تو وہ پیاسی تھی۔ نڈھال سی اک قطرۂ محبت کو ترستی۔۔۔!

رات قطرہ قطرہ پگھل رہی تھی۔ اس رات نے دو نفوس کو بے چین لمحات کی زنجیروں میں جکڑے رکھا تھا۔ دونوں کے لب خاموش تھے مگر آنکھیں۔۔۔

آنکھیں درد کی داستانیں عیاں کر رہی تھیں۔

ایک کو محبت کی مار پڑی تھی۔

ایک کو بھروسے کی۔

ازیت ایک جیسی تھی۔

دلوں کو جکڑتی۔

حد سے سوا۔

❤❤❤

❤❤❤

نفیس سے گلابی رنگ کے کڑھائی والے کیپری شرٹ میں ملبوس ہم رنگ نازک کی سینڈل ڈالے سر پر سفید رنگ کی سٹائلش سی چادر لیے وہ شولڈر بیگ کا سٹریپ درست کرتی کمرے سے نکلی تھی۔

کچھ دیر میں دردانہ اسے شاپنگ کے لیے پک کرنے والی تھی۔ وہ نمر کو بتا چکی تھی اسکا دل تو نہ چاہا تھا دردانہ کے ساتھ جانے کو لیکن پھر تمام منفی خیالات کو جھٹک دیا۔

وہ کچھ زیادہ ہی سوچ رہی تھی ورنہ ان کی چیٹ صرف کام سے متعلق ہی تھی۔ وہ اپنی اتنے سالوں کی دوستی خراب نہیں کرنا چاہتی تھی۔

وہ سیڑھیاں اتر رہی تھی آخری سیڑھی پر قدم رکھا ہی تھا جب عافیہ ساڑھی درست کرتیں نک سک سی تیار اسکے سامنے آئیں۔ غور سے اسے سر تا پیر دیکھا۔

" کہاں جا رہی ہو؟ "

وہ ناگواری سے بولیں یہ تھرڈ کلاس لڑکی انہیں ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔

آئنور نے لب بھینچ لیے اسکی نظر ان کے عقب میں آتے نمر پر پڑی تو اس میں اطمینان وسکون کی لہر سی دوڑ گئی۔

" ! شاپنگ پر جا رہی ہوں دردانہ کے ساتھ۔۔۔ "

اس نے عام سے انداز میں کہا مگر وہ تو جیسے بھری بیٹھی تھیں۔

" ہمیں کیا پتہ کس کے ساتھ جاتی ہو جب مرضی نکل جاتی ہو نہ اتا نہ پتا بی بی اپنے یہ لچھن اپنے میکے تک رکھنے تھے۔ "

وہ نفرت زدہ لہجے میں کہہ رہی تھی۔

" اب آپ زیادتی کر رہی ہیں۔۔ "

وہ چیخ اٹھی تھی اسکی آنکھوں میں سرخی ابھرنے لگی۔آخر یہ عورت چاہتی کیا تھی؟اتنی ذلت.......اتنی نفرت......!

" مام۔۔۔۔ "

نمر کی تنبیہہ بھری آواز پر انہوں نے پلٹ کر دیکھا تو وہ ضبط سے انہیں دیکھ رہا تھا جیسے غصہ ضبط کر رہا ہو۔۔

" کیا مام؟کچھ غلط کہا میں نے؟گھر میں ٹکتی تو یہ ہے نہیں، دیکھنے والے تو یہیں سوچیں گے نہ۔۔گھر میں سو کام ہوتے ہیں میں گھر پر نہ ہوں تو اسکا

فرض ہے پیچھے کے تمام معاملات دیکھنا جبکہ یہ میڈم تو گھر میں ٹکتی ہی نہیں ____"

آئینور نے بے حد غصے سے نمر کو دیکھا۔اف اف اسکی بس ہوئی تھی۔

"معاف کیجئے گا آنٹی گھر کے ایسے کونسے معاملات ہیں جو مجھے دیکھنے چاہیے؟ ہر ملازم تو آپ کے حکم کا پابند ہے ہر چیز آپ کی مرضی کے مطابق تو ہوتی ہے۔

اور گھر میں ٹکنے والی بات ٹو آپ بھی اچھے سے جانتی ہیں میں بہت کم باہر نکلتی ہوں۔نمر کو بتا چکی تھی میں عید کی شاپنگ کے لیے جا رہی تھی لیکن آپ نے میرے کیریکٹر کے بارے میں بہت غلط بات بولی ہے۔

کسی نے ٹھیک ہی کہا ہے زہرا گر کارگر نہ ہو تو لوگ تہمت سے مارنے کی کوشش کرتے ہیں۔۔۔"

وہ جانے کس انداز میں بولی تھی کہ دور سے انہیں دیکھتے اس ملازم نے سوکھا حلق تر کیا۔

"دیکھ رہے ہو اپنی بیوی کی زبان؟ کس طرح بکواس کر رہی ہے میرے سامنے۔ تم ہی نے سر چڑھا رکھا ہے اسے ورنہ اسکی کیا اوقات۔۔۔"

وہ جانے کیا کچھ بول رہی تھیں نمر ملامتی انداز میں انہیں دیکھتا اسکی سائیڈ لے رہا تھا۔ وہ ان دونوں کو چھوڑ کر خراب موڈ کے ساتھ پلٹتی سیڑھیاں چڑھنے لگی۔

"ہنہہ! خود پتہ نہیں رمضان میں روزے بھی رکھنے ہوتے ہیں روز تیار ہو کر چلی جاتی ہیں اور باتیں مجھے سنا رہی ہیں۔۔۔"

غصے میں بڑبڑاتی وہ دھپ دھپ کرتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ ماں سے بحث کے بعد وہ بیوی کا موڈ بحال کرنے اسکے پیچھے چلا گیا۔

وہ سخت جھنجھلایا ہوا تھا بس اپنے بال نوچنے کی کسر باقی رہ گئی تھی۔

♥♥♥

وہ سخت پریشان لگ رہا تھا کھانے کی میز پر وہ انعم اور ارمان موجود تھے۔ یاسر غائب دماغی سے کھانا کھا رہا تھا جب ارمان نے غور سے اسے دیکھا۔

"پریشان ہو؟"

اس نے یونہی پوچھ لیا ورنہ پریشان تو وہ خود بھی تھا۔

"ہمم۔۔۔"

یاسر نے سر ہلایا۔ پانی کا گلاس لبوں سے لگاتا وہ ارمان کو دیکھنے لگا جو انتہا کا نکما ثابت ہوا تھا۔ مجال ہے جو اسکا بوجھ کم کر دے۔

"شیری لوگوں سے لون لیا تھا۔ کافی وقت ہو گیا لوٹایا نہیں تو وہ تنگ کر رہے ہیں دھمکیوں پر اتر آئے ہیں۔۔۔"

اسکا لہجہ بے تاثر تھا۔ ارمان نے پہلو بدلہ۔

"اب تو حالات ایسے جا رہے ہیں کہ کوئی ادھار بھی نہیں دے رہا اتنی جگہ سے ادھار پکڑا ہے سمجھ نہیں آ رہی لوٹائیں کیسے۔"

وہ مایوسی سے کہہ رہا تھا۔ انعم نے بیزاریت سے دونوں کو دیکھا مجال ہے جو دو گھڑی سکون میسر ہو۔۔

وہاں خاموشی چھا چکی تھی تینوں بد قت کھانا زہر مار کرتے رہے۔

❤❤❤

" امی جان آپ رہنے دیں نہ میں کر لوں گی سب ۔۔۔آپ کی طبیعت پہلے ہی نہیں ٹھیک، بلال نے کہا بھی تھا آج روزہ نہ رکھیں ۔۔ "

عطوف انہیں کچن میں اپنے ساتھ ہاتھ بٹاتا دیکھ کر فوراً بولی تھی۔اسکے انداز میں فکر جھلک رہی تھی۔زنیرہ اسکی فکر پر مسکرائی تھیں۔

" کچھ بھی تو نہیں ہوا ٹھیک ہوں میں ۔۔۔ "

عطوف نے گہرا سانس بھرا پھر کمر پر بندھا دوپٹہ کھولتی انہیں کاندھوں سے تھامتی باہر لے آئی۔زنیرہ اسے روکتی ہی رہ گئیں۔

باہر کھلے صحن میں بلال چارپائی ڈالے لیٹا تھا وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی آفس سے تھکا ہارا آیا تھا۔

انہیں یوں دیکھ کر مسکراتا اٹھ بیٹھا۔ساس بہو کی ایسی بانڈنگ وہ پہلی بار دیکھ رہا تھا۔وگرنہ تو دونوں مخلوقوں کو ایک دوسرے سے خدا جانے کونسا بیر ہوا کرتا ہے۔

"پتر اکیلی کیسے کرے گی سب، تیرے گھر والے آرہے ہیں آج اتنا کام
ہو گا میں کرواتی ہوں نہ تیرے ساتھ۔۔۔"

وہ اس سے محبت سے کہتیں اسکے اصرار پر بلال کے ساتھ ہی بیٹھ گئیں۔۔

"امی جان مجھے عادت ہے سب کچھ خود کرنے کی آپ فکر نہ کریں آدھے
سے زیادہ کام میں پہلے ہی کر چکی ہوں۔۔"

مسکرا کر کہتی وہ پلٹتی اندر گم ہو گئی۔بلال کچھ دیر بیٹھا ان سے باتیں کرتا رہا
جن کی زبان پر بس عطوف کی تعریفیں ہی تعریفیں تھیں۔

پھر اٹھ کر وہ چینج کرنے کمرے میں آیا تو عطوف بھی ہاتھ میں کفگیر پکڑے
اسکے پیچھے آئی۔

"سنیں۔۔۔"

بلال نے پلٹ کر دیکھا۔کمر پر دوپٹہ کسے بالوں کا حال بکھیرے الٹے ہاتھ
سے چہرے پر آئے بال پیچھے کرتی وہ اسکی نظریں خود سے باندھ گئی۔

"سنائیے۔۔۔"

بلال نے اسے کہنی سے تھام کر اپنی اوڑھ کھینچا وہ گڑ بڑاتی کفگیر والا ہاتھ اونچا کر گئی۔

" چھوڑیے پلیز، آپ کے کپڑے خراب۔۔۔اسکی بولتی نظروں پر وہ یکدم ٹھہر گئی پھر مدھم سا بولی۔" خراب ہو جائیں گے۔۔۔

وہ زیر لب مسکراتا اسے دیکھے گیا۔

" آپ نے کونسا جادو کر دیا ہے امی پر؟ "

" عطوف نے نگاہ اٹھاتے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔" کیا مطلب؟

بلال اسے چھوڑتا دو قدم دور ہوتا سینے پر ہاتھ باندھ گیا۔

" مطلب کہ وہ ہر وقت آپ کی تعریفیں جو کرتی رہتی ہیں۔۔۔ "

" عطوف نے مسکراہٹ دبائی۔" تو آپ جیلس ہو رہے ہیں؟

آہاں، بلکل نہیں!!! " وہ کندھے اچکا گیا۔ "

" اچھا آپ کے کپڑے میں نے نکال دیے ہیں وہی پہنیے گا بھائی جان اور ہالہ کچھ دیر میں آتے ہوں گے۔۔

آپ کو بتایا تھا نہ اماں اور مہر بھی آئی ہوئی ہیں میں نے بارہا اسرار کیا کہ وہ بھی آئیں لیکن انہوں نے معذرت کرلی کہ اچھا نہیں لگتا۔خیر کیا کہہ سکتے ہیں۔اف باتوں میں لگ گئی میں جاتی ہوں آپ فریش ہو جائیں۔۔"

تیز تیز بولتی وہ جا چکی تھی۔بلال نے مسکراتے سر جھٹکا۔اسکی زندگی کا ہر پل حسین تھا۔اسکا ساتھ اسے مکمل کر گیا تھا۔

❤❤❤

روزے تیزی سے گزرتے جا رہے تھے ایسا لگتا تھا ابھی کل ہی تو رمضان کا مہینہ شروع ہوا تھا۔لوگوں نے خرید و فروخت کے لیے بازاروں کو بھر رکھا تھا۔

ہجوم سا ہر طرف دکھائی دیتا تھا۔وہ بھی رخسانہ اماں اور مہر کے ساتھ عید کی شاپنگ کرنے چلی آئی تھی اسے اور مہر کو بازار کا اتنا علم نہیں تھا اس لیے اماں کو ساتھ لانے کو ترجیح دی۔

اتنے رش میں بچ بچا کر نکلتیں وہ ایک دکان میں داخل ہو گئیں۔اس وقت ہالہ کو عطوف شدت سے یاد آ رہی تھی پہلے وہ اکٹھی بازار آتی تھیں تو کھا پی کر ڈھیروں باتیں کرتی جاتی تھیں اب سب پھیکا پھیکا سا لگ رہا تھا۔

آخری بار افطار پر عطوف سے ملتے وہ اداسی سے اظہار کر گئی تھی کہ وہ اسے بہت مس کرتی ہے جس پر عطوف نے اسے محبت سے گلے لگا لیا تھا۔

ذہن میں ابھرتی سوچوں کو جھٹکتی وہ دکاندار کی جانب متوجہ ہوئی جو تیزی سے کپڑوں کا ڈھیر ان کے سامنے لگاتا جا رہا تھا۔قیمت پوچھتے ہی اماں بحث کرنے لگی تھیں۔

مہر ایک سوٹ نکال کر ہالہ کو دکھا رہی تھی وہ سوچ رہی تھی ساتھ اپنے لیے بھی کپڑے خرید لے جس کی رقم وہ اپنے ساتھ لائی تھی۔

دکاندار سے بحث کے بعد اماں انہیں لیے باہر نکل گئیں۔اسی طرح وہ جانے کونسی گلیوں سے نکل کر طرح طرح کی دکانوں میں داخل ہو رہی تھیں۔

ہالہ تو بس حیرت زدہ سی ان کے ساتھ قدم بڑھا رہی تھی اسے آج تک پتہ ہی نہیں تھا یہ جگہ بھی بازار کا حصہ ہے یوں بھی وہ بہت کم بازاروں کا رخ کرتی تھی۔

وہ چلتی جا رہی تھی شام کا وقت تھا تو لوگوں کی بھیڑ بھی دیکھنے لائق تھی۔
بعض جگہ دھکم پیل شروع ہو چکی تھی ہر کسی کو پہلے جانے کی جلدی تھی۔
"اماں وہ دیکھیں اس دکان میں چلتے ہیں کپڑے اچھے لگے ہیں وہاں۔۔۔"

اپنے دھیان میں بولتے اس نے دائیں طرف دیکھا تو اسکا دل دھک سے رہ گیا۔اماں نہیں تھیں۔کسی احساس کے تحت اس نے بائیں جانب دیکھا پھر پیچھے دیکھا۔مہر بھی نہیں تھی۔
خوف کی ایک سرد لہر اسکے جسم میں اٹھی۔وہ تو واپسی کا راستہ بھی نہیں جانتی تھی۔

ٹھنڈے پڑتے ہاتھوں سے قمیض کو بھینچتی وہ نقاب درست کرتی تیزی سے پلٹ گئی۔اس کی بے چین خوفزدہ نگاہیں لوگوں کی بھیڑ میں ان دونوں کو ڈھونڈ رہی تھیں۔۔

❤❤❤

ہانپتے ہوئے وہ گھر میں داخل ہوئی تھیں ان کا ایک ہاتھ سینے پر تھا مہر کے چہرے پر ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔

" اماں آپ کو انہیں لے کر ہی نہیں جانا چاہئے تھا۔اتنا ڈھونڈا لیکن وہ نہیں ملیں اب عمر کو کیا جواب دیں گی۔۔۔"

وہ ان کے پیچھے اندر چلی آئی۔اماں نے اسکی بات نہیں سنی ان کا رخ عمر کے کمرے کی جانب تھا۔

" عمر بیٹا غضب ہو گیا۔۔۔ "

وہ بلند آواز میں کہتیں دروازے میں کھڑی ہو گئیں۔عمر لیٹے سے اٹھ بیٹھا ان کا چہرہ دیکھتے اسکی چھٹی حس نے کچھ بہت غلط ہونے کا سگنل دیا۔

"کیا ہوا سب ٹھیک ہے؟" اس نے ان کے پیچھے آتی مہر کو دیکھا۔ وہ تھکا تھکا۔ "ہالہ کہاں ہیں؟"

"ہائے بیٹا کیا بتاؤں بازار میں جانے کہاں کھو گئی ہے ہم تو اسکے ساتھ ساتھ ہی تھے۔ پتہ نہیں کس وقت الگ ہو گئی۔ اسے بہتیرا ڈھونڈا مگر وہ نہ ملی ۔۔۔"

وہ شرمندہ سی کہہ رہی تھیں۔ عمر کا سانس ایک پل کو رک سا گیا اسکا دل انجانے خدشات کے خوف سے تیزی سے دھڑکنے لگا۔

"انہیں راستوں کا بھی علم نہیں آپ اتنی لاپرواہی کیسے کر سکتی ہیں۔۔۔؟"

اپنی آواز بلند ہونے سے روکتا وہ اگلے پل آندھی طوفان بنا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ اماں نے بے چارگی سے مہر کو دیکھا جو افسردہ سی کمرے کی سمت چل دی۔

❤❤❤

وہ کروٹ پر کروٹ بدل رہی تھی کسی پل سکون میسر نہ تھا کتنا وقت ہو گیا تھا اسکی آواز سنے، اسے دیکھے۔

دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے لیٹے لیٹے ہی تکیے کے نیچے پڑا موبائل نکالا۔ نم سو جھی آنکھوں کو بمشکل کھولتے اس نے اسید کا نمبر ڈائل کر دیا۔ دھڑکنیں یک لخت ہی تیز ہوئی تھیں۔

وہ بت بنی سانس روکے اس کے کال اٹھانے کی منتظر تھی دوسری جانب بیل جا رہی تھی۔ وہ شدید بخار کی حالت میں بھی صوفے پر بیٹھا لیپ ٹاپ کھولے کچھ کام کر رہا تھا۔

اس نے وقت دیکھا۔ بارہ بج رہے تھے اس وقت کس کی کال ہو سکتی ہے۔ یہی سوچتا وہ لیپ پرے کھسکاتا بیڈ کی جانب بڑھا۔ جسم شدید دکھ رہا تھا۔ اس نے پین کلر لے رکھی تھی مگر کچھ خاص فرق محسوس نہیں ہوا۔

موبائل پکڑتے جونہی اسکی نگاہ اسکے نام پر پڑی وہ لب بھینچ گیا۔آنکھوں میں چبھن سی محسوس ہوئی تھی۔اس نے گردن پر ہاتھ پھیرتے گہرا سانس لیااور تکیے ٹھیک کرتا ٹیک لگاتا نیم دراز ہو گیا۔

" کال اٹھالی گئ تھی۔اسکی بھاری آواز ابھری۔"اسلام علیکم

وہ آنکھیں موندتی بے آواز رونے لگی۔کتنا ترسی تھی وہ یہ آواز سننے کے لیے۔

منہ پر ہاتھ رکھے آنکھیں موندے وہ اپنی سسکیوں کا گلا گھونٹ رہی تھی۔ مسلسل خاموشی محسوس کرتے اسید نے کرب سے آنکھیں موندلیں۔

" عزہ۔۔۔۔؟ "

درد سے بھاری ہوتی آواز میں پکارا گیا۔وہ تڑپ ہی تو اٹھی تھی اس پکار پر

۔۔۔

" !واپس آجائیں......آنکھیں ترس گئی ہیں آپ کو دیکھنے کے لیے "

تکیے میں منہ چھپاتی فون کان سے لگائے وہ بلند آواز سے رونے لگی تھی۔

اسید نے لب بھینچ لیے۔ دل میں درد سا اٹھنے لگا تھا۔

" تم نے اچھا نہیں کیا عزہ، تم نے مجھے بہت دکھ دیا۔ "

وہ آنکھوں پر بازو رکھ گیا تھا آواز درد سے بھاری ہوتی جا رہی تھی۔اس نے حلق تر کیا گلے کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔

" میرے دل نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا، میرے دل نے مجھے دھوکہ دیا۔۔۔" وہ بلک رہی تھی۔تکیے کو مٹھی میں دبوچتی۔ کوئی بھینچ رہا تھا دل کو بڑی بے رحمی سے!

" واپس آجائیں میں م*ر جاؤں گی۔۔۔ "

سیدھی ہوتی وہ فریاد کر رہی تھی ایک ہاتھ سینے پر دھرا تھا وہ کانپ رہی تھی آنسوؤں سے بھیگے لب کپکپا رہے تھے۔

کیا حال کر دیا تھا اس مرض نے اسکا۔۔۔ مرضِ محبت اسے کھا رہا تھا وہ ختم ہو رہی تھی۔

" کسی کے جانے سے کوئی مر نہیں جاتا !!! "

وہ بے رحم ہوا تھا۔

عزہ نے بھیگی آنکھیں آہستہ سے کھولیں۔

"کچھ لوگ مر جاتے ہیں موت سے پہلے...... "

"جدائی موت سے سخت ہے" وہ سسک اٹھی تھی۔ !

اسید سینے کو مسلتا اٹھ بیٹھا تھا۔دل کی ازیت آنکھوں سے واضح تھی۔ سرمئی آنکھیں خطرناک حد تک سرخ ہو رہی تھیں۔

" میں کیا کروں مجھے بہت یاد آتے ہیں آپ، میں کیا کروں؟ "

وہ بلک رہی تھی۔

" میں مر جاؤں گی خدا کی قسم میں مر جاؤں گی۔۔۔ "

اسکی آواز مدھم ہو رہی تھی۔اسید کی آنکھ سے ایک آنسو گر کر داڑھی میں جذب ہو گیا۔

وہ ہار گیا تھا۔

دونوں میں سے کسی نے کال بند نہیں کی تھی۔

اس رات عزہ جبیل ساری رات روتی رہی تھی اور اسید اسکی سسکیاں سنتا رہا تھا۔

♥♥♥

ساری رات آنکھوں میں کٹی تھی اس نے خالی خالی نظروں سے ہاتھ میں پکڑے فون کو دیکھا جو بیٹری ختم ہونے کی وجہ سے بند ہو چکا تھا۔

وہ ایک سیکنڈ بھی نہ سوئی تھی۔ وہ اٹھتی بیڈ سے اتری۔ اسے زوردار چکر آیا دل خراب ہو رہا تھا۔ سر گھوم رہا تھا منظر دھندلانے لگا۔

کانپتے ہاتھوں سے دیوار کا سہارا لیتی وہ کمرے سے باہر آئی اسکی ٹانگیں کانپ رہی تھی رنگ زرد پڑ رہا تھا۔

اسکا دل بے طرح گھبرا رہا تھا ہر شے گھومتی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ دیوار کا سہارا لیتی ریلنگ پر ہاتھ رکھے سیڑھیاں اترنے لگی۔

لاؤنج میں وہ سب بیٹھے تھے عزہ پر نظر پڑتے وہ سرعت سے اسکی جانب بڑھے۔ نائل سب سے آگے تھا۔

عزہ نے ہاتھ بڑھایا وہ ان کے پاس جانا چاہتی تھی وہ آگے بڑھی تھی آخری سیڑھی سے قدم نیچے رکھتے ہی وہ پورے قد سے ان کے قدموں میں گری۔

منظر بہت دھندلا ہوتا جا رہا تھا۔

نائل اس پر جھک رہا تھا۔

اس نے آنکھیں جھپکیں۔

ذہن غنودگی میں ڈوبنے لگا۔

اسے لگا وہ دوبارہ آنکھیں نہیں کھول پائے گی۔

♥♥♥

قبرستان کے سناٹے میں کسی کے قدموں کی چاپ ابھرتی سنائی دی آواز بڑی واضح تھی! وہ ایک قبر کے پاس پنجوں کے بل بیٹھا تھا۔ سرمئی آنکھیں نم تھیں۔

! وہ اب قبر پر ہاتھ پھیر رہا تھا محبت سے.... عقیدت سے

یوں لگتا تھا قبر میں موجود وہ وجود اسے بہت پیارا تھا۔

وہ کتنے ہی پل قبر کے ساتھ کندھا تختی کو دیکھے گیا۔

! یہ نام---۔

وہ سر جھکاتا آنکھوں کی نمی اندر دھکیلنے لگا۔

کچھ دیر بعد وہ اٹھ کھڑا ہوا ہلکی ہلکی ہوا اسکے بالوں کو پیشانی سے اڑا رہی تھی خود سے بے نیاز وہ اسکی قبر کے پاس جانے کتنی دیر کھڑا رہا۔

!...... مجرم کی مانند

اسکی موت کا ذمہ دار وہ خود کو ہی ٹھہراتا تھا۔

" کتنی جلدی مجھے چھوڑ کر چلی گئی۔---۔ "

وہ خاموش تھا مگر اس کا اندر چیخ رہا تھا۔اسکی موت آج بھی اسے اتنا ہی دکھ دیتی تھی۔

اسید نے آخری نظر قبر پر ڈالتے قدم بڑھا دیے۔

وہ واپس جا رہا تھا۔

قبرستان خالی رہ گیا تھا۔

قدموں کی آواز دور ہوتی گئی۔

ہر طرف خاموشی تھی۔

آواز تھی تو بس ہوا سے ہلتے جالی دار دروازے کی......!

❤❤❤

" کہاں سے آ رہے ہو؟ "

یاسر کی آواز پر وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھتا بڑھتا رک گیا۔ارمان نے پلٹ کر دیکھا وہ ناگواری سے اسے دیکھ رہا تھا۔

" باہر سے۔۔۔دیکھ تو رہے ہو ! "

اسکے لاپرواہی سے کہنے پر یاسر کو غصہ آگیا۔

" سب پتہ ہے مجھے باہر جا کر جو کر تو تیں تم کرتے پھر رہے ہو، نشہ کرنا شروع کر دیا ہے تم نے۔۔۔ "

وہ اسکے مقابل آکھڑا ہوا تھا۔ ارمان نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

" ہاں تو۔۔۔؟ تمہیں کیا تکلیف ہے میرے معاملات سے دور رہو !"

انگلی اٹھاتا وہ بغیر لحاظ کے بولا تو یاسر کا پارا آسمان کو چھونے لگا۔

" مجھے ہے تکلیف۔ جو پیسے اجاڑ کر آتے ہو وہ تمہارے باپ کے نہیں ہیں۔ میری دن رات کی محنت ہے۔۔۔ "

وہ اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھتا نہایت درشتگی سے بول۔ ارمان کا دماغ پہلے ہی گرم تھا وہ لڑنے مر *نے پر تیار ہو گیا۔

" تیری اکیلے کی نہیں میری بھی محنت ہے۔ دوبارہ مجھ سے اس ٹون میں بات مت کرنا ورنہ۔۔۔ "

ورنہ کیا؟" یاسر کا ہاتھ اٹھا تھا جسے ارمان نے پکڑ لیا۔اب صورتحال یوں تھی کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے گریبان پکڑے کھڑے تھے۔

" کیا کر رہے ہو یاسر، ارمان چھوڑو اسے۔یا خدا یہی دن دیکھنا باقی تھا۔۔۔ "

فرح شور کی آوازیں سن کر باہر آئی تھیں انہیں لڑتا دیکھ کر انہیں ایک دوسرے سے دور کرتیں وہ رونے لگی تھیں۔

" ارمان جاؤ کمرے میں۔۔۔ "

وہ اسے دوسری طرف دھکیلنے لگی تھیں۔یاسر اب بھی طیش سے ارمان کو دیکھ رہا تھا جو بڑبڑاتا ہوا چلا گیا۔

" میرے م*رنے کا انتظار کر لو پھر ایک دوسرے کے گریبان پکڑ لینا۔۔۔ "

وہ خود کو کوس رہی تھیں کیوں اس اولاد کو اتنا سر چڑھایا انہوں نے۔۔۔اگر تھوڑی سی محنت ان کی تربیت پر کی ہوتی تو یہ دن نہ دیکھنے پڑتے۔

یاسر بغیر جواب دیے کمرے میں آگیا۔انعم بیڈ پر دھلے کپڑے بکھیرے تہیں لگا رہی تھی۔

یاسر کو اس پر بھی غصہ آنے لگا۔

" کیا گند ڈالا ہوتا ہے ہر وقت ؟ہٹاؤ انہیں یہاں سے۔۔۔ "

اس نے ہاتھ ما*ر کر کپڑے نیچے گرا دیے۔انعم غصے سے اسکی جانب پلٹی۔

" یہ کیا کیا آپ نے ؟اتنی دیر سے تہیں لگا رہی تھی خراب کر دیں۔اپنے گھر والوں کا غصہ مجھ پر نکالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ "

وہ بھی تڑخ کر بولی آخر کب تک برداشت کرتی۔جب دل کرتا تھا اسے غصے کا نشانہ بنا لیتا تھا۔

" !بکواس بند کر بے غیرت عورت،میں تیری زبان کھینچ لوں گا "

وہ اسکے بال دبوچ گیا انعم نے روتے ہوئے فرح کو آواز دی۔

" ! امی۔۔۔امی مجھے بچائیں اس جانور سے "

وہ چیخ رہی تھی۔

" جانور ہوں میں ؟ بہت زہر لگتا ہوں تمہیں ؟ "

وہ اسکے بال کھینچتا پوری قوت سے دھاڑا تھا۔

" ہاں جانور ہو تم۔۔۔ "

وہ روتی ہوئی چیخی تھی جب یاسر نے طیش سے اسے دور پھینکا۔

" مجھے بھی کوئی شوق نہیں تم جیسی گھٹیا عورت کے ساتھ رہنے کا۔ میں تمہیں طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں۔۔۔ "

دروازہ کھول کر اندر آتیں فرح کا ہاتھ دل پر پڑا۔

بیڈ پر گری انعم پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھے گئی۔ اسے اپنی سماعت پر یقین نہیں آرہا تھا۔

وہ غصے میں اسے طلاق دے چکا تھا۔

❤❤❤

ہالہ کی گمشدگی کی رپورٹ وہ پولیس میں درج کروایا آیا تھا۔ اس نے بازار کا چپہ چپہ چھان مارا تھا مگر وہ کہیں نہ ملی۔ ہوتی تو ملتی نہ۔

بے حد پریشانی کے عالم میں وہ گھر لوٹا تھا اسکی حالت عجیب ہو رہی تھی بال بکھرے ہوئے تھے جبکہ ازیت سے پر آنکھیں سرخ تھیں۔

وہ شدت سے دعا کر رہا تھا وہ جہاں بھی ہو محفوظ ہو۔ آج سے پہلے خود کو کبھی اتنا بے بس محسوس نہیں کیا تھا۔

وہ لاؤنج میں آیا تو کب کی آئی عطوف اسکی جانب لپکی۔ وہاں اماں اور مہر بھی موجود تھے۔

" بھائی جان پتہ چلا ہالہ کا؟ "

وہ نم آنکھیں جھپکتی بے قراری سے پوچھ رہی تھی۔

عمر نے کرب سے اسے دیکھتے نفی میں سر ہلایا تو عطوف کے ہاتھ بے دم ہو کر پہلو میں گرے۔

" انشاءاللہ وہ مل جائیں گی، انہیں کچھ نہیں ہو گا، کچھ نہیں ہو گا۔ "

ہلکی آواز میں کہتی وہ نوافل پڑھنے کی نیت سے کمرے کی اوڑھ بڑھ گئی۔

اسے ہالہ کے لیے بہت دعا کرنی تھی۔اسے یقین تھا اسکی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

❤❤❤

یہ ایک تنگ سی حبس زدہ جگہ تھی۔ گھٹن کے باعث اسکی آنکھ بہت دیر پہلے ہی کھل چکی تھی مگر وہ آنکھیں موندے سوتی بنی رہی تھی۔۔

ارد گرد دو مردوں کی گفتگو سے وہ اتنا تو جان چکی تھی کہ اسے اغو*ا کر لیا گیا ہے۔اور پھر بازار کا وہ منظر بھی ذہن میں پوری طرح واضح ہو گیا جب ایک سنسان موڑ آتے ہی کسی نے اسکے منہ پر کوئی کپڑا دبا دیا تھا۔

تو اسے بے ہوش کر دیا گیا تھا۔

اسکا دل پھوٹ پھوٹ کر رونے کو چاہ رہا تھا۔اسے باندھا نہیں گیا تھا۔وہ غنڈے ایک دھان پان سی لڑکی کے لیے کچھ زیادہ ہی لاپرواہ تھے ..

یہ کال کوٹھڑی بھی ایسی جگہ پر تھی جہاں آبادی نہ ہونے کے برابر تھی۔

اوپر سے دروازے پر پڑا زنگ آلود تالہ۔۔۔

بھلا کون یہاں آسکتا تھا......!

"ارے یہ بلبل کب ہوش میں آئے گی، صبر نہیں ہو رہا مجھ سے۔دل تو چاہ رہا ہے بے ہوشی میں ہی۔۔۔"

وہ گندی نظریں اسکے وجود پر جمائے بول رہا تھا۔ہالہ کا خوف کے مارے برا حال ہو گیا اسکی بند آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گرے۔مگر صد شکر کہ وہ اب اسکی جانب سے رخ پھیر چکے تھے۔

"ابھے یار خالی خولی شباب سے کیا مزا، شرا*ب کا بھی انتظام کرتے ہیں آج کی رات جشن منائیں گے اتنی مشکل سے کوئی ایسی چھوکری ہتھے چڑھی ہے۔"

ان میں سے ایک رال ٹپکاتا ہوس زدہ لہجے میں کہتا اٹھ کر پچھلے دروازے کی جانب بڑھ گیا۔

" ابھے رک ذرا میں بھی آتا ہوں۔۔۔ "

دوسرا غنڈہ بھی سر مستی کے عالم میں اس کے پیچھے چلا گیا۔وہ دروازے کو باہر سے تالہ لگا چکے تھے۔

جب ہر سو خاموشی چھا گئی تو ہالہ نے آنکھیں کھول دیں وہ تیزی سے اٹھ بیٹھی۔رکے آنسو تیزی سے بہنے لگے منہ پر ہاتھ رکھے اپنی آواز گونجنے سے روکتی وہ کانپتی ٹانگوں سے اس کوٹھری کا جائزہ لینے لگی۔

تنگ سی جگہ تھی۔اس نے دروازے کی جانب آکر کھولنا چاہا تو وہ بند تھا۔

بے بسی سے روتی وہ چاروں اوڑھ دیکھنے لگی۔

" اللہ جی میری مدد کریں۔۔۔۔میجر کہاں ہیں آپ؟ مجھے بچالیں۔۔۔ "

سسکیوں کا گلا گھونٹتی وہ کوٹھری کے بیچوں بیچ آکھڑی ہوئی۔قدرت کو اسکی مدد منظور تھی جبھی اسکی نگاہ دور ایک لکڑی کے بکسے پر چمکتی کسی چیز پر پڑی۔

ہالہ غیر مرئی طاقت کے زیر اثر آگے بڑھی۔ وہ موبائل کی سکرین تھی جو روشنی پڑنے سے چمک رہی تھی۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے موبائل پکڑتی واپس اسی جگہ آ کھڑی ہوئی جہاں بے ہوشی ک حالت میں پڑی تھی۔

کانپتے ہاتھوں سے اس نے موبائل آن کیا تو یہ دیکھ کر اس نے فرط مسرت سے منہ پر ہاتھ رکھ لیا کہ اس پر پاسورڈ نہیں تھا۔

یہ ان میں سے ایک کا موبائل تھا جو لے جانا بھول چکا تھا۔

ہالہ نے جلدی سے عمر کا نمبر ڈائل کیا۔ بیل جا رہی تھی لیکن کوئی اٹھا نہیں رہا تھا۔ تبھی دروازے کے باہر سے ان لوگوں کی آواز آنے لگی قدموں کی چاپ قریب آتی جا رہی تھی۔

وہ خوف و بے بسی سے رونے لگی جبھی کال اٹھا لی گئی۔

" می۔۔ میجر من ہالہ۔۔ مجھے بچا لیں، وہ لوگ۔۔۔ "

وہ خوف سے ہکلاتی سرگوشی میں کہہ رہی تھی جب دروازہ کوئی دروازہ کھولنے لگا تھا۔

عمر فون کان سے لگائے دروازے کی سمت بھاگا تھا۔

" کس جگہ پر ہیں آپ ؟ لوکیشن آن کریں جلدی۔۔۔ "

گاڑی میں بیٹھتے اس نے عطوف کے موبائل سے پولیس سٹیشن کال ملائی تھی جس کا عملہ اسے ریٹائرڈ میجر کی حیثیت سے جانتا تھا۔

حالہ نے تیزی سے لوکیشن آن کر کے کال بند کیے بغیر فون پیچھے دیوار میں بنے سوراخ میں چھپادیا اور خود آگے بیٹھ کر گھٹنوں میں چہرہ چھپا گئی۔

اسکا دل زور سے دھڑک رہا تھا۔

♥♥♥

" اب تم جاگ ہی چکی ہو تو کیوں نہ۔۔۔۔ "

ہاتھ میں شرا*ب کی بوتل پکڑے وہ اسکے سامنے پنجوں کے بل بیٹھا تھا۔

دو انگلیاں باہم ملاتے اس نے حالہ کے گال کو ٹریس کیا۔

" !!! دد۔۔۔دور رہو "

وہ روتی ہوئی اسکا ہاتھ جھٹک کر پیچھے سر کی تھی۔

مقابل نے قہقہہ لگایا۔

" ارے چڑیا ہم سے ڈرو مت ہم تمہارے اپنے ہیں۔یقین کرو آج کل کے اپنوں سے غیر ہی اچھے ہیں۔ "

اس نے زو معنی بات کہی تھی مگر ہالہ نہیں سن رہی تھی۔وہ سر جھکائے دیوار سے لگی کانپ رہی تھی۔

اسکی سانس تب اٹکی جب مقابل نے جھٹکے سے اسکی چادر تن سے جدا کر دی۔اب وہ گندی نظروں سے اسے سر تا پیر دیکھ رہا تھا۔

" گھٹیا انسان میں تمہیں جان سے ما*ر دوں گی۔۔۔ "

وہ غصے سے پاگل ہوتی اسکے منہ پر جھپٹی ناخنوں سے اسکا منہ بگاڑ گئی۔

مقابل نے الٹے ہاتھ کا تھپڑ اسکے منہ مارا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ تبھی پیچھے کھڑا شخص اسے ایک طرف کرتا اچانک ہالہ کو بالوں سے پکڑ تا دا اڑھا۔

" **تیری اکڑ تو میں نکالتا ہوں حر "

اسکے بالوں کو جھٹکا دیتے اس نے ایک جھٹکے میں اسکے کندھے سے قمیض پھاڑ دی۔

وہ اس پر جھکتا بے رحمی سے اپنی درندگی کے نشان چھوڑنے لگا۔ہالہ کی دلخراش چیخیں کوٹھری میں گونج رہی تھیں مگر ان کو اس پر رحم نہ آیا۔

وہ حد پار کرتا اسکے گریبان پر ہاتھ ڈالنے لگا جب زوردار آواز گونجی۔۔

گو*لی کی آواز! جو تالے پر ما*ری گئی تھی۔

دروازے کو زوردار لات مار کر کھولتا کوئی اندر داخل ہوا۔اس کے ساتھ ہی پولیس کی نفری بھی داخل ہونے لگی۔

وہ دونوں بے طرح گھبرا گئے۔ عمر لہورنگ آنکھوں سے انہیں دیکھتا پس*ٹل لوڈ کیے ان کی طرف لپکا۔

پس*ٹل کا دستہ ایک کے سر پر مار کر اسے دیوار میں پٹختا وہ تیزی سے ہالہ کے سامنے جھکا جس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔اسکی جگہ جگہ سے پھٹی

شرٹ دیکھ کر عمر نے قریب گری چادر میں اسکے وجود کو لپیٹتے اسے بازوؤں میں اٹھایا۔

اس کی آنکھ سے ایک آنسو خاموشی سے گرا۔

" یہ دونوں رہا نہیں ہونے چاہیں، ان سے جلدی اگلواؤ میری بیوی کو کس کے کہنے پر اغو*ا کیا۔ "

وہ آفیسرز کی جانب پلٹتا سرد لہجے میں بولا۔

" یس سر۔۔۔ "

وہ انہیں ہتھک*ڑی ڈالتے یک زبان بولے۔

عمر نے ہالہ کو سینے سے لگاتے دروازے کی جانب قدم بڑھا دیے۔اب وہ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر اسے لٹا رہا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتا اس ویران علاقے سے نکلتا چلا گیا۔

❤❤❤

جبیل مینشن میں جھانکو تو لاؤنج خواتین سے بھرا نظر آتا تھا گھر میں عافیہ کی خواہش پر قرآن خوانی کروائی جارہی تھی۔

عزہ کی حالت نے تو ان سب کے ہاتھ پیر پھلا دیے تھے ڈاکٹر کے مطابق اس نے بہت سٹریس لیا تھا اور وقت پر کھانا نہ کھانے کی وجہ سے وہ بہت کمزور ہو چکی تھی۔ جس وجہ سے وہ بے ہوش ہوئی تھی۔

سب کی توجہ اور محبت کے بعد اب وہ کافی بہتر تھی مگر دل کا درد جوں کا توں تھا۔اسکی مکمل صحت یابی کے لیے عافیہ نے سوچا گھر میں قرآن خوانی کروائی جائے تا کہ نحوستوں کے سائے بھی چھٹیں۔

عزہ کے ساتھ سب کا رویہ پہلے کی طرح ہو چکا تھا۔

محبت بھرا....!

نائل بھی اپنی ناراضگی ختم کر چکا تھا آخر اپنی اکلوتی لاڈلی بیٹی سے کب تک منہ موڑتا۔

خلاف عادت عافیہ سر پر حجاب لیے نفیس سی شلوار قمیض میں دوپٹہ ایک کاندھے پر پھیلائے سب خواتین سے نرمی سے بات کر رہی تھیں۔ جسے دیکھ کر سب کو یقین ہو چلا وہ واقعی عاجز اور نیک خاتون ہیں۔

وہ حقیقتاً بہت خوش تھیں۔ اب سب ٹھیک ہو رہا تھا۔ اسید ان کی زندگیوں سے جا چکا تھا۔ عزہ صحت یاب ہو رہی تھی نائل کا رویہ بھی ٹھیک ہو چکا تھا۔ رہی بات آئنور کی تو وہ اندر ہی اندر اسکے وجود کو ایکسیپٹ کر چکی تھیں۔

وہ کچن کے حالات دیکھنے کے لیے اٹھیں۔ انہوں نے قریب صوفے پر بیٹھی عزہ کا گال پیار سے چھوا۔ وہ گلابی شلوار قمیض کے ہمراہ سر پر ہم رنگ دوپٹہ لئے ”لیس“ پڑھ رہی تھی۔

عافیہ کو دیکھ کر ہلکا سا مسکراتی وہ سر دوبارہ یس پر جھکا چکی تھی۔

عافیہ مطمئن سی کچن کی جانب بڑھ رہی تھیں جب سامنے کا منظر دیکھ کر ان کی آنکھیں حیرانی سے پھیلیں۔

وہ جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وی گلے کی ٹی شرٹ میں لاپرواانداز میں چلتا آرہا تھا۔اس کے چہرے پر ازلی بیزاری تھی۔وہی جواسکی ذات کا خاصا تھی،بیزارا کھڑ نقوش !

" کھڑی کھڑی فوت تو نہیں ہو گئی ؟ "

اسکا کہنا تھا کہ عافیہ کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔آخراب وہ کیا لینے آیا تھا جب دفعان ہو ہی چکا تھا۔

" بڑے بے شرم ہو تم،اتنا کچھ ہونے کے بعد بھی منہ اٹھائے چلے آئے ہو۔۔۔" وہ بغیر لحاظ کیے ٹکا کر بولی۔چہرے پر دل جلانے والی مسکراہٹ تھی۔

اسید نے کنپٹی کھجاتے بیزار نظروں سے اسے دیکھا۔

" ! قبرستان گیا تھا میں،خولہ سے ملنے "

اسکی بے تکی بات پر عافیہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔اسکی بات ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی۔

" وہاں ایک قبر خالی ہے، کہو تو تمہارے نام سے بک کروا دوں؟ "

مسکراہٹ دباتا وہ آگے بڑھ گیا۔

وہ کلس کر اسکے پیچھے آئیں۔

" تم اندر نہیں جا سکتے قرآن خوانی ہو رہی ہے۔ "

ان کے سختی سے کہنے پر اسید نے "اوہ" کہتے ان کے حلیے کو سرسری سا دیکھا۔ ویسے وہ ان کا مسکرا مسکرا کر خواتین سے بات کرنا دور سے ہی دیکھ چکا تھا۔

ویسے۔۔۔۔ "اس نے داڑھی کھجاتے کن اکھیوں سے انہیں دیکھا جو " اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔

بندے کو خود کو اتنا ہی نیک ظاہر کرنا چاہیے جتنا اسکی شکل دیکھ کر یقین " " کیا جا سکے۔۔۔

اسکے نقوش میں مسکراہٹ گھلی تھی۔ اس سے پہلے وہ کوئی سخت جواب دیتیں کوئی تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتا نیچے آیا تھا۔۔

وہ ایک دم تھما اس نے غور سے سامنے کھڑے شخص کو دیکھا، نگاہوں کو جیسے یقین نہ آیا۔

" چاچو۔۔۔۔ "

بے یقینی سے دہراتا اگلے پل دوڑ کر وہ اتنی زور سے گلے لگا کہ اسید نے دیوار کا سہارا لیتے خود کو گرنے سے بچایا۔

" میں بتا نہیں سکتا آپ کو دیکھ کر کتنا خوش ہوں۔۔ "

وہ فرط مسرت سے کہہ رہا تھا۔

اسکے یوں بھاگنے پر لاؤنج میں بیٹھی خواتین بھی مڑ مڑ کر دیکھنے لگی تھیں۔ نمر کے ری ایکشن پر خفا ہوتی عافی کچن میں چلی گئیں۔

" !!! اچھا بس کرو "

اسے خود سے الگ ہوتے نہ دیکھ کر اسید نے الگ کیا تو اسکی آنکھیں نم تھیں۔اب وہ ہاتھ کی پشت سے آنکھیں رگڑ رہا تھا۔

" لڑکیوں کی طرح مت رو۔۔ "

نمر کے گلے میں بازو ڈالتا وہ تھوڑا آگے بڑھ آیا تھا۔اب وہ اسید سے یوں چھوڑ جانے پر شکوے کر رہا تھا جسے وہ دھیما سا مسکراتے سن رہا تھا۔

صوفے پر بیٹھی عزہ یس میز پر رکھتی اٹھ کھڑی ہوئی۔وہ حیرت میں گھری یک ٹک اسید کو دیکھ رہی تھی جب آئنور کے کہنی مارنے پر ہوش میں آئی۔

" اہم اہم......!!!اف مجھے یقین نہیں آرہا وہ واپس آ گئے، تم سمجھ رہی ہو وہ کیوں آئے ہیں؟ "

اسکا انداز شرارت سے پر تھا جبکہ آنکھیں کسی احساس سے چمک رہی تھیں اسکا بس نہ چل رہا تھا خوشی سے قہقہے لگانے لگتی۔

" آپ کچھ بھی کہہ رہی ہیں، وہ اپنی وجہ سے آئے ہیں! "

بے تاثر لہجے میں کہتی وہ اپنے کمرے میں جانے کی غرض سے صوفوں کی قطار سے باہر نکلی۔

اسی پل اسید نے پیچھے دیکھا۔دونوں کی نگاہیں ملیں، وہ چند پل اسے دیکھتا رہا۔

عزہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ وہ خفت محسوس کرنے لگی پہلے وہ اس سے ہر بات بھلا جھجھک کہہ دیتی تھی مگر اب اتنا کچھ بدل جانے کے بعد فون کال پر اپنی محبت اور بے قراریوں کے دھواں دار مظاہرے کے بعد اس کے سامنے سے جھجھک محسوس ہو رہی تھی۔

وہ خوش ہونا چاہتی تھی لیکن وہ خوش نہیں ہو پا رہی تھی۔ خوشی کے بعد ملنے والا درد زیادہ دردناک ہوتا ہے۔

♥♥♥

افطار سے کچھ دیر پہلے نائل اسید کے پورشن میں داخل ہوا تھا۔ وہ سامنے ہی نظر آ گیا، وہ اپنے لیے افطار کی تیاری کر رہا تھا۔

نائل کو دیکھ کر ہاتھ دھو کر اسکی طرف چلا آیا۔ نائل پہل کرتے اس سے بغل گیر ہوا۔ اسید ہولے سے مسکرا دیا۔

رسمی بات چیت کے بعد وہ دونوں اندر چلے آئے۔

" یار معذرت کرتا ہوں اپنے رویے کے لیے، مجھے بہت افسوس ہے اپنے
بھائی جیسے کزن کو غلط سمجھا۔۔ "

وہ واقعی شرمندہ لگ رہا تھا۔

" چھوڑو، میں بھول چکا ہوں۔۔ "

اسید نے بڑی سہولت سے موضوع شروع ہونے سے پہلے ہی ختم کر دیا۔

نائل نے مسکراتے سر کو خم دیا۔

" پھر اسی خوشی میں آج کی افطار پارٹی ہماری طرف ہے۔۔ چلو میں تمہیں
لینے آیا ہوں۔ "

اسید نے ایک پل کو سوچا پھر اپنے حلیے پر نگاہ ڈالتا بولا۔

" میں فریش ہو کر آتا ہوں۔ "

نائل مسکرا کر سر ہلاتا پلٹ گیا۔

❤❤❤

افطار پر ماحول خاصا خوشگوار رہا۔ آئنور خوب چہک رہی تھی جسے نمر بھی خاص کر محسوس کر رہا تھا۔ وہ نگاہوں سے اسے چھیڑ تا رہا تھا۔

اسید اور عزہ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا تک نہ تھا اور یہ پہلی بار تھا جب عزہ نے اس کے آگے کھانے کی کوئی ڈش نا بڑھائی تھی ورنہ تو وہ خود اسے ہر چیز سرو کرتی تھی۔

ایک اتفاق یہ بھی ہوا کہ دونوں ہم رنگ سفید کپڑوں میں تھے۔ اسید نے بٹنوں والی سفید شرٹ کے ساتھ سیاہ جینز پہن رکھی تھی بازو کہنیوں تک مڑے تھے۔

جبکہ عزہ جو پہلے گلابی رنگ کے کپڑوں میں تھی افطار کے لوازمات رکھتے جوس کا جگ ہاتھ لگنے سے اس پر الٹ گیا تھا جس وجہ سے اس نے تبدیل کر کے سفید گھٹنوں تک آتی پوری آستین کی فراک اور چوڑی دار پاجامہ پہن لیا تھا۔ شیفون کا سفید دوپٹہ ریشمی بالوں سے پھسل پھسل جاتا تھا۔

نماز سے فراغت پاتے مرد حضرات نے لاؤنج میں ڈیرہ ڈال لیا تھا۔ آئنور اور وہ کچن میں چلی گئیں آئنور نائل کی فرمائش پر کشمیری چائے بنانے لگی تھی۔

یونہی ایک دن باتوں باتوں میں اس نے کہہ دیا کہ امی بہت اچھی چائے بناتی ہیں اور ان سے میں نے بھی ویسی ہی سیکھی ہے۔ تبھی آج نائل نے لگے ہاتھوں فرمائش کر ڈالی۔

" بچے تم ریسٹ کرو میں بنا کر لاتی ہوں نہ۔۔ "

آئنور نے قہوے کے لیے چیزیں اکٹھی کرتے پیار سے کہا۔

" نہیں میرا دل کر رہا ہے آپ کے پاس رہنے کا۔۔ "

صدقِ دل سے کہتی وہ اچک کر سلیب پر بیٹھ گئی۔ آئینور کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ یوں بھی آج وہ بات بن بات مسکرا رہی تھی۔ وہ ایک رائیٹر تھی ہر چیز کو آبزرو کرتی تھی وہ بھی جو واضح نہ تھیں۔

اسید کی واپسی کا مطلب وہ اخذ کر چکی تھی۔ مگر حقیقت کیا تھی یہ تو صرف

خدا جانے.....!

" آ۔۔۔ عزہ بیٹا چاچو سے کھانے کا تو پوچھا ہی نہیں، کتنی بری بات ہے

اتنے دن بعد آئے ہیں اور بغیر کھانے کے جانے دیں۔انہوں نے افطاری

بھی ٹھیک طرح نہیں کی، ویسے تم نے دیکھا وہ کمزور لگ رہے تھے۔۔۔ "

وہ کن اکھیوں سے اسے دیکھتی تفکر سے کہہ رہی تھی اسکی توقع کے

مطابق وہ چونکی تھی۔

" کمزور لگ رہے تھے۔۔۔؟ "

وہ بولی کچھ نہیں مگر اندر سے وہ اسید کے لیے پریشان تھی۔ کوئی اور وقت

ہوتا تو دوڑ کر جاتی اور اپنا خیال نہ رکھنے پر اسکی کلاس لیتی۔۔

" اچھا چھوڑو ان باتوں کو۔ چائے کے تھوڑی دیر بعد میں کھانا لگا دوں گی۔

تم ان سے کہہ دو وہ کھانا کھائے بغیر نہ جائیں۔ جاؤ شاباش......!!! "

عزہ نفی میں سر ہلاتی سلیب سے اتری۔

" میں نہیں جاؤں گی۔۔ "

وہ بدک ہی تو اٹھی تھی۔

" ارے جاؤ بھی وہ چلے نہ جائیں۔۔۔ "

اس کے نہ نہ کرنے کے بعد بھی وہ اسے باہر بھیج چکی تھی۔ عزہ نے خود کو کمپوز کرتے لاؤنج میں جھانکا تو وہ وہاں نہیں تھا۔

" چلے تو نہیں گئے؟ "

وہ بے چین سی لان کی جانب بڑھی تو وہ ایک طرف کھڑا نظر آہی گیا۔ وہ رخ موڑے موبائل کان سے لگائے کسی سے محو گفتگو تھا۔

وہ بغیر چاپ پیدا کیے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اسکی جانب بڑھنے لگی۔ نگاہیں اسکی مظبوط چوڑی پشت پر تھیں اسکا دل زور سے دھڑک رہا تھا۔ یہ اسکی زندگی میں آنے والا سب سے عجیب لمحہ تھا۔

وہ اس سے چند قدم دور خاموش کھڑی اسکے کال بند کرنے کا انتظار کرنے لگی۔ دوپٹہ سر سے پھسل کر شانوں پر ٹھہر گیا تھا۔ وہ کبھی نظر اٹھاتی اسے دیکھتی تو کبھی نظر جھکا کر اپنے پیروں کو۔۔

وہ کال بند کر چکا تھا مگر پلٹا نہیں تھا عزہ کو سمجھ نہ آیا اسے کیسے بلائے، پوری زندگی اسے مخاطب کرنے میں کبھی اتنی دشواری پیش نہیں آئی تھی۔

وہ اسے پکارتی بھی تو کیسے، اب چاچو کہنا خاصا آکورڈ لگتا۔ وہ انگلیاں چٹخاتی اسی کشمکش میں مبتلا تھی جب اسکی سنجیدہ آواز ابھری۔

" تم مجھے اسید بلا سکتی ہوں۔۔۔ "

وہ بغیر پلٹے بولا تھا۔ عزہ کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے بڑی ہوئیں دل الگ زور زور سے دھڑکنے لگا۔ کچھ کہنے کو وا لب ساکت ہو گئے۔

وہ اس کی جانب پلٹتا جینز کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے سر ذرا جھکائے اس کے بولنے کا منتظر تھا۔

" !!! عزہ نے گڑبڑاتے نظر جھکالی۔ "وہ۔۔۔ کھانا کھا کر جایئے گا

ایک سانس میں کہتی وہ پلٹتی تیزی سے اندر آئی اسکا ایک ہاتھ سینے پر تھا جس میں مقید قلبِ حیراں کی دھک دھک وہ ہتھیلی پر محسوس کر رہی تھی۔ اسکی آنکھیں اب بھی بے یقین تھیں۔

" تم مجھے اسید بلا سکتی ہو.....! "

دل پر ہاتھ رکھے وہ نفی میں سر ہلاتی اپنے کمرے کی سمت بڑھ گئی۔ آج کچھ انوکھا ہوا تھا، ناقابل یقین!

دل اس جملے کی تاب نہ لا پا رہا تھا۔

وہ ٹیرس کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔

دل اب بھی بے یقین تھا، دھڑکنیں اب بھی منتشر تھیں۔

" کیا آپ جان لینا چاہتے ہیں؟ "

وہ سرگوشی میں بولی۔ دل جو کہہ رہا تھا وہ سمجھنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ لفظوں کے جال میں نہیں پھنسنا چاہتی تھی۔

ریلنگ پر ہاتھ رکھتے اس نے تھکے انداز میں سر جھکا دیا۔

♥♥♥

وہ جب سے ہوش میں آئی تھی روئے جارہی تھی۔ عطوف اسے ساتھ لگائے چپ کرواتی کرواتی خود بھی رونے لگی تھی۔۔ہالہ کے جسم پر درندگی کے نشان اس سے ڈھکے چھپے تو نہ تھے۔۔

مہر اور اماں بھی کئی بار اسے دیکھنے آچکی تھیں مگر وہ کسی سے بھی ملنے پر ذہنی طور پر تیار نہ تھی۔اسکی حالت کے پیش نظر عطوف نے ان سے معذرت کرلی تھی کہ کچھ دیر اسے اکیلا چھوڑ دیں۔

عمر جانے کہاں تھا جواب تک نہ لوٹا تھا۔ہالہ کی طبیعت بگڑنے لگی وہ اپنے جسم اپنے بالوں کو دیوانوں کی طرح نوچنے لگی تھی۔

عطوف نے گھبراتے عمر کو کال کر دی اسے ہالہ کے بارے میں بتاتی جلدی آنے کا کہہ کر اس نے کال بند کر دی۔

"ہالہ میری جان ہوش میں آئیں، کچھ نہیں ہوا آپ محفوظ ہیں۔دیکھیں
ہم آپکے پاس ہیں کچھ نہیں ہوا۔۔۔"

وہ مشکل سے اسے خود سے لگاتی اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی۔ہالہ
پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"میرے ساتھ ایسا کیوں ہوا؟"

اسکے رونے کی آواز بلند ہوتی جارہی تھی عطوف نے لب سختی سے بھینچتے
نم آنکھوں کو جھپکتے خود کو رونے سے بعض رکھا۔
ہالہ کے سوال کا اسکے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔
♥♥♥

وقت نے کئی لمحات سرکائے تھے۔گھڑی کی سوئیاں آگے بڑھ چکی تھیں۔
وہاں مکمل خاموشی کا راج تھا جب ایک آواز خاموشی کا سینہ چیرتی چلی گئی۔
پولیس سائرن کی آواز!

دروازہ پر دستک ہونے لگی۔کوئی مستقل دروازہ بجا رہا تھا۔عطوف گھبرا کر سر پر دوپٹہ درست کرتی کمرے سے باہر نکلی۔پریشان سی وہ دروازے کی جانب بڑھی دل کسی انجانے خوف سے دھڑک رہا تھا۔

دروازہ کھولنے پر عمر نظر آیا۔

" اندر جاؤ !!! "

اس نے گہری سنجیدگی سے کہا تو وہ حیرت دباتی الٹے قدموں واپس چلی گئی۔ کچھ ہی دیر میں پولیس اہلکار بمعہ لیڈی افسر کے گھر میں داخل ہوئے۔ایک ساتھ کئی قدموں کی آواز سن کر مہر اور اماں کمرے سے باہر نکل آئیں۔

عطوف دروازے کی اوٹ سے باہر کا منظر دیکھ رہی تھی۔

" یہی دونوں ہیں۔۔۔اریسٹ کرلو !!! "

لیڈی آفیسر نے ڈنڈے سے ان کی جانب اشارہ کیا تو وہ بے طرح گھبرا گئیں۔ان کا رنگ سفید پڑ چکا تھا۔

" ہمیں کیوں اریسٹ کر رہے ہو ہم نے کیا کیا ہے ؟ "

انہیں اپنی جانب بڑھتے دیکھ کر ان کی گھگھی بندھ چکی تھی۔ کچھ نہ سوجھتے رخسانہ اماں عمر کی جانب بڑھی تھیں۔

" عمر بیٹے دیکھو یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں تم انہیں نکالو یہاں سے۔۔۔"

وہ اسکا بازو تھامتی بھرائے لہجے میں کہہ رہی تھیں جب وہ نفرت سے اپنا بازو چھڑواتا بے تاثر لہجے میں بولا۔

" !!! میں آپ کو نہیں جانتا "

اسکے ساتھ ہی اماں اور مہر کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں لگ چکی تھیں۔ مہر بے بسی سے رونے لگی۔

" بی بی اتنا گھناؤنا کھیل رچانے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا جب ان کرائے کے غنڈوں کو اغو*ا کرنے کے پیسے دیے تھے۔ وہ فٹیج بھی ہمیں مل چکی ہے۔ اب رونے دھونے کا کوئی فائدہ نہیں۔۔۔ "

وہ انہیں پولیس موبائل میں بٹھا کر لے گئے تھے۔ اماں اور مہر کا یہاں آنے کا مقصد ہی ہالہ کو راستے سے ہٹا کر عمر اور اس کی جائیداد پر قبضہ کرنا تھا۔

یوں بھی ان کی شہرت کچھ اچھی نہیں تھی۔ مہر کے معاشقوں کی خبر اسکے سسرالیوں تک جا پہنچی تھی جس وجہ سے وہ منگنی توڑ گئے تھے۔ ان کے چال چلن سے تنگ آکر مالک مکان نے بھی گھر سے نکال دیا تھا۔

تب انہوں نے عمر کو ٹھگنے کا منصوبہ بنایا۔ سب پلین کے مطابق ہو رہا تھا ہالہ کے اغو* اسے وہ بہت خوش تھیں مگر انہیں کیا پتہ تھا سب الٹا پڑ جائے گا۔

وہ غنڈے ڈنڈے پڑنے پر سب اگل چکے تھے۔

گھر میں ایک بار پھر خاموشی چھا گئی تھی۔ بلال بھی ابھی آیا تھا۔۔ عطوف کمرے سے نکل آئی اسکے چہرے پر بے یقینی تھی۔

" بھائی جان یہ سب۔۔۔ "

اسکی آواز صدمے سے چور تھی۔

" میں ان کا ذکر بھی نہیں چاہتا۔ ہالہ کیسی ہیں؟ "

وہ بے چین ہوا۔

" آپ خود دیکھ لیں !!! "

وہ پیچھے ہٹ گئی۔ عمر سر ہلاتا کمرے میں چلا گیا دروازہ بند ہوا تو عطوف بلال کی جانب متوجہ ہوئی۔ پیشانی کو دو انگلیوں سے دباتی وہ اسے لیے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی کیونکہ وہ فلوقت یہی ٹھہرنے والا تھا۔

❤❤❤

دروازہ بند ہونے کی آواز پر ہالہ نے آنکھوں سے بازو ہٹایا۔ وہ جو کب سے بے آواز رو رہی تھی اسے دیکھتے ہی اٹھ بیٹھی۔

عمر سرعت سے اسکی طرف بڑھا۔ اسے اپنے قریب کرتے سینے سے لگایا ہی تھا کہ وہ پھوٹ کر رونے لگی۔

وہ ازیت سے اسے دیکھتا سینے میں بھینچ گیا۔ اسکا رونا اسے تکلیف دے رہا تھا۔

مجھے خود سے گھن آرہی ہے میرا دل کر رہا ہے اپنا آپ نوچ ڈالوں۔۔۔ "

"

اس سے الگ ہوتی زار و قطار روتی وہ اپنی گردن اور چہرے پر یوں ہاتھ پھیرنے لگی جیسے ان کے لمس کو مٹانا چاہتی ہو۔

" !!! شش۔۔۔مت روئیں "

وہ اسے اپنی اوڑھ کھینچتا بیڈ سے ٹیک لگا گیا۔ہالہ نفی میں سر ہلاتی اس سے دور ہوئی۔

آپ کو مجھ سے گھن آرہی ہوگی نہ، نفرت ہو رہی ہوگی مجھ سے۔انہوں " "نے مجھے بار بار چھوا، میرے ساتھ۔۔۔۔

وہ ہزیانی ہوتی خود کو ناخن مارنے لگی جب وہ زور سے گرجا۔

" ہالہ۔۔۔۔ "

ایک جھٹکے میں وہ اسے اپنی اوڑھ کھینچتا اسکے گرد بازوؤں کا تنگ گھیرا بنا گیا۔
اسے گوارا ہی نہیں تھا کوئی اسکی ہالہ کے بارے میں ایسی گھٹیا بات کرے، !وہ خود بھی نہیں

میرے لیے آپ اب بھی پہلے کی طرح پاک ہیں۔ ہمیشہ پاک رہیں گی۔ آپ ایسا کیوں سوچ رہی ہیں اب میں آپ سے محبت نہیں کروں گا۔ "

" عمر ہالہ سے محبت کرنا نہیں چھوڑ سکتا۔۔

اس کے زخموں پر لبوں سے مرہم رکھتا وہ اتنی محبت سے کہہ رہا تھا کہ ہالہ نے ڈبڈبائی نظروں سے اسے دیکھتی تھکے انداز میں اس کے سینے پر سر رکھ دیا۔ وہ اب رو نہیں رہی تھی جس پر عمر نے شکر کا سانس بھرا۔

" آپ نے کھانا کھایا؟ "

اسکے سر پر ہاتھ رکھے نظریں جھکا کر اسے دیکھا۔

" نہیں۔۔۔ "

بھرائی آواز میں کہا گیا۔

میں نہیں کھاؤں گی "مزید اضافہ کیا گیا۔ "

عمر نرمی سے اسے الگ کرتا سیدھا ہو کر بیٹھا۔

" میں پیار سے کھلاؤں تب بھی نہیں کھائیں گی؟ "

وہ کتنی اپنائیت سے کہہ رہا تھا۔

" کھالوں گی۔۔۔ "

وہ ہاتھ کی پشت سے آنکھیں رگڑتی بھرائے لہجے میں اس انداز سے بولی کے عمر کے لب بے ساختہ مسکراہٹ میں ڈھلے۔

وہ بے ساختہ جھک کر اسکا گال چوم گیا۔ہالہ کی نظریں جھکیں۔

" آپ تب تک چینج کرلیں شاباش، منہ دھوئیں کیا حال کرلیا ہے اپنی آنکھوں کا؟ "

اسکی سوجھی آنکھوں کو افسوس سے دیکھتا وہ اٹھا اور ہالہ کو بھی ہاتھ پکڑ کر اٹھایا۔اسے باتھ روم کی جانب بڑھتے دیکھ کر وہ اسکے لیے کھانا لانے کچن کی جانب چل دیا۔

❤❤❤

باہر رات گہری ہو رہی تھی۔ عطوف کچن میں سب کے لئے چائے بنا رہی تھی بلال بھی ابھی یہیں تھا۔ کچھ دیر میں بس جانے والا تھا کیونکہ زنیرہ اکیلی تھیں۔

وہ طبیعت ناسازی کے باعث ہالہ کی خیر خبر لینے آ نہیں سکی تھیں فون پر ہی رابطہ کرلیا۔ عطوف کے منع کرنے پر بھی وہ اسے ہالہ اور عمر کے پاس رکنے کا کہہ چکی تھیں۔ صورتحال کے پیش نظر اسکا یہاں رکنا ضروری تھا۔

وہ مصروف سے انداز میں چائے بناتی جانے کن سوچوں میں الجھی ہوئی تھی کہ بلال کے آنے کی خبر نہ ہو سکی۔ وہ پشت پر ہاتھ باندھے غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔

نظروں کا ارتکاز تھا کہ عطوف نے نگاہ اٹھا کر دیکھا۔

" آپ کب آئے؟ "

وہ حیرت زدہ سی بولی۔ کیا وہ اتنی غائب دماغ تھی اس وقت!

" جب آپ کھڑی مراقبے میں چلی گئی تھیں! "

انتہائی معصومیت سے کہا گیا۔ جواباً عطوف نے اسے گھوری سے نوازا۔

"آپ باہر جائیں نہ بھائی جان کیا سوچیں گے، میں بس لا رہی ہوں چائے ۔۔۔"

وہ آنچ بند کرتی باری باری کپوں میں چائے انڈیلنے لگی۔ باہر سے عمر نے پکارا تو وہ چائے کا برتن وہیں رکھتی آگے بڑھنے لگی مگر بڑھ نہ پائی۔

عطوف آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگی۔ بلال نے اسکی کلائی پکڑ لی تھی۔

"چھوڑیں۔۔۔" وہ دانت پیس کر بولی۔

اگلے ہی پل بلال نے اسکی کلائی کو جھٹکا دیتے اپنی اوڑھ کھینچا تو اسکی آنکھیں مزید پھیل گئیں۔ وہ دلچسپی سے اس کے بدلتے تاثرات کو دیکھ رہا تھا۔

"بتانے آیا تھا کہ جا رہا ہوں، آپ کو مس کروں گا۔ کیا آپ مجھے روک نہیں سکتیں؟"

نرم نگاہیں اس پر جمائے وہ اتنی معصومیت سے بولا کہ عطوف کو بے ساختہ ہنسی آئی۔

جی نہیں!!!" اسکے سینے پر ہاتھ مار کر پیچھے ہٹتی اگلے ہی پل وہ مسکراہٹ "
دباتی کچن سے جا چکی تھی۔
بلال نے مسکراتے گردن کی پشت پر ہاتھ پھیراااور کندھے اچکاتا باہر نکل گیا۔

♥♥♥

اگلی صبح بڑی حسین طلوع ہوئی تھی۔ ہر چیز نکھری نکھری لگ رہی تھی یا پھر یہ دل کی کیفیت تھی کہ ہر منظر ہی نکھر گیا تھا۔
وہ کتنے دن بعد پر سکون سی سو رہی تھی میٹھی سی مسکان اسکے لبوں پر ٹھہری ہوئی تھی۔
آئینور نے اسکے کمرے کا دروازہ آہستہ سے کھولا۔ عزہ کو سوتا دیکھ کر وہ مطمئن سی دروازہ بند کر گئی۔ وہ فریش سی صبح صبح ہی تیار تھی۔

دردانہ آنے والی تھی وہ آفس جانے سے پہلے اس سے ملنا چاہتی تھی وہ اپنی لکھی کہانی میں ہی الجھ چکی تھی۔ کچھ باتیں وہ آئینور سے ڈسکس کرنا چاہتی تھی کیونکہ اب وہ سینئر رائٹر کے طور پر جانی جانے لگی تھی۔

عمر سے نہیں، اپنے اندازِ تحریر اور تجربے کے لحاظ سے!

وہ اس وقت شاکنگ پنک پنڈلیوں تک آتی کھلی سی شرٹ اور کھلے ٹراوزر میں ملبوس تھی۔ کپڑا ایسا تھا کہ اکڑا اکڑا دکھائی دیتا تھا۔

ہم رنگ دوپٹہ ایک طرف ڈالے بالوں کی اونچی پونی بنائے۔ بھورے سلکی بالوں کی پونی ٹیل اسکے چلنے کے باعث ہل رہی تھی۔

وہ اپنے کمرے میں آئی تو بیڈ پر نگاہ پڑی جہاں نمر اوندھا پڑا سو رہا تھا۔ وہ نرم نگاہوں سے اسے دیکھتی وہ جھک کر اسکے بال پیشانی سے پیچھے کرنے لگی۔

وہ سوتا ہوا بہت معصوم لگ رہا تھا۔

وہ سیدھی ہوئی تو دروازے پر دستک ہوئی۔ اسکی اجازت پر ملازمہ نے اندر آتے دردانہ کی آمد کا بتایا۔

" !!!اوپر بھیج دیں "

نرمی سے کہتی وہ نمر پر کمفرٹر ٹھیک کرتی ٹیرس پر چلی آئی جہاں کین کی سفید کرسیوں کے ہمراہ چھوٹی سی سٹائلش ٹیبل پڑی تھی۔

وہ واپس کمرے میں آئی تب دردانہ نے کمرے میں قدم رکھا۔وہ گرم جوشی سے آئنور سے ملی۔وہ ہر بار ملنے پر خوش ہوتی تھیں۔آخر کو اتنی پرانی اور گہری دوستی تھی۔

آئنور اسکا حال احوال پوچھتی ٹیرس کی جانب بڑھی۔ صبح کی تروتازہ ہوا میں ٹیرس پر بیٹھنے سے بہتر جگہ بھلا ہو سکتی تھی کوئی۔۔۔

وہ دردانہ کی جانب دیکھ رہی تھی مگر وہ نمر پر پڑتی اسکی گہری نگاہ دیکھ نہ سکی تھی۔

کچھ دیر وہ ادھر ادھر کی،اپنے گھر والوں کی،کچھ پرانی باتیں کرتی رہیں۔وہ یاد کر رہی تھیں وہ پرانے دن، شرارتوں کے بعد گونجتی کھلکھلاہٹیں، !دوستی کے اچھے دن

بس ایک منٹ ٹھہرو میں چائے کا بول دوں پھر ہم سٹوری ڈسکس کرتے "
ہیں "۔۔۔

وہ جانتی تھی دردانہ چائے پیے بغیر نہیں جائے گی۔ وہ چلی گئی تو دردانہ اٹھ کر کمرے میں چلی آئی۔ اسکی نگاہیں سوتے ہوئے نمر پر جم گئیں۔

آج ان آنکھوں میں کچھ تھا۔ کچھ نیا! سرور تھا وہ، بدلی نگاہیں تھیں وہ، جذبات سے بوجھل!

وہ ایک نظر بند دروازے کو دیکھتی اسکے بلکل قریب بیٹھ گئی۔ اس نے سر جھکاتے اسکی پلکوں کو غور سے دیکھا۔ پھر اسکے لبوں کو چھپاتی گھنی مونچھوں کو۔

وہ داڑھی نہیں رکھتا مگر آج سے پہلے ان مونچھوں نے کبھی اسے اس طرح اٹریکٹ نہیں کیا تھا۔

وہ بنا پلک جھپکے اسے دیکھ رہی تھی جبھی اچانک دروازہ کھلا۔ وہ ایک جھٹکے سے پیچھے ہوئی مگر آئنور دیکھ چکی تھی۔

دردانہ گڑبڑا کر کھڑی ہوئی اس نے مسکرا کر آئینور کو دیکھا جس کے تاثرات سرد تھے۔اگلے پل وہ دردانہ کی کلائی پکڑ کر ملحقہ ڈریسنگ روم میں لا کر دروازہ بند کرتی اسکی جانب پلٹی۔

" یار تم غلط سمجھ رہی ہو میں بتا۔۔۔ "

اسکی بات مکمل ہونے سے قبل آئنور نے زناٹے دار تھپڑ اسکے منہ پر دے مارا۔اسکے چہرے پر صرف اور صرف کھردرے تاثرات تھے۔

ہاؤ ڈیئر یو۔۔۔"دردانہ زخمی شیرنی کی مانند غرائی۔ "

" تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے شوہر کے قریب جانے کی؟ "

آئنور تڑخ کر بولی اسکا دل چاہ رہا تھا سامنے کھڑی اس دھوکے باز لڑکی کا منہ تھپڑوں سے لال کر دے۔

وہ تب ٹھیک سوچ رہی تھی، ٹھیک سمجھ رہی تھی اسکے دماغ نے بارہا کہا مگر دل نے نفی کر دی۔وہ اسکی دوست تھی،اس کے اچھے برے دنوں کی ساتھی۔بھلا وہ اسکے شوہر پر کیسے نظر ڈال سکتی تھی۔

مگر آج وہ دیکھ چکی تھی۔دل کا کھوٹ آنکھوں کے سامنے عیاں ہو چکا تھا۔

مگر وہ نہیں جانتی تھی اور بھی بہت کچھ ہے جو عیاں ہونے والا ہے۔

دوستی پر دھوکے کی کاری ضرب لگنے والی تھی....!

" کیوں کیا تم نے ایسا؟جواب دو !!! "

وہ خود کو چیخنے سے روک نہ پائی تھی۔

" نفرت کرتی ہوں میں تم سے !!! "

دردانہ کے لہجے میں نفرت ہی نفرت تھی۔آئینور کا وجود برف کا بن گیا۔

یخ،ٹھنڈا۔۔۔جما ہوا۔

" نفرت ہے مجھے تمہاری بڑھتی شہرت سے،لوگ تمہیں کیوں اتنا پسند

کرتے ہیں میں بھی تو اچھا لکھتی ہوں پھر مجھے وہ مقام کیوں نہیں ملا جو

تمہارے پاس ہے؟ "

اسکے لہجے میں حسد ہی حسد تھا۔وہ آنکھیں.....وہ آنکھیں ایک دوست کی

نہیں تھیں....وہ حاسد کی آنکھیں تھیں!

"تمہاری وجہ سے دردانہ ہمیشہ پیچھے رہی، ہر طرف نور، نور۔۔۔۔
آنکھیں دکھنے لگی تھیں تمہارا نام دیکھ دیکھ کر۔۔۔اور پھر۔۔ پھر تم نے کیا
کیا؟ پہلی بار مجھے کسی سے محبت ہوئی اور تم نے اسے مجھ سے چھین لیا۔۔
محبت کرتی ہوں میں نمر سے۔۔۔اگر تم بیچ میں نہ ہوتی تو آج وہ میرا ہوتا
"۔۔۔

آئنور نے بے یقین نظروں سے اسے دیکھتے دروازے کا سہارا لیا۔اسکی
آنکھوں سے آنسو گرنے لگے، اعتماد توڑے جانے کے، دوستی کے نام پر
دھوکے کے!

"دوبار کوشش کی تمہیں ما*رنے کی۔۔۔۔دوبار!!!
تم پر حملہ کروانے والی میں ہی تھی۔۔۔سنا تم نے! مگر تم اتنی ڈھیٹ ہو
کانٹوں کی طرح میری راہ میں پڑی ہو مر*تی ہی نہیں۔۔۔زہر ملا جوس
بھی بھجوایا تمہارے لیے مگر تم پھر بچ گئیں۔۔۔"

بولتی ہوئی وہ کوئی نفسیاتی لگ رہی تھی۔اسکی آنکھیں لہورنگ ہورہی تھیں جن میں صرف نفرت کاراج تھا۔

آئنور کے دل میں ایک دم تکلیف اٹھی اور پھر وہ سیدھی ہوئی۔دوستی کا ہر جذبہ اپنی موت آپ مر گیا۔سلگتے تڑپتے جذبات پر برف کی سل رکھ دی اس نے۔

" دفع ہوجاؤیہاں سے !!! "

وہ ہتک آمیز بلند آواز میں بولی تو دردانہ کا چہرہ سرخ ہوا۔

" میں کونسا بار بار آنے کے لیے مر*ی جارہی ہوں۔۔۔ "

ناگواری سے کہتی وہ دروازے کی سمت بڑھی جب آئینور کی آواز پر اسکے قدم تھمے۔

" دوبارہ کبھی لوٹ کے آنے کا تکلف کرنا بھی نہ،میں منحوس شکلیں بار بار نہیں دیکھتی۔۔۔اور ہاں آج سے ابھی سے یہ دوستی ختم !م*ر گئی تم میرے لیے۔۔۔ "

اگلے پل دردانہ تیزی سے اسکے کمرے سے نکل گئی۔

آئنور نے کانپتے ہاتھوں سے دروازہ بند کیا۔ وہیں زمین پر دروازے کے ساتھ بیٹھتی وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ ایک ہاتھ زمین پر رکھے۔ دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی منہ پر رکھے وہ بلک رہی تھی۔

دوستی نے اسے ایسا تمانچا مارا تھا جس کے نشان روح پر پڑے تھے۔

اسے یقین نہیں آرہا تھا.....ہاں اسے یقین نہیں آرہا تھا۔

وہ اتنے سال، دوستی کے اتنے سال! جذبات سے بھرے، احساسات میں ڈوبے.....فریب تھے، محض فریب تھے!

اور بعض دوستیاں دل کو اتنے زخم لگا دیتی ہیں کہ وہ زخم ساری زندگی کے لیے ناسور بن جاتا ہے۔

بعض دوستیاں بہت دل دکھاتی ہیں۔۔۔!

♥♥♥

عصر کا وقت تھا۔ وہ دونوں کچن میں افطار کی تیاری کر رہی تھیں ایک ملازمہ بھی ان کی مدد کے لیے وہاں موجود تھی۔

آئینور خود پر کافی حد تک قابو پا چکی تھی وہ دل سے دردانہ پر لعنت بھیج چکی تھی۔ خود کو بارہا سمجھایا کہ ایسے کم ظرف گھٹیا لوگوں کی وجہ سے اپنا سکون برباد نہیں کرنا چاہیے۔

نتیجتاً وہ عزہ کے ساتھ کچن میں مصروف، پہلے سے کافی بہتر محسوس کر رہی تھی۔

اسکے قریب ہی عزہ سلیب کے سامنے کھڑی کٹنگ بورڈ پر کھٹا کھٹ سبزیاں کاٹ رہی تھی۔ اس نے سیاہ سادہ شلوار قمیض پہن رکھی تھی جسکا دوپٹہ ترچھا کر کے کمر کے ساتھ ڈھیلی سی گرا لگا رکھی تھی۔

وہ جھک کر کھڑی ہوئی تھی جس وجہ سے گھنے بالوں کی چوٹی بائیں کندھے پر جھول رہی تھی جس سے نکلیں کچھ لٹیں لا

پرواہی سے چہرے کے اطراف، کان کے پیچھے اور گردن پر پڑی تھیں۔

اب وہ پیاز پر اپنی کٹنگ سکلز آزما رہی تھی۔ سبز آنکھیں پیاز کی وجہ سے پانی سے بھرنے لگیں۔ آنکھیں جھپک کر گیلی سانس اندر کھینچتے جلن ختم کرنے کی گویا کوشش کی گئی۔

وہ اپنے دھیان میں لگی ارد گرد سے بے پرواہ کٹنگ بورڈ پر جھکی پیاز کاٹ رہی تھی جب اسے کسی کی نظروں کی تپش محسوس ہوئی۔

اس نے چونک کر سر اٹھایا۔ نگاہ سامنے پڑی جہاں وہ نمر کے ساتھ بیٹھا اس سے کوئی بات کر رہا تھا۔ انداز ایسا تھا بڑی ضروری بات ہو۔ عزہ نے سر جھٹکتے نگاہ پھیری۔

اس سے کچھ فاصلے پر سلیب کی دوسری جانب آئنور چولہے کے سامنے کھڑی تھی جبکہ ملازمہ استعمال شدہ برتن ساتھ ساتھ دھوتی جا رہی تھی۔ آنکھوں کی جلن بڑھنے پر عزہ نے ہاتھ کی پشت سے آنکھیں رگڑیں۔ اسکی چھوٹی سی ناک لال ہو کر وہ بہت کیوٹ لگ رہی تھی۔ وہ آنکھوں کو تیز تیز جھپک رہی تھی جب عین اسی وقت آئینور کی نگاہ اس پر پڑی۔

بچے تم رہنے دو میں کر لیتی ہوں تمہاری آنکھیں کتنی ریڈ ہو رہی ہیں۔۔ "

"

عزہ نے گیلی سانس کھینچتے نفی میں سر ہلایا۔

" بس تھوڑا اسارہ گیا ہے۔۔۔ "

آئنور سر ہلاتی پلٹ گئی۔

عزہ کو پھر لگا کوئی اسے دیکھ رہا ہے۔اس نے محتاط نگاہ اسید پر ڈالی، پھر نمر کو دیکھا مگر دونوں اسکی جانب متوجہ نہیں تھے۔

اپنا وہم خیال کرتی وہ کٹنگ کی ویجیز کو شیشے کی صاف ستھری ڈش میں نکالنے لگی۔وہ پلٹی تو اسے شدت سے کسی کی نگاہیں خود پر محسوس ہوئیں۔ اب کی بار وہ جھنجھلا گئی۔ڈش پچھلی جانب بنی سلیب پر رکھ کر وہ پلٹی اور مصروف سے انداز میں چیزیں سمیٹنے لگی۔اب اس نے سر اٹھا کر نہیں دیکھا۔

کیا یہ میرا وہم ہے یا وہ واقعی ؟او نہوں وہ بھلا کیوں دیکھیں گے۔۔۔ "

" ارے ہو سکتا ہے نمر بھائی تنگ کر رہے ہوں۔۔۔

نہ میں سر ہلاتے اسکی نگاہ کچن وال میں لگے شیشے پر پڑی تو دل دھک سے رہ گیا۔ وہ اسے بڑی گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

عزہ سرعت سے رخ موڑ گئی چہرہ کان کی لو تک سرخ پڑ گیا۔ اسکی پیشانی پر پسینے کی ننھی بوندیں چمکنے لگیں۔

وہ جب دیکھتا نہیں تھا تو اسکا دل محض اسکی موجودگی پر دھڑکنیں سنبھالتا ہلکان رہتا تھا مگر اب جب وہ دیکھ رہا تھا تو اسکی نگاہیں ! اف وہ ایسے کیوں دیکھ رہا تھا۔

عزہ نے ہاتھ کی پشت سے پیشانی صاف کرتے سوکھے حلق کو تر کیا۔ چہرہ تھپتھپاتی وہ پلٹی تو وہ کھڑا ہوا تھا۔ عزہ کی جانب اسکی پشت تھی۔

چوڑے کسرتی جسم پر بلیک ڈریس پینٹ شرٹ پہنے وہ اسکی دھڑکنوں کو بڑی آسانی سے بے ہنگم کر گیا۔

عزہ نے زور سے نفی میں سر ہلاتے خود کو ڈپٹا۔لب سختی سے بھینچ لیے۔

نہیں اب میں نہیں دیکھوں گی۔۔۔ بلکل بھی نہیں!

اسکے تاثرات سپاٹ ہوتے چلے گئے۔خود پر بیتی ازیت ابھی بھولی کہاں تھی۔وہ سر جھٹک گئی گویا اسے ذہن سے جھٹکا۔

مگر۔۔۔۔۔ مگر

اسکی بدلی نگاہیں؟؟اف اف!!!

❤❤❤

رات کی رانی اپنے پر پھیلا چکی تھی۔آج کی رات میں کچھ انوکھا لگتا تھا فضا چہار سو بکھری رونقوں سمیت خوشگوار احساسات کو خود میں جذب کرتی پر جوش ہونے لگی۔

یہ چاند رات کا منظر تھا کہ روزے ختم ہوتے ہی سب عید کی تیاریوں میں جت گئے۔ لڑکیاں مہندی لگوانے نکل پڑی تھیں تو بچوں نے ہر گلی کوچے کو شور و غل سے بھر رکھا تھا۔

کچھ خواتین اپنے نوٹوں بھرے بیگ سنبھالے بازار کا رخ کر گئیں تو کچھ ایک دوسرے کے گھروں کو جاتیں خیر خبر لینے لگیں۔

ایسے میں جہاں ہر سو خوشیوں میں گندھے احساسات اٹھلاتے پھر رہے تھے وہ اپنے کمرے میں آئرن سٹینڈ کے سامنے کھڑی کپڑوں کو تہہ لگا رہی تھی۔

نمر کچھ دیر پہلے ہی کمرے میں آیا تھا مگر وہ غائب دماغی کے باعث نوٹ نہ کر سکی۔ اپنے ہاتھ پر اسکے ہاتھ کو دیکھتی وہ یکدم چونکی۔ اسے اپنے سامنے کھڑا پا کر وہ مسکرائی۔

" کیا ہوا ہے؟ "

وہ صبح سے اسکا غیر معمولی انداز نوٹ کر رہا تھا خواہ وہ جتنا بھی چھپاتی وہ تو روح کا ساتھی تھا۔ایک کی روح تکلیف میں ہو تو دوسرے کا بے چین ہونا تو یقینی تھا۔

" کچھ بھی نہیں۔۔۔ "

وہ سہولت سے کہتی اپنا ہاتھ پیچھے کرتی سابقہ فعل میں مصروف ہو گئی۔ نمر نے چند پل خاموشی سے اسے دیکھا پھر نرمی سے اسکے ہاتھ سے کپڑے لے کر استری سٹینڈ پر رکھ کر اسے کندھوں سے تھام کر اپنی طرف رخ کیا۔

" نور.......... کیا تم مجھ پر یقین نہیں کرتی ؟؟ "

وہ اسکے بال کان کے پیچھے اڑستا نرمی سے بولا۔اسکی سیاہ آنکھوں میں دور دور تک نرمی تھی۔

آئنور سے سر ہلایا وہ چند سیکنڈ خاموش رہی پھر ہلکی آواز میں اسے دردانہ کے بارے میں بتاتی چلی گئی البتہ اس کے حملے والی بات وہ گول کر گئی۔

وہ اب بھی اسے تکلیف نہیں دینا چاہتی تھی اگر نمر کو بتا دیتی وہ دردانہ کو کبھی معاف نہ کرتا۔

!یہ دوستی بھی کیسی عجیب شے ہے نہ۔۔۔۔

نمر نے اگلے ہی پل اسے خود سے لگاتے نرمی سے بازو اسکے گرد حائل کر لیے۔اسے کمفرٹیبل کرتے نمر نے لب وا کیئے۔کیا وہ اسے تسلی دیتا؟

!اونہوں

" کچھ تعلقات چھینک کی طرح ہوتے ہیں،،، ختم ہونے پر الحمدللہ کہنا چاہیے !!! "

آئینور نے حیرت سے چہرہ اٹھاتے اسے دیکھا۔

" جی بلکل۔۔۔۔ایسے کم ظرف لوگوں سے تعلق ختم ہونے پر شکر ادا کرنا چاہیے،ایسے لوگوں سے تعلق گھسیٹنا ایسا ہے جیسے خود کو ازیت دینا۔۔

مجھے بتاؤ پچھلے کچھ دنوں سے تم پریشان تھی نہ اسکی وجہ سے؟ تمہیں شک تھا اس پر لیکن تم کچھ کہہ نہیں سکتی تھیں اسے؟ لیکن اب سب صاف ہو چکا " تم آئندہ اسکی وجہ سے ملنے والی ازیت سے بچ جاؤ گی۔۔

آئنور نے سمجھ کر سر ہلا یا۔ مگر اسکی آنکھیں...... اسکی آنکھیں نم ہو رہی تھیں وہ بار بار تکلیف کی سرخی لیے نم ہونے لگتی تھیں۔

" آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں لیکن....... دل کا کیا کروں میں؟ دوستوں کو دھوکہ نہیں دینا چاہئے، کبھی نہیں۔ میں دوبارہ کبھی دوست نہیں بناؤں گی۔ دوست ایسے تو نہیں ہوتے۔ وہ ایسے دل تو نہیں توڑتے۔۔۔ "!

وہ آنکھیں تیزی سے جھپکتی بھرائی آواز میں کہہ رہی تھی اسکی بھوری آنکھوں میں ازیت ہی ازیت ہلکورے لے رہی تھی۔

نمر نے بے ساختہ اسکا سر سینے سے لگا یا۔ وہ اسے بکھرنے نہیں دینا چاہتا تھا۔

ہاں وہ جانتا تھا دوستوں کے دکھ ساری زندگی ساتھ رہتے ہیں۔ انسان میں ایک خلا پیدا کر دیتے ہیں جو کبھی نہیں بھرتا.......!

"وہ کہتی ہے آپ سے محبت کرتی ہے۔ آپ کو پتہ ہے کتنی تکلیف ہوئی مجھے۔ وہ میری بیسٹ فرینڈ تھی وہ میری ہر ازیت سے واقف تھی وہ کیسے مجھے تکلیف دے سکتی ہے وہ تو مجھے ہر شخص سے زیادہ سمجھتی تھی۔۔ "

وہ اسکے سینے پر سر رکھے آنکھیں موندے کہہ رہی تھی۔ بند آنکھوں کے کناروں سے آنسو نکلتے نمر کی شرٹ میں جذب ہو گئے۔

"وہ کچھ بھی سوچے اس سے فرق نہیں پڑتا، میں تو آپکا ہوں نہ یہ کافی نہیں؟ آپ کے علاوہ یہ آنکھیں سب کو بے دھیانی سے دیکھتی ہیں۔۔ "

وہ لفظوں سے سحر کر رہا تھا۔ آئنور کو دل میں سکون اترتا محسوس ہونے لگا۔

ہاں وہ تو اسکا تھا نہ، پھر چاہے کوئی تیسرا کچھ بھی سوچتا رہے۔

"یہ آخری دفعہ تھا جب آپ اس لڑکی کی وجہ سے روئی ہیں۔۔۔ "

اسکا انداز قطعی تھا آئنور سے سر ہلایا۔ اسے اچھا لگا تھا اسکے منہ سے 'آپ' سننا۔۔

" موڈ فریش کریں گھنٹے تک ہم سب شاپنگ پر جا رہے ہیں۔۔۔ "

اس سے الگ ہوتا وہ جینز کی پاکٹس میں ہاتھ ڈال کر کھڑا ہو گیا۔ آئینور کی سوالیہ نظریں اس پر اٹھیں۔

" سب کون؟ "

" میں، تم، چاچو، عزہ !!! "

آئنور کے چہرے پر خوش گوار حیرت پھیلی۔

" تو کیا آپ۔۔۔۔؟ "

اسکی آدھی ادھوری بات کا مفہوم سمجھتا وہ مسکرا دیا۔ یہ مسکراہٹ گہری تھی۔ جتاتی ہوئی !

آئنور بے اختیار خوش ہوئی۔ اگلے پل وہ اسکی سائیڈ سے گزرتی عزہ کے کمرے کی جانب بڑھی۔

♥♥♥

یہ رات جہاں سب کے لیے خوشیوں کا پیغام لائی تھی وہیں ایک گھر پر جیسے قیامت ٹوٹ پڑی تھی۔ صحن لٹے پٹے حال میں تھا چیزیں جا بجا بکھری ہوئی تھیں۔

غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث ہونے کی وجہ سے پولیس ارمان کو گرفتار کر کے لے جا چکی تھی۔ یہ پہلی خبر تھی جو فرح کے دل کو بھنبھور گئی تھی۔ دوسری خبر ان کی منتظر تھی۔۔۔۔۔!

آہ! وہ بے بس تھیں چاہ کر بھی کچھ نہ کر پائیں۔ اس لٹے پٹے صحن میں وہ سر پکڑے بیٹھی تھیں دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔ کاش میں نے اپنی اولاد کو اچھی تربیت دی ہوتی!

ان کی آنکھیں گیلی تھیں کچھ ہی وقت میں وہ اور بھی بوڑھی لگنے لگی تھیں۔

وہ اسی حالت میں جانے کتنی دیر بیٹھی رہتیں جب دروازہ بجا کر کوئی اندر آیا۔ فرح نے جھکا سر اٹھایا، وہ نعمان تھا، یاسر کا دوست اور ان کا ہمسایہ!

اس نے حیرت سے گھر کی بکھری حالت کو دیکھا۔ پریشان سا وہ آگے چلا آیا۔

" اسلام علیکم آنٹی یہ سب ؟ "

فرح نے زیرِ لب جواب دیتے اسے تھکے انداز میں دیکھا۔

" ارمان کو پولیس لے گئی ہے۔ "

نعمان نے پیشانی مسلی وہ اس وقت کوئی اور خبر لے کر آیا تھا مگر یہاں تو ایک قیامت گزر چکی تھی۔ اسے سامنے بیٹھی عورت پر ترس آیا۔

آنٹی۔۔۔۔۔"اس نے وقفہ لیا۔ "

میں کچھ بتانے آیا تھا...... یاسر کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے، کسی نے جان " بوجھ کر ہٹ کیا ہے وہ لوگ شاید وہی تھے جو اپنے پیسے مانگ رہے تھے۔۔۔۔ "

فرح دہل کر کھڑی ہوئیں ان کا ہاتھ سینے پر پڑا۔

وہ ٹھیک ہے نہ؟"کیسا خوف تھا ان کے لہجے میں۔ نعمان کچھ کہتا کہتا "
رک گیا۔

" جی.....!آپ چلیں میرے ساتھ ہاسپٹل۔۔ "

وہ انہیں نہ بتا سکا اب وہ کبھی چل نہیں پائے گا۔

فرح آنسو صاف کرتیں چادر سر پر لپیٹیں اسکے پیچھے دروازے کی جانب
بڑھیں۔ان کی آنکھیں تو نیر بہا رہی تھیں مگر دل۔۔۔وہ کچھ کہہ رہا تھا۔۔
!کچھ گہرا

کاش ہالہ تم نے انہیں معاف کر دیا ہوتا.......بد دعائیں انسان کو کہیں کا
!......نہیں چھوڑتیں

یہی مکافات عمل ہے جو کیا ہے بھرنا تو پڑے گا......رلایا ہے تو رونا بھی
!!!پڑے گا

❤❤❤

فون مسلسل بج رہا تھا قریب تھا کال کٹ جاتی جب وہ کمرے میں آیا۔اس نے فوراً کال ریسیو کی، دوسری جانب جانِ عالم تھے۔

رسمی حال احوال کے بعد وہ مدعے پر آئے۔

"بیٹا ہالہ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟اصل میں میری بات نہیں ہو پا رہی اس سے کافی بار فون کیا مگر وہ اٹھا نہیں رہی۔۔۔"

وہ پریشان لگتے تھے۔عمر نے پلٹ کر دیکھا تو وہ آنکھوں پر بازو رکھے لیٹی تھی۔وہ جانتا تھا وہ جاگ رہی ہے۔

"جی بلکل ٹھیک ہیں وہ، میں بات کرواتا ہوں۔۔۔"

وہ بیڈ کی جانب بڑھا ہالہ آنکھوں سے بازو ہٹاتی اٹھ بیٹھی۔اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"پلیز!!!"عمر نے ہلکی آواز میں کہا۔"وہ پریشان ہیں"

"میں رونے لگوں گی۔۔۔"ہالہ نے سرگوشی کی اسکی آنکھیں نم ہو رہی تھیں۔

" !!! سب ٹھیک ہے آپ بات کریں، میں یہی ہوں "

ہلکی آواز میں کہتے اس نے فون ہالہ کو تھما دیا۔ وہ اسکے گرد بازو پھیلاتا وہیں بیٹھ گیا۔

کچھ دیر گزری وہ ہالہ کو جان عالم سے بات کرتا دیکھ رہا تھا۔ وہ خود پر ضبط کرتی نارمل انداز میں بات کر رہی تھی۔ وہ انہیں بتانا چاہتی تھی مگر بتا کر انہیں دکھ بھی نہیں دینا چاہتی تھی۔

ان کے بعد اس نے فرحین سے بھی بات کی۔ اسکا دل ہلکا ہونے لگا وہ اسے عید پر آنے کا کہہ رہی تھیں۔

کال بند ہوئی تو اس نے تشکر سے عمر کو دیکھا جو محبت بھری نگاہوں سے اسے تک رہا تھا۔ یہ اسکی زندگی میں آنے والی پہلی عورت تھی جس سے اس نے بے تحاشا محبت کی تھی۔

" !!! ہر چیز کے لیے شکریہ "

اس نے آہستگی سے اسکے سینے پر سر رکھا۔

" !!!آپ پر خود کو بھی لٹا سکتا ہوں "

اعتراف کیا گیا۔ہالہ کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔

"!!! ہائے اب ظلم تو نہ کریں "

وہ نگاہ پھیر گیا۔ہالہ نے چہرہ اٹھاتے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

میں نے کیا کیا؟"خوبصورت آنکھیں حیران تھیں۔ "

معصوم ظلم!!!"سر نفی میں ہلا کر زیر لب بڑبڑاتے اس نے ہالہ کا سر "

واپس سینے سے لگا دیا۔

♥♥♥

وہ لان میں کھڑا اعزہ اور نور کے باہر آنے کا انتظار کر رہا تھا۔اسید بھی گیٹ پر

!تھا۔سر جھکائے موبائل پر ٹائپنگ کرتا

نمر نے جھنجھلا کر اندرونی دروازے کو دیکھا وہ قدم اس جانب بڑھانے لگا

جب اسی وقت جیب میں پڑا موبائل تھرتھرایا۔

اس نے موبائل نکالا تو دردانہ کی کال آرہی تھی۔پرسوچ نظروں سے سکرین کو دیکھتے اس نے کال ریسیو کی۔موبائل کان سے لگائے وہ لان کے دوسرے حصے کی جانب بڑھ گیا۔

ہیلو ہینڈسم!!!" وہ خاصی ترنگ میں بولی۔ "

بولو......" نمر نے لب بھینچ لیے۔ایک ہاتھ پاکٹ میں ڈالتا دوسرے " سے موبائل کان سے لگائے وہ اسکے بولنے کا منتظر تھا۔

آئی سی۔۔۔۔تمہیں سب پتہ لگ ہی چکا ہوگا تو ڈھکی چھپی باتیں " کرنے سے کیا فائدہ، میں تمہیں ایک پرکشش آفر دینا چاہتی ہوں۔آئنور کو چھوڑدو مجھ سے شادی کرلو۔تمہارا بزنس آسمان کی بلندیوں کو چھوئے گا " ٹرسٹ می، بہت فائدہ ہوگا تمہیں اور انکل کو۔۔۔۔

وہ اسے کتا سمجھ کر ہڈی ڈال رہی تھی مگر وہ تو انسان تھا۔پیسے کے آگے زبان ہلانے والوں سے مختلف! چنانچہ اس نے وہی ہڈی جوتے کی پرتوں میں لپیٹ کر اسکے منہ پر دے ماری!

" مجھے بزنس میں کوئی انٹرسٹ نہیں، ہاں بابا کو فائدہ پہنچے گا انہیں پھسالو

" !!!

دردانہ نے دانت پیستے خود کو کچھ سخت کہنے سے روکا۔

" سوچ لو دردانہ برینڈ ہے! تمہارا ٹیسٹ اتنا برا نہیں کہ اس لوکل اگربتی

کے پیچھے برینڈڈ پرفیوم ٹھکراؤ۔۔۔ "

" ہاؤ چیپ" چچ چچ تم اپنا موازنہ چیزوں سے کرنے لگی؟ !!! "

اسکا انداز دل جلانے والا تھا۔ دردانہ کا دل جل کر کوئلہ ہو گیا۔

" اس سے کئی گنا خوبصورت ہوں میں، لڑکے پاگل ہیں میرے پیچھے۔ کیا

نہیں ہے میرے پاس؟ دولت، عزت، حسن ! "

اسکے لہجے میں غرور تھا۔

" اگر دل بدصورت ہو تو ظاہری خوبصورتی میرے نزدیک کچرا ہے!!!" "

اسکے لہجے میں تضحیک تھی۔

اگلے پل اس نے کال کاٹ دی۔ بہت بے عزتی ہو گئی اسکی، اب وہ کبھی کال نہیں کرے گی۔ گڈ ویری گڈ!

آئنور عزہ کے ساتھ بالاخر آ ہی گئی تھی۔ وہ سیاہ برینڈڈ کھلے ٹراؤزر اور گھٹنوں تک آتی کھلی شرٹ پہنے بالوں کو شیفون کے سٹائلش حجاب سے کور کیے ہوئے تھی جبکہ عزہ کو دیکھ کر گیٹ میں کھڑا اسید ٹھٹھکا تھا۔

پنک خوبصورت کڑھائی والی شلوار قمیض پر اس نے سیاہ بڑی سے چادر اوڑھ کر اسی کا نقاب کر رکھا تھا۔ آستینیں کلائی تک آتی تھیں جبکہ پیروں میں بے بی پنک کھسا تھا۔

اسکی آنکھیں..... بس اسکی آنکھیں تھیں جو نقاب سے جھانک رہی تھیں..... سبز بڑی بڑی آنکھیں!

وہ نظریں جھکائے نمر کے پیچھے قدم بڑھانے لگی۔ آئنور نے اسکا ہاتھ تھام رکھا تھا۔ نمر اسے تنگ کر رہا تھا نقاب کے حوالے سے۔۔ اسید گیٹ سے

ہٹ کر کھڑا ہو گیا اسکے قریب سے گزرتے اسے دیکھے بغیر بھی وہ جانتی تھی اسکی نگاہیں اسی پر تھیں۔

!اور یہ خیال..... یہ خیال دل کو پاگل کر دینے والا تھا

❤❤❤

مال میں اینٹر ہوتے ہی لوگوں کے جم غفیر سے ان کا سامنا تھا۔ اتنا رش دیکھ کر عزہ کو گھبراہٹ ہونے لگی رنگ رنگ کے لوگ جو تھے وہاں۔

وہ دونوں آگے چل رہی تھیں جبکہ نمرا اور اسید ان کے پیچھے! اسید ارد گرد سے لاپرواہ ازلی بیزار انداز میں جینز کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے چلتا لوگوں کو مڑ مڑ کر دیکھنے پر مجبور کر رہا تھا۔

مظبوط اٹھان والے لمبے چوڑے وجود پر وی گلے کی تنگ ٹی شرٹ اور ہاف سلیوز سے جھانکتے کسرتی بازو۔ سرمئی آنکھوں کا ارتکاز اور ازلی بیزاری۔

!لوگ اسے دیکھنے پر مجبور تھے

یار چاچو.....اپنے رائٹ پر دیکھیں لڑکیاں فالو کر رہیں آپ کو۔۔۔"

اسکا چہرہ ہنسی روکنے کے چکر میں سرخ ہونے لگا۔

اسید نے تیکھی نظر اس پر ڈالی اب بھلا لڑکیاں ہیں ہی کم عقل تو میں کیا کروں۔خود سے واضح طور پر بڑے مرد میں یعنی مجھ میں دلچسپی لے رہی ہیں بس چلے تو ایک ہاتھ جڑ دوں۔۔

"بیڑہ غرق ہوا ن ناولوں کا!!!"وہ بڑبڑا کر رہ گیا۔

ان لڑکیوں کو دل ہی دل میں کوستا وہ اپنے آگے چلتی سترہ سالہ دوشیزہ کو تو بھول ہی گیا تھا جسے خود میں دلچسپی لینے پر وہ دو ہاتھ بھی جڑ چکا تھا۔

"کیا ہو جائے گا۔۔۔"

نمر نے مسکراہٹ دباتے کہا۔اسید نے گھور کر اسے دیکھا گویا کہہ رہا ہو 'کہنا کیا چاہتے ہو؟'

"کیا ہو جائے گا اگر بے چاریوں کو ایک نظر دیکھ لیں،مجھے لگتا ہے خوشی سے وہ فوت ہی ہو جائیں گی۔۔۔"

اب کہ اس کی ہنسی نکل گئی تھی۔ وہ جوتوں کی ایک دکان میں داخل ہو رہے تھے۔

"کیا ایسا ہو سکتا ہے میں 'شرم' کہوں اور تمہیں آ جائے!؟ "

اسید نے اسکی گردن میں ہاتھ ڈالتے دانت پیس کر کہا۔

عزہ اور آئنور وہاں بیٹھ کر نازک سے سینڈلز دیکھنے لگیں دکان کافی بڑی تھی جگہ جگہ بیٹھنے کے لیے جگہیں بنائی گئی تھیں۔ ان سے کچھ فاصلے پر وہ دونوں بھی بیٹھ گئے۔

تبھی تین لڑکیوں کا وہ گروپ شاپ میں داخل ہوا جہاں اسید نے منہ پر ہاتھ رکھا وہیں نمر کا قہقہہ گونجا۔ وہاں موجود ہر ایک نے مڑ کر نمر کو ایک بار دیکھا ضرور تھا۔

" پسند آ رہی ہے؟ "

آئنور نے ہلکی آواز میں پوچھا۔

دیکھ رہی ہوں ابھی!" عزہ نے سینڈل کا جوڑا اتروایا۔ "

" اچھا میں دوسری سائیڈ سے دیکھ کر آتی ہوں۔۔ "

اسے مطلع کرتی وہ اٹھ کر چلی گئی۔ نمر بھی اسکے پیچھے چلا گیا۔ اسید نے اپنی توجہ عزہ پر مرکوز کر لی۔ وہ دائیں پیر سے کھسہ نکال رہی تھی۔

اسکے سامنے کھڑے اکیس بائیس سال کے لڑکے نے اسکے پسند کیے جوڑے سے دایاں پیر نکال کر اسکی جانب بڑھایا۔ اسکی نگاہ عزہ کے نرم گلابی سے پاؤں پر تھی۔

اسید نے جبڑے بھینچ لیے اگلے پل وہ اٹھ کر اسکے ساتھ آ بیٹھا۔ عزہ نے چونک کر اسے دیکھا جو خونخوار نظروں سے اس لڑکے کو گھور رہا تھا۔

لڑکے نے سٹپٹاتے نگاہ پھیر لی اس نے سفید نازک سی جگمگاتی فلیٹ سینڈل عزہ کے پیر کے پاس رکھی۔

عزہ نے جھک کر سینڈل پہنی تو آنکھوں میں ستائش ابھری۔ انگلیوں کی مدد سے نازک سٹریپ ٹخنے کے پاس سے ٹھیک کرتی وہ سیدھی ہونے لگی جب اسکا نقاب ڈھلکا۔

اس سے زیادہ زور سے دل اسید کا دھڑ کا چہرہ ظاہر ہونے سے پہلے ہی وہ ہاتھ بڑھا کر اسکا نقاب درست کر چکا تھا۔

اسکی حرکت پر وہ لڑکا بدمزہ ہوتا پلٹ گیا۔

عزہ سیدھی ہو بیٹھی اسکا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا اسکے برابر بیٹھنا محال تھا اور جس طرح وہ اس لڑکے کو گھور رہا تھا۔ کس لیے؟ کیونکہ وہ مجھے دیکھ رہا تھا آپ کو برا کیوں لگ رہا ہے؟ وہ لب کاٹتی سوچ رہی تھی۔

اس نے پیر سینڈل سے آزاد کرتے اپنے کھسے میں مقید کر لیا۔ وہ چہرہ گھما کر آئنور کو دیکھنے لگی جو نمر کو کھپا رہی تھی۔ ہلکا سا مسکراتی وہ سیدھی ہو گئی۔

اس نے نظریں جھکا رکھی تھیں وہ لڑکا وہی جوتا باکس میں ڈال رہا تھا جسے وہ سلیکٹ کر چکی تھی۔

ڈریس تو ہم نے پہلے ہی لے لیا تھا۔ جوتا بھی ہو گیا اب جیولری دیکھ لیں " گے اور امم ایک اور ڈریس لے لوں گی اور باقیوں کے لیے بھی کچھ۔۔۔

"

وہ نظریں جھکائے سوچ رہی تھی۔اس طرف لڑکوں کا آنا جانا بڑھ گیا تھا دکان میں رش بڑھتا جارہا تھا جگہ تنگ ہو رہی تھی۔لڑکے گزرنے لگے تو عزہ نے پیر سمیٹ لیے مگر ایک چھچھوڑا لڑکا جان بوجھ کر اسکے گھٹنے سے ٹکرانے لگا جب اسید نے اسکے گھٹنوں کے آگے ہاتھ کرلیا۔اسکا ہاتھ ذرا فاصلے پر تھا۔

عزہ نے چادر میں چھپے ہاتھوں کو مسلتے زور سے مٹھی بند کرلی۔اسکا یہ انداز اس سے برداشت ہی نہیں ہو رہا تھا۔سہا ہی نہیں جارہا تھا۔ گروہ یونہی نوازشیں کرتا رہا تو بس روح پرواز کرہی جائے گی۔

جانے کتنی دیر اسکا ہاتھ یونہی اسے پروٹیکٹ کرتا رہا کتنے لوگ آئے کتنے گزر گئے۔وہ بس اسکے ہاتھ کو دیکھتی رہی۔دل میں گدگدی ہونے لگی۔

اس نے چہرہ زرا سا بس ذرا سا گھماتے چور نگاہ اس پر ڈالی۔

اللہ!!! وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ عزہ نے تیزی سے چہرہ سیدھا کرتے آنکھیں زور سے میچ لیں۔ دل کی دھڑکن کانوں میں سنائی دینے لگی۔

"افف یہ ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں، میرا دل دھڑکنا بند ہو جائے گا ان کو پتہ بھی ہے یہ میرے ساتھ کیا کر رہے ہیں۔۔"

اس نے مدد طلب نظروں سے آئنور کو دیکھا تو شکر کا سانس خارج کیا۔ وہ کئی پیکٹس پکڑے واپس آ رہے تھے۔ آئنور نے عزہ اپنے اور ہالہ کے لیے کچھ جوتے خریدے تھے ابھی ڈھیر ساری شاپنگ باقی تھی۔ نمر کی تو ابھی سے بس ہو چکی تھی۔

وہ دکان سے نکلے تو نمر نے جھنجھلا کر اسید کو دیکھا۔

"شاپنگ پر اتنی دیر کون لگاتا ہے ان کے ساتھ آنا ہی نہیں چاہیے تھا۔"

اسید نے بھنویں اچکائیں اگلے لمحے وہ آئنور کی جانب مڑ گیا۔

"یہ کچھ کہہ رہا ہے!!!"

آئینور نے سوالیہ نظروں سے نمر کو دیکھا جس کا دل کر رہا تھا اپنا سر دیوار میں دے مارے۔ دانت کچکچاتا وہ اسید کا بازو گھسیٹ کر دوسری جانب لے گیا۔

کافی وقت۔۔۔ یعنی کہ کافی وقت بعد عزہ اور آئنور شاپنگ مکمل کرتیں انہیں ڈھونڈتی ہوئی چلی آئیں جو کب سے اپنی شاپنگ کر کے کیفے ٹیریا میں بیٹھے فریش جوس پی رہے تھے۔ بوتلوں کا انہوں نے بائیکاٹ کر رکھا تھا۔

" آگئیں آپ دونوں؟ کہیں مجھے نظر کا دھوکہ تو نہیں ہو رہا؟ "

نمر نے بظاہر مسکراتے دانت پیس کر کہا۔ جواباً آئنور نے اسید کا لحاظ کیے بغیر ہینڈ بیگ اسکے کندھے پر دے مارا۔

اسید مسکراہٹ دباتا اٹھ کھڑا ہوا۔ بہت اچھا ہوا!

" آپ دونوں کچھ کھائیں پیئیں گی؟ "

اسید نے شائستگی سے پوچھا۔ نمر کو دل کا دورا پڑتا پڑتا رہ گیا۔ اسید اور شائستگی؟ لاحول ولا قوۃ!

آئینور نے نرمی سے مسکراتے انکار کر دیا۔ نمر کا صدمے سے منہ کھل گیا۔ شوہر کو سب کے سامنے بیگ شریف ما*ر کر اب کس قدر عزت سے وہ اسید سے مخاطب تھی۔

آئینور کے انکار پر اسید نے عزہ کی جانب دیکھا۔۔

اور تم؟"اف خدایا وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ "

عزہ کو چہرے سے حدت نکلتی محسوس ہوئی۔ یہ حدت کان کی لو تک سفر کرتی گئی۔

نفی میں سر ہلاتی وہ اسکی نگاہوں سے شرما کر سرعت سے رخ بدل گئی۔ اسید نے سر جھٹکا وہ آگے بڑھ گیا۔ اسکے لبوں پر مبہم مسکراہٹ تھی۔

وہ تینوں بھی اسکے پیچھے قدم بڑھانے لگے ان کا رخ بیرونی دروازے کی جانب تھا۔ کچھ بیگز نمر نے تھام رکھے تھے تو کچھ اسید نے۔

آگے جا کر اسید نے دونوں کو آگے چلنے کا کہا اور خود نمر کے ساتھ پیچھے ہو گیا۔ اسکی نگاہیں چادر میں چھپی اس چھوٹی لڑکی پر تھیں۔

یہ صالح کی برین واشنگ کا ہی کچھ اثر تھا کہ اسکی سوچ نے رخ بدلا تھا اور اس رات۔۔۔ وہ ہار گیا تھا۔۔ ہاں وہ تھک گیا تھا خود کو اور اسے ازیت دیتے۔۔

!شاید اب سب ٹھیک ہو جائے، پہلے جیسا! وہ پر امید تھا۔۔

اسکی سوچوں سے بے خبر وہ خود سے الجھی ہوئی تھی۔ وہ خوش ہونے سے ڈر رہی تھی اسے اسکے رویوں سے ڈر لگتا تھا۔ ازیت کے جتنے عذابوں سے وہ گزر چکی تھی دل کو خوش گمان ہوتا نہیں دیکھ سکتی تھی۔ وہ اسے الجھا رہا تھا اور اسکی الجھن وہ جانتا تھا۔ بس کچھ دیر اور سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔

❤❤❤

سفید ہے وہ خاک سرخ سی ~

عید کا دن اپنے ساتھ ڈھیروں رونقیں لایا تھا۔ صبح سویرے ہی ہر طرف چہل پہل نظر آتی تھی۔ خلافِ معمول موسم بہت خوشگوار تھا۔ مرد

حضرات عید کی نماز پڑھنے مساجد کا رخ کر چکے تھے وہیں خواتین اپنی تیاریوں میں مصروف ہو چکی تھیں۔

ایسے میں حالہ کچن میں کھڑی چولہے پر رکھی کھیر میں چمچ ہلا رہی تھی اسکے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔اس مسکراہٹ کی وجہ کیا تھی آخر.....!

کچھ دیر پہلے:

اسکا موڈ رات سے آف تھا یہ کیسی عید تھی بھلا؟ نہ اس نے کپڑے بنوائے نہ شاپنگ کی اور نہ عمر نے کہا۔وہ جیسے خود سے خفا تھی۔

مسجد میں اعلان ہو رہا تھا اور وہ آنکھوں پر بازو رکھے بیڈ پر چت لیٹی ہوئی تھی عمر شاور لے کر باہر نکلا۔ براؤن شلوار قمیض پہنے، تولیے سے بال رگڑتا، اسکی جانب دیکھتا۔

تولیہ سٹینڈ پر لٹکا تا وہ وارڈروب کی جانب بڑھا وہ جوں کی توں لیٹی رہی۔

کچھ دیر بعد وہ پلٹا تو اسکے ہاتھ میں ایک باکس تھا بہت بڑا جس کو ڈھکا نہیں گیا تھا بلکہ خوبصورت جالی سے کور کر کے اس پر ربن باندھا گیا تھا۔

مسکراتی نگاہ ہالہ پر ڈالتا وہ اسکی جانب بڑھا۔

" ہالہ اٹھ جائیں۔۔۔۔ "

" وہ لیٹی لیٹی بولی۔ "اٹھ کر کیا کروں ؟

عمر نے جھک کر وہ خوبصورت باکس اسکے پیروں کے پاس رکھا۔

" کیوں عید نہیں منائیں گی ؟ "

اس پر نگاہ جمائے وہ گریبان کے بٹن بند کرنے لگا۔ ہالہ نے اب آنکھوں سے بازو ہٹایا اسکی آنکھیں اداس لگتی تھیں اس نے کچھ کہنے کے لیے لب وا کیے جب نگاہ پیر کی جانب رکھے باکس پر پڑی۔ وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتی اٹھ بیٹھی۔

" !!!میری بیوی کے لیے عید کا تحفہ "

مبہم سا مسکراتا اب وہ آئینے کے سامنے کھڑا بالوں میں کچھ لگا رہا تھا۔ اس نے اب بال سکھانے شروع کر دیے۔

حالہ حیران سی آگے ہوئی بال کان کے پیچھے اڑستی وہ گھٹنوں کے بل آگے ہو کر بیٹھی اسکے لمبے بال بیڈ کو چھو رہے تھے۔

ربن کی ناٹ کھول کر اس نے جالی پیچھے سرکائی تو آنکھیں ستائش سے پھیلیں۔ پیچ کلر کا بیش قیمتی خوبصورت جوڑا جس کے اوپر سلور چوڑیوں کا جھلملاتا سیٹ رکھا تھا۔

اسکے ساتھ سلور بڑے جھمکوں کا سیٹ، سلور موتیوں جڑا کھسہ اور سلور گھنگرو والی پائل بھی خوبصورت پیکنگ میں باکس میں موجود تھی بلکل آخر میں تین کٹ کیٹ بھی تھیں سرخ ربن سے بندھیں جن کے اوپر "عید مبارک" کا کارڈ تھا۔

حالہ کی آنکھیں جھلملا گئیں اس نے نظریں جھکا رکھی تھیں۔

عمر نے بالوں میں ہاتھ پھیرا اسکے گھنے بال جو ایک سٹائل سے جمے تھے پیچھے سے گردن کو چھوتے تھے۔

وہ خود پر پرفیوم سپرے کرتا پلٹا، پورا کمرہ خوشبو سے مہک گیا۔ وہ صوفے پر آ بیٹھا جس کے سامنے براؤن پشاوری چپل رکھی تھی۔

"عید پر میرا ابھی حق ہے، میرے واپس آنے تک آپ تیار ملیں مجھے !!!
"

اسکے لہجے میں کچھ تھا کہ ہالہ کا دل زور سے دھڑکا۔ اس نے سر ہلایا۔ وہ پشاوری جوتا پہنتا اٹھا اور ایک نظر اسے دیکھتا باہر نکل گیا۔

اسکے جانے کے بعد وہ جلدی سے اٹھی اور شاور لینے واش روم کی جانب بڑھ گئی۔

اب وہ تیار ہو کر کچن میں کھڑی تھی کھیر بس تیار تھی شیشے کے باؤل میں کھیر نکال کر ڈرائے فروٹس سے سجا کر اس نے باؤل ایک طرف رکھ دیا ساتھ ہی وہ فریج کی طرف آئی۔۔

اس نے رات کا بنایا فروٹ کسٹرڈ نکال کر باہر رکھ دیا۔ اس سب سے فارغ ہو کر وہ کمرے میں آئی اس نے آئینے میں اپنا عکس دیکھا۔

....وہ اس وقت اسے دیکھ لیتا تو بے اختیار کہہ اٹھتا

آئینے کی نظر لگ نہ جائے کہیں......! جانِ جاں اپنا صدقہ اتارا

کریں.....!

پیچ ٹشو کی شارٹ شرٹ کے ساتھ کھلا ساٹراؤزر پہنے نیٹ کا دوپٹہ سینے پر پھیلائے اس نے بال کھول رکھے تھے۔

گالوں پر لائٹ سا بلش آن اور بھوری آنکھوں میں کاجل لگائے وہ حسین لگ رہی تھی۔ اسے کچھ کمی محسوس ہوئی سر پر ہاتھ مارتے اس نے میک اپ باکس سے پنک کلر کا پیارا سا شیڈ نکال کر لبوں پر لگایا۔

ہونٹ آپس میں مس کرتے اس نے خود کو سر تا پیر دیکھا۔ بالوں کو کان کے پیچھے کرتے اس نے سلور جھمکے پہنے اور پیروں میں پائل، ہاتھوں میں چوڑیاں پہلے ہی پہن چکی تھی۔

اب وہ کمرے میں چکر لگاتی عمر کا انتظار کرنے لگی ساتھ ساتھ آئینے میں خود پر نگاہ بھی ڈال لیتی تھی اس نے بالوں کو چھوا پھر کچھ سوچ کر وارڈروب سے سٹریٹنر نکال کر بال سیدھے کرنے لگی۔

جلدی جلدی کرتے اس کے ہاتھ دکھنے لگے تھے اوپر سے بالوں کی لمبائی۔۔۔اللہ اللہ کر کے بال سٹریٹ ہوئے تبھی باہر کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔

وہ جلدی جلدی بال پشت پر پھینکتی پیروں میں کھسہ ڈال کر کھڑی ہو گئی۔

کھلے دروازے سے وہ اندر داخل ہوا۔

اس پر نگاہ پڑتے ہی وہ تھم گیا نگاہیں اس پر اٹک گئیں۔عمر نے اسکی آنکھوں کو دیکھا،اف ظالم! نگاہ پھسلی،لب قاتل! پھیلا کر لیا جالی دار دوپٹہ نگاہ سفر کرتی پیروں تک ٹھہری۔

وہ ایک قدم آگے بڑھی پازیب کی چھنکار گونجی۔۔۔اف ظلم تھا یہ سراسر ظلم!

وہ کھنکارتا آگے بڑھا ہاتھ پشت پر باندھ لیے ! مظبوط شانے، کمال اٹھان،

!وجیہہ نقوش

اسکی بولتی نظریں ہالہ کے ہاتھ پیر پھلا رہی تھیں۔اف وہ ایسے نہ دیکھا

!.....کرے

کنفیوز ہوتے اس نے چہرے پر آتے سلکی بال کان کے پیچھے اڑسے چوڑیاں

!.....کھنکیں !ایک اور ظلم

" !!! عید مبارک"

اسے دیکھ کر نظریں جھکاتی وہ دو قدم آگے بڑھتی ٹھہر گئی۔درمیانی فاصلہ

مناسب سا تھا۔

ایسے تو نہیں عید ملوں گا میں۔آئیں گلے ملیں.... موقع بھی ہے دستور "

" بھی۔۔۔

اسکے چہرے پر دلکش مسکراہٹ تھی۔ وہ اسکی جانب بڑھا۔ہالہ نے مسکراہٹ دباتے رخ موڑ لیا۔ لمحات نے کوئی دلفریب ساز چھیڑ دیا تھا احساسات رقص کرنے لگے تھے۔

عمر نے اسکا رخ اپنی جانب کرتے کہنی سے تھام کر اپنی طرف کھینچا۔ وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی نگاہ جھکا گئی البتہ لبوں پر مسکراہٹ اب بھی تھی۔

!ڈھکی چھپی سی،اڈنے کو بیتاب

" بہت مزہ آتا ہے آپکو؟ "

اسکی ٹھوڑی تلے انگلی رکھ کر چہرہ اوپر اٹھاتا وہ مدھم سا بولا آواز بھاری تھی !لہجہ گھمبیر

" کیا......؟ "

!جھکی آنکھیں اٹھیں۔ان میں سوال تھا

بہت مزہ آتا ہے آپ کو مجھے تنگ کر کے؟ جان بوجھ کر کرتی ہیں نہ " " آپ؟ دیکھیں میرے دل کا کیا حال ہو جاتا ہے۔۔

دھیمے لہجے میں کہتے اس نے ہالہ کا ہاتھ دل کے مقام پر رکھا جو زور سے دھڑک رہا تھا۔ہالہ سانس روک گئی اپنی ہتھیلی پر وہ اسکے پاگلوں کی طرح دھڑکتے دل کو محسوس کر رہی تھی۔

" !!! آپ۔۔۔نے عید مبارک نہیں کہا مجھے "

ہاتھ پیچھے کرتی وہ اسکا دھیان بھٹکانے کو بولی عمر سر جھکائے اسے دیکھتا مسکرایا تھا۔

" آپ بھی عید نہیں ملیں۔۔۔ "

ہالہ ایک قدم دور ہوئی اس نے سر جھکایا ہاتھ اٹھا کر بال کان کے پیچھے اڑسے پھر نگاہ اٹھائی۔اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے پیر اوپر کیے۔اچانک اسکے گال پر لب رکھتی عید مبارک کہتی وہ بھاگتی ہوئی باہر چلی گئی۔

عمر نے بے یقینی سے گال پر ہاتھ رکھا پھر پلٹ کر دیکھا۔اگلے پل وہ اسکے پیچھے بڑھا اس نے مسکراہٹ دبا رکھی تھی کچن تک آتا وہ چوکھٹ میں رک گیا۔

ہالہ اپنے کارنامے پر لال ٹماٹر ہوتی اس کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں کر پا رہی تھی۔وہ کھنکارا....!

" وہ.....اہمم یہ کیا تھا؟ "

وہ آگے بڑھا۔ہالہ کا دل کیا دیوار کے پار غائب ہو جائے۔

"عید مبارک کہا تھا۔۔۔ "

وہ پلٹ کر بولی اسکی آواز بہت ہلکی تھی جیسے حلق سے نکلنے سے انکاری ہو۔۔۔

" !!! نہیں،،اس سے پہلے "

وہ اسکے سامنے جھکا پشت پر ہاتھ باندھے معصومیت سے پوچھنے لگا۔ہالہ رونے والی ہوگئی۔

" خبردار آپ روئیں تو۔۔۔ "

اسے تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتا وہ نرمی سے اسے خود سے لگا گیا۔۔"عید مبارک بیگم !!! "

ہالہ اسکے گرد بازو لپیٹتی نم آنکھیں جھپکتی دلکشی سے مسکرادی۔

" !!! مجھے نہیں پتہ تھا عیدیں اتنی حسین ہوتی ہیں "

وہ آنکھیں موندے بڑبڑایا۔

ہالہ ایک دم اس سے الگ ہوئی قدم پیچھے لیے کمر پر ہاتھ دھرے۔ عمر نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

میری عیدی.....؟" ایک ہاتھ کمر پر رکھے دوسرا اچھیلائے وہ ناز سے " کہہ رہی تھی۔

میں کافی نہیں؟" کیسا معصومیت بھرا انداز تھا۔ "

" !!! ہالہ نے آنکھیں سکیڑتے نفی میں سر ہلایا۔" جی نہیں

عمر نے گہرا سانس لیتے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ پچاس ہزار کی نئے نوٹوں کی گڈی اس نے ہالہ کی ہتھیلی پر رکھ دی۔۔ ہالہ کی آنکھیں چمکیں۔۔۔

تھینک یو۔۔" وہ بچوں کے سے انداز میں بولی اسکی خوشی دیکھنے لائق " تھی۔ عمر بس اسے دیکھ کر مسکرائے جارہا تھا اسے خوش دیکھ کر دل میں ٹھنڈک سی اتر رہی تھی۔۔

ہالہ مسکراتی ہوئی پلٹی ڈش میں کسٹرڈ کا باؤل اور دو پیالیاں چمچ رکھتی وہ اسے لیے باہر کی جانب قدم بڑھا گئی۔

عمر اس سے کچھ کہہ رہا تھا وہ مسکراتی چہک کر بتا رہی تھی مسرت ان کے چہروں سے پھوٹ رہی تھی۔ وہ خوش تھا اس کے لیے، اپنے رشتے کی لیے! اور وہ شکر گزار تھی۔ اس محبت کے لیے جو وہ اس سے ٹوٹ کر کرتا تھا اسے رشک آتا تھا خود پر۔۔۔!

وہ اسکا نصیب تھا وہ وجیہہ مرد اس سے محبت کرتا تھا وہ اسکا تھا.... اسکا میجر عمر.....!

❤❤❤

نائل کا آفس سنسان پڑا تھا وہاں ہر طرف اندھیرا تھا سناٹے میں سیٹی کی سی ہلکی آواز ابھر رہی تھی۔ تبھی ثمر آفس کے دروازے کے سامنے آرکا۔

اسکے ہاتھ میں ڈپلیکیٹ کیز تھیں جو نائل ہی نے اسے دے رکھی تھیں۔ وہ اسید کا سیکرٹری ہونے کے باوجود نائل کے لیے کام کرتا تھا۔

اس نے اندھیرے میں اندر قدم رکھا مطلوبہ فائل ڈھونڈنے کے لیے اس نے ہاتھ مار کر لائٹ جلائی تو اچانک کمرہ روشن ہو گیا۔ وہ بری طرح ٹھٹھکا۔

آفس کی حالت الٹ پلٹ تھی فائلز پیپرز گویا ہر چیز بکھری ہوئی تھی۔ اس نے منہ پر ہاتھ پھیرتے موبائل نکالا۔ نائل کا نمبر نکالتے اس کی انگلی ڈائل بٹن کی طرف بڑھی ہی تھی جب کسی نے پھرتی اسے اسکے چہرے پر کپڑا ڈالتے گردن کی مخصوص رگ دبا دی۔

اگلے ہی سیکنڈ ثمر اسکے بازو میں جھول گیا وہ جو کوئی تھا اس نے سیاہ ٹی شرٹ اور فوجیوں والی پینٹ پہن رکھی تھی۔

اس نے ثمر کو ایک طرف ڈالتے آفس کی حالت درست کی۔ پھر اسے کندھے پر ڈالے آفس کا دروازہ لاک کر کے عمارت سے باہر نکل گیا۔۔

اب وہاں صرف سناٹا تھا۔ جامد سناٹا!

❤❤❤

" بلال پتر۔۔۔۔۔۔؟ "

زنیرہ کی آواز پر وہ قمیض کی آستینیں موڑتا موڑتا کمرے سے باہر قدم بڑھا گیا۔ وہ سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس تھا بال پیشانی پر سیدھے پڑے معصوم تاثر قائم کر رہے تھے۔

وہ ان کے کمرے میں آیا تو عطوف بھی وہاں تھی مسجد سے آنے کے بعد اس نے اب اسے دیکھا تھا۔

سیاہ پوری آستین کی چنٹوں والی شارٹ فراک کے ساتھ کھلے گھیر کی ہم رنگ شلوار میں ملبوس سیاہ دوپٹہ اکٹھا کر کے گلے میں ڈالے اس نے سیاہ سلکی بال کھول کر شانوں پر ڈال رکھے تھے۔

بلال نے بے اختیار گردن پر ہاتھ پھیرا وہ ہلکا سا کھانستا ان کے قریب آیا۔ عطوف نے مسکراہٹ دبائی البتہ اب تک اسے دیکھا نہ تھا۔

" پتر ناشتہ کر لے۔۔۔ "

زمین پر دستر خوان لگایا گیا تھا جہاں انواع واقسام کا کھانا رکھا تھا۔ میٹھے کی خوشبو کمرے میں پھیلی ہوئی تھی۔

" اماں بھوک نہیں ہے بس میٹھا چکھوں گا۔۔ "

وہ ان کے ساتھ نیچے قالین پر بیٹھ گیا زنیرہ نے مسکراتے ہوئے اپنے اکلوتے سپوت کو دیکھا۔

" کیوں بیوی نے بنایا ہے اس لیے؟ "

وہ پانی پیتا پیتا کھانسنے لگا۔ عطوف نے بمشکل اپنی ہنسی روکی زنیرہ پر سکون سی دونوں کو مسکرا کر دیکھتیں ناشتہ کرنے لگیں۔

" یہ لیجیے، آپکا میٹھا !!! "

عطوف نے فیرنی شیشے کی پیالی میں ڈال کر اسکی جانب بڑھائی۔ بلال نے پیالی پکڑتے اسکا ہاتھ بھی پکڑ لیا وہ آنکھیں پھیلا گئی اس نے زنیرہ کی طرف دیکھا جن کا سر جھکا ہوا تھا۔

" چھوڑیں۔۔۔۔ "

وہ آنکھیں دکھاتی بے آواز بولی۔ بلال اسکا ہاتھ پکڑے ڈھیٹوں کی طرح مسکرا رہا تھا جب زنیرہ کے سر اٹھانے پر گڑبڑا کر ہاتھ چھوڑ دیا۔

اب وہ شرافت سے ناشتہ کرنے میں مگن تھے باہر سے ساتھ والی اماں کی آواز آئی تو زنیرہ اٹھ کر چلی گئیں۔

کچھ دیر بعد عطوف دستر خوان سمیٹ کر کمرے میں آئی وہ پہلے ہی موجود تھا۔ وہ آگے بڑھی تو وہ اسکے سامنے آتا راستہ روک گیا۔ وہ دائیں طرف سے نکلنے لگی تو وہ دائیں طرف ہو گیا۔

" کیا ہو گیا ہے آپ کو؟ "

وہ حیران سی اسے دیکھنے لگی مگر وہ تو اسکی بات سن ہی نہیں رہا تھا۔ وہ تو بس اسے دیکھ رہا تھا۔

" !بلال..... کیا ہو گیا ہے ہٹیں مجھے کام ہے "

وہ اسکے بازو پر ہلکا سا مکا مار کر ہولے سے ہنستی آگے بڑھی تو بلال نے اسکی کلائی تھام کر اپنی اوڑھ کھینچا۔ وہ گڑ بڑا کر اسے تھام گئی۔

وہ سر ذرا جھکائے مدھم آواز میں کہنے لگا۔

کیا ارادے ہیں آپ کے؟ چاہتی کیا ہیں آپ؟ دل تو دے ہی چکا ہوں "

" اب جان بھی لیں گی؟

عطوف کی پلکیں عارضوں پر بچھیں گال دہکتے ہوئے محسوس ہوئے۔ "وہ ۔۔۔۔"اس سے بات نہ بن پائی، نظریں اٹھیں پھر جھک گئیں۔

" آج سے پہلے عید کبھی اتنی اچھی نہیں لگی۔۔۔ "

وہ اسکی پیشانی پر لب رکھتا نرمی سے بولا۔

" !!! عطوف نے آنکھیں موندیں۔ "مجھے بھی

آواز سرگوشی کی مانند تھی۔ بلال نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔ یہ وہ پہلا اظہار تھا جو وہ اسے سونپ رہی تھی۔

" میں آپ سے محبت کرنے لگی ہوں بلال۔۔۔ "

وہ اسکے سینے پر سر رکھتی بازو اسکے گرد پھیلا گئی۔ وہ ساکت کھڑا تھا۔ عطوف نے گرفت مظبوط کی تو ساکت مجسمے میں جنبش ہوئی۔

اس نے مظبوطی سے اسے خود سے لگاتے آنکھیں موند لیں۔ وہ بتا نہیں پا رہا تھا اس اظہار پر وہ کیا محسوس کر رہا تھا.... بتا ہی نہیں سکتا تھا۔

اس نے اس عورت سے بغیر بدلے کی تمنا کے عشق کیا تھا.... آج اسے اسکی محبت کے اعزاز سے نواز دیا گیا تھا اور یہ احساس.... یہ اعزاز ساری زندگی اسکے ساتھ رہنے والا تھا......!

❤❤❤

فون کان سے لگائے سکندر کا نمبر ڈائل کرتا وہ جبیل مینشن میں داخل ہوا۔

اس نے، نمرا اور اسید نے ایک جیسا کاٹن کا سفید کرتا پاجامہ پہن رکھا تھا۔

وہ راہداری پر قدم بڑھانے لگا سنہری صبح ہوادار تھی سانس کھینچتے ہی تروتازگی محسوس ہونے لگتی تھی۔

اس نے دوبارہ نمبر ڈائل کیا وہ لان کے قریب چوڑی راہداری پر رک گیا سیاہ آنکھیں پر سوچ انداز میں موبائل کی سکرین کو گھور رہی تھی۔آخر اسکا نمبر بند کیوں جا رہا تھا وہ کوئی بہت اہم بات کرنے والا تھا۔

تبھی اسید اندر آتا دکھائی دیا سفید کرتے پاجامے میں بازو کہنیوں تک موڑے، بال پیچھے کو جمائے۔ سرمئی آنکھوں میں نرم تاثر تھا۔

نائل اسکی جانب پلٹ گیا وہ خوش دلی سے مسکرایا۔اب وہ اسکے ساتھ اندر کی جانب بڑھ رہا تھا۔آج کی صبح بہت حسین تھی....

آج کا دن بہت خاص تھا بالاخر سب ٹھیک ہونے جا رہا تھا، نائل اپنی سوچ پر مسکرایا۔۔

اوپری منزل پر جھانکو تو وہ کمرے کے وسط میں کھڑی بیڈ پر بائیاں پیر رکھے جھک کر پازیب باندھ رہی تھی۔ ریشمی گھنے بال پشت اور کندھے سے پھسلتے شانے پر آ گرے تھے۔

اس نے سفید لباس پہن رکھا تھا۔ انگر کھا سفید فراک جس کے بائیں جانب بنی لکیر میں وقفے وقفے سے گھنگرو لگے تھے۔ فراک سنگ سفید چوری پاجامہ پہن رکھا تھا۔

وہ پازیب کی ہک بند کرتی سیدھی ہوئی تو چہرہ واضح ہوا۔ واللہ اتنا حسن کہ چاند بھی شرما جائے۔ ہلکی سبز آنکھوں میں بھر بھر کر ڈالا کاجل انہیں دہکا رہا تھا۔ لبوں پر کچھ لگانے کا تکلف نہیں کیا گیا تھا۔

نیچے سے آوازیں آنے لگی تھیں مطلب وہ آ گئے؟ لب کا کونہ دباتی پیروں کو ریڈ کھسے میں مقید کرتی وہ تیزی سے ڈریسنگ ٹیبل تک آئی۔ سامنے پڑے گجرے مہک رہے تھے! گلاب اور موتیے کی خوشبو روح تک کو سرشار کر رہی تھی۔

کلائی میں گجرے پہنتی دوپٹہ کاندھے پر رکھتی وہ بھاگتی ہوئی باہر نکلی نگاہوں سے اسے تلاشتی وہ تیزی سے سیڑھیاں اترنے لگی۔اطراف میں ریلنگ کو، غرض ہر جگہ کو پھولوں کی لڑیوں سے سجایا گیا تھا۔

سیڑھیاں اترتے اسکی نگاہ ان دونوں پر پڑی اسی وقت ان دونوں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا۔اسید نے فوراً نگاہ ہٹائی تھی پہلی بار دل اتنی زور سے دھڑکا تھا کہ وہ بے ساختہ گھبراہٹ کا شکار ہوا۔گلے کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔

وہ تیزی سے سیڑھیاں اترتی ان کے سامنے آئی۔

" !!! عید مبارک باباجان "

وہ نائل سے آلگی وہ بھرپور مسکراتا اسے خود سے لگا گیا۔

" !!! عید مبارک مائے پرنسز "

اس نے عزہ کا سر چوما۔وہ اس سے الگ ہوئی۔اسید کی جانب دیکھا۔"آپکو بھی عید مبارک۔۔۔"

اسکے انداز میں جھجھک تھی۔اسید نے محض سر کو خم دیا۔

" بابا میری عیدی؟ "

وہ ان کے جانے سے پہلے بول پڑی۔

" شروع کر دیے مانگنے والے کام؟ "

لاؤنج سے نمر نے ہانک لگائی جس پر عزہ نے دانت کچکچائے۔

" بابا !!!! "

اس کے انداز میں وارننگ تھی۔ نائل ہنس پڑا۔ اسید فرش کو دیکھ رہا تھا اس نے ایک نظر عزہ کو دیکھا وہ لب کاٹ رہی تھی بغیر دیکھے بھی وہ اسکی نظر محسوس کر چکی تھی۔

اسید نے سرعت سے نظروں کا زاویہ بدلا گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔

" میرے بیٹے کو کتنی عیدی چاہیے ؟؟ "

نائل نے محبت سے اسے دیکھا۔

" ساڑھے تین روپے !!! "

نمر نے پھر ہانک لگائی اب کہ نائل نے مڑ کر اسے گھورا تو وہ مسکراہٹ دباتا ہاتھ کھڑے کر گیا۔

" !!! بابا جتنی مرضی دے دیں "

عزہ نے فیصلہ اس پر چھوڑ دیا۔ نائل نے سر کو خم دیا پھر جیب سے ہزار کے نئے نوٹوں کی گڈی نکال کر اسے تھما دی۔

ہاؤ مچ۔۔۔۔؟" عزہ نے بے صبری سے پوچھا۔ "

" One Lac " !!!

وہ مسکرا رہا تھا۔

" !!! آ آ تھینک یو بابا "

وہ اسکے گلے لگی تو نائل کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

" اب چاچو سے عیدی لو میں امپورٹنٹ کال کر لوں۔۔۔ "

اسکا گال تھپتھپا کر ا کسیوز کرتا وہ وہاں سے چلا گیا۔ عزہ کنفیوز سی اسکے سامنے کھڑی تھی۔اسید نے بالا خر اس کی طرف دیکھنے کا ارادہ کر لیا تبھی نمر آدھمکا۔

" اب کیا یہیں کھڑے رہیں گے آپ دونوں ادھر آجائیں بیٹھ کر گپ شپ لگاتے ہیں۔۔۔ "

وہ تینوں لاؤنج میں چلے آئے شکر عافیہ نہیں تھی۔ان تینوں کے علاوہ آئینور بھی وہاں تھی۔

" سنیں۔۔۔ "

آئینور نے نمر کو مخاطب کیا تو وہ تینوں اسکی جانب دیکھنے لگے۔

" بولو !!! "

نمر نے ابرو اچکائے جس پر آئینور نے دانت پیسے۔

" جب میں کہوں سنیں تو آپ نے کہنا ہے "جی"۔۔۔ "

وہ زبردستی مسکراتی آنکھوں میں تنبیہ کر رہی تھی۔اسید مسکراہٹ دباتا نمر کے کان کے پاس جھکا۔

" چچ چچ بیوی سے بے عزتی ہو گئی۔۔۔ "

نمر ڈھیٹوں کی طرح مسکراتا رہا۔

" !!! اوکے دوبارہ شروع کرتے ہیں "

نمر نے رسان سے کہا تو عزہ ہنس پڑی جبکہ آئنور کا دل کیا ماتھا پیٹ لے۔

" اچھا سنیں میں کہہ رہی۔۔۔ "

حکم کریں میری جان !!!"نمر نے اسکی بات کاٹ دی۔اب وہ " بے شرموں کی طرح مسکرا رہا تھا۔

آئنور کا چہرہ سرخ پڑا وہیں عزہ نے آنکھیں پھیلاتے منہ پر ہاتھ رکھ لیا وہ اپنی مسکراہٹ چھپا رہی تھی۔

" روم میں آئیں زرا۔۔۔ "

زبردستی مسکرا کر اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتی وہ اٹھ کر چلی گئی۔اسید نے گہرا سانس لیتے نمر کی پیٹھ تھپتھپائی۔

"یہ پہلی عید ہو گی جس میں بیوی کے ہاتھوں شوہر حلال ہو گا۔۔۔"نمر

بدمزہ ہوتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"ہاں بلکل آپ تیار رہیں میرے سوئم کی پاپڑی چاٹ کھانے کے لیے

!!!"وہ چلا گیا۔

"!! اسید نے خفگی سے اسکی پشت کو دیکھا۔"بدتمیز

اس نے چہرہ سیدھا کیا تو وہ اٹھ کر جا رہی تھی اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ اس کے سامنے بیٹھی رہتی۔اسکی نظریں اسے پاگل کر رہی تھیں۔

وہ لان کی جانب بڑھ رہی تھی گجروں کو چھیڑتی، نظر جھکائے جب وہ اسکے پیچھے چلا آیا۔ گردن پر ہاتھ پھیرتے اس نے پکارا۔

" سنو۔۔۔۔۔ "

عزہ کے قدم تھم گئے دل زور سے دھڑکا دوپٹہ زور سے انگلیوں میں جکڑتی وہ پلٹی تو اسید نے سیدھا اسکی آنکھوں میں دیکھا۔

سرمئی آنکھوں کا سبز آنکھوں سے تصادم بڑا زبردست تھا دونوں دل زلزلے کی زد میں آئے۔

" کچھ بات کرنی تھی تم سے۔۔۔ "

اس نے پھر گردن پر ہاتھ پھیرا۔ عزہ کا پورا وجود گویا کان بن گیا۔ تیز دھڑکتا دل اور جاننے کو بیتاب آنکھیں۔

" !....کچھ کہنا ہے تم سے "

وہ اسے دیکھ رہا تھا اسکی آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔ عزہ کا دل کیا وہ ان نظروں کے سامنے سے غائب ہو جائے۔ وہ ان آنکھوں کا پیغام سہہ نہیں پا رہی تھی.

اس نے حلق تر کرتے اسے دیکھا وہ ہلکا سا مسکرایا تھا۔

تبھی لمحوں کا فسوں ٹوٹا وہ فون کال کی آواز تھی۔اسی وقت نمر دوسری
طرف سے گیٹ کی جانب بڑھا وہ عجلت میں لگتا تھا۔انہیں اندازہ بھی نہ
ہو سکا تھا وہ کب وہاں سے گزرا تھا۔

اسید نے موبائل نکالا وہ کوئی ان ناؤن نمبر تھا۔اس نے کال کاٹ دی تبھی
اسکی نظر صالح کی مسڈ کالز پر پڑی۔وہ بعد میں کال بیک کرنے کا سوچتا اسکی
جانب متوجہ ہوا۔

" !!!یہاں نہیں...... تم تیار رہنا میں کچھ دیر تک آؤں گا "

اسکی آواز مدھم تھی وہ اسکے گجروں کو دیکھ رہا تھا اسے آج سے پہلے گجرے
کبھی اتنے اچھے نہیں لگے تھے۔۔

غیر شناسا نمبر سے پھر کال آنے لگی تھی وہ ایک گہری نظر اس پر ڈالتا آگے
بڑھ گیا۔عزہ نے پلٹ کر دیکھا وہ فون کان سے لگا رہا تھا۔وہ اپنے کمرے کی
جانب بڑھنے لگی تو کیا میری دعائیں قبول ہو چکی ہیں....؟فرط مسرت سے
اس نے لبوں پر ہاتھ رکھ لیا وہ تیزی سے اپنے کمرے کی جانب بڑھی۔

باہر لان میں دیکھو تو اسید گیٹ کی جانب تیزی سے بڑھتا بر ہمی سے کچھ کہہ رہا تھا۔

" .....اگر نمر کی جان بچانا چاہتے ہو تو جو پتہ بتایا گیا ہے اس پر آ جاؤ "

مقابل نے سرد لہجے میں کہا۔

" !!!بکواس بند کرو، نمر یہیں ہے "

فون پر دوسری جانب موجود شخص نے قہقہہ لگایا تو اسید نے موبائل کان سے ہٹا لیا اسکے تاثرات سرد تھے۔

وہ گیٹ پر کھڑے گارڈ کے پاس آیا جو چوکنا سا کھڑا تھا۔ "

" نمر کو باہر جاتے دیکھا ہے؟ "

" وہ کچھ دیر پہلے ہی نکلے ہیں بہت جلدی میں تھے۔۔۔ "

اسید کا دماغ بھک سے اڑا اگلے پل وہ لمبے ڈگ بھرتا گیٹ سے باہر بھاگا۔

❤❤❤

بیل بجی تو کچن میں مصروف فرحین باہر آئیں ان کے ہاتھ گیلے تھے جنہیں دوپٹے سے صاف کرتیں وہ آگے بڑھیں تبھی جانِ عالم دروازے کی جانب جاتے دکھائی دیے۔

دروازہ کھلنے پر جو وجود نظر آیا وہ انہیں حیرتوں کے سمندروں میں گرانے کے لیے کافی تھا۔

فرح بڑی سی چادر اوڑھے ستے ہوئے چہرے کے ساتھ ان کے سامنے موجود تھیں وہ دیکھنے سے ہی بیمار لگتی تھیں۔

" کون ہے؟ "

انہیں دروازے میں ایستادہ دیکھ کر فرحین ان کے پیچھے چلی آئیں۔ جان عالم نے پلٹ کر انہیں دیکھا تب ان کی نظر فرح پر پڑی۔ انہوں نے خاموشی سے جان عالم کو دیکھا جو خود حیران تھے۔

وہ ایک طرف ہوتے انہیں اندر آنے کا راستہ دے گئے۔ فرحین نے دل بڑا کرتے اپنی سوتن کو مسکرا کر سلام کیا جس پر فرح نے زیر لب جواب دیا۔

انہیں ان لوگوں کے سامنے اپنا قد بہت چھوٹا لگ رہا تھا۔

وہ تینوں خاموشی سے لاؤنج میں بیٹھ گئے کچھ وقت یو نہی بیت گیا پھر فرح نے ہی بات کا آغاز کیا۔

" معذرت چاہتی ہوں آپ کو پریشان کیا۔۔ "

یہ اصل بات کی طرف تمہید تھی۔

" ایسی بات نہیں۔۔۔ "

فرحین نے ازراہ مروت کہا۔

" جانِ عالم میں آپ سے معافی مانگنا چاہتی تھی اپنی تمام زیادتیوں کی، میں نے بڑا ظلم کیا آپ کے ساتھ اپنی اولاد کے ساتھ جس کی سزا مجھے دنیا میں ہی مل گئی ہے۔۔۔ "

ان کے لہجے میں کرب تھا جبکہ آنکھیں خشک تھیں، بے جان سیں!

جانِ عالم نے بے چینی سے پہلو بدلہ جبکہ فرحین بھی غیر آرام دہ ہوئیں۔

سب خیر ہو! ان کے دل سے دعا نکلی۔

" سب ٹھیک تو ہے؟ ہالہ ٹھیک ہے نہ؟ "

جان عالم کے دل میں خدشات کے ناگ پھن اٹھانے لگے۔

جی ٹھیک ہے وہ لیکن۔۔۔ "انہوں نے توقف کیا۔ "ارمان نشے پر لگ گیا ہے پولیس لے گئی تھی اسے غیر قانونی کاموں کی وجہ سے اور یاسر۔۔۔ "ان کے دل سے ہوک نکلی۔

اسکا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے اب کبھی چل نہیں سکے گا۔ میں سمجھتی رہی " انہوں نے ہالہ کے ساتھ اچھا نہیں کیا اسکی بد عائیں انہیں تباہ کر گئیں مگر یہ " میں تھی جس نے خود اپنے آشیانے کو آگ لگائی تھی۔۔

گرم آنسو ان کی بوڑھی آنکھوں سے گرنے لگے تھے۔ فرحین نے بے اختیار جان عالم کو دیکھا۔ وقت کے پنوں میں کہیں پیچھے آئنور کا کہا جملہ ان کی سماعت میں گونجا۔

وہ کبھی خوش نہیں رہیں گے ابو، جو اولادیں اپنے ماں باپ کو رلاتی ہیں وہ "

" !!! ساری زندگی روتی ہیں

جان عالم نے کرب سے آنکھیں میچ لیں ان کا دل دکھ سے بھرنے لگا آخر کو

جیسی بھی تھی وہ ان کی اولاد تھی۔

میں نے کبھی تم لوگوں کو بددعا نہیں دی، فرح میں تمہیں معاف کر چکا "

" ہوں۔۔۔

ان کی بات سن کر فرح کے چہرے پر سکون پھیلتا گیا۔

" ایک بوجھ دل سے اتر گیا ہے اب میں سکون سے م*ر سکوں گی۔۔۔ "

ان کی آواز بہت دھیمی تھی۔ فرحین کو ان کے لیے برا لگا۔

ایسی مایوسی کی باتیں مت کریں، اس میں کوئی شک نہیں کہ اکثر بڑوں "

کی غلطیوں کے خمیازے اولاد کو بھگتنے پڑتے ہیں۔ خطا انسان کی سرشت

میں ہے مگر خطا کو مان کر اپنے آپ کو بہتر بنانے والا ہی انسان ہے۔۔ ماں

باپ کی زندگی اولاد پر بڑی اثر انداز ہوتی ہے لیکن اکثر والدین اس بات کو نہیں سمجھتے۔۔

آپ کے بیٹوں کا سن کر بہت افسوس ہوا اللہ رحم کرے آپ سب پر لیکن آپ یہ بھی دیکھیں آپ کی بیٹی بھی ہے جس پر اللہ نے بڑا کرم کیا ہے۔

اسکے لیے خود کو ٹھیک رکھیں وہ آپ کو دکھ میں دیکھ کر کبھی خوش نہیں رہ سکے گی۔ماؤں کے دکھ بیٹیوں سے زیادہ کون سمجھتا ہے۔۔۔"

فرح نے رشک سے سامنے بیٹھی عظیم عورت کو دیکھا۔ہاں وہی جان عالم کے لائق تھی جس کا دل اور ظرف ان سے کہیں زیادہ بڑا تھا۔۔

انسان کا کردار اور ظرف ہی اسے بڑا یا چھوٹا بناتا ہے۔دنیاوی دولت تو بس خود کو خوش کرنے کا اک بہانہ ہے ورنہ اخلاق کے ترازو میں دولت کتنی بھی زیادہ ہو اعلیٰ کردار کے پلندوں سے ہار جاتی ہے۔

♥♥♥

اسے جس جگہ بلایا گیا تھا وہ قدرے ویران تھی دور دور تک کسی کا نام و نشان نہیں تھا زمین پر مٹی کی موٹی تہہ کے اوپر جھاڑ جھنکاڑ پڑے تھے۔

ہوا کا جھونکا اس ویرانے سے ٹکرایا تو زمین پر گری ریت نے احتجاج کیا۔ فضا میں دھول رچ گئی۔ اسید نے کھانستے ہوئے آنکھوں کے سامنے بازو کیا۔

چند سیکنڈ بعد وہ نمر کو آوازیں دیتا آگے بڑھنے لگا۔ ساتھ ہی اس نے پاکٹ سے موبائل نکالنے کے لیے ہاتھ بڑھایا مگر یہ کیا۔۔۔ موبائل تو تھا ہی نہیں..... !

وہ ٹھٹھک کر رکا اس نے دوسری جیب تلاشی مگر ناکام !

" گاڑی میں رہ گیا شاید۔۔۔۔ "

وہ کافی آگے آچکا تھا اب واپس جانا بے وقوفی تھی لیکن بعض اوقات بیوقوف بن جانا جان بچا دیتا ہے !

اگر وہ پلٹ کر دیکھتا تو جان لیتا کہ اسکی گاڑی غائب تھی !

کہاں چھپے بیٹھے ہواب سامنے کیوں نہیں آرہے ؟نمر کو کچھ ہوا تو زندہ "

" نہیں چھوڑوں گا کسی کو۔۔۔

!وہ بلند آواز میں دھاڑا مگر جواب ندارد

مٹھیاں بھینچتا وہ آگے بڑھا کئی سوکھے پتے اسکے قدموں تلے آتے کئی

ٹکڑوں میں بٹ گئے۔

عجیب سی حبس تھی اس مقام پر! ہوا کے باوجود گھٹن سی محسوس ہوتی تھی۔

اس نے ایک قدم آگے بڑھایا تبھی واپس جانے کا ارادہ کیا۔ارادے پر

خاک پڑی اس اٹھتے قدم سے.... کہ جب وہ زمین پر پڑا تو زمین کا کھلا منہ

اسے نگل گیا۔۔

ویرانے میں بڑی عجیب سی آواز ابھری تھی، بھاری بھرکم وجود کے بلندی

!سے گرنے کی آواز

وہ خشک گٹر ٹائپ ایک جگہ تھی جس کے منہ کو پتوں اور جھاڑیوں سے

ڈھکا گیا تھا۔اس پر پیر رکھتے ہی اسید اس اندھیر کھائی میں جا گرا۔

اسکے گرتے ہی ایک سایہ سا نمودار ہوا اس نے گٹر کا ڈھکن بند کرتے تالہ لگا کر پتے برابر کر دیے۔اپنا کام سر انجام دے کر وہ جا چکا تھا۔

اسید اندھیرے میں ہاتھ مارتا اٹھ کھڑا ہوا ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دے رہا تھا۔

اس نے بے اختیار سانس لینے کی کوشش کی۔دم تھا کہ گھٹتا جا رہا تھا دیوار پر ہاتھ مارتے اس نے تیزی سے دیوار کو ٹٹولا کچھ ابھار بنے تھے۔

وہ تیزی سے ان ابھاروں کو چھو کر اندازہ کرتا اوپر چڑھنے لگا کوئی لوہے کی نوکیلی چیز اسکے ہاتھ میں کھب گئی اسے اپنی جلد پھٹتی ہوئی محسوس ہوئی۔

دانت پر دانت جماتے اس نے زور سے سر جھٹکا۔

وہ اوپر چڑھتا جا رہا تھا ہاتھ گیلا محسوس ہونے لگا تھا خو*ن کی بو وہ محسوس کر سکتا تھا۔بالاخر اسکا ہاتھ چھت سے ٹکرایا اس نے اوپر کی طرف دباؤ ڈالا تو ڈھکن تھوڑا سا اٹھا جس سے کچھ روشنی اندر داخل ہوئی۔

اس نے منہ اوپر کرتے گہری سانس کھینچی اسے سانس لینے میں تکلیف ہو رہی تھی۔ایک ہاتھ دیوار کے ابھار پر سختی سے جماتے دوسرے ہاتھ سے وہ زور لگا کر ڈھکن ہٹانے کی کوشش کرنے لگا۔

" !!! مجھے باہر نکالو "

وہ حلق کے بل چلایا۔ مگر کوئی اسکی فریاد سننے والا نہیں تھا۔

" کوئی ہے ؟؟؟ "

اب کی بار وہ اونچا نہ بول سکا اسکا پیر اچانک پھسلا اور وہ بری طرح زمین بوس ہوا۔ وہ سیدھا گرا تھا سر کے پچھلے حصے میں شدید درد کا احساس جاگا۔

کچھ بہہ رہا تھا قطرہ قطرہ! کچھ گاڑھا سا۔۔۔

اسے جسم سے جان نکلتی محسوس ہونے لگی۔ سانس.....! ہاں اسے سانس .... نہیں آرہی تھی۔اس نے اٹھنے کی کوشش کی مگر
آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں۔

♥♥♥

سکندر کے گھر اچانک حملہ ہوا وہ سادہ کپڑوں میں ملبوس کچھ لوگ تھے جن کے ہاتھ میں پس * ٹلز تھیں۔

وہ صالح کے آدمی تھے۔ بالا خر وہ ان کے خلاف سارے ثبوت ہیڈ کوارٹر بھیج چکا تھا جہاں سے ان کی گرفتاری کے آرڈرز آ چکے تھے۔

وہ نہ صرف ہیروئن کی سمگلنگ میں ملوث پائے گئے تھے بلکہ ہندوستانی تنظیم "را" کے لیے بھی کام کر رہے تھا۔ ان کے بہت سے آدمی پکڑے جا چکے تھے۔ جن میں صالح کی ٹیم کا ایک جونیر بھی شامل تھا جو آرمی میں گھس کر ملک دشمنوں کو اندر کی معلومات فراہم کر رہا تھا۔

اسکندر جو دوسرے ملک فرار ہونے کی پوری تیاری کر چکا تھا بوکھلا گیا اسے اندازہ تھا کوئی ان کے پیچھے ہے مگر وہ لوگ اتنی جلدی اس تک پہنچ جائیں گے اس کے وہم و گمان میں نہیں تھا۔

" ڈیڈ یہ کون لوگ ہیں؟ "

دردانہ اسی کے کمرے میں تھی وہ خوفزدہ ہوئی۔

" تم۔۔۔تم جاؤ، بھاگ جاؤ جلدی کرو۔۔ "

وہ جانتے تھے اب وہ نہیں بچ سکتے تھے گھر کو ہر طرف سے گھیر لیا گیا تھا کھڑکیوں کے شیشے ٹوٹنے کی آواز آرہی تھی۔

" ڈیڈ میں آپ کو چھوڑ کر۔۔۔۔ "

وہ رونے لگی تھی جب سکندر نے وارڈروب کا دروازہ کھولتے اسے اندر دھکیلا اندر ایک اور دروازہ تھا جسکے پار انہوں نے دردانہ کو دھکا دیا۔

نکل جاؤ یہاں سے، وہ لوگ تمہیں بھی نہیں چھوڑیں گے، میں بھی آ " جاؤں گا تم جاؤ۔۔۔۔

وارڈروب کا دروازہ بند کرتے انہوں نے جلدی سے کمرے کا دروازہ لاک کیا اور خفیہ سیف کا کوڈ ملاتے اندر سے ضروری کاغذات اور کیش نکالنے لگے۔ یہ سب ایک چھوٹے بیگ میں ڈال کر وہ وارڈروب کی طرف بھاگے۔ دروازہ زور زور سے دھڑ دھڑایا جانے لگا۔ سکندر نے تھوک نگلتے خفیہ راستے میں وہ بیگ پھینکا جب ٹھا کی آواز سے کمرے کا لاک ٹوٹا۔

انہوں نے آنکھیں میچتے وہ دروازہ بند کر دیا۔ وہ لوگ ان کے سر پر پہنچ چکے تھے۔

" میں نے کچھ نہیں کیا چھوڑ دو مجھے۔۔۔ "

وہ آگے بڑھتے اسے ہتھکڑیاں لگا رہے تھا۔

" !!! تمہارے ساتھی نے تو کہا سب تم ہی نے کیا ہے "

ان کا سینئر آگے آیا اسکا چہرہ سیاہ رومال سے ڈھکا ہوا تھا۔ قد قدرے لمبا، آرمی کے یونیفارم میں ملبوس!

وہ۔۔۔ وہ بکواس کرتا ہے حرام ***سب اسی کا کیا دھرا ہے مجھے "

" پھنسا کر اچھا نہیں کیا اس نے۔۔۔

سکندر غصے سے پاگل ہونے لگا تبھی مقابل کھڑے شخص کا بھاری ہاتھ اسکے منہ پر پڑا۔

"! میرے سامنے دوبارہ آواز بلند نہ کرنا۔۔۔ "

مقابل کی سیاہ آنکھیں سرد تھیں۔ سکندر نے حلق تر کیا۔

" بتاؤ کہاں ہے وہ جس نے تمہیں پھنسادیا۔۔۔ "

وہ سکندر کو اکسارہا تھا۔ وہ لوگ اسکی لوکیشن ٹریس نہیں کر پا رہے تھے۔

سکندر نے نفرت سے بولتے سب اگل گیا۔ وہ اکیلا کیوں م*رے! ہاں وہ

اسے لے کر ڈوبے گا۔

کچھ دیر بعد ہی وہ لوگ سکندر کو لیے وہاں سے نکل گئے۔

❤❤❤

جانے کتنا وقت بیت گیا جب اسکا ذہن کسی آواز سے بیدار ہونے لگا وہ آواز

مسلسل اسکی سماعتوں سے ٹکرا رہی تھی۔ حواس بحالی کی طرف آنے لگے۔

پلکوں میں ہلکی سی جنبش ہوئی ساتھ ہی پپوٹوں میں لکیریں ابھریں۔ اس

نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں۔ تیز روشنی سے آنکھیں چندھیا گئیں۔ اسے

کئی لمحات لگے منظر کو دیکھنے میں!

کوئی اسے پکار رہا تھا، بلند آواز سے! ہاں وہ اس آواز کو پہچانتا تھا، وہ اس

چہرے کو جانتا تھا۔

نائل ڈھکن ہٹائے گھٹنوں پر ہاتھ رکھے جھکا اسے پکار رہا تھا۔اسید نے اٹھنے کی کوشش کی، وہ بے اختیار کراہا۔کمر تختہ ہو رہی تھی سر پھوڑے کی مانند دکھ رہا تھا۔

" .....اسید میرے بھائی کوشش کرو، اٹھو جلدی "

نائل اسکی ہمت بندھا رہا تھا۔اسید نے دانت پر دانت جماتے ہاتھوں کو زمین پر دبایا۔پورا زور لگا تا وہ اٹھ بیٹھا۔تکلیف بے ساختہ پورے بدن میں سرایت کرنے لگی۔

وہ اٹھ کھڑا ہوا۔اس نے قدم دیوار کی جانب بڑھائے وہ پھر اسی طرح اوپر چڑھنے لگا۔امید کا سرا اسے اوپر کھینچ رہا تھا۔پہلے اندھیرے نے اسے اپنی اوڑھ کھینچا تھا وہ اٹھ نہ سکا تھا۔مگر اب وہ کھڑا تھا روشنی کے دہانے پر جو اس کا بھائی تھا۔

وہ اوپر آیا تو نائل نے ہاتھ بڑھا کر اسے باہر کھینچ لیا۔ اسید زمین پر بیٹھتا گہرے سانس لینے لگا۔ نائل چند قدم دور ہٹتا ارد گرد کا جائزہ لینے لگا۔ وہ صبح والے سفید لباس میں نہیں تھا۔

اس نے پلٹ کر اسید کی جانب دیکھا اسکا سفید لباس مٹی سے اٹا تھا۔ خاک سفیدی کو کھا رہی تھی۔

شکریہ!!!" اسید اٹھ کھڑا ہوا اسکی آنکھوں میں نرمی تھی۔ "

نائل مسکرایا، سر کو خم دیا، چند قدم دور ہوا! درمیانی فاصلہ کافی تھا۔

" تمہاری بہن..... خولہ! وہ میری گاڑی تلے کچلی گئی تھی۔ "

اسکا ہاتھ پشت کی جانب سرکا، پوروں پر کچھ محسوس کیا، ٹھنڈا، لوہے جیسا کچھ!

اسید ٹھٹھکا، پلکیں جھپکائیں۔ دماغ نے سگنل دیا، آنکھیں بے یقینی سے پھیلیں۔

تم نے۔۔۔؟"اسکے لب واہوئے آواز نہ نکل سکی۔لبوں کی جنبش پر "

نائل نے مسکراتے سر کو خم دیا۔پشت پر کیے ہاتھ کی گرفت کسی چیز پر سخت

ہوئی۔

" تم مذاق کر رہے ہو۔۔۔ "

اسید یکدم مسکراتا آگے بڑھا اس نے سر جھٹکا۔

"کیا تم اتنے بے وقوف ہو؟ "

نائل نے قدم پیچھے لئے۔وہ درمیانی فاصلہ برقرار رکھا وہ اسے اپنی اوڑھ

بڑھنے نہیں دینا چاہتا تھا۔

اسید کے قدم تھمے۔۔۔

" !!!اوراب.......میں تمہیں تمہاری بہن کے پاس پہنچادوں گا "

اس نے ہاتھ آگے کیا۔وہ سر جھکائے مسکرایا۔اسکے ہاتھ میں چمکتا ریوا*لور

تھا۔

" تم کیا کہہ رہے ہو؟ہوش میں تو ہو؟ "

اسید کی آنکھوں میں بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔

بلکل!!!"نائل نے ہاتھ سیدھا کرتے اس پر ریوا*لور تان لیا۔ "

تم ایسا نہیں کر سکتے تم کوئی مذاق کر رہے ہو تم مجھے نہیں ما*ر سکتے میں "

" بھائی ہوں تمہارا۔۔۔

ٹھہر ٹھہر کر کہتا وہ آگے بڑھا۔نائل کو ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی تھی وہ اسے سمجھالے گا۔

" نہیں ہو تم میرے بھائی۔۔۔ "

چلا کر کہتے اس نے انگلی پر دباؤ بڑھا دیا۔اگلے ہی پل فضا میں زوردار آواز گونجی۔اسید لڑکھڑا گیا۔بازو پر ہاتھ رکھتے اس نے بے یقینی سے سر جھکا کر دیکھا۔ہاتھ سرخ ہو رہا تھا اور اسکا لباس بھی۔۔۔

!مٹی میں سرخ رنگ شامل ہونے لگا تھا

میرے حصے پر ڈاکا ڈالا، میرے کاروبار پر قبضہ کر لیا، میرے بچوں کو مجھ "

" سے دور کر کے اپنے قریب کر لیا۔۔۔

وہ اسید پر چلا رہا تھا۔ تبھی دوسری گو*لی کی آواز گونجی۔

اسید نے بے اختیار سانس کھینچتے سینے سے نیچے ہاتھ رکھا آنکھوں میں دھند چھا گئی۔ اسکے قدم لڑکھڑائے اگلے پل وہ زمین بوس ہوا۔

وہ کچھ کہنا چاہ رہا تھا اسکی آنکھیں نائل کو دیکھ رہی تھیں۔ سرمئی آنکھیں جن میں نمی تیر رہی تھی۔ نائل چند قدم آگے بڑھا وہ نفرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

بھا۔۔۔ئی ہوں۔۔۔ تمہ۔۔۔۔" وہ بات مکمل نہ کر سکا۔ "

نائل نے ریوال*ور والا ہاتھ آگے کیا بے تاثر نظروں سے دیکھتے اس نے تیسری گولی اسکے سینے کے پاس ما*ری۔

خو*ن کا فوارا اسکے جسم سے بہنے لگا تھا۔ سفید لباس پر لگی مٹی اسکے خ*ون سے سرخ ہوتی جا رہی تھی۔ سفید خاک میں مل گیا تھا، خاک سرخ ہو رہی تھی۔

"نفرت کرتا ہوں میں تم سے۔۔۔۔ تم نے میرے ہر کام میں ٹانگ اڑائی، کہا تھا ان معاملات سے دور رہو۔۔۔ کہا تھا کہ نہیں؟ اور اب تم۔۔۔ تم حرام***میری بیٹی کے ساتھ معاشقے لڑانے آ گئے۔۔۔"

اس نے زوردار ٹھوکر اسید کے منہ پر ماری۔ وہ نیم وا آنکھوں سے نائل کو دیکھ رہا تھا۔ سانس مدھم ہوتی جا رہی تھی۔ جسم کے ادھڑے گوشت سے خو*ن کو نکلتا محسوس کر رہا تھا۔ وہ جانتا تھا وہ مر رہا ہے مگر وہ زندہ رہنا چاہتا تھا۔ وہ سانس لینا چاہتا تھا۔ تکلیف برداشت سے باہر ہوتی جا رہی تھی۔

"بہت اچھے ہو تم لیکن میں اچھا نہیں ہوں نہ بھائی، ہف دماغ خراب کر کے رکھ دیا۔"

کمر پر دونوں ہاتھ رکھتے اس نے نفی میں سر ہلایا پھر وقت دیکھا۔ اس علاقے کی حدود میں اسکے آدمی موجود تھے اس کے حکم کے منتظر!

اب وہ یہاں سے نکلنے کی سوچ رہا تھا لہٰذا الٹے قدم لیتا وہ گاڑی کی جانب پلٹا جب دور سے آرمی جیپس آتی دکھائی دیں۔ وہ ریوال * ور بیلٹ میں اڑستا پوری قوت سے گاڑی کی جانب دوڑا کان میں لگی ڈیوائس سے اس نے اپنے آدمیوں سے رابطہ کرنا چاہا۔ رابطہ کٹ چکا تھا۔

وہ زیر لب انہیں موٹی گا * لی سے نوازتا گاڑی میں بیٹھنے ہی لگا تھا جب چلتی آرمی جیپ میں صالح نے کھڑے ہوتے ہاتھ میں تھامی ''ہیکٹر اینڈ گلاک جی تھری'' سے اسکی ٹانگ کا نشانہ لیا۔

عین اسی وقت اطراف سے دو سپاہی اپنی مشین گ * نز تھامے باہر کود گئے۔

صالح اچھل کر باہر نکلتا اسید کی جانب بھاگا جبکہ باقی ساتھی نائل کی جانب بھاگ رہے تھے جو زخمی ٹانگ پر ہاتھ رکھے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا رہا تھا۔ وہ لوگ اسے دبوچ چکے تھے۔

اسید۔۔۔۔" صالح نے اسکا چہرہ تھپایا پھر ناک کے پاس دو انگلیاں کیں۔۔۔اسکی سانسیں چل رہی تھیں۔

"اسے ہاسپٹل پہچاؤ جلدی۔۔۔۔"

اسید کو بازوؤں میں اٹھاتا وہ جیپ کی جانب دوڑا۔ جسے اسکا جونیر سٹارٹ کر چکا تھا۔ چند آفیسرز کے ہمراہ اس نے اسید کو ہاسپٹل کی جانب روانہ کر دیا۔

ان کے جاتے ہی وہ خطرناک تیوروں سے نائل کی جانب بڑھا۔ اسکے مقابل آتے اس نے بھاری ہاتھ کا زناٹے دار تھپڑ اسے جڑ دیا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے ہاتھ لگانے کی یو باسٹ**تم سب کے ساتھ دیکھنا میں کرتا کیا ہوں میں سب کو خرید لوں گا میرے پیچھے جتنی سپورٹ ہے تم سوچ بھی نہیں سکتے آرمی بھی کچھ نہیں کر سکتی تم سب کتوں کی طرح میرے سامنے زبان ہلاؤ گے۔۔۔۔"

نائل حلق کے بل چلایا۔ اگلے پل صالح نے پہ درپے دو تھپڑ اسکے منہ پر مارے۔۔۔

" کتا تو تجھے ہم بنائیں گے اور تیرے ساتھی کو بھی۔۔۔ "

اسے گریبان سے تھام کر اونچا کرتے صالح سرد لہجے میں بولا۔اسکے انداز میں کچھ تھا کہ نائل ٹھٹھکا۔

تب اس کی نگاہ سکندر پر پڑی جو جیپ میں دو فوجیوں کے نرغے میں بیٹھا نفرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

اس نے بے اختیار آنکھیں میچیں۔تو اس گھٹیا انسان نے میرے بارے میں بتایا انہیں اسکا کام بھی پہلے ہی تمام کر دینا چاہیے تھا۔۔۔وہ محض سوچ کر رہ گیا۔

" لے چلو ان دونوں کو۔۔۔ "

وہ اپنی جیپ کی جانب بڑھا۔اسکے ماتحت نائل کو دونوں جانب سے دبوچے آگے بڑھے۔

" ہیڈ کوارٹر۔۔۔؟ "

ایک جونیر نے صالح سے پوچھا تو باقی سب نے بھی اسکی طرف دیکھا۔

نہیں.....انڈر گراؤنڈ جیل میں! ہیڈ کوارٹر یہی رپورٹ جانی چاہئے "

" مقابلے میں ما*رے گئے۔۔

وہ سب سر ہلا گئے۔ وہ ملک کے وفادار تھے وہ ہر حال میں ملک دشمنوں کو عبرت ناک انجام سے دوچار کرنا چاہتے تھے۔

صالح جانتا تھا آگے معاملات بہت پیچیدہ ہو سکتے تھے۔ "را" اپنے ساتھیوں کے لیے ہر طرف سے آئے گی اور وہ انہیں کوئی راستہ نہیں فراہم کرنا چاہتے تھے۔

" تم ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔ "

نائل حلق کے بل چلایا۔ صالح نے پلٹتے الٹا ہاتھ اسکے منہ پر دے ما*را۔

اسکے منہ میں کپڑا ٹھونس دو، اگر زیادہ تنگ کرے تو گول*ی مار دینا "

"۔۔۔

نائل کی آنکھیں پھیل گئیں۔ وہ سب اپنی جیپس میں سوار ہوئے اگلے ہی پل آرمی جیپس دھول اڑاتی ہوئیں وہاں سے نکلتی چلی گئیں۔

❤❤❤

اندرونی دروازے کے باہر وہ جلے پیر کی بلی کی طرح چکر لگا رہی تھی جانے وہ کہاں رہ گئے وہ جاننے کے لیے بے چین تھی آخر وہ کیا کہنا چاہتے تھے۔ دل کی حالت بھی عجیب تھی گھبراہٹ شرم وحیا بیک وقت طاری تھی۔ کلائی میں ڈالے گجروں کو چھیڑتی وہ اندر چلی آئی۔ گجرے اب تک مہک رہے تھے۔

مہک تو اس کا دل بھی رہا تھا۔ ذہن کے دریچوں پر نرم تاثر والی سرمئی آنکھیں بار بار ابھر سی جاتی تھیں۔ "کچھ کہنا ہے تم سے۔۔۔۔" وہ شرمگیں انداز میں مسکرائی، گجروں سے چھیڑ چھاڑ جاری تھی۔

اس نے قدم آگے بڑھا دیے تبھی کئی گاڑیوں کی آوازیں اسکی سماعت سے ٹکرائیں شور سنائی دینے لگا، بہت سے لوگوں کی آوازیں، گیٹ کھلنے کی آواز، گیٹ کیپر کے بولنے کی آواز۔

اسکا دل بے ساختہ گھبرایا وہ پلٹتی دروازے تک آئی لان میں رش لگ چکا تھا آرمی کے یونیفارم میں ملبوس ایک شخص، وہ گھبرائی گھبرائی سی آگے بڑھی۔

عافیہ اسکے پیچھے سے تیزی سے لان کی جانب بڑھیں۔ آئینور بھی حیران سی باہر آئی۔ عزہ کی نگاہ کھلے گیٹ کے سامنے کھڑی ایمبولینس پر پڑی اسے بے ساختہ گھبراہٹ ہوئی۔

" یہ کیا ہو رہا ہے؟ اتنے لوگ کیوں ہیں یہاں؟ "

اس نے گھبرا کر آئنور سے پوچھا جو تیزی سے آگے بڑھی۔ ہجوم کو چیرتی۔ وہاں عافیہ بھی تھی بے دم سی بیٹھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے سامنے دیکھتی۔ آئنور نے ان کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا اسکی آنکھیں پھیلیں، اس نے لبوں پر ہاتھ رکھتے قدم پیچھے لیا آنکھیں نم ہونے لگیں۔

لوگ افسوس کر رہے تھے کوئی وجہ پوچھ رہا تھا آرمی کے کچھ آفیسرز نے ہجوم کو ایک فاصلے پر رکھا تھا۔ وہ پلٹ کر تیزی سے عزہ کی جانب بڑھی اسے یقین نہیں آرہا تھا کسی کو یقین نہیں آرہا تھا۔

" عزہ۔۔۔ "

اس نے عزہ کے ہاتھ تھامے جو خوفزدہ سی اسے دیکھ رہی تھی۔

" اسید چاچو کی ڈیتھ ہو گئی ہے۔۔۔ "

وہ سانس روک گئی اس نے کپکپاتے ہاتھ آئنور کے ہاتھوں سے نکالے۔ نفی میں سر ہلاتے اس نے قدم پیچھے لیا ٹانگوں میں لرزش ہونے لگی اس نے دیوار کو تھاما۔

آئنور روتی ہوئی آگے بڑھی جب عزہ یکدم گر گئی۔

" عزہ۔۔۔" وہ روتی ہوئی اسکا چہرہ تھپتھپانے لگی جو بے جان جسم کی مانند زمین پر گری ہوئی تھی۔ آئنور کے رونے کی آواز پر کچھ لوگ ان کی جانب متوجہ ہوئے۔

ایک خاتون آگے بڑھیں۔ان کے پیچھے گھر کے ملازم بھی دوڑتے ہوئے آئے۔اب وہ عزہ کو اٹھائے اندر لے جارہے تھے۔

♥♥♥

اسکی آنکھ کھلی تو کمرے میں خود کو اکیلے پایا۔وہ ایک دم اٹھی وہ سب خواب تھا۔ہاں خواب تھا۔ڈرتے ڈرتے اس نے قدم باہر رکھے لاؤنج میں بھی کوئی نہیں تھا۔

اسکا جسم کانپ رہا تھاڈرتے ڈرتے وہ لان کی جانب بڑھی دروازے سے قدم باہر رکھتے ہی نگاہوں کے سامنے وہی منظر آیا۔

کسی کے رونے کی آواز، لوگوں کا ہجوم۔۔۔اس کی آنکھیں بھیگنے لگیں لب کانپنے لگے۔۔اگلے پل وہ آگے بڑھی تیزی سے، بھاگتی ہوئی، لوگوں کو ہاتھ سے پیچھے ہٹاتی جب اسکے قدم تھمے۔سامنے وہ تھا، سفید کفن میں لپٹا وہ وجود اسید کا تھا۔اسکے ناک اور منہ میں روئی ڈالی گئی تھی۔

اگلے ہی پل جبیل مینشن عزہ کی چیخوں سے گونجنے لگا گجرے نوچ کر پھینکتی

کفن پر ہاتھ رکھے وہ چیخ چیخ کر رو رہی تھی۔

آئنور سسکی بھرتی اسکے ساتھ آکر بیٹھتی اسے ساتھ لگا گئی جس کے تڑپ

تڑپ کر رونے پر ہر آنکھ اشکبار ہو گئی۔

" سب جھوٹ بول رہے ہیں اٹھ جائیں۔۔۔ "

اسید کے بے جان چہرے کو دیکھتی وہ بلک رہی تھی۔ وہ تو اسکا انتظار کر رہی

تھی مگر وہ نہیں آیا تھا اسکا جنازہ آیا تھا۔

آپ میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں میں کب سے انتظار کر رہی تھی "

" اٹھتے کیوں نہیں آپ۔۔۔

وہ روتی ہوئی اسکا بازو ہلانے لگی جب کسی خاتون نے اسے دور کیا۔ تبھی

ہجوم کو چیرتا کوئی گیٹ سے اندر داخل ہوا۔ اپنے ایک دوست کے

ایکسیڈنٹ ہو جانے پر اسے اچانک جانا پڑا تھا مگر واپس آتے لوگوں کے ہجوم

کو دیکھتے اس کی آنکھوں میں حیرانی تھی۔

" کیا ہو رہا ہے یہاں۔۔۔؟ "

وہ لوگوں کے بیچ جگہ بناتا آگے آیا تبھی عافیہ کی نظر نمر پر پڑی۔

"کیا ہوا ہے چاچو کو؟ "

وہ فورا اسید کے سامنے جھکا۔

" چاچو، یہ اٹھ کیوں نہیں رہے؟ ماما۔۔۔ "

وہ عافیہ کو دیکھتے اس نے اسید کے اوپر سے چادر اتار دی۔

" بیٹا میت کا کفن نہ ہٹاؤ۔۔۔ "

کوئی مرد آگے بڑھا تھا اس نے نمر کو تھام کر پیچھے کرنا چاہا جب وہ بے قابو ہوتا پوری قوت سے دھاڑا۔

" !!!میت نہیں ہے وہ، میرے چاچو ہیں "

ان کا ہاتھ جھٹکتا وہ گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھ گیا۔

" یار چاچو کیوں کر رہے ہیں ایسا، اٹھ جائیں۔۔۔ "

اسکی آواز بھرا گئی۔ عزہ بلکتی ہوئی نمر کا بازو تھام گئی۔

نمر بھائی ان کو اٹھائیں نہ یہ میری بات نہیں سن رہے۔۔۔میں کبھی "
" تنگ نہیں کروں گی ان کو کہیں یہ اٹھ جائیں۔۔۔

نمر اسکی بات نہیں سن رہا تھا۔اس نے کانپتا ہاتھ اسید کے چہرے کی طرف بڑھایا۔

"یار چاچو آپ میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔۔۔ "

اسکی آنکھوں سے آنسو پھسلنے لگے لب کسی بچے کی مانند کپکپانے لگے۔"

" آپ مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتے۔۔۔

وہ بلکنے لگا وہ اونچا لمبا مرد پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا

وہ شام جبیل مینشن پر قہر بن کر ٹوٹی تھی اس شام نمر جبیل اسید کی موت پر بچوں کی طرح رویا تھا۔

کہیں پیچھے تہجد کی تاریکی میں ایک دعا کی گئی تھی ! دعا قبول ہوئی تھی۔

❤❤❤

جبیل مینشن کی بالائی منزل پر وہ اپنے کمرے میں آئینے کے سامنے کھڑا ٹائی کی ناٹ باندھ رہا تھا۔ سیاہ آنکھیں اداس دکھائی دے رہی تھیں۔۔

" !!! چاچو میں آج بھی آپ کو بہت مس کرتا ہوں "

وہ ڈریسنگ ٹیبل سے پرفیوم اٹھا کر خود پر چھڑکنے لگا۔ پس منظر میں آئنور نظر آئی وہ کہیں جانے کے لیے تیار تھی۔

" آپ کے جانے کے بعد سب کچھ ادھورا لگتا ہے۔۔ "

وہ اب کوٹ پہن رہا تھا کلائی میں پہنی قیمتی گھڑی جگمگا رہی تھی۔ وہ کوٹ کے بٹن بند کرنے لگا۔

بابا نے آپ کے ساتھ ٹھیک نہیں کیا مگر ان کو ان کی سزا مل چکی ہے۔ وہ " بھی جا چکے ہیں۔ میں ان سے نفرت کرنا چاہتا ہوں مگر کر نہیں پاتا۔ پتہ " نہیں کیوں ! اگر وہ اچھے ہوتے تو آپ آج ہمارے ساتھ ہوتے۔۔

اس نے آنکھیں جھپکیں۔اب وہ ضروری فائلز چیک کر رہا تھا۔آئینور فون کان سے لگائے بالکنی کی جانب بڑھی تھی۔اس نے ایک بک لکھ کر پبلش کروائی تھی جسکے سلسلے میں وہ پبلشر سے ملنے جارہی تھی۔

"وہ شام گزر گئی لیکن میں آگے نہیں بڑھ سکا، چاچو آپ مجھے بہت یاد آتے ہیں۔۔"

وہ فائلز بند کر کے اٹھ کھڑا ہوا سائیڈ ٹیبل کے ڈرار سے والٹ نکال کر اس نے پاکٹ میں ڈالا۔سیدھا ہوتے اس نے آئینے میں خود کو دیکھا۔

"کاش نمر جبیل کے لیے بھی کوئی معجزہ ہوتا، کاش جانے والے لوٹا دیے جاتے.....!"

وہ نگاہ ہٹاتا باہر کی سمت قدم بڑھا گیا۔اب کمرہ خالی تھا۔بلکل اسکے دل کی طرح!

♥♥♥

آئنور کی نگاہ ہاتھ میں پکڑی کتاب پر تھی جس کا کور سیاہ رنگ کا تھا۔ کور پر نیچے کی جانب ایک کم سن لڑکی کی مٹی مٹی سی تصویر بنی تھی جس کی آنکھیں بے جان تھیں۔ قریب ہی دو مردوں کا عکس تھا جن میں سے ایک نے دوسرے پر ریوال * ورتان رکھا تھا۔

اس کی نگاہ پھسل کر اوپر کی جانب جلی حروف میں لکھے کتاب کے ٹائٹل پر پڑی۔

" صخر "

جس کے نیچے بریکٹس میں لکھا تھا۔

! شیشے سے بنی ایک لڑکی پتھر کے نگر میں آئی

! وہ ڈھونڈ رہی تھی موتی اور 'صخر' سے ٹکرائی

یہ کتاب آئینور جانِ عالم کی پہچان کی وجہ بنی۔ ساری کاپیز کچھ ہی دنوں میں بک گئیں۔ اسے چینلز کی جانب سے آفرز آنے لگیں۔ وہ جانتی تھی یہ کہانی

ایسی تھی کہ لوگ اسے ہمیشہ یادرکھنے والے تھے۔۔اس کہانی کو بہت سراہا گیا تھا مگر۔۔

مگر کون جانتا تھا ادھوری محبت کی یہ داستان کسی کی زندگی کی داستان تھی۔

وہ کتاب ہاتھ میں لیے اٹھ کھڑی ہوئی اسکے قدم لائبریری کی جانب بڑھے۔اونچی شیلف میں رکھی کتابوں میں اس نے وہ کتاب رکھ دی۔

ادھورے قصوں میں ایک اور داستان کا اضافہ ہو چکا تھا۔

وہ داستانیں کہ جو ختم بھی ہو جائیں تو ان کے کردار دلوں میں زندہ رہتے ہیں

۔۔۔

♥♥♥

وہ دروازہ کھول کر اسید کے پورشن میں آئی۔اسکے قدم اسکے کمرے کی جانب بڑھے۔دروازے پر رکتے اس نے آنکھیں موندیں۔ایسا لگا وہ یہیں تھا آس پاس۔۔۔

!....وہ آگے بڑھ آئی سبز آنکھیں خالی تھیں بغیر کسی احساس کے

اسکے قدم وارڈروب کی جانب بڑھے دروازہ کھولتے ہی اسکی نگاہ ہینگ کی اسکی شرٹس پر پڑی۔اس نے آنکھیں جھپکیں۔

نگاہ پھسلی، کسی چیز سے الجھی۔قدرے بڑا بکے جس کے پھول سوکھ چکے تھے۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر اسے باہر نکال لیا۔ چھوٹے قدم اٹھاتی وہ بیڈ پر آبیٹھی۔
کمرے کی ہر چیز جوں کی توں تھی۔

اس نے بکے کو گود میں رکھتے اندر رکھا کارڈ باہر نکال لیا۔انگلیوں میں لرزش تھی۔

کارڈ کھول کر دیکھا تو عید کی تاریخ تھی، نگاہ اندر لکھی ایک سطر پر پڑی۔

" ہم ساتھ رہے تو عمر کبھی ضائع نہیں ہو گی "

اس نے کانپتے ہاتھوں سے کارڈ واپس رکھ دیا۔آنکھیں موندتی وہ گہرے سانس لینے لگی۔

" .....میری عمر تو ضائع ہو گئی "

کپکپاتے لبوں کو بھینچتی وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔اس نے پورے کمرے میں نگاہ دوڑائی۔

" ! کچھ بات کرنی تھی تم سے......کچھ کہنا ہے تم سے "

اسید کا جملہ اسکے کانوں میں گونجا۔

وہ بالکنی کی جانب چلی آئی ریلنگ پر ہاتھ جماتے اس نے آسمان کی جانب نگاہ اٹھائی۔

میں جانتی ہوں آپ وہ بات کبھی نہیں کہہ سکیں گے مگر....میں پھر بھی انتظار کرتی ہوں۔

آنکھیں موندتی وہ اسکے احساس کو فضاؤں میں محسوس کرنے لگی۔کانوں میں گزرے دنوں کی کھلکھلاہٹیں گونج رہی تھی۔

"تم مجھے اسید بلا سکتی ہو۔۔ "

اس نے یکدم آنکھیں کھول دیں۔

!....میں اب کبھی آپ کو نہیں بلا سکوں گی

!.... آپ نہیں آئیں گے میں پھر بھی آپ کا انتظار کرتی ہوں

میں کبھی شادی نہیں کروں گی ساری زندگی آپ کے نام پر گزار دوں گی

اور پھر شاید مرنے کے بعد، کسی اور جہاں میں آپ مجھے مل جائیں۔

ختم شد